معلم السیاست

یعنی

کتاب سیاست مدن بطرز جدید یعنی ترجمہ جان اسٹوارٹ مل صاحب جو تمام ممالک یورپ
مین آج کے دن تک معلم علم سیاست مدن و پولیٹکل اکانمی کے خطاب سے نامزد ہین

جسمین

سیاست مدن اور پولیٹکل اور سول اور کلیات علی الخصوص ریپرزنٹیٹو گورنمنٹ یعنی پنچایتی
گورنمنٹ کی حقیقت اور اسکے لوازم اور شرائط ضروریہ کو بہ تفصیل مدلل بیان کیا ہے

جسکو

عالم باکمال علم انگریزی و عربی و فارسی مولوی ابو الحسن صاحب سابق عہدہ دار سررشتہ تعلیم
حال مترجم انجمن ہند صوبہ اودھ نے انگریزی سے اُردو مین ترجمہ فرمایا واسطے افادہ شائقین
علوم جدیدہ و قدردانان فلسفۂ سیاست کے

جو سابق مین حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر بوفور رغبت خریداران وازدیاد خواہش شائقان
ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگیا تھا اب اصرار قدردانان علم

بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب خواہش طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۳ عیسوی

۶۰۴

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہو جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہو جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہو اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے جو سادے ہین انمین بعض کتب نصائح و اخلاق وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب نصائح و اخلاق حکیمانہ فارسی

گلستان سعدی علیہ الرحمۃ محشی محررہ منشی شمس الدین اعجاز رقم جلی قلم -

گلستان - ایضاً اوسط قلم با تصویر و ٹیٹل رنگین مطبوعہ سنہ ۱۸۸۶ع -

ایضاً مطبوعہ سنہ ۱۸۸۹ع -

گلستان محشی متوسط قلم بمراتب بالا مع فرہنگ -

گلستان محشی خرد -

گلستان مترجم - بترجمہ اردو تحت لفظی

گلستان - جلی قلم اور حواشی کا اردو زبان مین ترجمہ منجانب مطبع نہایت نافع ومفید عام پسند ہوا -

شرح گلستان - از ملا اکرم ملتانی -

شرح گلستان مسمی بریاض رضوان جسکا ترجمہ بھی چھپا ہو -

شرح گلستان - از شیخ ولی محمد اکبرآبادی

شرح گلستان بنام خیابان از شیخ آرزو ف

بہار باران - شرح گلستان - از مولوی غیاث الدین مصنف غیاث اللغات عرف

تضمین گلستان سعدی از ہرگوپال تفتہ

بہار بوستان - شرح ٹیکچند بہار -

گلستان حکیم قاآنی بجواب گلستان سعدی

بہارستان جامی بطرز گلستان سعدی

خارستان - ملا مجد الدین خوافی محشی

جدید ہم پہلوے گلستان سعدی -

معلم السیاست

دیباچہ

جن صاحبون نے میری تصنیفات سابق کو ملاحظہ فرمایا ہے وہ اِس رسالہ مین کوئی نئی بات نہ دیکھینگے کیونکہ اصول تو وہی ہین جنکی اشاعت مین ایک بڑا حصہ میری عمر کا گذرا ہے اور اکثر عملی تجویزین وہ ہین جنکو اور لوگ لکھ چکے ہین یا خود مین بیان کرچکا ہون اِس رسالہ مین نئی بات البتہ یہ کی ہے کہ اُن تجویزون کو یکجا کرکے سلسلہ وار بیان کیا ہے اور اُنکے ثبوت مین جو دلیلین لکھی ہین وہ بھی میرے نزدیک اکثر نئی ہین۔ بہرکیف چند رائین جو اِس رسالہ مین لکھی ہین اگرچہ نئی نہین ہین مگر آج کل اُنکے مقبول خلائق ہونے کا احتمال ایسا ضعیف ہے کہ گویا وہ نئی ہین۔

تاہم اکثر علامات سے علی الخصوص اُن مباحث سے جو چند روز ہوئے ہین کہ پارلیمنٹ کی اصلاح پر ہوئے ہین مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ لبرل اور کنسرویٹو دونون کو اُن پولیٹکل مذاہب کا اعتقاد جاتا رہا ہے جنکا اقرار وہ صرف برائے نام کرتے ہین مگر لطف یہ ہے کہ اُنمین سے کسی فریق نے اُس سے بہتر پولیٹکل مذہب اختیار کرنے کی فکر نہین کی ہے حالانکہ ایسے مذہب کا ہونا ممکن ہے اور اُسکی کیفیت یہ نہین ہے کہ

فریقین کے اختلاف کو رفع کرکے ایک مصالحہ کی صورت نکال لی گئی ہے بلکہ اُسکی صفت یہ ہے کہ وہ اُن دونون مذہبون سے زیادہ جامع و مانع ہے اور اُسکی جامعیت اسکے مقتضی ہے کہ **لبرل یا کنسرویٹو** اُسکو اختیار کرسکتے ہین بغیر اسکے کہ جس چیز کو وہ اپنے خاص مذہب مین عمدہ خیال کرتے ہین اُسکو ترک کر دینا لازم آئے۔ جب اکثر لوگون کو ایسے مذہب کے ہونے کا ایک مبہم خیال ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہین جو بجاے خود خوش ہوتے ہین کہ ہم اُسکو پا گئے ہین تو ہر شخص کو اختیار ہے کہ ایسے مذہب کو قائم کرنے کے لیے جو کچھ اُسکے دل مین آئے یا جو عمدہ باتین وہ اورون کے اقوال مین دیکھے اُنکو بے تکلف معرض تحریر مین لائے فقط

جان اسٹوارٹ مل

اپریل ۱۸۶۱ء

التماس مترجم

اسکا انکار کوئی نہین کرسکتا ہے کہ پولیٹکل سائنس یعنی فن سیاست ہمارے علوم قدیمہ مین موجود ہے - اور سنسکرت مین اُسکو راج نیت اور عربی مین سیاست مُدن کہتے ہین - لیکن اور علوم کیطرح یہ علم بھی ہم لوگون مین صرف براے نام کتابون مین رہ گیا ہے اور پرانے دھرانے اصول اور کلیات سیاست جو کتابون مین لکھے ہین اول تو انکا عملدرآمد ایک معقول محدود طورسے اور قواعد کی پابندی کے ساتھ ہمارے ملک مین کیا کسی ایشیائی ملک مین کبھی نہین ہوا اور اگر شاید کبھی کسی بادشاہ یا راجہ کے عہد مین ہوا ہے تو اُسکے اثر کو زائل ہوے قرن کیسے صدیان گذر گئی ہین - دوسرے یہ کہ اکثر اصول وکلیات سیاست قدیم سلطنت شخصی سے متعلق ہین اور یہ زمانہ سلطنت نوعی کی ترقی کا ہے علی الخصوص وہ ملک جسکا محکوم اور تابع ہمارا ملک ہے سلطنت نوعی کے اصول کا ماخذ اور حصن حصین ہے اور مثل مشہور ہے کہ خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اور اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ انگریزی تعلیم کی ترقی کے ساتھ سلطنت نوعی کے خیالات ہمارے ملک مین شائع ہوتے جاتے ہین اگرچہ بے انتہا اور شدید اختلافات قومی ومذہبی وغیرہ کے سبب سے ہندوستان مین صلاحیت اِس قسم کی سلطنت کی نہین ہے اور صدہا برس تک نہوگی بہرکیف ہم لوگون کو اُن اصول اور قواعد

سیاست سے واقف ہوجانا ضرور ہے جو ممالک یوروپ اور امریکا مین عموماً اور ولایت انگلستان مین خصوصاً جاری ہین اور یہ مقصد اس نایاب کتاب سے بخوبی بر آتا ہے کیونکہ یہ کتاب تمام کلیات سیاست جدیدہ پر حاوی ہے اور اس فن لطیف کے متعلق کوئی مضمون فروگذاشت نہین ہوا ہے مگر اسمین فقط علم سیاست سے بمقابلہ عمل کے بحث کی ہے اور دلائل عقلی سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سلطنت جمہوری یا نوعی پنچایتی گورنمنٹ یا اور جس لفظ سے وہ سلطنت تعبیر کیجاسے جسمین قوم ایک حیثیت سے بادشاہ اور دوسری حیثیت سے رعیت ایکجہت سے حاکم اور دوسری جہت سے محکوم ہو بہترین اقسام سلطنت ہے۔

اِس کتاب کے ترجمہ مین مترجم کو سخت دقتین جدید اصطلاحات انگریزی کے ترجمہ مین پیش آئین کیونکہ یہ فن سیاست ہی ہمارے ملک مین نہین ہے تو اسکے مصطلحات ہماری زبان مین کہان سے آئین اور بندہ اُن مترجمون مین نہین ہے جو غیر متعارف انگریزی الفاظ کو بعینہ اُردو مین نقل کر کے ہماری پیاری زبان کی مٹی خراب کرتے ہین ترجمہ مین راقم کی عادت یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہوتا ہے ہندی کی چندی کرتا ہے۔ تاہم مقام غور و انصاف ہے کہ انگریزی زبان ایک بحر زخار اور دریاے ناپیداکنار اور ہماری اُردو زبان اُسکے مقابل مین ایک کوزہ اور فن سیاست جدید ایک بڑا لا فن پس اس فن کی کتاب کو انگریزی سے اردو مین ترجمہ کرنا گویا لوہے کے چنے چبانا ہے اور ترجمہ بھی ایسا کہ اقل مراتب سمجھ مین تو آجاسے۔ مگر باوجودیکہ حل لغات اور توضیح اصطلاحات انگریزی مین اہتمام بلیغ کیا گیا تاہم اعلام اور اشارات تاریخی سے کیا چارہ تھا وہ بجنسہ نقل کر دیے گئے افسوس ہے مترجم کو افکار دنیوی اور اشغال ضروری سے

اتنی فرصت نہ ملی اور نہ اتنا مصالح بہم پہونچا کہ جن جن واقعات تاریخی کا یوروپ اور امریکا کی تواریخ قدیم اور جدید سے اس کتاب مین حوالہ دیا گیا ہے اُنکو اصل کتب تواریخ مین دیکھکر مفصل اور مسلسل بیان کرتا لکن خیر اگر اس کتاب کی آیندہ نوبت آئی اور سباب ضروری جمع ہوگئے تو انشاء اللہ تعالی یہ نقص آیندہ دفع ہوجائیگا۔

ناظرین بانمکین مین سے جن صاحبون کو سواے شعر شاعری اور داستان وغیرہ یا مذہبی مضامین کے اور کسی قسم کے مضمون کا شوق اور مذاق ہی نہین ہے اُنسے تو مجبوری ہے ورنہ اکثر حضرات جنکو اخبار بینی کی عادت اور کتب بینی کا شوق ہے اور جو اس زمانہ کے رنگ کو سمجھتے ہین یا سمجھنے کی کوشش کرتے ہین اور جس عالی دماغ اور بلند خیال اور زبردست قوم کے ید قدرت مین احکم الحاکمین نے عنان سلطنت ہندوستان دیدی ہے اسکی سوشل اور پولیٹکل حالات یعنی اُسکی طرز معاشرت اور اسلوب سیاست سے واقف ہونا چاہتے ہین اُنکے واسطے یہ رسالہ نہایت دلچسپ اور نافع ہے۔ اور سچ پوچھیے تو آج کل یہ کتاب فی الواقع ایک نعمت عظمی ہے کیونکہ اسکے مضامین کو بامعان نظر دیکھنے سے معلوم ہوجائیگا کہ ہمارے ہندوستانی محبان وطن اور مصلحان ملک کے پولیٹکل خیالات اور تجویزات کیسی ہین اور کہانتک عمل پذیر ہین۔ اور اگر اس سے قطع نظر کیجیے تو بھی ہماری زبان اسکی محتاج ہے کہ اس نرالے فن مین ایسی نایاب کتاب کا ترجمہ ہماری زبان مین شامل کیا جاے کیونکہ ایسے ہی علمی کتابون کے نہونے کی وجہ سے ہماری اُردو زبان دنیا کے وسیع علمی زبانون مین نہین شمار کیجاتی ہے اور جب ہماری مادری زبان مین علوم جدیدہ نہین ہین تو ان علوم کی ترقی ہمارے ملک مین کیونکر ممکن ہے۔

بالآخر عالیجناب معلی القاب نقاد مضامین۔ کشاف رموز قوانین۔ مدبر جلیل محقق نبیل۔ جامع الحسنات الخفی والجلی منشی محمد امتیاز علی صاحب قبلہ مدظلہ العالے وزیر اعظم ریاست بھوپال کے نام نامی اور اسم گرامی سے اس کتاب کو زیب و زینت اور مترجم کو شرف و افتخار بخشا گیا ع گر قبول افتد زہے عز و شرف فقط

الملتمس

اقل الناس سید ابو الحسن مترجم انجمن ہند

مقام لکھنؤ۔ ۱۔ اپریل ۱۸[illegible]ء

معلم السیاست

پہلا باب

اس بیان مین کہ گورنمنٹ یعنی حکومت کے اقسام کہانتک پسند پر موقوف ہین

گورنمنٹ یعنی حکومت کے اقسام کے باب مین جتنے قول ہین اُنمین کم وبیش علامت اُن دو متضاد مسئلون کی جو **پولیٹکل انسٹیٹیوشنس**[1] یعنی آئین سیاست کے متعلق ہین پائی جاتی ہے یا اِس مضمون کو اِن الفاظ سے بیان کرنا بہتر ہے کہ دو متضاد خیال اِس امر کی نسبت کہ **پولیٹکل انسٹیٹیوشنس** کیا چیز ہے۔

---

[1] لفظ انسٹیٹیوشنس کے بہت معانی ہین اور ہر معنی کی تخصیص اُس صفت سے ثابت ہوتی ہے جو اِس لفظ کے پیشتر آتی ہے۔ مثلاً۔ سوشل انسٹیٹیوشنس۔ قومی دستورات مثل شادی بیاہ وغیرہ۔ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنس کالج اسکول یونیورسٹی وغیرہ میڈیکل انسٹیٹیوشنس۔ شفاخانے دواخانے وغیرہ۔ چیریٹیبل انسٹیٹیوشنس۔ خیرات خانے وغیرہ۔ علی ہذا القیاس پولیٹکل انسٹیٹیوشنس۔ آئین و قوانین سیاست جنمین پارلیمنٹ۔ کونسلین۔ انتظامی کمیٹیان اور سب قسم کے ملکی دستورات و محکمجات داخل ہین اِس کتاب مین اکثر مقامات پر اِس لفظ کا ترجمہ آئین سیاست کیا گیا ہے۔ ہر چند یہ ترجمہ اِس لفظ کے جملہ معانی پر حاوی نہین ہے لیکن خیر کچھ مضمون تو اُسکا ادا ہو جاتا ہے اور اِس سے بہتر لفظ اِس معنی مین ہماری زبان مین نہین ہے اور اصل انگریزی الفاظ کو بجنسہ ترجمہ مین بلا ضرورت نقل کر دینا راقم کے نزدیک ہماری زبان کو غارت کرنا اور عموماً اُن ناظرین کو جو انگریزی زبان سے نہین واقف ہین اور جنکی خاطر یہ مشقت شاقہ کی گئی ہے حیران و پریشان کرنا ہے ۱۲ مترجم

بعض آدمیون نے فن سیاست کو محض ایک فن عملی تصور کیا ہے جسمین صرف
عمل واغراض سے بحث کی جاتی ہے اور کسی چیز سے بحث نہین کی جاتی ہے اور
اقسام سلطنت کو دیگر تدبیرات سے مشابہ کیا ہے جو انسانی اغراض کو حاصل کرنے کے
لیے کی جائین اور اُنکو ایک اختراع عقل انسانی کا قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ چونکہ
اقسام سلطنت کا موجد یعنی بنانے والا انسان ہے لہذا اُسکو اختیار ہے کہ اُنکو بنائے
یا نہ بنائے یا جیسا یا جس نمونہ کے موافق چاہے بنائے۔ اس قول کے موافق حکومت
ایک ایسا مسئلہ ہے جسکی تعمیل اور کسی کاروبار دنیا کے مانند ہوسکتی ہے۔ لہذا پیشتر
لازم ہے کہ اُن مقاصد واغراض کی تعریف کی جائے جنکو انجام اور ترقی دینا گورنمنٹون کو
واجب ہے اُسکے بعد تحقیق کیا جاے کہ کس قسم کی گورنمنٹ سب سے زیادہ قابلیت
ان مقاصد کو برلانے کی رکھتی ہے۔ جب ان دونون باتون سے اطمینان ہو جاے
اور یہ دریافت ہو جاے کہ کس قسم کی سلطنت سے سب سے زیادہ نفع اور سب سے
کم نقصان خلائق کا متصور ہے تو اب یہ امر باقی رہیگا کہ جو راے ہماری اس باب مین
بجاے خود قرار پائی ہے اسمین اپنے ہموطنون کا یا اُن لوگون کا جنکے لیے اُس قسم کی حکومت
مطلوب ہے اتفاق حاصل کرین۔ جن محققین فلسفۂ سیاست کا یہ قول ہے اُنکے ذہن مین
ان خیالات نے سلسلہ وار خطور کیا ہے کہ سب سے عمدہ حکومت کیونکر مل سکتی ہے اور
لوگون کو کیونکر یہ سمجھا سکتے ہین کہ سب سے عمدہ حکومت یہی ہے اور جب یہ بات اُنکے
ذہن مین راسخ کر چکین تو اُنکے طبائع کو مشتاق کرنے کی کیا تدبیر ہے کہ وہ اُسی قسم کی
حکومت کے طالب ہون محققین موصوفین ہر قسم کے گورنمنٹ کو ویسا ہی سمجھتے ہین جیسے
ایک دودکش ہل یا غلہ صاف کرنے کی کل۔

اُنکا مخالف ایک اور فرقہ محققین فن سیاست کا ہے جو کسی قسم کی گورنمنٹ کو دُخانی کل سے نہین تشبیہ دیتے ہین بلکہ اُنکو ایک خود رو چیز سمجھتے ہین اور فن سیاست کو گویا ایک شعبہ علم حقائق اشیا کا تصور کرتے ہین اُنکے نزدیک حکومت کے اقسام انسان کی پسند پر ہرگز موقوف نہین ہین - بلکہ جس قسم کی گورنمنٹ قائم ہو جاے اُسمین کسی کو مجال قیل و قال نہین ہے - الغرض اس دوسرے فرقہ کے محققین سیاست کا یہ قول ہے کہ سلطنتین بالارادہ نہین بن سکتین بلکہ خودبخود بنجاتی ہین اور ہمارا کام یہ ہے کہ اُنکے خواص طبیعی کو مانند دیگر امور طبیعی کے دریافت کر کے اُنکے موافق عمل کرین - اُنکے نزدیک ہر قوم کا طرز حکومت اور آئین سیاست اُس قوم کی طبیعت اور اُسکے طرز معاشرت اور عادات اور خواہشون اور ضرورتون سے خودبخود پیدا ہو جاتا ہے نہ یہ کہ اُس قوم نے اُسکو عمدًا اور بالارادہ بنایا ہو - اُسکے ارادہ کو اُسمین کچھہ دخل نہین ہے بجز اسکے کہ جسوقت جیسی ضرورتین پیش آئین ویسی ہی تدبیرون سے رفع کی جائین - اور اگر وہ تدبیرین قومی عادات و اطوار اور قومی خیالات اور خواہشون کے موافق ہوتی ہین تو عمومًا قائم رہتی ہین اور رفتہ رفتہ اور تدبیرین اُنمین شامل ہو جاتی ہین یہانتک کہ اُنکے مجموعہ سے ایک ایسی گورنمنٹ حاصل ہو جاتی ہے جو اُن لوگون کے مناسب حال ہوتی ہے جو اُسکے محکوم ہین لیکن اُس گورنمنٹ کا محکوم اُن لوگون کو کرنا جنکی طبیعت اور جنکے حالات سے وہ خودبخود نہین پیدا ہوئی ہے محض فضول او بیکار رہے --

اگر یہ خیال ہو سکتا کہ جو فرقہ اہل سیاست کا ان دونون مین سے جس قول کو بیان کرتا ہے اُسکا قائل بھی ہے تو یہ طے کرنا مشکل ہوتا کہ اُنمین سے کون قول زیادہ تر مہمل اور خلاف عقل ہے لیکن عمومًا یہ ہے کہ جو لوگ جس اصول کو کبھی مقدمہ متنازع فیہ مین بیان

کرتے ہین وہ اصول اُنکی واقعی راے پر دلالت نہین کرتا ہی کہ اُنکی راے نفس الامر مین
اِس مقدمہ مین کیا ہے۔ کوئی یقین نہین کرتا ہے کہ ہر قوم یا ہر ملک کے لوگ ہر قسم کی
حکومت کو چلا سکتے ہین اور حکومت کو دخانی کل یا اور کسی آلہ سے چاہیے کیسی ہی تشبیہ
دی جاوے لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ آدمی ایک چوبی یا آہنی آلہ کو بھی صرف اِسلیے
نہین پسند کرتا ہے کہ آلہ فی نفسہ سب سے عمدہ ہے۔ بلکہ وہ یہ سوچتا ہے کہ آیا میرے پاس
اور لوازم بھی ہین جنکے موجود ہونے پر اِس آلہ سے مستفید ہونا موقوف ہے علی الخصوص
یہ خیال کرتا ہے کہ جن لوگون کو اِس آلہ سے کام کرنا پڑیگا آیا وہ اتنا علم و ہنر بھی
رکھتے ہین کہ اِس سے کام کرسکین۔ برخلاف اِسکے جو لوگ اقسام حکومت کی ایسی تعریف
بیان کرتے ہین کہ گویا وہ ذی روح یا جاندار چیزین ہین جنکے بنانے بگاڑنے کا اختیار
انسان کو نہین ہے اُنکے دلائل سے بھی اُنکا دعویٰ نہین ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ لوگ جنکو
فرقہ جبریہ کہنا بجا ہے یہ نہین کہتے ہین کہ آدمی جس قسم کی گورنمنٹ کا محکوم بننا چاہے اُسمین
بالکل بے اختیار ہے۔ ورنہ یہ دعوی کرتے ہین کہ مختلف اقسام حکومت سے جو نتائج
پیدا ہوتے ہین اُنکے سوچنے پہ امر موقوف نہین ہے کہ اُنمین سے کس قسم کی حکومت
پسند کیجاے۔ لیکن خیر۔ اگرچہ اُنمین سے ہر ایک فرقہ دوسرے کے مقابل مین اپنی
راے کو بڑے مبالغہ سے بیان کرتا ہے۔ اور کوئی فرقہ اُنمین سے کسی مسئلہ کا بعینہ اور
بلا کم و کاست قائل نہین ہے تاہم اِن دونون مسئلون مین اُتنا ہی تفاوت ہے جتنا
دو آدمیون کے طرز تخیل مین فرق ہوتا ہے اور اگرچہ ظاہر ہے کہ اُنمین سے کسی کا قول
کاملاً صحیح نہین ہے لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ اُنمین سے کوئی قول قاطبتہً غلط بھی نہین ہے۔ لہذا
ہملوگ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اِن دونون کی تہ تک پہونچ جائین اور جسمین جتنی سچا

سچی بات ہو اُسکو اختیار کرلین-

پس اولاً یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پولٹیکل انسٹیٹیوشنس انسان کے ساخت مین یا (اگرچہ بعض اوقات اس قضیہ سے چشم پوشی کی جاتی ہے) یعنی انکا اصل اور یا خند انسان ہے اور انکا وجود بتمامہ انسان کے ارادہ اور مرضی کا تابع ہے وہ انسان کو بنے بنائے نہین مل گئے بلکہ انسان نے انکو بنایا ہے- وہ مثل درختون کے نہین ہین جنکو آدمی ایک دفعہ بو دیتا ہے پھر وہ خودبخود اُگتے چلے آتے ہین بلکہ اپنے وجود کے ہر درجہ مین وہ انسان کا فعل اختیاری ہے یعنی جیسا اُنکو انسان بنا دیتا ہے ویسا ہی بنجاتے ہین لہذا مثل تمام چیزون کے جنکو انسان بناتا ہے پولٹیکل انسٹیٹیوشنس اچھی بھی بنتی ہین اور بُری بھی بنتی ہین اُنکے بنانے مین عقل اور ہنر کو دخل دیا جاتا ہے یا اِسکے بالعکس ہوتا ہے-

پھر ملاحظہ کیجیے کہ اگر کوئی قوم خود پہلوتہی کرکے یا موانع خارجی کی وجہ سے اپنے لیے ایک باقاعدہ حکومت اسطور سے نہ بنائے کہ جب کوئی خرابی پیدا ہوسکی وقت اُسکی اصلاح کرسکے یا جون جون اُس قوم کی قوت زیادہ ہوتی جائے اُس خرابی کو دفع کرنے کی تدبیر کرتی جائے تو ایسی حالت مین ملکی ترقی کے رُک رہنے سے بیشک اُس قوم کا نقصان عظیم ہوگا مگر اِس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ جو چیز دوسری قوم کے حق مین مفید ہوئی ہے وہ اُس قوم کو نافع نہوئی اور جب وہ قوم اُسکو اختیار کرلیگی تب بھی اُسکو سودمند نہوگی-

لیکن برخلاف اِسکے یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حکومت کی کل یا آلات حکومت خودبخود کام نہین کرتے- بلکہ یہ کل بیشتر جیسی بنائی جاتی ہے ویسے ہی آدمی اُسکو

چلاتے ہین حتی کہ معمولی لیاقت کے آدمی بھی اُس سے کام لیتے ہین - اس کل کو صرف اُنکے قبول کر لینے کی ضرورت نہین ہے بلکہ اُنکی قرار واقعی شرکت کی محتاج ہے اور اس کل کے چلانے کے لیے جو لوگ مل سکین اُنھین کی استعداد اور لیاقت اور اوصاف کے موافق اُسکو بنا لینا چاہیے - اِس سے تین شرطین نکلتی ہین - اول یہ کہ جس قوم کے لیے کسی قسم خاص کی حکومت مطلوب ہے وہ اُسکو برضا و رغبت قبول کر لے یا اقل مراتب اتنا تو ضرور ہے کہ اُس سے ایسی بیزار نہو کہ اُسکے انسداد کی تدبیر کرے یعنی کوئی ایسا اشتغلہ چھوڑ دے کہ ویسی حکومت قائم ہی نہو سکے دوم یہ کہ وہ لوگ اُن امور کو بجا لانے کی قابلیت اور آمادگی رکھتے ہون جنپر ایسی حکومت کے مقاصد کی تکمیل موقوف ہو اور جو اُسکے بقا اور قیام کو لازم ہون - یعنی ایسی حکومت کو باقی رکھنے کے لیے یا اُسکے مقاصد کی تکمیل کے واسطے جو باتین کرنی یا نہ کرنی چاہیین اُنکے کرنے یا نہ کرنے کی قابلیت رکھتے ہون اور ایسی حکومت مین بڑا وصف یہی ہے کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کی لیاقت رکھتی ہو -

انھین سے کسی شرط کے فوت ہونے سے ہر قسم کی حکومت چاہیے کیسی ہی فائدہ کی امید اُس سے ہو اُس خاص صورت مین نامناسب ہو جاتی ہے -

حکومت کا مانع اول یعنی کسی قوم کا کسی قسم خاص کی حکومت سے بیزار ہونا شرح و بیان کا محتاج نہین ہے کیونکہ یہ ہمیشہ وقوع مین آتا ہے اور اسکی بہت سی مثالین موجود ہین - مثلاً امریکائی شمالی کی وحشی قومین ایک باقاعدہ اور شائستہ حکومت کے قیود کو ہرگز نہ قبول کرینگی تاوقتیکہ اُنسے زبردستی نہ قبول کرائی جائین - یہی قول کسی قدر خفت کے ساتھ اُن وحشی قومون پر بھی صادق آتا ہے جو سلطنت قاہرہ رومتہ الکبریٰ

یعنی روم قدیم پر مسلط ہو گئی تھین۔ صدہا برس کے بعد جب زمانے کا رنگ بالکل بدل گیا تب اُن وحشی قومون نے خود اپنے پیشواؤن اور سردارون کی باقاعدہ اطاعت قبول کی۔ بعض قومین ایسی بھی ہین جو اپنی رضا و رغبت سے کسی حکومت کی محکوم نہین بنتین بجز چند خاص خاندانون کے جنکو یہ شرف حاصل ہے کہ زمانہ سلف سے حکام وقت اور رؤسا ر قوم اُنھین خاندانون کے لوگ ہوتے چلے آئے ہین۔ بعض قومین سلطنت شخصی کی متحمل نہین ہین الا اُس صورت مین کہ کوئی غیر قوم آکر اُنکے ملک کو فتح کرلے۔ علی ہذا القیاس بعض قومین سلطنت جمہوری سے بیزار ہین اور بعض اوقات تو اُنکی نفرت اور بیزاری ایسی شدید ہوتی ہے کہ اُنمین سے کسی قسم کی سلطنت کا قائم ہونا محال ہوجاتا ہے۔

ایسی صورتین بھی موجود ہین جنمین ایک قوم کسی قسم خاص کی حکومت سے بیزار تو نہین ہے بلکہ شاید اُسکی خواہان اور جویا ہے مگر اُسکے شرائط کی تکمیل کی قابلیت یا مرضی نہین رکھتی ہے۔ بلکہ اُن شرائط کی تعمیل کی بھی لیاقت نہین رکھتی ہے جو اُس قسم کی حکومت کو صرف برائے نام قائم رکھنے کے لیے ضرور ہین۔ مثلاً کوئی قوم ایک آزادمنش حکومت کو پسند کرے لیکن اگر اپنی کاہل الوجودی یا کم توجہی اور بے اعتنائی یا نامردی کے سبب سے یا رفاہ عام کی خواہش نہونے کی وجہ سے اُس قوم سے وہ کوششین نہوسکین جنپر ایسی حکومت کا بقا موقوف ہے یعنی مثلاً جب اُس حکومت پر کوئی حملہ کرے تو وہ قوم اُسکی حمایت مین جدال و قتال پر آمادہ نہو۔ یا کوئی ذات شریف بہ لطائف الحیل اُس قوم کو اُس حکومت سے بیزار کردے۔ یا آناًفاناً بدل یا خائف و ترسان یا کسی شخص کی محبت مین پرجوش ہو کر وہ قوم اپنی آزادیون کو

کسی بڑے آدمی کی نذر کردے یا اُسکو ایسے اختیارات دے دے جسکے باعث سے وہ بڑا آدمی اُس قوم کے انسٹیٹیوشنس یعنی آئین سیاست کو منقلب کر دے۔ تو این سب صورتون مین وہ قوم کم وبیش آزادی کے قابل نہین ہے۔ اور اگرچہ ایک مدت قلیل تک آزاد رہنے سے اُسکو کچھ فائدہ ہو لیکن غالباً عرصۂ دراز تک اُسکو آزادی نہ حاصل رہیگی۔ پھر ملاحظہ کیجیے کہ ممکن ہے کہ کوئی قوم کسی قسم خاص کی حکومت کے فرائض بجا لانے کی قابلیت یا مرضی نہ رکھتی ہو۔ مثلاً ایک جاہل اور کندۂ ناتراش قوم مہذب سوسایٹی یعنی شائستہ طرز معاشرت اور طریق تمدن کے فوائد سے آگاہ تو ہو لیکن اپنے نفس کو روکنا اور قصور و خطا سے درگذر کرنا جیسا کہ ایک مہذب طرز معاشرت اور شائستہ طریق تمدن کا مقتضی ہے اسکی قابلیت نہ رکھتی ہو یعنی اُسکی خواہشہاے نفسانی نہایت تیز اور تند ہون یا وہ قوم ایسی سرکش اور آتش مزاج ہو کہ اپنے نفس کو مطلقاً ضبط نہ کر سکے اور اپنے واقعی یا فرضی اضرار اور نقصانات کی تلافی اور انتقام کو قانون پر محول نہ کر سکے تو ایسی حالت مین ایک مہذب و شائستہ گورنمنٹ سے ایسی قوم کو فائدہ اُسوقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ گورنمنٹ خودسر اور مطلق العنان ہو یعنی ایسی گورنمنٹ ہو جسپر خود وہ قوم کچھ اختیار نہ رکھتی ہو اور جو اُس قوم کے افعال کو جبریہ قیود سے مقید کر دے۔ علیٰ ہذا القیاس جو قوم شریرون اور مفسدون کو دور کرنے مین قانون کی حمایت اور حکام وقت کی نصرت نہ کرے اُسکو بھی اس قابل نہ سمجھنا چاہیے کہ ایک محدود اور مفید آزادی سے زیادہ کی مستحق ہے۔

مثلاً کوئی قوم مجرمون کو گرفتار کرانے کے بدلے اُنکو پناہ دے یا ہندوون کی طرح دروغ حلفی کی مرتکب ہو کر جس شخص نے اُسکا مال چرایا ہے اُسکی جان بچائے یا ان خوف

کہ مبادا ہمکو سخت زحمت اُٹھانی پڑے اور اگر اسکے خلاف ہم گواہی دین تو مبادا یہ شخص ہمارا دشمن ہو جاوے اور انتقام لے - یا کوئی قوم ایسی بے پروا ہو (جیسی چند مدت گذری ہے کہ بعض اقوام یورپ کی کیفیت تھی) کہ کوئی شخص شارع عام مین کسی کو چھری مارے تو لوگ اپنا منھ موڑ کر چلے جائین اور یہ خیال کرین کہ ایسے معاملہ مین دخل دینا پولیس کا کام ہے ہمین اس سے کیا مطلب ہمکو تو کسی نے چھری نہین ماری ہے یا جو لوگ پھانسی کے نام سے بیزار ہون مگر خون ناحق کی کچھ پروا نہ کرین - الغرض ایسی سب قومون کی تنبیہ و تادیب کے لیے ضرور ہے کہ حکام وقت کو انسداد جرائم کے اختیارات بہت سخت دیے جائین کیونکہ مہذب طرز معاشرت کے ارکان اولیہ اور لوازم ضروریہ اسی پر موقوف ہین - جب ایسی لائق افسوس حالت اُس قوم کے خیالات کی ہو جو وحشیانہ طریقۂ زندگانی کو ترک کر چکی ہو تو بیشک یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اسکا نتیجہ ہے کہ پیشتر جس حکومت کی محکوم یہ قوم تھی وہ ایسی خراب تھی کہ اُسکے اثر سے یہ قوم قانون کو یہ سمجھنے لگی کہ ہمارے فائدہ کے لیے نہین بلکہ اور اغراض سے بنایا گیا ہے اور واضعان و منتظمان قانون کو اُن لوگون سے بھی زیادہ اپنا دشمن سمجھنے لگی جو علانیہ اور دیدہ و دانستہ قانون کے خلاف ورزی کرتے ہین - لیکن جن لوگون مین خراب حکومت کے اثر سے ایسی عادتین پیدا ہو گئی ہین اگرچہ وہ خود لائق الزام نہین ہین اور اگرچہ ایسی عادتین عمدہ حکومت کے اثر نیک سے دفع ہو سکتی ہین تاہم جب تک یہ عادتین اُس قوم مین باقی رہین اُس وقت تک اُس پر ایسی آسانی سے اور بغیر عمل مین لانے کسی اختیار شدید کے حکومت نہین ہو سکتی جیسے اُن لوگون پر ہو سکتی ہے جو قانون کی رفاقت اور ہمدردی کرتے ہین اور جو قانون کو

نافذ کرنے مین حکام کی اعانت قرار واقعی کرتے ہین - علیٰ ہذا القیاس جب اکثر انتخاب کنندگان کو اپنے اوپر خود حکومت کرنے کی اتنی پروا نہو کہ ممبران پارلیمنٹ کے انتخاب مین اپنا ووٹ یعنی رائے سمجھ بوجھ کر دین یا اگر وہ اپنا ووٹ دین تو عام فائدہ کے خیال سے نہ دین بلکہ اپنے ووٹ کو روپیہ کے معاوضہ مین فروخت کرین یا کوئی شخص جسکے قابو مین وہ ہون یا جسکو خوش کرنا چند ذاتی وجوہ سے اُنکو منظور ہو اُسکی خاطر سے اپنا ووٹ دین تو ایسی حالت مین پنچایتی گورنمنٹ اور اُسکے لوازم سے کچھ فائدہ نہوگا بلکہ وہ ظلم وجور اور مفسدہ پردازی کا ذریعہ ہو جائیگا - جب عام انتخاب اسطور سے عمل مین لایا جاے تو بدعملی کا مانع نہوگا بلکہ اُسکا معین ہوگا - علاوہ ان اخلاقی موانع کے بہت سی مصنوعی دقتین ہر قسم کی حکومت مین پیش آتی ہین جو اسکو چلنے نہین دیتین اگلے زمانہ مین اگرچہ خاص خاص اشخاص اور خاص خاص مقامات مین آزادی بہت پائی جاتی تھی لیکن باقاعدہ حکومت جمہوری جسکا نام ہے وہ ایک ہی آدھ شہر کی حدود کے اندر محدود رہتی تھی اور اسکا سبب یہ تھا کہ راے جمہور کو قائم اور شائع کرنے کے ذریعے مفقود تھے بجز چند خاص خاص مقامات کے جہان لوگ جمع ہوکر امور رفاہ عام پر بحث کرتے تھے - عموماً خیال کیا گیا ہے کہ پنچایتی گورنمنٹ کا طریقہ جاری ہونے سے یہ مانع رفع ہوگیا ہے مگر اسکا بالکل رفع ہونا اخبارون کے ہونے پر موقوف ہے جو آج کل وہ کام دیتے ہین جو کام کسی زمانہ مین فوُرم اور نکس روم قدیم کی سلطنت مین کرتا تھا -

بعض تمدنی حالتین ایسی بھی گذری ہین جنمین ایک وسیع سلطنت شخصی نہین قائم رہ سکی بلکہ چھوٹی چھوٹی ریاستون مین منقسم ہوگئی جو بجاے خود آزاد اور خودسر تھین یا کسی مشترک بادشاہ کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے کچھ خفیف سا تعلق رکھتی تھین اسکا سبب یہ تھا

کہ اسباب اور آلات حکومت ایسے کمل نہ تھے کہ جو صوبے دارالسلطنت سے دور تھے انمین بادشاہ کے احکام نافذ ہوسکتے۔ بلکہ فوج پر بھی اُسکا کچھ دباؤ نہ تھا صرف اُسکی نمک حلالی پر بھروسا تھا اور نہ کوئی ایسا ذریعہ تھا جس سے رعایا سے اتنا ٹیکس لیاجاتا جو اسیلیے ضرور ہے کہ ایک مملکت وسیع مین حاکم وقت کی اطاعت پر رعایا مجبور کیجاے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ایسی صورتون مین موانع حکومت زیادہ ہونگے یا کم۔ ممکن ہے کہ موانع حکومت اس کثرت سے ہون کہ کار حکومت بہت بُرے طورسے انجام پائے گو حکومت کے وجود مین خلل نہ پڑے اور نہ اُسکی حالت ایسی ابتر ہوجائے کہ اُسپر دوسری قسم کی حکومت کو ترجیح ہوسکے۔ یہ آخرالذکر مسئلہ اُس امر کی تحقیق پر موقوف ہے جو ابتک ہمارے معرض تحقیق مین نہین آیا ہے وہ امر یہ ہے کہ مختلف اقسام حکومت کتنی صلاحیت ترقی بخشنے کی رکھتے ہین۔

سابق مین بیان کیا گیا کہ اقسام حکومت کا محکومین کے مناسب حال ہونا تین ضروری شرطون پر موقوف ہے پس جو لوگ اِسکے قائل ہین کہ اقسام حکومت انسان کے افعال اختیاری نہین ہین یعنی اُسکے ارادہ سے نہین پیدا ہوئے ہین اگر اُنکی یہ مراد ہے کہ ان تینون شرطون کا پایا جانا ضرور ہے یا اگر اُنکا صرف یہ مطلب ہے کہ کسی قسم کی حکومت نہین قائم رہ سکتی تاوقتیکہ اُسمین پہلی اور دوسری شرط نہ پائی جاے اور تاوقتیکہ تیسری شرط بھی بکثرت نہ موجود ہو تو اُنکا قول جب ان قیود سے مقید ہو تب لاکلام صحیح ہے اور لائق بحث نہین ہے۔ لکن اگر اس سے زیادہ کوئی بات اُنکو مقصود ہے تو میرے نزدیک وہ لائق تسلیم نہین ہے۔ اُنکا یہ قول ہے کہ آئین سیاست کو ضرور ہے کہ ایک تاریخی بنا پر مبنی ہو اور قومی عادات اور رسم ورواج وغیرہ کے موافق ہو۔ اس قول کے اگر کچھ معنی ہین تو یہی ہین جو ہمنے بیان کیے ورنہ اسکے کچھ معنی نہین ہین۔ ایسے ایسے

فقرون مین خیال خام بہت پایا جاتا ہے جو ادراک صحیح اور عقل سلیم کے دائرہ سے باہر ہے
عملاً غور کیجیے تو آئین سیاست کے یہ لوازم جو بیان کیے گئے ہین صرف ان تینون شرطون کی
تعمیل کی آسانی کا ذریعہ ہے۔ جب کسی قوم کی رائین اور مذاق طبیعت اور عادتین اس
قسم کی ہون کہ ایک یا چند آئین سیاست اُس قوم مین بآسانی جاری اور شائع ہو سکین
تو وہ قوم اُسکو بآسانی قبول کریگی بلکہ جن امور پر اُس آئین کا بقا اور اس سے نہایت
عمدہ نتائج کا پیدا ہونا موقوف ہے اُنکو بھی وہ قوم آسانی سے سیکھ لیگی اور ابتدا ہی سے
عمل مین لائیگی۔ جب ایسی عادتین اور ایسے خیالات پیشتر ہی سے موجود ہون اور
مقنن اُنکا لحاظ کامل کرکے قانون نہ بنائے تو یہ اُسکی بڑی غلطی ہے۔ برخلاف اسکے
ان امور کو جو صرف معین اور مؤید ہین لوازم ضروری اور شرائط لابدی قرار دینا مبالغہ ہے
جس بات کی عادت لوگون کو پیشتر سے ہوتی ہے اُسکو کرنے پر آسانی سے رضی ہو جاتے ہین
اور آسانی سے کر لیتے ہین لیکن نئی باتین کرنا بھی آسانی سے سیکھ لیتے ہین واقف ہو جانا شرط ہے
اور جب آدمی کسی چیز کی مزاولت کرے تو اُس سے واقف ہو جاتا ہے گو پیشتر اُس سے
ناواقف تھا۔ بہت سی مثالین اسکی موجود ہین کہ جن امور کی آزمایش نہین کی ہے اُنھین پر
لوگ جان دیتے ہین۔ یہ امر کہ کوئی قوم نئی باتین کرنے اور اپنے تئین جدید حالات کے
موافق بنا لینے کی کتنی قابلیت رکھتی ہے فی نفسہ اس بحث کا جزو اعظم ہے یہ ایسی صفت ہے
جو مختلف قومون اور مختلف درجے کی تہذیب و شایستگی مین مختلف مقدار سے پائی جاتی ہے
اسکا کوئی عام قاعدہ نہین مقرر ہو سکتا کہ کوئی خاص قوم کسی قسم خاص کی حکومت کے
شرائط کی تکمیل کی کس قدر قابلیت رکھتی ہے۔ یہ امر صرف اُس خاص قوم کے حالات کے
علم اور عام عملی تجربہ اور دانائی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ایک اور امر بھی ہے

جسکا

جس سے چشم پوشی نہ کرنی چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی قوم عمدہ آئین سیاست کے قابل ہو لیکن ایسے آئین کے لیے اُسکو تیار کرنا اسپر موقوف ہے کہ اُسکے دل مین اُسکی خواہش پیدا کیجاے کسی قوم کو کسی قسم کی حکومت کی ترغیب دینے اور رغبت دلانے بلکہ اُس سے حکومت کا کام لینے کی بھی تدبیر اِس سے بہتر نہین ہے کہ اِس قسم خاص کی حکومت کی تعریف اور توصیف اور اُسکے فوائد اُسکے سامنے خوب زور و شور سے بیان کیے جائین۔ مثلاً ہم پوچھتے ہین کہ گذشتہ اور موجودہ نسل مین اطالیہ کے محبان وطن نے وہان کے لوگون کو آزادی اور باہمی اتفاق پر کیونکر آمادہ کیا بجز اسکے کہ اُنکو ان چیزون کا طالب ہونے کی ترغیب دی۔ لیکن جو لوگ ایسا کار دشوار اختیار کرین اُنکو ضرور ہے کہ نہ صرف اُس حکومت کے فوائد سے کماحقہ آگاہ ہون جسکی ترغیب وہ عوام الناس کو دیتے ہین بلکہ اُس حکومت کا کام چلانے کے لیے جو اخلاقی اور عقلی اور عملی لیاقتین درکار ہین اُنسے بھی خوب واقف ہون اور حتے الامکان وہ ایسی خواہش لوگون کے دل مین نہ پیدا کرین جو اُنکی لیاقت سے بہت بڑھی ہوئی ہو۔

جو کچھ سابق مین بیان کیا گیا اُس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب حکومت کے اقسام اور اُسکے لوازم اُن تین شرطون سے مشروط ہون جو سابق مین کرر بیان کی گئین تو اُنکو انسان کا فعل اختیاری سمجھنا چاہیے سب سے عمدہ قسم کی حکومت کا مفہوم ذہنی تحقیق کرنا خبط نہین ہے (جیسا بعض لوگون کا قول ہے) بلکہ ایک نہایت مفید شغل عقل سلیم کا ہے اور کسی ملک مین ایسا عمدہ آئین حکومت جاری کرنا جو اُس ملک کی لیاقت موجودہ کا لحاظ کرکے ہرسہ شرائط متذکرۂ بالا کی کسی قدر تکمیل کرنے کے قابل ہو ایک نہایت معقول فعل ہے اور عملی کوشش کے قابل ہے۔ امور سلطنت مین انسان کی مرضی اور مصلحت کو

جو دخل ہے اُسکی توہین وتنقیص جتنی کیجاے اُتنی ہی توہین وتنقیص اور امور کی بھی ہوتی ہے
جنمین انسان کی مرضی اور مصلحت کو دخل ہے انسان کی طاقت جملہ امور مین بالکل
محدود ومحصور ہے۔ اگر وہ کام کرسکتی ہے تو ایک یا چند قوائے طبیعی یعنی قدرتی قوتون کے
ذریعہ سے کام کرسکتی ہے۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ جن قدرتی قوتون سے انسان
کام لینا منظور رہے وہ موجود ہون اور وہ قوتین ہمیشہ اپنے ہی قانون کے موافق کام
کرینگی۔ مثلاً دریا کے دھارے کو پھیر دینا بشر کی طاقت سے باہر ہے لیکن اس سے
یہ نہین لازم آتا کہ پنچکیان انسان کی بنائی ہوئی نہین ہین بلکہ خدا کی قدرت سے پیدا
ہوگئی ہین۔ جیسا علم جرثقیل مین ہے ویسا ہی فن سیاست مین بھی یہ قاعدہ ہے کہ جو
قوت کل کو چلایا کرتی ہے اسکو کل کے باہر تلاش کرنا چاہیے اور اگر وہ قوت نہ معلوم
یا جن موانع کا احتمال قوی ہے اُنکے دفع کرنے کو کافی نہو تو وہ کل بیکار ہوجائیگی۔ سیکچھ
فن سیاست ہی پر نہین موقوف ہے کیونکہ یہ فن بھی اُنھین حدود سے محدود اور اُنھین
قیود سے مقید ہے جنسے اور فنون محدود ومقید ہین۔

اس مقام پر ایک اور اعتراض وارد ہوتا ہے یا یہ کہیے کہ اعتراض تو وہی ہے
مگر اُسکی صورت بدلی ہوئی ہے۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ جن قوتون پر بڑے بڑے پولیٹکل امور
موقوف ہین وہ ارباب سیاست یا فلاسفہ کے اختیار سے باہر ہین۔ اور یہ کہا گیا ہے
کہ ہر ملک کی حکومت تمام اعتبارات ضروری سے اس امر پر موقوف ہے کہ تمدنی قوت کی اجزا کی
تقسیم کے لحاظ سے اس ملک کی کیا حالت ہے۔ جو چیز سب سے زیادہ تمدنی قوت رکھتی ہو وہی اختیارات
حکومت حاصل کریگی۔ اور طرز حکومت مین کوئی تغیر تبدل دیر تک نہین باقی رہ سکتا تاوقتیکہ تمدنی
قوت مین پیشتر کمی وبیشی نہوئی ہو۔ اس سے لازم آتا ہے کہ کوئی قوم اپنے لیے آپ کسی قسم کی حکومت نہین

پسند کر سکتی - البتہ حکومت کے جزئیات اور اُسکی عملی ترکیب کو پسند کر سکتی ہے لیکن جو چیز مجموعی حکومت کی جان و روح ہے یعنی حکومت الکل فی الکل کا حامل (بادشاہ ہو یا پارلیمنٹ یا کوئی اور چیز) اُسکا مقرر ہونا تمدنی حالات پر موقوف ہے -

مین خود تسلیم کرتا ہون کہ یہ قول کسی قدر تو ضرور صحیح ہے لیکن اس سے کچھ فائدہ نہین ہو سکتا تاوقتیکہ یہ صاف صاف اور محدود طور سے نہ بیان کیا جاے - یہ جو کہا گیا ہے کہ جو چیز سب سے زیادہ تمدنی قوت رکھتی ہے وہی سب سے زیادہ طاقت حکومت مین بھی رکھے گی تو ہم پوچھتے ہین کہ یہان قوت یا طاقت سے کیا مراد ہے - اِس سے محض قوت بدنی تو نہین مراد ہو سکتی ورنہ خالص حکومت جمہوری ہی ممکن الوجود ہو اور سب اقسام حکومت محال ہو جائین - محض قوت بدنی مین دو اور جز شامل کر دیجیے یعنی عقل اور مال تو بھی بات کے قریب پہونچ جائیے گا لیکن اُس تک نہ پہونچیے گا - اکثر ایسا ہوا ہے کہ کثیر کو قلیل دبائے رہتے ہین بلکہ یہی دیکھا ہے کہ کثیر صاحب علم و مال ہین تاہم قلیل جو اُنسے علم اور دولت دونون مین کم ہین زبردستی سے یا دوسرے طور سے اُنکو اپنا محکوم اور تابع بنائے ہوئے ہین (کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ) ان مختلف ارکان قوت کو سیاست کے اختیارات بخشنا اسپر موقوف ہے کہ یہ سب مرتب کر لیے جائین اور انکی ترتیب سے جو فائدہ ہے وہ لا محالا اُنھین لوگون کو حاصل ہو گا جو صاحب حکومت ہین - جو فریق اور سب ارکان قوت کے لحاظ سے ضعیف ہو ممکن ہے کہ وہ اُسوقت غالب آجاے جب حکومت کے اختیارات اُسکو حاصل ہو جائین اور صرف اسی وجہ سے اُسکو مدت تک غلبہ حاصل ہے - لیکن اسمین شک نہین ہے کہ جب حکومت کی یہ کیفیت ہو تو اسکا مرکز ثقل باصطلاح علم جر ثقیل ایک تزلزل کی حالت مین رہیگا جیسے کسی چیز کا پتلا سرا باندھکر اُسکو لٹکا دیجیے جب اُسکو ذرا سی بھی ٹھوکر لگے گی تو اپنی حالت سابقہ سے دور

ہوتی جائیگی نہ یہ کہ اسکی طرف عود کرتی جاے۔

لکن حکومت کا مسئلہ جس عنوان سے سابق مین بیان کیا گیا اسپر اس سے بھی قوی تر اعتراضات وارد ہوتے ہین جس تمدنی قوت مین یہ استعداد ہے کہ اختیارات سیاسی حاصل کرسکتی ہے وہ قوت انفعالیہ نہین ہے بلکہ قوت فاعلیہ ہے یعنی وہ قوت جو عرض فعل مین آتی ہے اور ایسی قوت موجودہ مجموعی کا صرف ایک جز خفیف ہوتی ہے۔ اصول سیاست کے اعتبار سے دیکھیے تو قوت مطلقہ کا جزو اعظم انسان کی مرضی مین جو ہے پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ ارکان حکومت کا اندازہ کرنے مین کوئی ایسی چیز فروگذاشت کیجاے جو انسان کی مرضی پر مؤثر ہے۔ یہ خیال کرنا کہ جن لوگون کو تمدنی قوت حاصل ہو آخرالامر حکومت کی قوت بھی اُنھین کو حاصل ہوجاتی ہے اور جب یہ ہوا تو پھر اس سے کیا حاصل ہے کہ راے جمہور پر ایسا اثر ڈالاجاے کہ وہ طرز حکومت تک پہونچے اس امر سے چشم پوشی کرنا ہے کہ راے جمہور فی نفسہ ایک بڑی شدید تمدنی قوت ہے۔ وہ ایک شخص جو اہل الراے ہو اُن ننانوے آدمیون کے برابر ہے جو اہل غرض ہون مگر صاحب راے نہون۔ وہ لوگ جو عوام الناس کے ذہن مین یہ امر راسخ کرسکین کہ ایک قسم خاص کی حکومت یا اور کوئی تمدنی امر لائق ترجیح ہے گویا محرک اور بانی اس امر کے ہوے کہ تمدنی قوتون کو اُس قسم خاص کی حکومت کا طرفدار بنالیا۔

اسکی مثال یہ ہے کہ جس روز حواریین کے تابعین مین سے ایک شخص اور تسلیم یعنی بیت المقدس مین کفار ناہنجار کے ہاتھ سے سنگسار ہوکر درجہ شہادت پر فائز ہوا لکن ایک حواری[۱] جو آخر کو یونان اور روم قدیم مین جاکر حضرت مسیح کا نائب اعظم رسول بنا

---

[۱] شاید اس سے پولوس حواری مراد ہے۔

اُس شہید راہ خدا کے سنگسار ہونے پر راضی ہو گئے تو کون شخص یہ گمان کر سکتا کہ جو صاحب سنگسار ہو کر شہید ہوئے اُنھین کا فریق اُسوقت خاص اور اُس مقام خاص پر سب سے قوی تر تمدنی قوت تھی؟ لکن ہم پوچھتے ہین کہ کیا اس واقعہ سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ وہ فریق فی الواقع ایسا ہی تھا؟ اسکا سبب صرف یہ ہے کہ جتنے اہل مذہب اُس زمانہ مین موجود تھے اُنھین سب سے زیادہ راسخ الاعتقاد وہی فریق تھا۔ راسخ الاعتقاد ہونے ہی کی وجہ سے شہر وٹمبرگ کا ایک راہب۱ اُس مجلس علما و سلاطین مین جو مقام ورمس مین جمع ہوئے تھے شہنشاہ چارلس پنجم اور سب بادشاہون سے جو اُس محفل مین جمع تھے قوی تر تمدنی قوت مین ہو گیا مگر شاید کوئی یہ کہے کہ یہ مثالین ایسی ہین جنمین مذہب کو دخل ہے اور مذہبی اعتقادات ایک خاص قوت رکھتے ہین۔ خیر۔ اب ہم ایسی مثال لکھتے ہین جو بالکل سیاست سے متعلق ہے اور جسمین مذہب کو اگر کچھ دخل ہے تو اُس جانب ہے جو مغلوب ہوے اگر کوئی شخص اس دعوے کی دلیل چاہے کہ معقول محض یا علم بے عمل تمدنی قوت کا ایک جزو اعظم ہے تو ہم اُسکو وہ زمانہ یاد دلاتے ہین جبکہ یورپ مین تقریباً کوئی ایسا ملک نہ تھا جسمین ایک فیاض اور مصلح بادشاہ اور سب سے عجیب تر یہ ہے کہ ایک آزاد منش اور اصلاح پسند پوپ حکمران نہ رہا ہو مثلاً فرڈرک اعظم شہنشاہ جرمنی یا ملکہ کیتھرائن ثانی فرمان رواے روس یا جوزیف ثانی شہنشاہ آسٹریا یا پیٹرلیوپولڈ یا پوپ بنڈکٹ چہاردہم یا گنگانلی یا پومبل یا ارنڈا۔ یہ سب بادشاہان یورپ اور پوپ وغیرہ کیسے فیاض اور مصلح خلائق تھے۔ حتیٰ کہ نیپلس کے امراے بوربون بھی انھین صفتون سے موصوف تھے اور امراے فرانس کے دماغ مین بھی وہ خیالات بھرے ہوئے تھے

---

۱ شاید اس سے لیوتھر رفارمر مراد ہو۔

جبکا اُنھون نے بڑا خمیازہ اُٹھایا - اِس سے زیادہ قطعی کون مثال اِس امر کی ہوگی
کہ محض قوت بدنی اور صرف دولت وحشمت مجموع قوت تمدنی کا مصداق ہرگز نہین ہوسکتی
سلطنت برطانیہ مین اور اور سلطنتون مین بھی حبشی غلامون اور کنیزون کی خرید وفروخت اگر
موقوف ہوئی ہے تو اِس سبب سے نہین موقوف ہوئی ہے کہ مال ودولت کی تقسیم مین
کوئی تغیر واقع ہوا ہے بلکہ صرف اس باعث سے موقوف ہوئی ہے کہ اِن ملکون مین اخلاقی
خیالات بہت شائع ہوگئے ہین مثلاً مملکت روس مین جو خانہ زاد غلام آزاد کردیے گئے
تو یہ سمجھکر نہین آزاد کیے گئے کہ اُنکو قید غلامی سے رہا کرنا ایک اخلاقی فرض ہے بلکہ اِس وجہ سے
آزاد کیے گئے کہ اُس ملک مین بہتر اور صائب تر رائے سلطنت کی سچے فائدہ کی نسبت پیدا ہوئی
انسان کا عمل اُسکے علم کے موافق ہوتا ہے یعنی جیسا خیال کرتا ہے ویسا ہی عمل مین لاتا ہے
اور اگرچہ اوسط درجہ کے آدمیون کے خیالات اور اعتقادات عقل سلیم کی بہ نسبت اُنکے مرتبہ
شخصی کے زیادہ تابع ہوتے ہین (بقول شاعر ؎ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست) تاہم جو لوگ
اُنسے عالی مرتبہ ہین اُنکے خیالات اور اعتقادات اور ذی علم آدمیون کے متفق اقوال کا
بہت بڑا اثر اُنپر ہوتا ہے - لہذا جب ذی علم آدمی ایک تمدنی انتظام یا ایک آئین سیاست یا اور
کسی آئین کو اچھا اور دوسرے کو بُرا سمجھنے لگتے ہین یا ایک کو ممدوح اور دوسرے کو مذموم تصور
کرتے ہین تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اچھے انتظام کو تمدنی قوت کا وہ غلبہ بخشا گیا ہے جسکا وہ محتاج ہے اور بُرے
انتظام سے وہ غلبہ زائل کر لیا گیا ہے - پس یہ کلیہ کہ ہر ملک کی حکومت خواہ مخواہ ویسی ہی ہے
جیسا موجودہ تمدنی قوتون کا مقتضیٰ ہے صرف اُس معنی سے صحیح ہے جس معنی سے یہ کلیہ اس کوشش کا
مؤید ہے (مخالف نہین ہے) کہ جملہ اقسام حکومت جو موجودہ تمدنی حالت مین ممکن العمل ہین
انسان کے عاقلانہ اختیار پر موقوف رکھے جائین -

دوسرا باب

عمدہ قسم کی حکومت کا معیار کیا ہے

جب یہ ثابت کر دیا گیا کہ کسی خاص ملک کے لیے کسی قسم کی حکومت پسند کرنا انسان کا فعل اختیاری ہے تو اب یہ تحقیق کیجاتی ہے کہ اس فعل کی اچھائی یا بُرائی کا معیار یعنی پہچان کیا ہے۔ یعنی کیا مخصوص صفتین اُس قسم کی حکومت کی ہین جو کسی خاص سو سایٹی یعنی گروہ کے فوائد کو ترقی دینے کی سب سے بہتر قابلیت رکھتی ہے۔

اس مسئلہ کو تحقیق کرنے سے بیشتر اس امر کو طے کرنا ضرور ہے کہ گورنمنٹ یعنی حکومت کا خاص کام کیا ہے۔ کیونکہ حکومت تو صرف ایک ذریعہ ایک مقصد کے حاصل کرنے کا ہے اور ذریعہ کی عمدگی اسپر موقوف ہے کہ اصل مقصد سے کیا موافقت اور مناسبت رکھتا ہے لیکن اس مسئلہ کو اس طریقہ سے بیان کرنے سے اسکی تحقیق کماحقہ نہین ہو سکتی بلکہ پورے مسئلہ کی حقیقت بھی اچھی طرح نہین معلوم ہوتی۔ کیونکہ اول تو کسی گورنمنٹ کے خاص کام کچھ مقرر نہین ہین بلکہ مختلف تمدنی حالتون مین گورنمنٹ کے کام مختلف ہین اور پسماندہ ملکون مین بہت زیادہ اور ترقی یافتہ ملکون مین کم ہین۔ دوسرے یہ کہ اگر صرف گورنمنٹ کے خاص کامون پر نظر کیجائے تو اُسکی خاصیت کا اندازہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اچھی ہے یا بُری کیونکہ گورنمنٹ کی اچھائی تو خواہ مخواہ اُسکے کامون کی عمدگی پر موقوف ہے لیکن اُسکی بُرائی اُن کامون کی بُرائی پر منحصر نہین ہے ہر قسم اور ہر درجہ کی مصیبت جسمین انسان مبتلا ہو سکتا ہے گورنمنٹ رعایا پر ڈال سکتی ہے مگر کوئی فائدہ جسکی قابلیت انسان کا تمدنی وجود رکھتا ہے اُس سے زیادہ نہین حاصل ہو سکتا جتنا اُس حکومت کا مقتضی ہے جسکا وہ محکوم ہے

یا جتنا اُسنے جائز رکھا ہے حکام وقت کی ضمنی دست اندازی کا کیا ذکر ہے اُنکی صریح دست اندازی کی بھی کچھ انتہا نہین ہے اور گورنمنٹ کا جو اثر سوسایٹی کے رفاہ وبہبود پر ہوتا ہے اُسکا تصور یا اندازہ نہین ہوسکتا الا اُسوقت جبکہ انسان کے کل فوائد کا من حیث المجموع لحاظ کر لیا جاے ۔

جب ہمکو یہ پیچیدہ مضمون پیش آیا کہ سوسایٹی کے فوائد کو من حیث المجموع اچھی یا بُری حکومت کی معیار بنانا پڑا تو اب اُن فوائد کی تفصیل بھی لکھنی ضرور ہوئی پس ہم اُنکو ایسا سلسلہ وار بیان کرتے ہین کہ وہ صفتین معلوم ہوجاین جنکے ہونے سے کسی قسم کی گورنمنٹ اُن مختلف فوائد کو فرداً فرداً ترقی دینے کے قابل ہوجاتی ہے۔ لیکن آسانی ہوجاتی اگر ہم یہ کہسکتے کہ سوسایٹی کا فائدہ فلان فلان امور پر موقوف ہے اور منجملہ اُنکے ایک امر فلان فلان شرائط سے مشروط ہے اور دوسرا امر فلان شرط پر موقوف ہے اُسکے بعد یہ کہدین کہ جس گورنمنٹ مین یہ سب شرائط بدرجۂ اتم واکمل موجود ہون وہی سب سے عمدہ ہے۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو حکومت کا مسئلہ اُن مسائل عقلی سے مستنبط کیا جاتا جنپر تمدنی حالت کی عمدگی موقوف ہے لیکن افسوس ہے کہ سوسایٹی کے رفاہ و بہبود کے لوازم کا شمار اور تقسیم اسطور سے کرنا کہ اُس سے ایسے مسائل عقلی بن سکین آسان کام نہین ہے۔ اکثر محققین جو گذشتہ یا موجودہ نسل مین فلسفۂ سیاست کی تحقیق انیق مین مصروف رہے ہین لوازم مذکورۂ بالا کی تقسیم کے ضروری ہونے کے قائل ہین۔ لیکن جو کوششین اس باب مین کی گئی ہین جہانتک مین اُنسے آگاہ ہون ایک ہی امر پر محدود منحصر ہین یعنی سوسایٹی کی رفاہ و بہبود کے لوازم کی تقسیم کی ابتدا وانتظام دونون اس امر پہ ہوئے ہین کہ سوسایٹی کی ضرورتون کو دو مدون مین تقسیم کر دیا ہے یعنی انتظام

اور ترقی تقسیم بادی النظر مین اسوجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہے کہ ان دونون لفظون مین نہایت تقابل لفظی اور تخالف معنوی دونون موجود ہین لیکن میرے نزدیک جب ان الفاظ سے گورنمنٹ کے لوازم ضروریہ کی تعریف بیان کرنی منظور ہو تو انمین اس قسم کا فرق کرنا خلاف اصول علمی اور غلط ہے۔

کیونکہ اول تو ہم پوچھتے ہین کہ انتظام اور ترقی کیا چیزین ہین۔ ترقی کے معنی ہین تو ظاہرا کچھ دقت نہین معلوم ہوتی ہے جب ترقی سوسائٹی کی ضرورتون مین سے ایک ضرورت خیال کیجاے تو اُسکے معنی عمدگی یا اصلاح ہو سکتے ہین۔ خیر یہ مضمون کسی قدر صاف ہے۔ اب انتظام کیا چیز ہے۔ اس لفظ مین سب ضرورتین سوسائٹی کی داخل ہین باستثنا عمدگی یا اصلاح کے۔

اگر انتظام کے معنی بالکل محدود لیے جائین تو اس سے مراد اطاعت ہے یعنی جب گورنمنٹ اپنی اطاعت رعایا سے قبول کرواے تب اُسکو کہتے ہین کہ اُسنے انتظام کو قائم رکھا ہے لیکن اطاعت کے مختلف درجے ہین اور ہر درجہ کی اطاعت مستحسن یا لائق تعریف نہین ہے۔ جو حکومت بالکل مطلق العنان ہوتی ہے اُسی کی یہ خاصیت ہے کہ رعایا کو چاہتی ہے کہ ہر شخص اُنمین سے فرداً فرداً حکام وقت کے ہر ایک حکم کی تعمیل بلا عذر ونت کرے لہذا ہمکو لازم ہے کہ اس تعریف کو اُن احکام پر محدود کر دین جو تعمیم رکھتے ہین اور بحث اور بحث کے بعد قوانین کے پیرایہ مین جاری کیے جاتے ہین۔ اس معنی سے تو انتظام گورنمنٹ کے لوازم ضروریہ مین بیشک داخل ہے۔ کیونکہ جو لوگ اپنے احکام کی تعمیل نہ کرا سکین وہ حکمرانی نہین کر سکتے۔ لیکن گو یہ گورنمنٹ کے لوازم ضروریہ مین داخل ہے مگر اُسکے مقاصد مین نہین داخل ہے۔ گورنمنٹ کو اپنی اطاعت

قبول کرانے کی ضرورت اسلیے ہے کہ وہ اور کسی مقصد کو انجام دے سکے۔ اب ہمکو یہ تحقیق کرنا پڑا کہ یہ دوسرا مقصد کیا ہے جسکی تکمیل گورنمنٹ کو واجب ہے اور جو صلاح کے مضمون سے بالکل علیحدہ ہے اور جسکو انجام دینا ہر سوسایٹی مین لازم ہے خواہ وہ ساکن خواہ متحرک یعنی خواہ توقف کی حالت مین ہو خواہ ترقی پذیر ہو۔

اگر انتظام کے معنی کسی قدر وسیع کر دیے جائین تو اس سے یہ مراد ہے کہ امن و صلح کو قائم رکھنا اور تشدد کو موقوف کرنا۔ انتظام اُس ملک کا ٹھیک ہے جہان رعایا عموماً اپنے لڑائی جھگڑے کو خود ہی مار پیٹ کر کے نہین فیصلہ کر لیتی ہے بلکہ رعایا کو یہ عادت ہو گئی ہے کہ اپنے خصومات کے انفصال اور اپنے نقصانات کی تلافی کے لیے حکام وقت سے رجوع کرتی ہے۔ لکن انتظام کے خواہ یہ وسیع معنی لیے جائین خواہ وہ محدود معنی جو سابق مین بیان کیے گئے بہر تقدیر اس لفظ سے منجملہ شرائط حکومت کی ایک شرط کو مفہوم ہوتی ہے نہ یہ کہ اُسکا مقصد یا اُسکی عمدگی کی معیار معلوم ہو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ رعایا کو بخوبی اس بات کی عادت ہو گئی ہو کہ تمام تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لیے حکام سے رجوع کرتی ہو اور گورنمنٹ کی مطیع و منقاد ہو تاہم جس طریقہ سے گورنمنٹ اُن تنازعات کا فیصلہ کرتی ہو یا اور امور کا تصفیہ کرتی ہو جنمین وہ دخل دیا کرتی ہے وہ طریقہ ایسا خراب ہو کہ سب سے بدتر گورنمنٹ بھی ایسا خراب طریقہ فصل خصومات کا نہ اختیار کریگی۔

اگر انتظام کے مفہوم مین ہمکو وہ سب چیزین داخل کرنی منظور ہین جنکی احتیاج سوسایٹی گورنمنٹ سے رکھتی ہے اور جو ترقی کے مفہوم مین نہین داخل ہین تو انتظام کی یہ تعریف لکھنی چاہیے کہ قائم رکھنا ہر قسم اور ہر مقدار کی خوبی کا جو بالفعل سوسایٹی مین

موجود ہے اور ترقی کی یہ تعریف کرنی چاہیے کہ ہر قسم اور ہر مقدار کی خوبی کو افزون کرنا ہے یہ تعریف انتظام اور ترقی کی بہت جامع و مانع ہے کیونکہ اسمین وہ سب امور داخل ہوگئے جنکو ترقی دینا گورنمنٹ کو لازم ہے۔ لیکن اگر ان الفاظ کے یہ معنی سمجھے جائین تو کوئی بنیاد فلسفہ سیاست کی نہین نکلتی۔ کیونکہ ہم نہین کہسکتے کہ جب کوئی حکومت قائم کیجاے تو اسمین چند شرائط انتظام کے اور چند لوازم ترقی کے مقرر کر لیے جائین اسواسطے کہ جو معنی انتظام کے اب لکھے گئے ہین اُنکے لحاظ سے اور نیز ترقی کے معنی کے اعتبار سے انتظام اور ترقی کے شرائط باہم اضداد نہین ہین بلکہ یہان ہین یعنی ایک دوسرے کا عین ہے ضد نہین ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ جن وسائل سے وہ فوائد جو سوسایٹی مین بالفعل موجود ہین قائم رہ سکتے ہین بعینہ اُنھین وسائل سے اُن فوائد مین افزونی ہوتی ہے اور اسکے بالعکس صرف اتنا فرق ہے کہ پہلے مقصد کی بہ نسبت دوسرے مقصد کے لیے بہتر وسائل درکار ہین۔

مثلاً رعایا مین فرداً فرداً کون صفتین ایسی ہین جنکے باعث سے وہ نیک چلنی اور خوش انتظامی اور سرسبزی و خوشحالی جو سوسایٹی مین بالفعل موجود ہے قائم رہ سکتی ہے ہر شخص قبول کر لیگا کہ وہ صفتین محنت و مشقت اور ایمانداری اور انصاف اور عاقبت اندیشی ہین۔ مگر ہم پوچھتے ہین کہ کیا یہی صفتین سب سے زیادہ اصلاح کا باعث نہین ہین اور کیا ان خوبیون کا کسی گروہ مین زیادہ ہو جانا فی نفسہ سب اصلاحون سے بہتر اصلاح نہین ہے۔ اگر ایسا ہے تو گورنمنٹ مین جو صفتین ایسی ہون کہ رعایا کی محنت اور ایمانداری اور انصاف اور عاقبت اندیشی کو زیادہ کردین وہی صفتین انکی اصلاح اور ترقی دونون کا باعث ہین صرف اتنا فرق ہے کہ سوسایٹی کی قطعی ترقی کے لیے

جتنی صفتین درکار ہین اُتنی اُسکی دائمی اصلاح کے لیے نہین درکار ہین۔
پھر ہم پوچھتے ہین کہ کون مخصوص صفتین انسان مین ایسی ہین جو ترقی سے زیادہ تر تعلق رکھتی ہین مگر انتظام اور بقا سے چندان تعلق نہین رکھتی ہین وہ صفتین جودت اور اولوالعزمی اور جرأت ہین لیکن اب یہ سوال ہے کہ جو خوبی سوسایٹی مین بالفعل موجود ہے کیا اُسکی بقا کے لیے صفتین اُسی قدر درکار نہین ہین جسقدر اُسکی افزونی کے لیے ضرور ہین اگر دنیا مین کوئی امر یقینی ہے تو یہ ہے کہ جن قوتون سے خوبیان حاصل ہوتی ہین صرف انھین قوتون سے باقی بھی رہتی ہین۔ جب کسی چیز کو اُسکے حال پر چھوڑ دیجیے تو خواہ مخواہ خراب ہو جائیگی۔ جن لوگون کو کامیابی بے خبر اور بے پروا کر دیتی ہے اور جو مکروہات دنیا کے متحمل نہین ہوتے اُنکا عروج اور اقبال بہت مدت تک نہین رہتا۔ وہ قوت دماغی جسپر گویا ترقی کا حصر ہے اور جسمین ترقی کا پورا مادہ موجود ہے قوت اختراع ہے لیکن یہ قوت بقا کو بھی اسی قدر لازم ہے۔ کیونکہ انقلاب روزگار سے نئی نئی مشکلین اور خطرے ہمیشہ پیدا ہوا کرتے ہین جنکا دفعیہ نئی نئی تدبیرون اور فکرون سے کرنا پڑتا ہے تاکہ جو کیفیت پیشتر تھی کاش وہی باقی رہے۔ لہذا جو صفتین کسی گورنمنٹ مین ایسی ہون جنکے باعث سے چالاکی اور جودت اور جرأت اور اختراع کی ترغیب ہو وہ صفتین بقا اور ترقی دونون کے لوازم مین داخل ہین صرف اتنا فرق ہے کہ یہ صفتین پہلے مقصد کے لیے کم اور دوسرے مقصد کے واسطے زیادہ درکار ہین۔

اب سوسایٹی کے لوازم ذہنی سے فراغت پا کر اُسکے لوازم خارجی سے بحث کیجاتی ہے۔ کوئی پولیٹیکل تدبیر یا کوئی تمدنی بندوبست ایسا نہین ہے جو صرف انتظام کا موجب یا فقط ترقی کا باعث ہو بلکہ جو چیز ایک کو مفید ہے وہ دونون کو نافع ہے مثلاً

پولیس کے صیغہ کو لیجیے کہ سوسایٹی کی ترکیب کی اس جز کی عمدگی سے جو چیز تعلق تام رکھتی ہے وہ انتظام ہے تاہم اگر پولیس کی کارگزاری سے انتظام درست ہو جائے یعنی جرائم کا انسداد ہو جائے اور ہر شخص اپنی جان و مال کو محفوظ سمجھنے لگے تو ہم پوچھتے ہین کہ اس سے زیادہ کون چیز ترقی کا باعث ہو سکتی ہے جتنی زیادہ حفاظت مال کی ہوگی اُتنی ہی افزونی اُسکے پیداوار مین ہوگی اور عوام الناس مین ترقی کے یہی معنی متعارف ہین جب آدمی اُن افکار اور تشویشون سے جو ناقص حفاظت مال سے پیدا ہوتی ہین فارغ البال رہتا ہے تو اُسکے ہوش و حواس ٹھکانے رہتے ہین اور وہ نئی کوششین اپنی اور اور لوگون کی جائداد مین ترقی کی کرتا ہے اور یہی سبب ہے وہ اپنے تمدنی وجود کو عزیز رکھتا ہے اور اپنے ہموطنون کو اپنا دشمن بالفعل یا بالقوۃ نہین سمجھتا اور اُسکے دل مین شفقت اور عنایت اورون کے حال پر پیدا ہوتی ہے اور قوم کی عام بہبود کا اُسکو خیال رہتا ہے۔ پس سوسایٹی کی اصلاح کے لوازم ضروری یہی ہین۔

پھر ٹیکس کے قاعدہ اور انتظام مال کو ملاحظہ کیجیے جس سے سب خاص و عام آگاہ ہین یہ عموماً انتظام کی مد مین داخل کیا جائیگا۔ لکن غور کیجیے کہ اس سے زیادہ کون چیز ترقی کا باعث ہو سکتی ہے؟ جو انتظام مال ترقی کا موجب ہو وہ اپنی اُنھین خوبیون سے انتظام کا باعث ہوتا ہے مثلاً کفایت شعاری سے موجودہ قومی دولت باقی رہتی ہے اور اُسکی افزونی کی امید ہوتی ہے۔ علی ہذا القیاس جب ٹیکس کا بار منصفانہ طور سے رعایا پر ڈالا جائے جس سے ہر شخص کو یقین ہو جائے کہ حکام نے بڑی نیک نیتی اور ایمانداری سے اور خوب جانچ جانچ کر ٹیکس باندھا ہے تو اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ رعایا کے اخلاقی خیالات

قوت اور شعور دونون کے اعتبار سے بہت درست ہو جاینگے ٹیکس باندھنے کا ایسا طریقہ جو رعایا کی محنت مزدوری یا اُسکی آزادی مین بلا ضرورت حارج اور مخل نہو صرف دولت کے بقا کا باعث نہین ہوتا ہے بلکہ اُسکی افزونی کا سبب بھی ہوتا ہے اور ہر شخص کو اپنی قوی عقلی سے کام لینے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اسکے بالعکس جب انتظام مال اور ٹکیس مین ایسی غلطیان ہوجائین جو رعایا کو دولت اور اخلاق مین ترقی کرنے سے مانع ہون پس اگر وہ غلطیان عظیم ہین تو اُنکا نتیجہ ضرور یہ ہوگا کہ رعایا مفلس اور بد اخلاق ہو جائیگی۔ الغرض قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب انتظام اور ترقی کے معنی نہایت وسیع لیے جائین اور موجودہ فوائد کا استحکام اُنسے مقصود ہو تو ترقی کے لوازم انتظام کے لوازم بدرجۂ اتم ہین اور بقا کے لوازم ترقی کے لوازم کسی قدر ناقص درجے مین ہین۔

بعض لوگون کا دعوے یہ ہے کہ انتظام اور ترقی مین فرق بین ہے اور جو فائدہ موجود ہے اُسکا باقی رہنا اور اُس سے زیادہ حاصل ہونا ان دونون باتون مین اتنا فرق ہے کہ ایک مضبوط بنیاد تفریق کی پیدا ہوتی ہے۔ اس دعوی کی تائید مین ہمکو شاید یہ یاد دلایا جائیگا کہ ممکن ہے کہ انتظام کو کھو کر ترقی حاصل ہو۔ یعنے درحالیکہ ہم ایک قسم کے فائدہ کو حاصل کر رہے ہون یا اُسکے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہون دوسرے قسم کے فوائد ہمارے ہاتھ سے جاتے رہین۔ مثلاً دولت مین ترقی مگر نیکی مین تنزل ہو۔ ہمنے فرض کیا کہ یہ بات سچی ہے لیکن اس سے یہ تو نہین ثابت ہوتا کہ ترقی اور جنس سے ہے اور انتظام اور جنس سے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ دولت اور چیز ہے اور نیکی اور چیز۔ انتظام مین کچھ اور ملا دیا جاوے تو ترقی ہو جاوے اور

اسکا جواب یہ نہین ہے کہ ایک چیز مین ترقی سے ہر چیز مین انتظام نہین لازم آتا ہم کہتے ہین کہ ایک چیز مین ترقی سے بھی ہر چیز مین ترقی نہین لازم آتی - ہر قسم کی ترقی مین انتظام داخل ہے اور جب کسی خاص قسم کی ترقی کی خاطر انتظام ترک کیا جاتا ہے تو دوسری قسم کی ترقی بھی اسکی وجہ سے جاتی رہتی ہے اور اگر ترقی ایسی چیز نہین ہے جسکی خاطر انتظام ترک کیا جاسے تو صرف انتظام ہی کے فائدہ سے چشم پوشی نہین کی گئی ہے بلکہ ترقی کا عام فائدہ غلط سمجھا گیا ہے -

اگر ان متضاد خیالات کا لحاظ کرکے عمدہ حکومت کی ایسی تعریف کیجاے جو عقلاً جامع و مانع ہو تو لفظ انتظام کو اس تعریف سے نکال ڈالنا اور یہ کہنا کہ سب سے عمدہ حکومت وہ ہے جو سب سے زیادہ باعث ترقی کا ہو عقلاً زیادہ ترجیح ہوگا - کیونکہ ترقی اور انتظام مین عام و خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی ترقی مین انتظام داخل ہے مگر انتظام مین ترقی نہین شامل ہے - ترقی ایک اعلی درجہ اُس چیز کا ہے جسکا ایک ادنی درجہ انتظام ہے انتظام دوسرے معنی سے عمدہ حکومت کے سابق الوجود لوازم کا صرف ایک جزو ہے اُسکے مفہوم اور ماہیت مین نہین داخل ہے - انتظام کو ترقی کے شرائط مین محسوب کرنا مناسب ہے کیونکہ اگر ہمکو اپنے مجموعی فائدہ کا بڑھانا منظور رہے تو یہ ضرور ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس بالفعل موجود ہے اُسکی نگہداشت کماحقہ کرین - مثلاً اگر ہم زیادہ دولت جمع کرنے کی کوشش کرین تو سب سے اولی واقدم یہ ہے کہ جو مال ہمارے پاس اسوقت موجود ہے اُسکو بے فائدہ اُڑا نہ ڈالین - اس معنی سے انتظام ترقی کی غایت وغرض نہین ہے بلکہ اُسکا جزو ماہیت اور اُسکے حصول کا ذریعہ ہے - مثلاً اگر ایک بات مین نفع اُٹھایا جاے اور اُسی بات مین یا دوسری بات مین اُس نفع سے زیادہ نقصان گوارا کیا جاے تو یہ ترقی نہین

ہوئی پس گورنمنٹ کی ساری خوبی یہ ہے کہ ترقی کا باعث ایں آخرالذکر معنی سے ہو
اگرچہ عمدہ حکومت کے معیار کی یہ تعریف از روے قواعد علم ما بعد الطبیعۃ یعنی عقلاً ثابت ہوسکتی ہے مگر جامع و مانع نہین ہے اسواسطے کہ لفظ ترقی سے اُوپر چڑھنے یا اصطلاح انگریزی آگے بڑھنے کے معنی پیدا ہوتے ہین حالانکہ اس مقام پر اس لفظ سے آگے بڑھنا اور پیچھے نہ ہٹنا دونون باتین مراد ہین۔ وہی تمدنی اسباب یعنی وہی اعتقادات مذہبی خیالات۔ وہی رسوم وآئین۔ وہی دستورات جنپر سوسائٹی کی ترقی مین افزونی موقوف ہے بعینہٖ انھین اسباب پر اُسکا تنزل سے بچنا بھی موقوف ہے۔ اگر ترقی کی امید نہوتی تو بھی عمر بھر آدمی کو اسباب تنزل کو دفع کرنے کی کوشش کرنی پڑتی اور آج تک یہی کیفیت ہوتی اور اگلے زمانہ مین بھی لوگ کل سیاست کا دارومدار اسی پر جانتے تھے۔ انسان اور اُسکے کامون مین طبیعی استعداد تنزل کی ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ عمدہ آئین حکومت اگر نیک نیتی اور ایمانداری سے برتا جاے تو یہ استعداد تنزل ایک نامحدود عرصہ تک رُکی رہیگی۔ لکن اس زمانہ مین لوگون کی یہ راے نہین ہے بلکہ فی زماننا اکثر لوگون کا مذہب اسکے خلاف ہے اور اُنکا یہ قول ہے کہ بالمجموع دیکھیے تو سب چیزین ترقی کی طرف مائل ہین۔ تاہم یہ امر فراموش نہ کرنا چاہیے کہ انسان کے امور ہمیشہ ابتر ہوتے جاتے ہین اور اُسپر صدہا حماقتون اور برائیون اور غفلتون اور سستی و کاہلی کا غلبہ رہتا ہے اور یہ خرابیان جو رُکی رہتی ہین اور سب کو تباہ و برباد نہین کرنے پاتین تو صرف اُن لوگون کے طفیل سے جنمین سے بعض علی الدوام اور بعض گاہے ماہے عمدہ اور مفید مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کیا کرتے ہین بہت کم اندازہ ان کوششون کی وقعت کا ہوگا جو انسان کی طبیعت اور اُسکی طرز معیشت کی اصلاح اور عمدگی

کے لیے کیجاتی ہین اگر یہ گمان کیا جاے کہ اُن کوششون کی قدر صرف اِسوجہ سے کرنی چاہیے کہ اُنکی بدولت بہت سی اصلاح اور ترقی واقعی وقوع مین آئی ہے اور اگر وہ کوششین موقوف کردی جائین تو صرف یہ نتیجہ ہوگا کہ ہم لوگ جیسے ہین ویسے ہی رہ جائینگے اگر اُن کوششون مین ذرا بھی کمی ہوجاے تو صرف ترقی ہی نہ موقوف ہوجائیگی بلکہ سب چیزون مین تنزل شروع ہوجائیگا اور جب تنزل ہونے لگا تو پھر برابر ہوتا جائیگا اور اُسکو روکنا مشکل ہوتا جائیگا یہانتک کہ وہ نوبت پہنچ جائیگی جو اکثر تواریخ مین دیکھی جاتی ہے اور جس حالت مین اکثر اصناف انسان اب تک مبتلا ہین - وہ حالت ایسی قسم کی ہے کہ اُنکی اصلاح انسان کے امکان سے باہر ہے ہان اگر فرشتے آسمان سے اُترکر اُسکو دوبارہ اوپر کی طرف کھینچین تو شاید کچھ ہو -

الغرض وجوہ مذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ ترقی اور انتظام اور بقا انمین سے کوئی لفظ اس قابل نہین ہے کہ کسی قسم کی حکومت کے لوازم کی تفریق کی بنا قرار پاسکے جو تضاد ان الفاظ کے معانی مین پایا جاتا ہے وہ نفس معانی مین نہین ہے بلکہ اُن اصناف انسان مین ہے جو ان معانی کے مصداق ہین - کیونکہ ہم خوب جانتے ہین کہ بعض نفوس مین احتیاط اور بعض مین جرأت غالب ہوتی ہے اور بعض آدمیون کو یہ خواہش زیادہ تر ہوتی ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے وہ ضائع نہونے پائے بہ نسبت اِسکے کہ ہم قدیم فوائد مین ترقی کرین یا جدید فوائد حاصل کرین - اور بعض اشخاص کا میلان اِسکے برخلاف ہوتا ہے اور وہ فوائد موجودہ کی بہ نسبت فوائد آئندہ کی زیادہ فکر رکھتے ہین ان دونون کے اغراض کے حصول کی ایک ہی سبیل ہے مگر وہ اُس راستے سے بھٹک کر طریق مخالف اختیار کرتے ہین ہر ایک گروہ ارباب سیاست و منتظمان ملک کی

ترکیب مین اِس امر کا لحاظ رکھنا واجب ہے کہ اُسمین دونون قسم کے لوگ شامل کیجائین تاکہ ایک قسم کے لوگون مین جو صفتین حد اعتدال سے زائد ہون اُنکو دوسری قسم کے لوگ اُس حد سے نہ بڑھنے دین - اِس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کوئی خاص قاعدہ ضرور نہین ہے بشرطیکہ یہ خیال رکھا جاے کہ اِسکے خلاف نہونے پاے - جب کہن سال اور نوجوان آدمی از خود مانند شیر و شکر باہم آمیختہ ہو جائینگے یعنی جب وہ لوگ جو عزت و وقار حاصل کر چکے ہین اور وہ لوگ جنکو ہنوز شہرت اور ناموری نہین حاصل ہوئی ہے باہم صحبت و رفاقت اختیار کرینگے تو عموماً یہ مقصد حاصل ہو جائیگا بشرطیکہ اِس قدرتی مساوات مین مصنوعی قاعدہ سے خلل اندازی نہ کیجاے -

تمدنی ضرورتون کی تفریق کے لیے جو فرق و امتیاز عموماً اختیار کیا گیا ہے چونکہ اُسمین وہ صفتین نہین ہین جو اِس کام کے لیے درکار ہین لہذا ہمکو اور فرق ڈھونڈھنا پڑا جو اِس مقصد کے زیادہ تر مناسب ہو - ایسا فرق اُس تحقیق سے معلوم ہوجائیگا جو ذیل مین بیان کیجاتی ہے -

اگر ہم اپنے دل سے پوچھین کہ عمدہ حکومت کے جتنے معانی ہین چہ اعلیٰ و چہ ادنیٰ اُن سب کے لحاظ سے وہ کن اسباب پر موقوف ہے تو ہمکو معلوم ہوجائیگا کہ سب سے بڑا سبب جو سب اسباب پر فائق ہے یہ ہے کہ جو سوسایٹی اُس حکومت کی محکوم ہے وہ کیسے لوگون سے مرکب ہے اور اُنمین کیا صفتین پائی جاتی ہین اِسکی پہلی مثال عدالتون کا انتظام ہے کیونکہ کارِ سلطنت کا کوئی جزو ایسا نہین ہے جسمین ذرا ذرا سے کام کے لیے قواعد اور آلات کی ایسی شدید ضرورت ہو مگر حکام اور کاربرداران عدالت مین جو صفتین ہونی چاہیین اُنکی ضرورت اُس سے بھی زیادہ ہے

کیونکہ عدل و انصاف کے مقاصد حاصل کرنے مین قواعد وغیرہ سے کیا فائدہ ہوگا درآنحالیکہ اکثر لوگون کی اخلاقی حالت ایسی ہے کہ گواہ عموماً دروغگو ہین اور جج اور اُسکے ماتحت جو لوگ ہین وہ رشوت ستانی کرتے ہین؟ - علی ہذا القیاس قواعد وغیرہ کے ذریعہ سے میونسپل کا انتظام کیونکر درست ہو سکتا ہے درآنحالیکہ جو لوگ دیانت داری اور لیاقت کے ساتھ اِس کام کو انجام دے سکتے ہین وہ ایسے بدشوق ہین کہ اسکو قبول ہی نہین کرتے اور یہ کام اُن لوگون سے متعلق کیا جاتا ہے جو کوئی ذاتی غرض نکالنے کے لیے اُسکو قبول کر لیتے ہین - کیسی ہی وسیع سلطنت جمہوری کیون نہو اُس سے کچھ فائدہ نہین ہے اگر انتخاب کنندہ بے پروائی کرین اور سب سے عمدہ ممبر پارلیمنٹ کے لیے نہ منتخب کرین بلکہ اُس شخص کو منتخب کرین جو سب سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے اپنے تئین منتخب کرائے - وکلاے قوم کی کمیٹی یعنی پارلیمنٹ کی کارروائی سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے اگر اُسکے ممبر اپنے ووٹون کو فروخت کرتے ہین یا ایسے غصہ ور ہین کہ ذراسی بات مین ادب قاعدہ کو بالاے طاق رکھکر جامہ سے باہر ہو جاتے ہین اور باہم زدوکوب یا بندوق مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہین یا مثلاً کارحکومت یا اور کوئی مشترک کام اُس حالت مین کیونکر انجام پا سکتا ہے جبکہ لوگون مین باہم رشک وحسد اِس درجہ ہو کہ اگر اُنمین سے کسی کی کامیابی کا ظن غالب ہو تو جن لوگون کو اُسکی شرکت اور اعانت کرنی چاہیے وہ سب متفق ہوکر اُسکی ناکامی کی کوشش کرین - جب لوگون کا مزاج عموماً اِس قسم کا ہو کہ ہر شخص فقط اپنے ذاتی اغراض پر نظر کرے اور عام فائدہ کی کوشش مین شریک ہونے کی کچھ فکر اور پروا نہ کرے تو ایسی حالت مین عمدہ حکومت کا ہونا غیر ممکن ہے - عمدہ حکومت کے

لوازم ضروری کے روکنے مین جہل و نادانی کا جو اثر ہوتا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے اسواسطے کہ گورنمنٹ کا کام آخر آدمی ہی تو کرتے ہین پس اگر کارپردازان سلطنت یا وہ لوگ جو انکو منتخب کرتے ہین یا وہ لوگ جنکے وہ جواب دہ اور مواخذہ دار ہین یا تماشائی لوگ جو سلطنت سے تعلق ذاتی نہین رکھتے ہین اور جنکی رائے کا اثران سب پر پڑنا چاہیے۔ اگر یہ سب جاہل محض اور کندۂ ناتراش اور بے وقوف اور متعصب ہین تو گورنمنٹ کا ہر ایک کام غلط ہو جائیگا اور جسقدر لوگ اِس درجے سے آگے بڑھتے جائینگے اُسی قدر حکومت عمدہ ہوتی جائیگی یہانتک کہ خوابی کی اُس حدتک پہونچ جائیگی جہانتک اُسکا پہونچنا ممکن ہے مگر نفس الامر مین وہانتک کبھی نہین پہونچی ہے۔ یہ وہ درجہ عمدگی کا ہے جسمین عہدہ داران گورنمنٹ خود نہایت کریم النفس اور صاحب علم وعقل ہوتے ہین اور ایک نیک نہاد اور خیر اندیش اور روشنضمیر رائے جمہور انکو گھیرے رہتی ہے۔

الغرض جب یہ ثابت ہوگیا کہ عمدہ حکومت کا جزاعظم اور اصل یہ ہے کہ جو قوم اُس حکومت کی محکوم ہو اُس قوم کے لوگ نیک کردار اور ذی شعور ہون لہذا سب سے زیادہ عمدگی جو کسی قسم کی حکومت کو حاصل ہو سکتی ہے یہ ہے کہ خود اُسی قوم کی نیک کرداری اور اُسکے فہم و شعور کو وہ حکومت ترقی بخشے۔ ہر قسم کے آئین سیاست کی نسبت پہلا امر تنقیح طلب یہ ہے کہ اُسمین کتنی قابلیت اِس بات کی ہے کہ قوم کی مختلف اوصاف اخلاقی اور عقلی اور عملی کو قوت بخش سکتا ہے۔ جو حکومت اِس امر کو نہایت عمدہ طور سے کرتی ہے غالباً وہ اور سب امور کے لحاظ سے بھی نہایت عمدہ ہوگی اِسواسطے کہ گورنمنٹ کے عملی کامون کا اچھا ہونا انھین صفتون پر موقوف ہے جہانتک یہ رعایا مین پائی جاتی ہین۔

پس عمدہ حکومت کی ایک معیار یہ ہے کہ محکومین مین من حیث المجموع اور فرداً فرداً صفات حمیدہ کو زیادہ کرنے کی کتنی قابلیت رکھتی ہے کیونکہ قطع نظر اس سے کہ گورنمنٹ سے غایت وغرض صرف رعایا کی رفاہ وبہبود ہے رعایا کی عمدہ صفتین اُس قوت محرکہ کا کام دیتی ہین جو حکومت کی کل کو چلاتی ہے۔ اب دوسرا اجزا اعظم گورنمنٹ کی عمدگی کا باقی رہا جو خود گورنمنٹ مین ہونا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ مین کتنی قابلیت اس بات کی ہے کہ جسقدر لیاقتین کسی وقت خاص مین رعایا مین موجود ہون اُنسے مستفید ہو اور اُنکے ذریعے سے مناسب مقاصد کو انجام دے۔ اس مطلب کی توضیح مین پھر وہی مثال عدالتون کے انتظام کی لکھی جاتی ہے جو سابق مین بیان ہو چکی ہے۔ جب ایک خاص انتظام عدالتون کا معین کر لیا گیا تو اُس انتظام کا حسن وقبح دو چیزون پر موقوف ہوگا اول حکام عدالت کے حسن لیاقت پر دوم اس رائے جمہور کی قابلیت پر جو حکام عدالت پر موثر اور محیط ہوتی ہے۔ لکن عمدہ اور خراب انتظام عدالت مین جو کچھ فرق ہے وہ اُن تدبیرون پر موقوف ہے جو اسلیے کیجائین کہ جو اخلاق اور عقلی لیاقتین قوم محکوم مین موجود ہین وہ عدل گستری کے کام مین لائے جائین۔ یعنی ججون کے انتخاب کا ایسا بندوبست کیا جاے کہ اعلیٰ درجہ کے خوش کردار اور ذی شعور آدمی ججی کے عہدہ پر مقرر ہون۔ عدالتون کی کارروائی کے طریقے عمدہ ہون۔ وہ کارروائی شائع کی جاے تاکہ جو کچھ سقم یا غلطی اُسمین ہو وہ نکتہ چینی سے رفع ہو جاے اخبارون کے ذریعہ سے بحث اور جرح کرنے کی آزادی بخشی جاے۔ شہادت لینے کا طریقہ اس اعتبار سے کہ سچی بات دریافت کرنے کے لیے وہ طریقہ مناسب ہے یا نامناسب عدالتون مین رسائی کے جتنے

ذریعے تعمیر آئین۔ جرائم کی سراغ رسانی اور مجرمون کی گرفتاری کا بندوبست۔ یہ سب امور فی نفسہ حکومت نہین ہین بلکہ حکومت کو اُسکے موانع سے منفصل کردینے کے ذریعے ہین۔ اور اگرچہ یہ وسائل فی نفسہ کوئی فعل نہین کرسکتے لکن چاہیے کیسی ہی وسیع حکومت ہو بغیر ان وسائل کے مفت ضائع ہوگی اور کوئی نتیجہ اُس سے نہ نکلیگا۔ گورنمنٹ کے عاملانہ صیغون کی ترکیب مین بھی ایساہی فرق ہے اُنکے وسائل اُسوقت عمدہ ہین جبکہ عہدہ دارون کی لیاقتین دریافت کرنے کے لیے خاص امتحانات مقرر کیے جائین اور اُنکی ترقی کے باب مین مناسب قواعد جاری کیے جائین اور اُنہین کام آسانی سے تقسیم کیا جاوے اور کام کرنے کا ایک آسان اور باقاعدہ طریقہ مقرر کیا جاوے اور جب کام ہوجاوے تو صحت کے ساتھ اور عام فہم طور سے درج کاغذات ہوکر داخل دفتر کیا جاوے اور ہر شخص جانتا ہو کہ ہم کس کام کے ذمہ دار ہین اور اور لوگ بھی اُسکو اس کام کا ذمہ دار سمجھتے ہون اور عمدہ تدبیرین اسلیے کیجائین کہ اُس صیغہ کے کسی کام مین غفلت یا رعایت یا بے ایمانی نہونے پائے۔ مگر ان خرابیون کی انسداد کی تدبیرین خود کچھ کام نہ کرینگی جیسے بے سوار کے لگام گھوڑے کو نہین روک سکتی اگر وہ عہدہ دار جنسے جانچنے کا کام متعلق ہے خود ایسے مرتشی یا غفلت شعار ہین جیسے وہ لوگ جنکے کام کی جانچ اُنکو کرنی چاہیے اور اگر پبلک یعنی خاص وعام جو سب جانچنے والے عہدہ دارون کے پیر و مرشد ہین ایسے جاہل یا کاہل یا بے زبان یا بے پروا اور کم توجہ ہین کہ جونگرانی اُنکو کرنی چاہیے اُسکو نہ کرین تو انتظام کے آلات اور وسائل چاہیے کیسے ہی عمدہ ہون کچھ فائدہ اُنسے نہوگا۔ تاہم عمدہ آلات خراب آلات پر ہمیشہ ترجیح رکھتے ہین۔ کیونکہ اگر آلات عمدہ ہین اور کام چلانے والی یا غلطی کو روکنی والی قوت جتنی موجود ہے وہ

کافی نہین ہے تو بھی وہ آلات اُتنی ہی قوت سے فائدہ کے ساتھ کام لینگے
لیکن چلانے یا روکنے والی قوت جاہیے جسقدر ہو بغیر آلات کے کافی نہین ہوگی
مثلاً مشتہر کرنا نہ تو نقصان کا مانع نہ نفع کا باعث ہو سکتا ہے اگر خاص وعام یہ نہ دیکھین
کہ کیا کام ہو رہا ہے لیکن بغیر مشتہر ہونے کے خاص وعام جس کام کو دیکھنے نہین پاتے
اُسکو کیونکر روک سکتے ہین یا اُسکی ترغیب دے سکتے ہین۔ ہر سرکاری محکمہ یا دفتر کا
انتظام کامل عقلاً وہ ہے جسمین اُس محکمہ یا دفتر کے ہر ایک کارکن کی غرض یا فائدہ اُسکے
فرض منصبی سے بالکل متحد ہو۔ صرف ایک قاعدہ مقرر کردینے سے یہ مقصد نہین ہو سکتا
لیکن اگر کوئی مناسب قاعدہ اسکے لیے نہ مقرر کیا جاے تب یہ مقصد اُتنا بھی نہ برآئیگا
جتنا قاعدے کی پابندی سے برآسکتا ہے۔

جو کچھ ہمنے گورنمنٹ کے جزئیات کے انتظام کی نسبت بیان کیا ہے وہ اُسکی
ترکیب پر بدرجۂ اتم صادق آتا ہے۔ ہر قسم کی حکومت جس سے فائدہ کی امید ہو سکتی ہے
ایک مجموع مرکب بعض اُن عمدہ صفتون کا ہے جو قوم محکوم کے لوگون مین فرداً فرداً
پائی جاتی ہین اور جبکا یہ کام ہے کہ اُس گروہ کے معاملات کا من حیث المجموع انتظام
کیا کرے۔ حکومت یا لوکالت یا پنچایتی گورنمنٹ یعنی وہ حکومت جسمین گروہ محکوم کے
وکلا یا قائم مقام شریک ہوتے ہین ایک ذریعہ اِس بات کا ہے کہ اُس گروہ مین
عموماً جتنی عقل وشعور اور ایمانداری موجود ہے اور اُس گروہ کے بہترین عقلا مین
فرداً فرداً جو عقل ودانش اور نیکی موجود ہے وہ حکومت کے کام مین بلا وساطت
صرف ہوتی ہے اور اُنکو حکومت مین اختیار اُس سے زیادہ حاصل ہو جاتا ہے
جتنا اور کسی قسم کی حکومت مین حاصل ہوتا اور دوسری قسم کی حکومت مین بھی جتنی قوت

یا اختیار اُنکو حاصل ہے اُسی کی بدولت جو کچھ خوبی ہے سو ہے اور جس عیب سے وہ بری ہے اُنہی کے طفیل سے بری ہے یہ اوصاف حمیدہ جسقدر زیادہ ہون اور جتنے عمدہ طریقہ سے مرتب کیے جائین اُتنی ہی عمدہ حکومت ہوگی۔

پس معلوم ہوا کہ جو خوبی آئین سیاست کے کسی سلسلہ مین پائی جا سکتی ہے وہ دو قسم کی ہوگی ایک یہ کہ آئین سیاست کی اُس سلسلہ کے باعث سے گروہ محکوم کی عام عقلی لیاقت یا دماغی قوت مین کس درجے تک ترقی ہوئی ہے۔ اور اس ترقی مین عقل۔ اخلاق۔ عمل۔ کارگزاری۔ اِن سب کی تکمیل داخل ہے۔ دوسرے یہ کہ جتنی لیاقت عقلی اور اخلاقی اور عملی اِس گروہ مین بالفعل موجود ہے وہ کس درجہ تک ایسی مرتب کر لی گئی ہے کہ امور سلطنت پر غایت درجہ موثر ہو سکے۔ گورنمنٹ کا حُسن و قبح اسطور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آدمیون پر اُسکا کیا اثر ہوا اور اور چیزون پر اُسنے کیا فعل کیا۔ اُسنے رعایا کو کیا بنا دیا اور اُس سے کیا کام کیا۔ کتنی قابلیت وہ خود رعایا کو ترقی یا تنزل بخشنے کی رکھتی ہے۔ اور کیا اچھا یا بُرا کام اُسنے رعایا کی خاطر یا اُسکے ذریعہ سے کیا۔ گورنمنٹ مین دو کیفیتین معًا پائی جاتی ہین۔ وہ ایک قوت عظیم ہے جو انسان کے دماغ پر اثر کرتی ہے اور ایک سلسلہ امور خلائق کے انتظام کا ہے۔ پہلی حیثیت سے اُسکا مفید اثر اگرچہ ضمنًا ہوتا ہے لیکن نہایت قوی ہوتا ہے اور اُسکا مضر اثر صریحًا ہو سکتا ہے۔

گورنمنٹ کے اِن دو کامون مین جو فرق ہے وہ فقط درجے کا فرق نہین ہے جیسا انتظام اور ترقی مین فرق بیان کیا گیا بلکہ قسم کا فرق ہے لیکن یہ خیال کرنا چاہیے کہ اِن دونون مین تعلق تام نہین ہے۔ کیونکہ وہ آئین سیاست جس سے امور سلطنت کا

سب سے عمدہ انتظام جو ملک کی تہذیب و شایستگی کی حالت موجودہ مین ممکن ہے ہوسکتا ہے
صرف ایسی ایک حیثیت سے اُس ملک کی ترقی مین افزونی کا باعث ہوتا ہے جس قوم مین
قوانین نہایت منصفانہ جاری ہون اور عدالتون کا انتظام نہایت عمدہ اور پاک پاکیزہ ہو
اور عام انتظام روشن ضمیری کے ساتھ کیا جاتا ہو اور انتظام مال غایت درجہ قرین انصاف
اور بہت سہل ہو اور یہ سب خوبیان اُس حد تک پائی جائین جہانتک اُس قوم نے علم
اور اخلاق مین ترقی کی ہو ایسی قوم بہت جلد ترقی کے عالی درجہ تک پہونچ جائیگی۔
اور کوئی طریقہ جس سے آئین سیاست قوم محکوم کی ترقی کا سبب بدرجۂ اتم ہو سکتا ہے
اس سے بہتر نہین ہے کہ جو کام اُس قوم کو براہ راست کرنا چاہیے اسکو وہ اچھی طرح
کرے لیکن بالعکس اسکے اگر آلات حکومت ایسے خراب بنائے گئے ہین کہ اپنا خاص کام بھی
بُرے طور سے انجام دیتے ہین تو ہزارہا نتائج اس قسم کے پیدا ہونگے کہ اُس قوم کے اخلاق
خراب ہو جائینگے اور اسکی قوت عقلی اور عملی دونون زائل ہو جائینگی۔ مگر تاہم یہ فرق
واقعی ہے فرضی نہین ہے اسواسطے کہ یہ صرف ایک ذریعہ منجملہ اُن ذرائع کے ہے جنسے
آئین سیاست انسان کی عقل کو ترقی یا تنزل بخشتا ہے۔ اب اُس ترقی یا تنزل کے اسباب
اور طریقے کیا ہین یہ ایک وسیع مضمون ہے جسکی تحقیق علحدہ کیجائیگی۔

پس ہر قسم کی حکومت یا آئین سیاست دو طرح سے گروہ محکوم کی رفاہ و بہبودی مین
موثر ہوتا ہے۔ ایک اسطرح سے کہ وہ اُس گروہ کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ ہوتا ہے
دوسرے اسطرح سے کہ جو حالت اُس گروہ کے تعلیم کی بالفعل ہے اُسکا لحاظ کرکے وہ
اُسکے مجموعی معاملات کا انتظام کرتا ہے۔ بظاہر اختلاف ملک اور تہذیب و شایستگی
کے فرق سے امر ثانی مین بہ نسبت امر اول کے کم اختلاف ہوتا ہے۔ امر ثانی گورنمنٹ کی

اصلی ترکیب سے بہت کم تعلق رکھتا ہے۔ کارحکومت کے عملدرآمد کا سب سے عمدہ طریقہ جو ایک آزاد سلطنت مین ہوتا ہے وہی سلطنت شخصی مطلق العنان مین بھی جاری ہو سکتا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ غالباً سلطنت شخصی مطلق العنان اُسکو عمل مین نہ لائیگی مثلاً جائداد سے متعلق قوانین۔ اصول شہادت اور طریقہ کارروائی عدالت۔ ٹیکس اور مالی انتظامات کچھ ضرور نہین ہے کہ یہ امور مختلف اقسام حکومت مین مختلف ہون اِسمین سے ہر ایک امر کے متعلق خاص اصول اور مخصوص قواعد ہین جو اُس مضمون سے جو بیان ہو رہا ہے علیحدہ تحقیق طلب ہین۔ اصول عامہ قانون۔ قوانین دیوانی و فوجداری مالی اور تجارتی انتظام۔ یہ سب فی نفسہ علوم ہین یا یہ کہ وسیع علم سیاست کے مختلف شعبے ہین۔ اور اِن سب علوم کے جو نہایت مفید مسائل ہین اگرچہ جملہ اقسام حکومت مین نہ سمجھے جائین اور نہ عمل مین لائے جائین تاہم اگر وہ سمجھ لیے جائین اور عمل مین لائے جائین تو ہر قسم کی حکومت مین بدرجہ مساوی نفع بخشینگے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ مسائل بغیر چند ترمیمات کے سب تمدنی حالتون مین اور عقل انسانی کے سب درجون مین نہین صادق آسکتے۔ تاہم اکثر یہ مسائل صرف جزوی ترمیمات کے محتاج ہین اور خفیف ترمیمات کے ساتھ تمدن کی ہر ایک حالت مین جسمین اسقدر ترقی ہو چکی ہو کہ اُنکو سمجھنے کے قابل حکام موجود ہون جاری ہو سکتے ہین اور جس گورنمنٹ کے لیے یہ مسائل بالکل موزون و مناسب نہون اُسکو یہ سمجھنا چاہیے کہ ایسی خراب ہے یا عام رائے کے ایسی خلاف ہے کہ مباح ذریعون سے اپنے تئین قائم رکھنے کی قابلیت نہین رکھتی ہے۔

لیکن گروہ محکوم کے جو اغراض خود اُس گروہ کی تعلیم و تربیت سے متعلق ہین اُنکی اور ہی کیفیت ہے۔ آئین سیاست جس حیثیت سے کہ گروہ محکوم کی تعلیم و تربیت کا

ذریعہ

ذریعہ ہے اُس حیثیت سے اسکا مختلف ہونا اور اُس درجہ کے مناسب ہونا جس درجہ تک وہ گروہ پہونچا ہے ضرور ہے۔ اِس زمانہ کے مسائل سیاست کو جو اگلے زمانے کے کلیات سیاست پر شرف حاصل ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ اِس زمانہ مین آخرالذکر مسئلہ بہ دلیل یا بلا دلیل تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اگلے زمانہ مین انگلستان یا فرانس کے لیے سلطنت جمہوری ایسے دلائل سے طلب کی جاتی تھی جنسے اِس قسم کی سلطنت صحرا نشین عربون یا وحشی باشندگان جزائر ملایا کے بھی مناسب حال ثابت ہو سکتی تھی مختلف قومون کی حالت تہذیب و شایستگی کے لحاظ سے ذلیل ہونے ہوتے اُس درجہ تک پہونچ گئی ہے جو اعلی قسم کے حیوانات کی حالت سے کچھ ہی بہتر ہے اور یہی کیفیت اُنکے عروج و رفعت کی ہے اور آئندہ نہین معلوم کتنے بلند درجہ پر پہونچ جائیگی ہر قوم چند اسباب جمع ہو جانے کی وجہ سے منجملہ انھین ذلیل حالتون کے ایک حالت سے فروغ پا سکتی ہے اور منجملہ اُن اسباب کے ایک سبب قوی اُسکے عروج کا وہ حکومت ہے جسکی وہ محکوم ہے۔ ترقی کے سب درجون مین جو انسان کو آجتک حاصل ہوئے ہین سب سے زیادہ قوی اسباب جنسے کسی قوم کو وہ رُشد حاصل ہوا ہے جو بالفعل موجود ہے اور اُتنا عروج حاصل ہو سکتا ہے جتنی قابلیت اُسمین ہے یہ ہین کہ افراد قوم پر کس قسم اور کس درجہ کی حکومت کی جاتی ہے اور حکومت کیونکر تقسیم کی گئی ہے اور احکام اور اُنکی تعمیل کی کیا کیفیت ہے۔ مگر اُس قوم کا مذہبی اعتقاد اِس سے مستثنے ہے۔ جس حکومت کی محکوم وہ قوم ہے اگر وہ حکومت اُس خاص درجہ ترقی کے مناسب نہین ہے جس درجہ تک وہ قوم ترقی کر چکی ہے تو ممکن ہے کہ اسکی ترقی کسی درجہ پر رک جائے۔ اور اگر گورنمنٹ مین صرف ایک یہی وصف ہو کہ اُسکے اثر سے گروہ محکوم

ایک درجہ ترقی سے آگے بڑھ کر دوسرے درجہ تک پہونچ جاے تو اور جتنے عیوب اُس گورمنٹ مین ہون تقریبًا وہ سب معاف ہوسکتے ہین بشرطیکہ ترقی کے مخالف اور مزاحم نہون - اسکی ایک مثال جو سابق مین بیان ہوچکی ہے پھر لکھی جاتی ہے کہ جو قوم ایک وحشانیہ خودسری کی حالت مین ہو اور ہر قسم کے بیرونی اختیار یا دباؤ سے آزاد ہو وہ کچھ ترقی تہذیب و شایستگی مین نہین کرسکتی تاوقتیکہ وہ اطاعت کرنا نہ سیکھلے لہذا جو گورمنٹ اس قسم کے لوگون پر حکومت کرنا چاہے اُسمین یہ صفت ضرور ہونی چاہیے کہ اپنی اطاعت قبول کرواسئے اور یہ وہ اُسوقت کرسکتی ہے کہ مطلقًا یا تقریبًا مطلق العنان ہو جس حکومت مین عوام کو کچھ بھی دخل ہو اور جسکا دارومدار اس امر پر ہو کہ مختلف افراد قوم اپنی آزادی فعل سے دست بردار ہون - وہ قوم کو پہلا ہی سبق نہ پڑھا سکے گی جسکی محتاج وہ اپنی ترقی کے اس درجہ مین ہے لہذا جب قومون مین تہذیب و شایستگی دیگر مہذب قومون کے قرب و اتصال سے نہ پیدا ہوئی ہو تو ہمیشہ اس بادشاہ مطلق العنان کی بدولت حاصل ہوگی جسنے حکومت مذہبی یا فوجی قوت سے حاصل کی ہے بلکہ اکثر غیر ملک کے آدمیون کے زور شمشیر سے اُسکو حکومت ملجاتی ہے -

علاوہ اسکے غیر مہذب قومون مین جو سب سے زیادہ بہادر اور مضبوط ہوتے ہین اس دائمی محنت سے جسمین کچھ افروختگی نہو کراہت رکھتے ہین حالانکہ حقیقی تہذیب و شایستگی ایسی ہی مشقت سے آتی ہے اور بغیر اُسکے نہ تو عقل مجرد مین وہ خاصیتین اور عادتین پیدا ہوسکتی ہین جو مہذب سوسایٹی کے لیے ضرور ہین اور نہ عالم مادیات مین اُنکا گذارا ہوسکتا ہے جب ایسے ہی شاذ و نادر اسباب جمع ہوجاتے ہین اور ایک عرصۂ دراز گذر جاتا ہے تب ایسے لوگون کو محنت و مشقت کی عادت

پڑتی ہے الا یہ کہ چند روز کسنے زبردستی محنت کرائی جاوے۔ اسی وجہ سے جب غلامی سے محنت کی عادت پڑجاتی ہے اور اکثر افراد قوم کا پیشہ محنت مزدوری ہو جاتا ہے تو ممکن ہے کہ لڑائی جھگڑائی اور لوٹ مار کی بہ نسبت غلامی کی بدولت اُنکو جلد تر آزادی حاصل ہو جاوے۔ یہ بیان کرنا کیا ضرور ہے کہ غلامی گو یہ غدر صرف اُسوقت مفید ہو سکتا ہے جبکہ تمدن کی ابتدائی حالت ہو کیونکہ مہذب قوم کے پاس گروہ محکوم کو شایستہ بنانے کے اور بہت سے ذریعے ہوتے ہین اور غلامی جملہ اعتبارات سے اس حکومت کے بالکل خلاف ہے جسکی بنا قانون پر ہو اور جو فی زمانا طرز معاشرت اور طریق تمدن کی اصل و بنیاد ہے اور جب بردہ فروشون کا فرقہ مہذب ملک مین آجاتا ہے تو بردہ فروشی کی وجہ سے اُسکی طبیعت ایسی خراب ہو جاتی ہے کہ موجودہ تمدنی حالت مین بردہ فروشی اختیار کرنا وحشیانہ حالت سے بدتر حالت پر عود کرنا ہے۔

لکن ہر ایک قوم جو اب مہذب و شایستہ ہے کسی نہ کسی وقت مین ضرور غلامی کی حالت مین تھی۔ جو قوم غلامی کی حالت مین ہو اُسکو اُس حالت سے خلاص کرنے کے لیے اس قسم کی حکومت نہین درکار ہے جیسے وحشی قوم کو وحشیانہ حالت سے نکالنے کے لیے درکار ہے۔ اگر وہ قوم خلقت سے قوی اور چالاک ہے علی الخصوص اگر اُس گروہ مین ایک جفاکش فرقہ بھی موجود ہے اور نہ تو وہ غلامون کا فرقہ ہے نہ بردہ فروشون کا (جیسا یونان کی سلطنت مین تھا) تو غالبًا اُس قوم کی ترقی کے لیے صرف اُسی قدر درکار ہے کہ وہ آزاد کر دی جاوے اور جب وہ آزاد کر دی جاوے جیسے روم قدیم مین آزاد کردہ غلامون کی کیفیت ہوتی تھی تو اُسی طرح اُسکو بھی آزاد رعایا کے

پورے حقوق مل سکتے ہین۔ مگر غلامی کی معمولی حالت یہ نہین ہے بلکہ یہ اسکی علامت ہے
کہ غلامی معدوم ومفقود ہوتی جاتی ہے سچ پوچھیے تو غلام وہ شخص ہے جسنے خود اپنی
مدد کرنی نہین سیکھی ہے بیشک وہ ایک درجہ وحشی آدمی سے بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ
اُسکو حکومت کا پہلا ہی سبق پڑھنا نہین باقی رہا ہے یعنی وہ اطاعت کرنا اسیکھ چکا ہے
مگر وہ صرف صریحی اور بلا واسطہ حکم کی تعمیل کرتا ہے کیونکہ پیدائشی غلامون کی یہ
خاصیت ہے کہ اپنے کردار کو کسی قاعدہ یا قانون کے موافق نہین کرسکتے۔ وہ صرف
وہ کام کرسکتے ہین جنکا حکم اُنکو دیا جاے اور جب حکم دیا جاتا ہے تب ہی اُس کام کو
کرتے ہین۔ جب وہ شخص جس سے وہ ڈرتے ہین اُنپر سزا دل بنا رہے اور اُنکو سزا کی
دھمکی دیتا رہے تب تو وہ اطاعت کرتے ہین لکن جہان اُس شخص نے مُنھ موڑا اور سب
کام ادھورا رہ گیا۔ جو امر ایسے غلامون کو کام کرنے کا محرک ہوتا ہے اُسکو چاہیئے کہ اُنکے
فوائد سے متعلق ہو بلکہ اُنکے نفس پر موثر ہو یعنی اُنکے دل مین فوراً امید وبیم پیدا کردے
مطلق العنان حکومت وحشیون کو وحشی اکریگی مگر غلامون کے عیوب کو اور زیادہ
کردیگی اور جب حکومت خود اُنھین سے متعلق کردی جاے تو وہ اُسکا انتظام خاک بھی
نہ کرسکینگے۔ وہ خود اپنی ترقی نہین کرسکتے بلکہ کوئی اور اُنسے ترقی کرائے تو وہ ترقی
کرین۔ جو بات اُنسے نہین ہوسکتی اور جسپر اُنکی ترقی موقوف ہے وہ یہ ہے کہ مطلق العنان
حکومت اُنکے اُٹھائی جاے اور قانون کی حکومت کے تابع کیے جائین۔ اُنکو سلف گورنمنٹ
یعنی اپنے اوپر خود حکومت کرنا سکھانا چاہیئے اور سلف گورنمنٹ کے معنی اُسکے
ابتدائی درجہ مین یہ ہین کہ جو ہدایت کیجاے اُسکے موافق عمل کرنے کی قابلیت۔
جس چیز کی احتیاج اُنکو ہے وہ حکومت بالجبر نہین ہے بلکہ حکومت بالرفق ہے

یعنی ہدایت کے محتاج ہین زبردستی کے قابل نہین ہین۔ لکن چونکہ وحشت اور جہالت کی وجہسے وہ لوگ کسی کا کہنا نہین مانتے بجز اُن اشخاص کے جنکو زبردست سمجھتے ہین لہذا اُنکے حق مین وہ حکومت مناسب ہے جو زبردستی کرسکے مگر کمتر زبردستی کرے یعنی ایک قسم کی مربیانہ حکومت مطلق العنان ہو جو سوسایٹی کے سب کامون پر ایک عام نگرانی عمل مین لایا کرے تاکہ ہر شخص کو یہ خیال رہے کہ حاکم وقت اتنی قدرت رکھتا ہے کہ جو قاعدہ مقرر کردے اُسکی پابندی کرالے مگر چونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ حاکم وقت نہایت خفیف جزئیات متعلقۂ تجارت و معاشرت کا انضباط و انصرام خود کیا کرے لہذا وہ افراد رعایا کو خواہ مخواہ بھی ترغیب دیتا ہے کہ بہت سا کام اپنی راے سے خود کرلیا کرین۔ اس قسم کی حکومت کو مارے باندھے کا سودا کہنا روا ہے۔ اور اسی کی ضرورت ایسے لوگون کو اسلیے ہے کہ تمدنی ترقی کے دوسرے درجہ سے اُنکو بہت جلد پار لگھا دے مثلاً اسی قسم کی گورنمنٹ امریکا مین صوبہ پیرو اور صوبہ پراگوے کی تھی۔ شاید یہ بیان کرنا ضرور نہین ہے کہ یہ مارے باندھے کا سودا صرف اس لحاظ سے لائق پذیرائی ہے کہ اس سے رفتہ رفتہ لوگون کو خود تنہا چلنے پھرنے کی لیاقت آجاتی ہے۔

اس مطلب کی توضیح مین زیادہ طول دینا خارج از بحث ہے۔ کیونکہ اگر یہ تحقیق کیجاے کہ ہرایک تمدنی حالت کے مناسب کس قسم کی حکومت ہے تو پنچایتی گورنمنٹ جو اس رسالہ کا موضوع ہے بالاے طاق رکھی رہے اور ایک نئی کتاب فن سیاست مدن مین تصنیف کرنی پڑے چونکہ اس رسالہ کی غایت و غرض محدود ہے لہذا صرف اصول عامۂ فلسفۂ سیاست سے اخذ کیے گئے ہین۔ اس امر کا تصفیہ کرنا کہ کس قسم کی حکومت کسی خاص قوم کے نہایت مناسب حال ہے اسپر موقوف ہے کہ اُس قوم کے

عیوب و نقائص ہین سے کون عیوب اُنکی ترقی کے مانع فوری ہین یعنی یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ اُسکی راہ کسنے روکی ہے۔ ایسی قوم کے لیے سب سے عمدہ حکومت وہ ہے جو اُنکو وہ چیز دے جسکے نہونے سے وہ قوم آگے نہین بڑھ سکتی یا اگر آگے بڑھتی ہے تو لنگڑاتی اور ٹھوکرین کھاتی ہوئی بڑھتی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جتنے امور کا مقصود مآل ترقی ہو اُنمین یہ لحاظ ضرور رکھا جاے کہ جس فائدہ کی ضرورت ہے اُسکی جستجو مین وہ نعمت ہاتھ سے نہ جاتی رہے جو بالفعل موجود ہے یا اُسمین نقصان نہ پہونچے۔ مثلاً وحشی قومون کو اطاعت سکھانی چاہیئے مگر نہ اس طور سے کہ وہ ایک وحشی قوم کے بدلے ایک غلامون کا گروہ بنجاے۔ بس جس قسم کی گورنمنٹ نہایت مؤثر ذریعہ اس بات کا کہ کسی قوم کو اُسکی ترقی کے دوسرے درجہ سے پار لنگھادے وہ اُس قوم کے لیے بالکل نامناسب ہوگی اگر وہ کام کو ایسے طریقہ سے کرے کہ قوم ترقی کے دوسرے درجہ تک نہ پہونچ سکے یا وہانتک پہونچنے کے قابل نہ رہے ایسی صورتین اکثر وقوع مین آتی ہین اور منجملہ اُن واقعات تاریخی کے ہین جو نہایت اندوہناک ہین مثلاً مصر مین جو علماء دین کی حکومت قائم ہوئی تھی یا چین مین جو مربیانہ سلطنت مطلق العنان تھی تو یہ دونون بہت عمدہ ذریعے اسکے ہوے کہ مصر اور چین کی قومون کو تہذیب و شایستگی کے اُس درجہ تک لیگئے جہانتک وہ پہونچی تھین مگر جب وہ قومین اُس درجہ تک پہونچ گئین تو عقلی آزادی اور تشخص کے نہونے کی وجہ سے وہین پر رک رہین کیونکہ یہ دونون چیزین ترقی کے لوازم سے ہین اور جس آئین سیاست نے اُن قومون کو ترقی کے اُس درجہ تک پہونچا دیا تھا اُسی نے اُنکو اُس قابل نہین رکھا کہ لوازم ترقی کو خود حاصل کرسکین اور چونکہ وہ آئین زائل ہوکر دوسری قسم کا آئین سیاست اُسکے بدلے

نہین جاری ہوا لہذا اُنکی آیندہ ترقی موقوف ہوگئی۔ اُن قومون کی نقیض ایک اور
مشرقی قوم کی نظیر بیان کیجاتی ہے یعنی قوم یہود۔ یہود کی سلطنت بھی سلطنت شخصی
مطلق العنان تھی اور علماے دین کی حکومت تھی اور اُنکے آئین سیاست مین علماے
دین کو اسقدر دخل تھا جیسا ہنود مین برہمنون کو ہے۔ اُسی آئین سیاست کی بدولت
یہود کو وہ بات حاصل ہوئی جو دیگر مشرقی قومون کو اپنے اپنے آئین سیاست سے
حاصل ہوئی تھی۔ وہ بات یہ تھی کہ یہود محنت و مشقت اور اطاعت کے عادی ہوگئے
اور ایک قومی زندگانی اُنکو حاصل ہوئی لیکن اُنکے بادشاہون اور اُنکے ملاؤن کو کبھی امر
نہین نصیب ہوا (جیسا اور قومون مین ہوا تھا) کہ اُنکی کیریکٹر یعنی طبیعت کو درست کرنا
بالکل اپنے اختیار مین رکھتے۔ اُنکا مذہب ایسا تھا کہ بعض وہ اشخاص جو طبع عالی
رکھتے تھے اور بڑے عابد و زاہد تھے اپنے تئین ملہم من اللہ یعنی پیغمبران خدا سمجھنے لگے
اور لوگ بھی اُنکو ایسا ہی تصور کرنے لگے اور ایک نہایت بیش بہا سلسلہ انبیاے
بنی اسرائیل کا پیدا ہوا جنکی پیغمبری کی حیثیت اکثر اُنکے محافظ رہی اور اسی حیثیت کی
بدولت وہ ایسے صاحب قوت و اختیار ہوگئے کہ اکثر اوقات سلاطین اور علماے
دین پر غالب رہے اور اُس چھوٹے سے گوشہ زمین مین جسکا نام یہودیہ ہے اُن
متضاد قوتون کو قائم رکھا جنکی بقا پر دائمی ترقی کا حصر ہے۔ لہذا اُس ملک (یہودیہ)
مین مذہب وہ چیز نہ تھی جو اور بہت سے ملکون مین تھی یعنی وہ اعتقادات اور
رسوم جو ایک دفعہ مقرر ہوگئے ہین بس پتھر کی لکیر ہین اور ترقی آیندہ کے مانع اور
سدراہ ہین۔ چنانچہ ایک عالم یہود نے جسکا نام مسٹر سیلوڈ ورہے درست لکھا ہے کہ انبیاے
بنی اسرائیل حکومت دینی اور دنیوی دونون کے لحاظ سے اس زمانہ کے آزاد اخبارات کے

ہموزن اور ہم پلہ تھے۔ یہ مثال صحیح ہے مگر برجستہ نہیں ہے کیونکہ اس سے بخوبی تصویر اس بات کا نہین ہو سکتا کہ یہود کی قومی زندگانی کے اس رکن اعظم یعنی انبیاے بنی اسرائیل نے یہود کی قومی تاریخ بلکہ تاریخ عالم مین کیا کیا کارنمایان ہوئے ہین اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چونکہ وحی و الہام کا سلسلہ کبھی ختم نہین ہوا لہذا جو حضرات نہایت عالی طبع اور بلند خیال اور کریم النفس تھے جو باتین اُنکو لائق زجر و توبیخ معلوم ہوئین اُنکی ہجو و مذمت اور ممانعت اُنھون نے خود خداوند عالم کے حکم سے کی اور مزید بران قومی مذہب کی بہتر اور پاکیزہ تر تفسیر بیان کی جو اُس زمانہ سے خود اُس مذہب کا جزو ہوگئی ہے بس جس شخص نے بائیبل یعنی کتب سماویہ کو ایک کتاب سمجھ کر پڑھنے کی عادت ترک کر دی ہے (چند ہی روز ہوے کہ عیسائیون اور غیر عیسائیون کو یہی عادت تھی) اُسکو یہ دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے کہ صحیفۂ حضرت موسی یعنی توریت مین جو احکام دینی اور نصائح اخلاقی لکھے ہین بلکہ دیگر کتب تواریخ مین بھی (جو بیشک عبرانیون کے کنسر ویٹو علماے دین کی تصنیفات ہین) جو باتین اس قسم کی لکھی ہین اُنمین اور صحف انبیاء کے احکام اور نصائح مین زمین آسمان کا فرق ہے اور صحف آخر الذکر اور اناجیل اربعہ مین بھی ایسا ہی فرق بین ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے حالات اس سے زیادہ ترقی کے مقتضے نہ تھے لہذا یہود بعوض اسکے کہ مثل اور ایشیائی قومون کے متوقف ہون یونانیون کے بعد ایک نہایت ترقی پذیر قوم زمانۂ سلف مین تھی اور یہود اور یونانی ہی اس زمانہ کی تہذیب و شایستگی کے اصل اصول اور محرک قوی ہوے۔

پس یہ امر کہ مختلف اقسام حکومت مختلف تمدنی حالتون کے موافق ہین یا مخالف بغیر اسکے نہین سمجھ مین آسکتا ہے کہ ترقی کے اُن تمام مدارج کا لحاظ کیا جاے جو ہنوز

سوسائٹی کو طے کرنے باقی ہین یعنی وہ درجے جو پیش بینی سے معلوم ہو سکتے ہین اور نیز وہ غیر متناہی سلسلہ جسکا تصور بھی بالفعل نہین ہوسکتا - اِس سے یہ لازم آتا ہے کہ مختلف اقسام حکومت کا حُسن و قبح تشخیص کرنے کے لیے ضرور ہے کہ ایک قسم کی حکومت ایسی فرض کر لی جاے جو فرد اکمل ہو یعنی فی نفسہ سب سے عمدہ ہو اور وہ ایسی حکومت ہو کہ جن شرائط ضروری پر اُسکے فوائد کا ظاہر ہونا موقوف ہے اگر وہ شرائط پائے جلتے تو سب اقسام حکومت سے زیادہ نہ صرف ایک ہی قسم اور درجہ کی ترقی کی افزونی کا باعث ہوتے بلکہ ترقی کے جملہ اقسام اور مدارج کی زیادتی کا سبب ہوتے جب یہ بات قرار پاچکی تو اب ہمکو یہ تحقیق کرنا چاہیئے کہ وہ کونسی عقلی حالتین ہین جنپر اس قسم کے گورنمنٹ سے فوائد کا ظاہر ہونا موقوف ہے اور وہ کونسے عیوب ہین جو کسی قوم کو ایسے فوائد حاصل کرنے سے مانع ہو سکتے ہین جب یہ تحقیق ہو جائیگا تب یہ مسئلہ عقلی بنانا ممکن ہوگا کہ کن حالات مین اِس قسم کی حکومت کو قائم کرنا قرین مصلحت ہے - اور یہ امر بھی مشخص ہو سکیگا کہ جب کسی حالت مین ایسی حکومت کو قائم نہ کرنا عقلاً اولی ہو تو پھر اور کس قسم کی حکومت قائم ہو سکتی ہے جو اُس سے ادنے تو ہو مگر ایسی ہو کہ قوم محکوم کو ترقی کے اُن متوسط درجون سے پار لگا دے جنکو طے کرنا واجب ہے قبل اِسکے کہ وہ قوم سب سے عمدہ قسم کی حکومت کے قابل ہو جاے -

منجملہ اِن امور تنقیح طلب کے امر آخر الذکر خارج از بحث ہے لیکن امر سابق الذکر البتہ جزو اعظم اِس بحث کا ہے - اب ہم بلا تامل ایک قضیہ بیان کرتے ہین جسکے دلائل و براہین اِس کتاب مین آگے چلکر لکھے جائینگے - وہ قضیہ یہ ہے کہ جو گورنمنٹ سب اقسام حکومت سے عقلاً بہتر ہے وہ پنچایتی گورنمنٹ کے مختلف اقسام مین سے ایک نہ ایک قسم ہے -

تیسرا باب

اس بیان مین کہ بہترین اقسام حکومت عقلاً پنچایتی گورنمنٹ ہے

انگلستان کو آزادی حاصل ہوئے صدہا برس کا زمانہ گذرا ہے اُسی وقت سے ہم یہ بات سُنتے چلے آئے ہین کہ اگر بادشاہ مطلق العنان اچھا ہو تو مطلق العنان سلطنت شخصی سب سے عمدہ قسم حکومت کی ہے۔ میرے نزدیک اس قسم کی حکومت کو بہترین اقسام حکومت خیال کرنا بالکل غلط اور نہایت مضر ہے۔ اور جبتک یہ خیال دفع نہو جائیگا گورنمنٹ کی نسبت ہمارے سب خیالات کو بالکل ستیاناس کر دیگا۔

جن لوگون کا یہ قول ہے اُنکے زعم ناقص مین جب حکومت مطلقہ اُس شخص واحد کو حاصل ہو جاے جو نیک نہاد ہو تو گورنمنٹ کے تمام فرائض ایمانداری اور دانشمندی کے ساتھ ادا ہونگے یعنی اچھے قوانین بنائے اور جاری کیے جائینگے اور بُرے قوانین مین اصلاح کیجائیگی اور سب بڑے بڑے عہدون پر سب سے لائق آدمی مقرر کیے جائینگے اور جہانتک اُس ملک کے حالات اور اُسکی عقلی اور اخلاقی ترقی مقتضی ہوگی وہانتک عدالتون کا انتظام عمدہ ہوگا اور رعایا پر ٹیکس کا بار خفیف اور بہت سمجھ بوجھکر ڈالا جائیگا اور حکومت کے ہر صیغہ کا کام بڑے سلیقہ اور دیانتداری سے انجام پائیگا جن لوگون کا یہ قول ہے اُنکی خاطر سے مین یہ سب باتین تسلیم کرتا ہون مگر یہ گذارش کرتا ہون کہ مین نے ایک نہایت امر عظیم کو تسلیم کر لیا ہے اور جو نتائج بیان کیے گئے اُنکا عشر عشیر بھی تو اُن الفاظ سے نہین مفہوم ہوتا جو اسوقت موضوع بحث ہین۔ وہ الفاظ یہ ہین "ایک اچھا بادشاہ مطلق العنان" یہ الفاظ صرف اُس بادشاہ کی نیک نہادی ہی پر نہین

دلالت کرتے ہین بلکہ اُسکے وسیع النظر ہونے پر بھی دلالت کرتے ہین پس اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اُسکو ہر وقت صحیح اور مفصل اطلاع اس امر کی ہوتی رہتی ہے کہ ہمارے ملک کے ہر ضلع مین حکومت کے ہر شعبہ کا کام کیونکر ہو رہا ہے اور یہ بھی اُسکو لازم ہے کہ ہر روز چوبیس گھنٹہ (شاہ و گدا دونون کو اتنا ہی وقت مل سکتا ہے) توجہ تام اور کامل نگرانی کار سلطنت کے سب جزئیات پر عمل مین لائے یا اقل مراتب وہ اتنا تو ہو کہ عام گروہ رعایا مین سے مستعد اور لائق آدمیون کو چھان پھان کر بہ تعداد کثیر منتخب کرے اور وہ سب ایسے قابل ہون کہ انتظام کے ہر ایک شعبہ کا کام اپنے افسران اعلی کے زیر اختیار اور زیر نگرانی بخوبی انجام دے سکین۔ مزید برآن اُس بادشاہ کو یہ بھی لازم ہے کہ چند ایسے نیک کردار اور لائق و فائق آدمیون کو تجویز کرے جو کسی دوسرے کی نگرانی کے محتاج نہون بلکہ وہ خود اوردون پر نگرانی کر سکین۔ اس کار دشوار کو معتدل طور سے انجام دینے کے لیے بھی ایسی غیر معمولی قوتین اور جودتین درکار ہین کہ غالباً وہ اچھا بادشاہ مطلق العنان جسکو ہمنے فرض کیا ہے ایسے کام کو قبول ہی نہ کریگا مگر شاید اس امید سے قبول کرے کہ اُنکی بدولت اُن خرابیون سے اُسکی جان بچے گی جنکی برداشت اُس سے نہو سکے گی اور شاید کرتے کرتے آئندہ یہ کام چل نکلے لیکن اگر اس امر عظیم کا لحاظ نہ کیا جاے تو بھی ہماری دلیل چل سکتی تھی یعنی فرض کیجیے کہ یہ مشکل نہ پیش آئے تو بھی کیا نتیجہ ہو گا؟ یہی نتیجہ ہو گا کہ ایک اکیلا آدمی جسکی جودت اعجاز کے درجہ تک پہونچی ہو ایک بے شعور قوم کے کل معاملات کا انتظام کرے اُس قوم کا بے شعور ہونا تو خود حکومت مطلق العنان کے مفہوم سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ قوم من حیث المجموع اور بالانفراد کچھ اختیار اور مطلق دخل خود اپنے امور کے

انتظام مین نہین رکھتی ہے اور اپنی مجموعی اغراض کی نسبت اپنی مرضی کو عمل مین نہین لاتی ہے۔ بلکہ اُسکے کل امور کا فیصلہ دوسرے شخص کی مرضی پر موقوف ہے جسکی نافرمانی گویا قانوناً جرم ہے۔ ایسی حکومت کے محکوم ہونے سے بندگان خدا کی کیا کیفیت ہوجائیگی اُنکے قوی عقلی اور قوی عملی کی تکمیل کیونکر ہوگی و شاید محض مسائل عقلی مین غور کرنے کی اجازت اُنکو ہو مگر یہ بھی اُسوقت تک جب تک کہ اُنکی فکر یا تو امور سیاست مین بالکل مصروف ہی نہو یا اُنکے عمل سے مطلق سروکار نہ رکھتی ہو بڑی کرامات اُنکی یہ ہے کہ عملی امور کی نسبت کچھ صلاح و مشورہ دیا کرین اور بادشاہ مطلق العنان چاہیے کیسا ہی حلیم ہو اُسکی عملداری مین کسی کو یہ امید نہین ہوسکتی کہ حکام وقت جنسے ہمارے امور کا انتظام متعلق ہے ہماری عرض و معروض سنینگے بھی چہ جائیکہ اُسکا لحاظ کرنا شاید جن لوگون کا شرف اور بزرگی مشہور و معروف اور مسلم ہے اُنکا کوئی مشورہ سن لیا جائے شاید کسی شخص کو ایسا ہی ذوق و شوق طبع آزمائی اور دماغ سوزی کا ہو جو دماغی محنت اُس حال مین گوارا کرے جبکہ اُس محنت کا کوئی ظاہری نتیجہ نہ پیدا ہو یا اُس کام کو کرنے کی لیاقت حاصل کرے جو اُس سے کبھی لیا ہی نہ جائیگا۔ ہر زمانہ مین باستثنائے چند کے عموماً دماغی محنت کا محرک قوی یہ امید ہوا کرتی ہے کہ اس محنت کے نتائج سے کوئی عملی فائدہ نکلیگا۔ اس سے یہ نہین لازم آتا کہ وہ قوم دماغی قوت بالکل رکھتی ہی نہین ہے کیونکہ ہر شخص اور ہر خاندان کو اپنے روزمرہ کا کام کاج خود کرنا پڑتا ہے اور اُس کام مین تھوڑی بہت دانائی اور لیاقت عملی صرف کرنی پڑتی ہے۔ ایسے بادشاہ کی عملداری مین ایک منتخب فرقہ ایسے محققین کا بھی ہوگا جو علوم عقلیہ کی تحقیق اس غرض سے کرتے ہین کہ اُنسے عملی فوائد نکالین یا اشغال علمی مین محض شوقیہ مشغول رہتے ہین

ایک فرقہ کارپردازان سلطنت کا بھی ہوگا اور بعض اشخاص کو کار سلطنت انجام دینے کے لیے اوّل مراتب چند مجرب گر بے دلیل کلیات حکمرانی و فرمانروائی سکھائے جائینگے اور جو لوگ سب سے زیادہ عالی دماغ ہونگے وہ کسی خاص صیغہ مین (مثلاً فوج کے صیغہ مین) اسلیے بھرتی کیے جاسنگیے کہ اس بادشاہ مطلق العنان کی شان و شوکت کو زیادہ کرین۔ مگر عوام الناس کو سب اہم علی امور پر نہ تو اطلاع حاصل ہوتی ہے اور نہ وہ توجہ کرتے ہین اور اگر اُنکو اُن امور کا علم ہوتا بھی ہے تو صرف علم علمی یا علم بے عمل جیسا مثلاً فن نجاری سے وہ لوگ واقف ہون جنھون نے نجار کے اوزار کبھی ہاتھ سے چھوے بھی نہون۔ اور صرف اُنکی عقل ہی کا نقصان ہوتا ہے بلکہ اُنکی اخلاقی لیاقتین بھی ٹھٹھر کے رہ جاتی ہین۔ کیونکہ جب انسان کے کام کا دائرہ مصنوعی قواعد سے محدود اور تنگ کر دیا جاے تو اُسکے خیالات بھی اُسی قدر تنگ اور چھوٹے ہوجاتے ہین حس قلبی کی غذا اعل ہے۔ یہانتک کہ جو محبت عزیزون مین باہم ہوتی ہے اُسکا دار و مدار بھی باہمی حسن سلوک پر ہے۔ اگر آدمی کو اپنے ملک کے لیے کچھ نہ کرنا ملے تو وہ اُسکی کچھ پروا نہ کریگا۔ یہ مثل سلف سے چلی آتی ہے کہ سلطنت مطلق العنان مین ایک ہی محب وطن ہوتا ہے یعنی خود سلطان مطلق العنان یہ مثل اس بات کے سمجھنے پر موقوف ہے کہ بادشاہ جابر کا کیا ذکر ہے بادشاہ عاقل اور عادل کا محکوم مطلق بننے سے بھی قوم کی کیا کیفیت ہوجاتی ہے۔ ایسی حالت مین البتہ مذہب باقی رہتا ہے اور مذہب ایسی چیز ہے جسپر یہ بھروسا ہوسکتا ہے کہ آدمی کو خاک سے پاک کردیگا۔ لیکن اگر یہ فرض کرلیا جاے کہ سلطنت مطلق العنان کے مقاصد کے لیے مذہب تحریف سے محفوظ رہیگا تب بھی ایسی حالت مین مذہب کو تمدن سے کچھ علاقہ نہین باقی رہتا

اور وہ سمٹ سمٹا کر ایک ذاتی معاملہ درمیان انسان اور اُسکے خالق کے رہجاتا ہے جو صرف اُسکی نجات اخروی پر مؤثر ہے جب مذہب کی یہ شکل ہو تو وہ خود غرضی اور کم ظرفی کے ساتھ بخوبی جمع ہو سکتا ہے اور جو شخص اُسکا معتقد ہو وہ نفس پرست آدمی سے زیادہ ہمدردی اور شفقت اپنے بنی نوع پر نہین رکھتا ہے ۔

اچھی حکومت مطلق العنان سے وہ گورنمنٹ مراد ہے جسمین وہانتک جہانتک حاکم مطلق العنان پر موقوف ہے حکام وقت یا عہدہ داران سرکاری رعایا پر ظلم نہین کرتے مگر جسمین قوم کے مجموعی معاملات کا انتظام اور جتنا غور و فکر اُسکی اغراض مجموعی سے تعلق رکھتا ہے وہ سب خود قوم نہین کرتی بلکہ غیر لوگ کرتے ہین اور قوم اپنی ذاتی جودتون کو ترک کردینے کی عادی اور اُسپر راضی ہوتی جاتی ہے ۔ سب امور کو گورنمنٹ پر موقوف رکھنا ایسا ہے جیسا اُنکو خدا کے سپرد کرنا اور اسکے معنی یہ ہین کہ ہمکو خود اپنے امور کی کچھ پروا نہین ہے اور جب اِس بے پروائی سے خراب نتائج پیدا ہون تو اُنکو آفات ارضی و سماوی کہکر قبول کر لیا ۔ پس باستثنا چند غور پسند آدمیون کے جنکو اشتغال علمی کا ایک ذاتی شوق ہوتا ہے کل قوم کی عقل اور خیالات اغراض ضروری کے استحصال مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین اور جب یہ اغراض حاصل ہو جاتے ہین تو اپنی ذاتی آرایش و نمایش اور تفریح طبع کی فکر مین رہتے ہین لیکن اگر تاریخی شہادت کچھ وقعت رکھتی ہے تو جس قوم کی یہ کیفیت ہو اُسکو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اسکے انحطاط کا زمانہ آگیا ہے یعنی اگر اُس قوم نے کچھ ترقی کی ہے تب اُسکو انحطاط ہوگا ورنہ انحطاط کس چیز مین ہوگا ۔ اگر اُسنے ایک مشرقی قوم کی حالت سے کبھی عروج نہین کیا ہے تو اُسی حالت مین پڑی رہیگی ۔ لیکن اگر اپنی جودت اور وطن دوستی اور

اور

عالی دماغی سے (کہ یہ قومی اوصاف آزادی کا ثمرہ ہے) یونانیون اور رومیون کی طرح اس قوم نے کچھ عروج حاصل کرلیا ہے تب بھی چند ہی پشتون مین اُسکی حالت ایک مشرقی قوم کی سی ہوجائیگی - اور اُس حالت کے یہ معنی نہین ہین کہ سفیہانہ امن وعافیت سے رہنا اور روز افزون خرابی سے بچنا بلکہ اکثر اُسکے معنی یہ نکلے ہین کہ کسی قوی تر بادشاہ مطلق العنان نے یا قرب وجوار کی کسی وحشی قوم نے جسمین وحشیانہ سختی کے ساتھ آزادی کی جو دم بھی موجود تھین اُس قوم کو مغلوب ومسخر کرکے غلام بنالیا -

یہ امور حکومت مطلق العنان کے صرف نتائج ضروری نہین ہین بلکہ اُسکے لوازم ماہیت ہین جنسے کچھ چارہ نہین ہے الا اسوقت کہ حاکم مطلق العنان اپنی مطلق العنانی سے دست بردار ہوکر کار حکومت کو اسطرح ہونے دے کہ گویا قوم اپنے اوپر خود حکمرانی کررہی ہے گو یہ امر کیسا ہی خلاف قیاس ہو لیکن فرض کیجیے کہ ایک بادشاہ مطلق العنان باقاعدہ حکومت کے اکثر فوائد اور قیود کی پابندی کرے یعنی اخبارات اور رعایا کو مباحثہ کی آزادی بخشے تاکہ ایک رائے جمہور قائم ہو اور قومی معاملات پر ظاہر ہوسکے - اور امور مختص المقام کا انتظام خود قوم کو بلا دست اندازی حکام کرنے دے بلکہ یہانتک کرے کہ اپنی گورنمنٹ کے لیے ایک کونسل یا کئی کونسلین مقرر کرے جسکے ممبرون کو کل یا جزو قوم نے منتخب کیا ہو لیکن ٹیکس باندھنے کا اختیار اور اعلیٰ درجہ کا اختیار قانون سازی اور عاملانہ اختیار اپنے ہاتھ مین رکھے - اگر بادشاہ مطلق العنان ایسا کرے اور اپنی مطلق العنانی سے اس حد تک دست بردار ہوجاوے تو اکثر وہ خرابیان جو حکومت مطلق العنان کو لازم ہین نہ پیدا ہونگی -

یعنی امور سیاست مین جودت اور چالاکی اور معاملات سلطنت کے انتظام کی لیاقت قوم مین پیدا ہونے کا کوئی مانع نہ باقی رہیگا اور ایک رائے جمہور ایسی قائم ہوجائیگی جو صرف گورنمنٹ کا منھ ہی نہ چڑھائیگی لیکن ایسی ترقی سے نئی نئی دقتین پیدا ہونگی - کیونکہ جب رائے جمہور بادشاہ کے حکم کی تابع نہوئی تو دو حال سے خالی نہین یا اُسکے موافق ہوگی یا مخالف - اور یہ ظاہر ہے کہ چاہے جیسی گورنمنٹ ہو اکثر لوگ اُس سے ناراض ضرور ہونگے اور جب اُنکے خیالات کے اظہار کے ذریعے یعنی اخبارات موجود ہون تو اکثر اوقات ایسی رائین مشہور ہونگی جو گورنمنٹ کے خلاف ہونگی پس جب اِن مخالف رایون کی کثرت ہوگی تو اِسوقت بادشاہ کیا کریگا ؟ کیا وہ قوم کی خاطر سے اپنی رائے کو بدل دیگا ؟ اگر وہ ایسا کریگا تو پھر بادشاہ مطلق العنان کیون باقی رہیگا بلکہ ایک پابند قاعدہ بادشاہ ہوجائیگا اور قوم کا آلہ یا اُسکا وزیر اعظم بنجائیگا فقط اُسکو اتنا امتیاز حاصل رہیگا کہ برخاست یا معزول نہوسکیگا - اگر وہ ایسا نکریگا تو دو حال سے خالی نہین یا تو اپنی حکومت مطلق العنان سے وہ قوم کی مخالفت کو دفع کریگا یا قوم مین اور اُس شخص واحد مین خصومت دائمی پیدا ہوجائیگی جسکا ایسا ہی انجام ہوسکتا ہے - ایسی حالت کے نتائج لابدی کو تو وہ مذہبی اصول بھی نہ روک سکیگا جسکا مفاد یہ ہے کہ بادشاہ ظل اللہ ہے اُسکی بلاعذر اطاعت سب پر فرض ہے ایسا بادشاہ یا تو باقاعدہ حکومت کے شرائط کو قبول کریگا یا اُسکے مقام پر دوسرا شخص مقرر کیا جائیگا جو اُن شرائط کو منظور کرلے - پس جب مطلق العنانی صرف برائے نام رہ گئی تو جو فوائد مطلق العنان سلطنت شخصی کی طرف منسوب کیے گئے ہین وہ نہ حاصل ہونگے اور آزاد حکومت کے فوائد بھی اُس سے بہت ناقص طور سے حاصل ہونگے - کیونکہ اگرچہ

رعایا کو عملاً کیسی ہی آزادی کیون نہ حاصل ہو لکن اُنکو یہ کبھی نہ بھولیگا کہ یہ آزادی ہمکو
بالعرض اور رعایتاً حاصل ہے اور جو حیثیت سلطنت کی اب ہے اُسکا مقتضی یہی ہے
کہ ایک چشم زدن مین یہ آزادی ہمسے چھین لیجاے۔ الغرض۔ اُنکو یہ خیال ضرور ہوگا
کہ ہم قانوناً غلام ہین گو ہمارا مالک عاقل یا مہربان ہے۔

پس ایسی حالت مین کچھ تعجب نہین ہے کہ مصلحان حکومت اُن موانع سے
تنگ اور عاجز آکر جو قوم کی جہالت اور بے پروائی اور ناتربیت پذیری اور بیہودہ ضد
کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ خودغرض آدمی اپنے ذاتی اغراض کی خاطر اور اُن
زبردست حربون سے مسلح ہوکر جو آزاد قوانین کی بدولت اُنکے ہاتھ لگے ہین نہایت مفید
عام اصلاحات کے سدراہ ہین بعض اوقات آہ سرد دل پُردرد سے کھینچکر یہ دعا
مانگین کہ خدا کرے کوئی دست زبردست ان سب موانع ترقی کو دفع کرے اور اس شریر
قوم کو اپنے اوپر بہتر طریقہ سے حکومت کرنا سکھائے لکن اگر اس امر سے قطع نظر کیجاے
کہ جہان ایک بادشاہ مطلق العنان کاہے ماہے ایک آدھ خرابی کی اصلاح کرتا ہے
وہان ننانوے بادشاہان مطلق العنان صدہا خرابیان پیدا کرتے ہین توبھی وہ لوگ
جو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ ایسی حکومت کی بدولت ہماری امیدین برآئینگی عمدہ حکومت کے
مفہوم سے اُسکے جزاعظم کو خارج کردیتے ہین یعنی خود قوم کی ترقی۔ آزادی کے فوائد
مین سے ایک فائدہ یہ ہے کہ جس ملک مین آزادی ہے وہان بادشاہ وقت قوم کے
عقول کو بالاے طاق نہین رکھ سکتا اور اُسکے امور کی اصلاح نہین کرسکتا تاوقتیکہ خود
اُس قوم کی اصلاح نہ کرے اگر یہ ممکن ہو کہ کسی قوم پر بغیر اُسکی خواہش یا اعانت کے
عمدہ طور سے حکومت ہوسکے تو وہ عمدہ حکومت اُتنے ہی عرصہ تک قائم رہیگی جتنی مدت تک

آزادی اس قوم کی باقی رہتی ہے جسکو بغیر اُنکی شرکت اور امداد کے کسی غیر قوم نے آزاد کردیا ہو۔ یہ سچ ہے کہ بادشاہ مطلق العنان رعایا کو تعلیم و تربیت کرسکتا ہے اور اُسکا یہی فعل اُسکی مطلق العنانی کا عذر قوی ہے۔ لیکن جس تعلیم و تربیت سے یہ مقصود نہو کہ انسان صرف ایک بیجان کُل بنکر نہ رہ جائے اُسکا نتیجہ اخیر کو یہی ہوتا ہے کہ انسان یہ دعوی کرنے لگتا ہے کہ اپنے افعال کا ہمین خود اختیار ہے۔ مثلاً اٹھارھوین صدی مین جو بڑے بڑے فلسفی فرانس مین گذرے اُنکو فرقہ جیسوٹ نے تعلیم و تربیت کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ جیسوٹ نے جو تعلیم دی تھی اُسمین بھی یہ صفت تھی کہ اُسنے لوگون کے دل مین آزادی کی خواہش پیدا کردی۔ جو چیز انسان کے قوای عقلی کو قوت بخشتی ہے گو وہ قوت کیسی ہی خفیف ہو وہی اُسکے دل مین زیادہ تر خواہش اس بات کی پیدا کرتی ہے کہ اُن قوتون کو بلا مزاحمت کام مین لائے اور اگر لوگون کو ایسی تعلیم دیجائے جس سے اُنکو وہ حالت حاصل کرنے کی لیاقت نہ آجائے جسکے آرزومند بلکہ غالباً جسکے طالب اور جویا اُس تعلیم کے اثر سے وہ لوگ ہوجائینگے تو ایسی تعلیم کو ناقص سمجھنا چاہیے۔

مین ہرگز یہ نہین کہتا کہ جب بہت شدید ضرورت لاحق ہو تو حکومت مطلقہ یا مطلق العنانی چند روز کے لیے نہ حاصل کرلی جائیگی۔ زمانہ سلف مین آزاد قومون نے جب یہ دیکھا کہ سلطنت ایسے امراض مین مبتلا ہے جنکی دوا صرف مطلق العنانی ہے اور جو اس سے کمتر حاد دواسے نہین دفع ہوسکتے تو کسی شخص کو خود اپنی مرضی سے حاکم مطلق العنان بنادیا مگر ایسی حکومت مطلقہ کو ایک محدود زمانہ تک بھی قبول کرلینا صرف اس شرط سے جائز ہے کہ جیسا سولن اور پیٹیکس نے یونان مین کیا تھا اُسی طرح

وہ حاکم جسنے حکومت مطلقہ حاصل کی ہے اُسکو اُن موانع کے دفع کرنے مین صرف کرے جنھون نے قوم کو آزادی حاصل کرنے سے باز رکھا ہے - اچھی حکومت طلق العنان کے معنی ہی عقلاً بالکل غلط ہین کیونکہ بجز اسکے کہ ایسی حکومت کسی چند روزہ مقصد کے حصول کا ذریعہ گردانا جاے یہ ایک محض مہمل اور نہایت خطرناک خیال خام ہوجاتا ہے - مثل مشہور ہے کہ بُرے کو بُرا ہی چاہیے (الخبیثات للخبیثین) لہذا ایک اچھی حکومت طلق العنان کا ایسے ملک مین ہونا جسے تہذیب وشایستگی مین کچھ بھی ترقی کی ہو بُری حکومت مطلق العنان کے ہونے سے بھی زیادہ مضر ہے کیونکہ سابق الذکر حکومت قوم محکوم کے خیالات اور خواہشون اور جودتون کو بالکل ضعیف اور ردی کر دیتی ہے - مثلاً اغسطوس قیصر کی مطلق العنانی نے رومیون کو طبریاس قیصر کی بادشاہت کے لیے تیار کر دیا تھا - اگر اغسطوس قیصر کے عہد مین رومی تقریباً دو پشتون تک ایک ملائم غلامی کی حالت مین نہ رہے ہوتے جس سے اُنکی حیثیت بالکل مٹ گئی تھی تو غالباً اُنمین اتنی جرات اور حوصلہ باقی رہتا کہ طبریاس قیصر سے جو اُس سے بھی اظلم تھا بغاوت پر آمادہ ہو جاتے -

یہ امر ثابت کرنا کچھ مشکل نہین ہے کہ عقلاً عمدہ ترین اقسام حکومت وہ ہے جسمین بادشاہت یعنی حکومت الکل فی الکل یا سب سے اعلیٰ درجہ کا اختیار شاہی کُل قوم کو من حیث المجموع دیا جاے اور ہر فرد قوم اس اعلیٰ درجہ کے اختیار کی تعمیل مین نہ صرف رائے زنی کا حق رکھے بلکہ کبھی کبھی کاروبار سلطنت مین اُسکو خود دخل دینا پڑے اور وہ کسی عام یا مختص المقام کام کو خود انجام دیا کرے -

اس کلیہ کی صحت دریافت کرنا اِسپر موقوف ہے کہ اِسکی تحقیق اُن دو امرون کے

لحاظ سے کیجاے جو عمدہ حکومت کو لازم ہین جیسا سابق مین بیان کیا گیا یعنی ایک یہ امر کہ جو عقلی اور اخلاقی اور عملی قوتین سوسایٹی کے مختلف افراد مین بالفعل موجود ہین اُنکے ذریعہ سے اُس گورنمنٹ نے سوسایٹی کے امور کے انتظام کو کہانتک درست اور شایستہ کر دیا ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ اُن قوتون کی ترقی یا تنزل پر اُس گورنمنٹ نے کیا تاثیر کی ہے۔

شاید یہ بیان کرنا کچھ ضرور نہین ہے کہ عقلاً عمدہ ترین اقسام حکومت سے وہ حکومت مراد نہین ہے جو سب تمدنی حالتون مین عمل پذیر یا مناسب ہے بلکہ وہ حکومت مقصود ہے جس سے درآنحالیکہ وہ عمل پذیر اور مناسب حال ہو بالفعل اور آیندہ نہایت مفید نتایج بتعداد کثیر پیدا ہون۔ صرف حکومت جمہوری محض ہی ایسی حکومت ہے جسپر یہ تعریف صادق آسکتی ہے۔ کیونکہ وہ دونون صفتین جو عمدہ حکومت کو لازم ہین اس قسم کی حکومت مین بدرجۂ اتم و اکمل پائی جاتی ہین یعنی بالفعل خوش انتظامی کا ہونا اور آیندہ قومی حیثیت کا درست اور شایستہ ہوجانا یہ دونون مقصد جیسے خالص سلطنت جمہوریہ سے حاصل ہوتے ہین کسی قسم کی حکومت سے نہین حاصل ہوسکتے۔

حکومت جمہوری کی عمدگی بہ لحاظ موجودہ رفاہ و بہبود کے دو اصول پر موقوف ہے جو نہایت عمیم المصداق ہین یعنی انسان کے کل امور پر علی العموم صادق آتے ہین۔ پہلا اصول یہ ہے کہ ہر شخص کے حقوق اور اغراض کا تحفظ کامل اُسپر موقوف رہے کہ خود وہ شخص اُنکی حفاظت کرنے کے قابل اور اُسکا عادی ہو۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ جتنی اور جسقدر مختلف قوتین عام سرسبزی اور خوشحالی کو ترقی دینے مین صرف کیجائین اُتنی ہی اور اُسی قدر تعمیم اور فروغ اُسکو حاصل ہوگا۔

اب یہ دونون اصول اِس عنوان سے بیان کیے جاتے ہین کہ زیادہ تر مفید مطلب ہون - انسان دوسرے کے شر سے اُسی قدر محفوظ رہ سکتا ہے جسقدر وہ اپنے نفس کی حفاظت کی قدرت خود رکھتا ہے اور اُسکی حفاظت کرتا ہے اور انسان اپنی ضرورتون کو رفع کرنے مین اُسی قدر نمایان کامیابی حاصل کرسکتا ہے جسقدر وہ اپنے نفس پر بھروسا کرتا ہے یعنی جو کچھ وہ بذات خود یا اورون کی مشارکت سے کرسکتا ہے اُسپر زیادہ تر بھروسا رکھتا ہے بہ نسبت اِسکے کہ اور لوگ اُسکے لیے کچھ کرین -

پہلا اصول جسکا مفاد یہ ہے کہ ہر شخص اپنے ذاتی حقوق و اغراض کا خود ہی محافظ ہے منجملہ اُن کلیات عقلی کے ہے جسپر ہر شخص جو اپنے امور کے انتظام کی لیاقت رکھتا ہے بے تکلف عمل کرتا ہے - اکثر اشخاص اِس اصول سیاست سے بہت بیزار ہین اور اُسکی بڑی مذمت کیا کرتے ہین کہ اِس سے ساری دنیا مین خودغرضی پھیل جائیگی - اِسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر یہ کلیہ باطل ہے کہ آدمی کا قاعدہ ہے کہ اپنے نفس کو اورون پر ترجیح دیتا ہے اور جو اُس سے قریب تر ہوتا ہے اُسکو بعید تر پر شرف بخشتا ہے تو پھر کمیونزم یعنی سب بنی آدم کے مساوات کلی کا مذہب صرف ممکن العمل ہی نہین ہے بلکہ واجب العمل ہے کہ سوائے اِسکے اور کوئی صورت تمدن کی باقی نہین رہتی - اور جب وہ وقت آجائیگا تو یہی طریقہ تمدن یقیناً جاری ہو جائیگا - اور مجھسے جو پوچھیے تو جب مین عالمگیر خودغرضی کے مسئلہ کا قائل ہی نہین ہون تو پھر مجھے یہ تسلیم کرلینا کیا مشکل ہے کہ اِس زمانہ مین بھی کمیونزم خواص مین جاری ہو سکتا ہے اور آیندہ عوام مین بھی جاری ہو جائیگا لیکن اگرچہ اِس رائے کو وہ لوگ نہین پسند کرتے ہین جو موجودہ آئین سیاست کے طرفدار ہین اور اِس مسئلہ پر

معترض ہین کہ خود غرضی عموماً سب کہین غالب رہے تاہم مجھے یہ گمان ہے کہ وہ لوگ بھی فی الواقع یہی یقین رکھتے ہین کہ اکثر آدمی اپنے نفس کو اورون پر مقدم سمجھتے ہین مگر شاہی اختیارات مین جو سب کو شریک ہونے کا حق حاصل ہے اُسکی تائید مین اتنا بیان کرنے کی بھی ضرورت نہین ہے۔ کچھ یہ خیال کرنا ضرور نہین ہے کہ جب حکومت کسی خاص فرقہ کو حاصل ہو جائیگی تو وہ فرقہ اور فرقون کو اپنے اوپر دیدہ و دانستہ تصدق کر دیگا۔ صرف اتنا کافی ہے کہ جو فرقہ حکومت سے خارج رکھا جائیگا جب اُسکے ہمجنس اُسکی نصرت وحمایت کو نہ موجود ہونگے تو ہمیشہ اس بات کا اندیشہ رہیگا کہ اُسکے اغراض سے چشم پوشی کیجائیگی اور جب وہ اغراض دیکھے جائینگے تو ان لوگون کی آنکھ سے نہ دیکھے جائینگے جنپر اُنکا اثر پہونچتا ہے۔ مثلاً اس ملک (انگلستان) مین اہل حرفہ حکومت مین بالذات کچھ مداخلت نہین رکھتے ہین۔ لکن مجھکو یقین نہین ہے کہ جو فرقے حکومت مین مداخلت رکھتے ہین عموماً انکا یہ ارادہ ہے کہ اپنے فائدہ کے آگے اہل حرفہ کے فوائد کو بالاے طاق رکھین۔ البتہ کسی زمانہ مین اُنکا یہی ارادہ تھا اور یہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مدت مدید تک وہ لوگ یہ کوشش کرتے رہے کہ اہل حرفہ کی مزدوری کو قانون کے زور سے کم کر دین۔ لکن آجکل اُنکا مزاج بدلا ہوا ہے اور وہ اہل حرفہ کے فائدہ کے لیے اپنا نقصان عظیم گوارا کرتے ہین علی الخصوص روپیہ پیسہ کو اُنسے عزیز نہین رکھتے ہین اور اُنکی داد و دہش مین بہت افراط ہو گئی ہے اور یہ اُنکی عین خطا ہے۔ میرے نزدیک تواریخ سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ ہمارے ملک کے حکام سے زیادہ کسی ملک کے حکام کی دلی خواہش یہ ہے کہ اپنے غریب محکومون کی نسبت اپنے فرض کو نیک نیتی سے ادا کرین تاہم مین پوچھتا ہون کہ آیا پارلیمنٹ

یا اُسکا کوئی ممبر کسی مسئلہ کو دم بھر بھی اُس نگاہ سے دیکھتے ہین جس نظر سے اُسکو اہل حرفہ سمجھتے ہین یعنی جب کوئی ایسا مضمون پیش آتا ہے جسمین کوئی غرض مزدور پیشہ لوگون کی شامل ہوتی ہے توکیا وہ اور کسی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اُن لوگون کی نظر سے نہین دیکھا جاتا جنکی مزدوری وہ بیچارے کرتے ہین؟ مین یہ نہین کہتا کہ ایسے امور کی نسبت جو راے اہل حرفہ کی ہوتی ہے وہ عموماً اور لوگون کی راے کی بہ نسبت اَقرب الی الصواب یعنی زیادہ صحیح ہوتی ہے لیکن بعض اوقات تو اُنکی راے بھی اُسی قدر صحیح ہوتی ہے۔ بہرکیف چاہے اُنکی راے صحیح ہو چاہے غلط اُسکو بگوش ہوش سُن لینا تو ضرور ہے نہ یہ کہ اُس سے روگردانی یا چشم پوشی کی جاے جیسا اب ہوتا ہے۔ مثلاً اہل حرفہ کے کام چھوڑ دینے کی بحث جو پارلیمنٹ مین پیش ہے مجھکو اسمین شک ہے کہ ہوس آف لارڈس یا ہوس آف کامنس کا ایک سر کردہ ممبر بھی ایسا ہے جسکو یہ یقین کلی نہو کہ اس مقدمہ مین مزدورون کے مالک ہی حق پر ہین اور بیچارے مزدور جو کہتے ہین وہ محض مہمل و مزخرف ہے۔ لیکن جن لوگون نے اس بحث پر غور کیا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ ایسا ہرگز نہین ہے اور جو اہل حرفہ اپنا کام بند کر دیتے ہین اگر پارلیمنٹ مین اُنکی کچھ شنوائی ہو سکتی تو اس مقدمہ مین ایسی سطحی یا سرسری طور سے کیون بحث کیجاتی ہے جیسی اب بحث ہو رہی ہے۔

انسان کے معاملات کا اسلوب کچھ خلقت ہی سے ایسا ہے کہ آدمی کی یہ نیت کہ اورون کے حقوق کی حفاظت کرے چاہے کیسے ہی خالص ہو مگر اورون کو یہ امر ہرگز مناسب اور مفید نہین ہے کہ اپنے ہاتھ باندھ کر بیٹھ رہین۔ اور اس سے بھی زیادہ سچی بات یہ ہے کہ اپنے ہی ہاتھ سے آدمی واقعی اور دائمی اصلاح اپنے حال مین کر سکتا ہے

ان دونون اصول کے مشترک اثر سے سب آزاد قومین ناانصافی اور جرائم سے محفوظ بھی رہی ہین اور قومون کی بہ نسبت اُنکو رفاہ و فلاح بھی زیادہ ہوئی ہے اور جب آزادی جاتی رہی ہے تب اُنکی سرسبزی اور خوشحالی بھی کم ہوگئی ہے مثلاً دنیا کی آزاد سلطنتون کا مقابلہ درآنحالیکہ اُنمین آزادی باقی ہو اُنکے ہمعصر مطابق العنان سلطنت شخصی یا سلطنت امرا کی رعایا کے ساتھ کیجیے۔ مثلاً یونان کے قدیم شہرون کا مقابلہ فارس کے صوبون سے کیجیے یا اطالیہ کی سلطنت جمہوری اور صوبۂ فلینڈرس اور جرمنی کے آزاد شہرون کا مقابلہ یوروپ کی خودسر سلطنتون سے کیجیے یعنی ہالینڈ اور سوئزرلینڈ اور انگلینڈ کا مقابلہ اسٹریا یا فرانس سے اُس کیفیت کے لحاظ سے کیجیے جو اُس ملک کے قبل انقلاب سلطنت تھا اُنکے اعلیٰ درجہ کی سرسبزی و خوشحالی کا انکار کبھی نہین کیا گیا ہے اور اسی سرسبزی سے اُنکی حکومت کی عمدگی اور اُنکی تمدنی تعلقات کی خوبی ثابت ہوتی ہے۔ اور اسپر کیا موقوف ہے ہر صفحہ تاریخ سے اُنکا استغنا ظاہر ہے اگر ایک زمانہ کا مقابلہ دوسرے زمانہ سے نہ کیا جاے بلکہ جو مختلف سلطنتین کہ یہی زمانہ مین گذر رہی ہین اُنکا مقابلہ باہم کیا جاے تو معلوم ہو جائیگا کہ آزاد سلطنتون مین باوجود اعلان و اشتہار کے بدانتظامی کا ہونا چاہیے کیسے ہی مبالغہ سے بیان کیا جاے تو بھی اسکا مقابلہ اُس ظلم و جور سے نہین ہو سکتا جو شخصی سلطنتون مین رعایا پر عموماً ہوتا تھا اور نہ اُس ظلم و ستم سے اُسکا مقابلہ ہو سکتا ہے جو ہر روز افراد رعایا پر اُن مالی انتظامات کی بدولت ہوتا تھا جنسے رعایا کو لوٹ لینا مقصود تھا اور اُن جفاکیش عدالتون مین ہوتا تھا جنکی کارروائی پوشیدہ رہتی تھی۔

یہ تسلیم کر لینا واجب ہے کہ جہانتک آزادی کے فوائد اسوقت تک حاصل ہوے ہین

اس طور سے حاصل ہوئے ہین کہ آزادی کے مواجب قوم کے صرف ایک جزکو عطا کیے گئے ہین اور ایسی گورنمنٹ جسمین وہ مواجب ساری قوم کو بلا روو رعایت بخشی گئی ہون ایک نعمت غیر مترقبہ یا عنقا ہے لیکن اگرچہ ایسی گورنمنٹ کے قریب قریب جو حکومت ہو وہ بھی بہت غنیمت ہے اور اکثر صورتون مین عام ترقی کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اس سے زیادہ ممکن بھی نہین ہے تاہم آزاد حکومت عقلاً اسی حالت مین کامل ہے جبکہ سب افراد قوم اُسکے فوائد مین شریک ہون۔ کیونکہ جب کسی فرقہ کے لوگ حکومت سے خارج کیے جائینگے تو اُنکی اغراض کی وہ نگہداشت نہوگی جو اورون کی اغراض کی ہوتی ہے اور خود اُن لوگون کو کماحقہ گنجائش اور حوصلہ اس بات کا نہوگا کہ اپنی قوتون کو خود اپنی اور اپنی قوم کی نفع رسانی مین صرف کرین کہ عام سرسبزی و خوشحالی بہرحال اسی پر موقوف ہے۔

الغرض موجودہ رفاہ و بہبود یعنی موجودہ نسل کے معاملات کے عمدہ انتظام کی تو یہ کیفیت ہے جو بیان کی گئی۔ اب اگر یہ دیکھا جائے کہ جس قسم کی حکومت ہوتی ہے ویسا ہی اُسکا اثر محکومین کی حیثیت پر ہوتا ہے تو معلوم ہو جائیگا کہ اس اعتبار سے بھی حکومت جمہوری جملہ اقسام حکومت پر یقیناً شرف رکھتی ہے۔

یہ مسئلہ ایک اور مسئلہ پر موقوف ہے جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ عموماً انسان مین دو کیفیتین پائی جاتی ہین۔ ایک کیفیت فاعلیہ اور ایک انفعالیہ۔ پس ان دونون مین سے کون کیفیت بلحاظ فائدہ عام کے دوسری پر غالب رہنی چاہیے یعنی وہ کیفیت جو مصیبتون کو دفع کرتی رہتی ہے یا وہ کیفیت جو اُنکو برداشت کرتی ہے۔ وہ کیفیت جو زمانہ کا رنگ دیکھکر دب جاتی ہے یا وہ

کیفیت جو خود زمانے کو دبا لینے کی کوشش کرتی ہے۔

ایسے نیبے ناصحین اور بنی آدم عموماً کیفیت انفعالیہ کو پسند کرتے ہین۔ چالاک آدمیون کی تعریف کیجاتی ہے مگر غریب و مسکین آدمیون کو اکثر لوگ بالذات پسند کرتے ہین۔ ہمارا ہمسایہ اگر غریب و مسکین ہے تو ہمکو اُس سے کچھ اندیشہ نہین رہتا بلکہ وہ خود ہماری سرخودی سے ڈرا کرتا ہے مسکین صفت آدمیون کی جودت کی ضرورت اگر ہمکو نہ لاحق ہو تو وہ کمتر ہمارے سدراہ ہوتے ہین۔ قانع آدمی خطرناک رقیب نہین ہوتا ہے۔ تاہم کوئی امر اس سے زیادہ یقینی نہین ہے کہ معاملات دنیا مین ترقی کرنا غیر قانع آدمیون کا کام ہے۔ علاوہ اِسکے چالاک آدمی کو صبر و تحمل کی صفت حاصل کرلینا آسان تر ہے بہ نسبت اِسکے کہ مٹھا آدمی جودت پیدا کرے۔

انسان کو تین فضیلتین حاصل ہو سکتی ہین عقلی۔ عملی۔ اور اخلاقی۔ عقلی اور عملی فضیلتون کی نسبت تو کچھ شک نہین ہو سکتا کہ صاحب جودت آدمی مین بہ نسبت مسکین صفت آدمی کے زیادہ ہوتی ہین۔ سب کمالات عقلی عملی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اولوالعزمی یعنی یہ خواہش کہ جہانتک ممکن ہو کوشش کرکے اپنے اور اورون کے فائدہ کے لیے نئی نئی باتین کرین مبدا لیاقت عقلی کا ہے اور اُس سے بھی زیادہ مبدا لیاقت عملی کا ہے جس شخص مین کیفیت انفعالیہ ہوتی ہے اُسکو جو کمال عقلی حاصل ہو سکتا ہے وہ بہت ضعیف اور خفیف ہوتا ہے اور اُس قسم کا ہوتا ہے جو صرف تفریح یا محض مراقبہ پر اکتفا کرتا ہے۔ طبّاع وہ شخص ہے جو تحقیق حق کرتا ہے یعنی سچی بات کو دریافت کرلیتا ہے نہ یہ کہ خیالی گھوڑے دوڑایا کرے یا خیالی پلاؤ پکایا کرے اور طباعی کی

محک عملی کامیابی ہے۔ جب کوئی ایسا عملی مقصد نہو جس سے تصور محض یا مجرد خیال محدود و معین اور لائق فہم ہو جاے تو اُس سے کوئی نتیجہ اس سے بہتر نہ پیدا ہوگا کہ فیثا غورث کا فلسفۂ الٰہی جسکو علم مابعد الطبیعۃ بھی کہتے ہین یا ویدون کی ویدانت پیدا ہو جاے جسکے سمجھنے مین عقل ہمیشہ چکر کھایا کرتی ہے۔ یہ بات عملی ترقی پر اور زیادہ صادق آتی ہے۔ جو کیفیت (فاعلیہ) انسان کی زندگی کو ترقی بخشتی ہے وہی کیفیت ہے جو فطری قوتون اور خلقی مادون سے لڑا کرتی ہے وہ کیفیت نہین ہے جو اُنسے مغلوب ہو جاتی ہے۔ جن اوصاف سے انسان اپنی ذات خاص کو نفع پہونچاتا ہے وہ صاحب جودت اور چالاک ہی آدمی مین پائی جاتی ہین اور جو عادتین اور جو کردار ہر فرد قوم کے فائدہ کو بڑھا دیتا ہے اقل مراتب وہ ایک جزو تو اُن عادات اور افعال کا ہے جو آخر الامر من حیث المجموع قوم کی ترقی کا باعث ہوتی ہین۔ لکن اخلاقی فضیلت کی نسبت بادی النظر مین شک معلوم ہوتا ہے۔ اس سے میری مراد وہ مذہبی عقیدہ نہین ہے جسکے سبب سے لوگ عموماً مسکین صفت آدمی کو اسوجہ سے پسند کرتے ہین کہ غربت و مسکینی خدا کو پسند ہے ہمارے مذہب اور دیگر مذاہب نے بھی اس عقیدہ کو فروغ دیا ہے مگر دین مسیحی کو بڑے فخر و مباہات کا مقام ہے کہ ایسے مہمل و مزخرف عقائد کو ترک کر سکتا ہے۔ اگر مذہبی عقائد سے قطع نظر کرکے دیکھا جاے تو وہ مسکین صفت آدمی جو مصائب سے مغلوب ہو جاتا ہے نہ یہ کہ اُنپر غالب آ جاے شاید خود اپنے نفس کو یا اورون کو بہت فائدہ نہین پہونچا سکتا لکن اقل مراتب

اتنی خوبی تو اُسمین ہے کہ کسی کو رنج نہین دیتا۔ قناعت اوصاف حمیدہ مین شمار کی گئی ہے۔ لکن یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ غریب و مسکینی کو قناعت لازم ہے اور اگر یہ نہو تو بہت مضر اخلاقی نتائج پیدا ہوتے ہین۔ کیونکہ جب اُن نعمتون کی خواہش ہوتی ہے جو آدمی پاس نہین ہوتین اور اُسمین اتنا مادہ نہین ہوتا کہ اپنی ذاتی قوت سے اُنکو حاصل کرے تو جن لوگون پاس وہ نعمتین موجود ہوتی ہین اُنسے بغض و عداوت کرنے لگتا ہے۔ لکن جو شخص اپنی حیثیت کو درست کرنے کی امید مین اپنی رفاہ کی کوشش کیا کرتا ہے وہ اُن لوگون کی بھی بہبود چاہتا ہے جو اُس کام مین مشغول رہتے ہین جسمین وہ خود مصروف رہتا ہے یا جو اُس کام مین کامیاب ہوتے ہین۔ اور جب اکثر افراد قوم کسی کام یا مقصد مین کامیابی کے ساتھ مصروف ہوتے ہین تو جن لوگون کو وہ مقصد نہین حاصل ہوتا اُنکے دل کو اپنے ہموطنون کی عام عادت کو دیکھکر تسکین رہتی ہے اور وہ اپنی ناکامی کو اسپر محمول کرتے ہین کہ ہمنے کوشش نہین کی یا ہمکو موقع نہین ملا یا اپنی بدقسمتی سے ہم ناکام رہے۔ لکن جو لوگ یہ تو چاہتے ہین کہ جو اورون کے پاس ہے وہ ہمکو بھی ملجاے مگر اُسکو حاصل کرنے کی جستجو نہین کرتے یا تو ہمیشہ اپنی تقدیر کی شکایت کیا کرتے ہین حالانکہ اگر وہ خود ہی کوشش نہ کرین تو تقدیر کا کیا قصور ہے یا اُنکے دل مین بغض و حسد اُن لوگون کا بھرا رہتا ہے جنکے پاس وہ نعمتین ہوتی ہین جنکی آرزو اُنکو ہے۔

جسقدر کامیابی اور اقبالمندی تقدیرات الٰہی یا اتفاقات زمانہ پر محمول کی جاتی ہے اُسی قدر حسد کو فروغ ہوتا ہے اور وہ قومی خصائل مین

داخل ہوجاتا ہے۔ دنیا مین سب سے زیادہ حاسد مشرقی لوگ ہین۔ اور مشرقی کتابون اور مشرقی قصے کہانیون مین حاسد آدمیون کا اکثر ذکر خیر ہوتا ہے۔ حاسد آدمی اون لوگون کی جان کو عزرائیل ہوتا ہے جنکے پاس کوئی عمدہ چیز ہوتی ہے خواہ وہ مکان عالیشان ہو خواہ خوبصورت لڑکا یہانتک کہ تندرستی اور بشاشت پر لوگ حسد کرتے ہین۔ بلکہ حاسد آدمی کا صرف آنکھ سے دیکھ لینا ہی نظر بد یا چشم زخم بھی جاتی ہے جس سے سب مشرقی آدمی حذر مانگتے ہین حسد اور چالاکی مین بھی اہل مشرق کے بعد جنوبی یوروپ کے لوگون کا درجہ ہے مثلاً اسپانیہ کے لوگون نے اپنے ملک کے تمام برآوردہ اور جلیل القدر آدمیون پر اسقدر حسد کیا کہ اُنکی زندگی تلخ کردی اور کارہائے نمایان مین اُنکو کامیاب نہین ہونے دیا۔ فی الواقع فرانسیسی بھی جنوبی یوروپ کے باشندے ہین اور باوجودیکہ وہ تنک مزاج اور جولانی ہین مگر سلطنت مطلق العنان اور رومن کیتھولک مذہب کے فیض سے اطاعت اور تحمل فرانسیسیون کے مزاج مین داخل ہوگیا ہے اور اسی کو وہ بڑی دانائی اور بزرگی سمجھتے ہین۔ اور جتنا حسد نفس الامر مین اُنمین موجود ہے اگر وہ ایک دوسرے کی نسبت یا اورون کی نسبت نہین ظاہر ہوتا ہے تو اسکی وجہ یہ سمجھنی چاہیے کہ اُنمین اسکی مخالف بہت سی عمدہ صفتین بھی تو موجود ہین جو حسد کو ظاہر نہین ہونے دیتین اور سب سے بڑھکر صفت اُنمین جودت ہے اور اگرچہ فرانسیسی ایسے صاحب جودت اور جفاکش اور مستقل مزاج تو نہین ہین جیسے انگریز ہین تاہم جس جس طریق سے اُنکے آئین سیاست کا اثر اُنکی جودت کا معین ہوا ہے اُس طریق سے اُنکی جودت بخوبی ظاہر ہوگئی ہے۔

اسمین شک نہین ہے کہ سب ملکون مین سچے قانع آدمی موجود ہین جو اُس
چیز کی جو اُنکے پاس نہین ہے جستجو ہی نہین کرتے بلکہ اُسکی خواہش بھی نہین رکھتے ہین
البتہ ایسے آدمی اُن لوگون سے بغض نہین رکھتے ہین جو اُنکی بہ نسبت آسودہ حال
ہین۔ لکن اکثر لوگ جو ظاہر مین قانع ہوتے ہین نفس الامر مین حریص و کاہل الوجود
یا نفس پرست ہوتے ہین اور اپنی ترقی کا تو کوئی مُباح ذریعہ نہین اختیار کرتے
مگر اورون کو چاہتے ہین کہ یہ بھی ہماری طرح ذلیل و خوار ہو جائین۔ ایسی
قناعت تو بیشک معیوب ہے۔ لکن اگر بے عیب قناعت کو بھی نظر تعمق سے
دیکھیے تو معلوم ہو جائیگا کہ ایسی قناعت بھی اسوقت لائق تعریف ہے
جبکہ صرف اسباب ظاہری کی ترقی سے استغنا اور بے پروائی ہو مگر
اوصاف باطنی کی ترقی کی ہمیشہ کوشش رہتی ہو یا اقل مراتب اورون کی
نفع رسانی کی فکر رہتی ہو۔ وہ قانع آدمی یا وہ قانع خاندان جو اورون کی
نفع رسانی کا حوصلہ نہین رکھتا ہے یا اپنے ملک کی بہبود یا اپنے ہمسایہ
کی بہبود یا اپنے ہی اخلاق کی تہذیب کی ہمت نہین رکھتا ہے لائق تحسین و
آفرین نہین۔ ایسی قناعت کو نامردی اور بے غیرتی کہنا درست ہے۔ جو
قناعت ہمارے نزدیک ممدوح ہے اُسکے یہ معنی ہین کہ جو چیز نہ مل سکے اُسکی
شکایت نہ کرنا اور مختلف چیزین جنکی خواہش انسان کو ہوتی ہے اُنکی قدرشناسی
ایک کو دوسرے سے مقابلہ کرکے کرنا اور جب کم زیادہ کے ساتھ نہ جمع ہو سکے تو
کم کو خود بخود ترک کر دینا مگر یہ خوبیان آدمی مین اُسی قدر موزون و مناسب ہین
جسقدر وہ اپنی حیثیت یا اورون کی حالت کو درست کرنے کی کوشش عملاً

کرتا ہے ۔ جو شخص اپنی ہمت کو ہمیشہ رفع صعوبات مین صرف کیا کرتا ہے اُسکو
معلوم ہو جاتا ہے کہ کون مشکلین ناگزیر اور لاعلاج ہین اور کون دقتین ایسی ہین جنکو
وہ دفع تو کر سکتا ہے مگر اُنکو دفع کرنے مین جو زحمت اُٹھانی پڑیگی اُسکے مقابل مین
کامیابی بہت کم ہوگی ۔ وہ شخص جسکے خیالات اور عملی قوتین مفید اور عمل پذیر مہمات
کے لیے درکار ہوتی ہین اور ہمیشہ اُنھین مین صرف کیجاتی ہین اپنے دل مین یاس
دہراس کے ساتھ اُن چیزون کا تصور نہین کرتا جو مطلقاً حاصل کرنے کے قابل ہی
نہین ہین یا جو اُسکے نزدیک ایسی نہین ہین ۔ پس معلوم ہوا کہ چالاک اور
مضبوط آدمی جو خود اپنے نفس پر بھروسا رکھتا ہے صرف فی نفسہ سب سے اچھا
نہین ہے بلکہ اُسکے مدمقابل یعنی سُست آدمی مین جو محمود یا مرغوب صفتین ہین غالباً
اُنکو بھی وہ حاصل کر لیگا ۔

انگلستان اور ممالک متفقۂ امریکہ کے لوگ بہت چالاک اور جفاکش
ہوتے ہین اور اُنپر جو مخالفانہ نکتہ چینی کی گئی ہے تو اِسوجہ سے کی گئی ہے کہ اُنکی
قوت اکثر اُن امور مین صرف ہوتی ہے جو چندان اہم نہین ہین ۔ مگر
فی نفسہ اُنکی چالاکی اور جفاکشی عموماً نوع انسان کی اصلاح اور ترقی کی
امیدون کی بنیاد ہے ۔ کسی شخص نے کیا دانائی کی بات کہی ہے کہ جب کوئی خرابی
یا غلطی ہو جاتی ہے تو فرانسیسی عادۃً بول اُٹھتے ہین کہ "کیا بدقسمتی کی بات ہے"
لیکن ایسے موقع پر انگریز جلا اُٹھتے ہین کہ "بڑی شرم کی بات ہے" ۔ پس جو لوگ
خرابی یا غلطی ہو جانے کو شرم کی بات سمجھتے ہین اور جو بے تحاشا یہ
کہنے لگتے ہین کہ اِس خرابی کا انسداد ہو سکتا تھا اور ہونا چاہیے تھا سب سے

زیادہ وہی لوگ دنیا کی بہتری کی کوشش کرتے ہین۔ اگر انسان کی خواہشین
ادنی قسم کی ہین اور اُسکی آسائش بدنی اور آرائش و نمائش کی حد سے تجاوز نہین کرتین تو
اُسکی جودت کے نتائج فوری اِس سے زیادہ نہ پیدا ہونگے کہ اُسکا اختیار
اشیائے مادی پر ہمیشہ بڑھتا جائیگا مگر اِس سے بھی یہ فائدہ ضرور متصور ہے
کہ بڑی بڑی اہم عقلی او تمدنی کامون کی گنجایش پیدا ہوتی ہے اور اُنکو انجام
دینے کے لیے اسباب و آلات تیار ہوتے ہین۔ اور جب جودت موجود ہے
تو بعض آدمی اُسکو ضرور کام مین لاسینگے اور رفتہ رفتہ صرف انسان کی
حیثیت ظاہری ہی کی اصلاح مین نہین صرف کیجائیگی بلکہ اُسکی خصلت باطنی
یعنی اُسکی طینت کی درستی مین بھی صرف کی جائیگی۔ کاہل الوجود ہونا اور کسی
بڑی بات کی خواہش یا حوصلہ نہ کرنا زیادہ تر مانع ترقی ہے بہ نسبت اُس
جودت کے جو بُرے کام مین صرف کیجائے اور جب یہ عیوب عوام الناس مین
موجود ہوتے ہین تو انھین کے سبب سے چند صاحبان جودت جو اُنمین
ہوتے ہین اُنکا گمراہ ہونا ممکن ہوجاتا ہے اور خاص کر اِسی باعث سے اکثر
قومین وحشیانہ یا نیم وحشیانہ حالت مین مبتلا رہتی ہین۔

پس اِسمین کچھ شک نہین ہے کہ کیفیت انفعالیہ کو وہ گورنمنٹ پسند
کرتی ہے جسمین ایک ہی شخص یا چند اشخاص پادشاہ ہون اور کیفیت فاعلیہ کو وہ
سلطنت پسند کرتی ہے جسمین بہت لوگ پادشاہ ہون۔ غیر ذمہ دار
یا مطلق العنان حکام محکومین کے سکون کی اُنکی حرکت کی بہ نسبت زیادہ محتاج
ہوتے ہین اِلّا یہ کہ وہ اُنکو حرکت کرنے پر مجبور کردین۔ جو قوم اپنے

ملک کی حکومت مین مطلق شریک نہین کی گئی ہے اُسکو ایسی گورنمنٹ کی ہمیشہ یہی نصیحت رہتی ہے کہ آدمیون کے احکام کو احکام خدا جانکر مان لیا کرو اور جو لوگ تمسے عالی مرتبہ ہین اُنکی مرضی کو اور اُس قانون کو جو اُنکی مرضی کا مظہر ہے بے چون وچرا قبول کرلو۔ مگر جو لوگ مرضی یا جرأت رکھتے ہین یا جنکی ورکار رد کھیون باطنی جودت شکتی ہے وہ اپنے حکام کے ہاتھ مین محض آلات بیجس نہین ہوتے ہین اور جب اِن صفتون کا اعلان کیا جاتا ہے تو حکام مطلق العنان اُنکی ترغیب لوگون کو نہین دیتے بلکہ اُنسے کہتے ہین کہ ہمسے معافی مانگو۔ جب حکام مطلق العنان اپنی رعایا کی جودت عقل سے اسقدر خائف و ترسان نہین ہوتے کہ اُسکو دبا دینے کی فکر کرین تو بھی یہ کیفیت فی نفسہ بمنزلہ دبا دینے کے ہے۔ کوشش کا مانع قوی جیسا اُسکے کارگر ہونے کا یقین ہے ویسا مانع اُسکی بے ترغیبی نہین ہے۔ اورون کی مرضی کا تابع ہونے مین اور اپنے اوپر خود حکومت کرنے مین عقلاً منافات کُلی ہے۔ اور قید غلامی مین جتنی شدت یا خفت ہوتی ہے اُتنا ہی کم و بیش یہ کلیہ صادق آتا ہے۔ حکام مین اس قسم کا فرق بہت ہوتا ہے کہ رعایا کی آزادی کو وہ کہانتک روکے رہتے ہین یا اُسکی آزادی کو کتنا دبا کر اُسکے اُمور کا انتظام خود کرتے ہین۔ مگر یہ فرق درجہ کے اعتبار سے ہے اصول کے لحاظ سے نہین ہے۔ کیونکہ سب سے اچھا بادشاہ مطلق العنان بھی اپنی رعایا کی آزادی فعل کے انسداد مین بڑی جد وکد کرتا ہے۔ بُرا بادشاہ مطلق العنان بعض اوقات جب اُسکے ذاتی آرام و آسایش کی فکر کردیجاتی ہے تو اپنی رعایا سے کچھ تعرض نہین کرتا مگر اچھا بادشاہ مطلق العنان رعایا سے اگر نیکی کرتا ہے تو یون

کرتا ہے کہ اُسی کا کام اُس سے ایسی ترکیب سے کراتا ہے جسکی عمدگی سے وہ (رعایا) آگاہ نہین ہے مثلاً وہ قواعد جنسے فرانسیسی صنائع وبدائع چند معین اعمال اور ترکیبون سے مقید ومحدود کردیے گئے شاہ کالبرٹ اعظم کے بنائے ہوئے تھے۔

لیکن انسان کی قوتِ عقلی کی یہ کیفیت اسوقت بالکل نہین ہوتی جبکہ اسپر کوئی خارجی قید نہین ہوتی ہے بجز اُن فطری ضرورتون کے جنسے کسی بشر کو چارہ نہین ہے یا اُن تمدنی فرائض کے جو خود اُسکی شرکت سے مقرر ہوے ہین اور اگر وہ اُنکو غلط سمجھتا ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ اُنسے اختلاف ظاہر کرے اور کوشش بلیغ کرکے اُنکو بدلوالے۔ اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جس حکومت مین رعایا کو بالکل نہین تو خیر کسی قدر دخل ہو اُسمین اِس آزادی کو وہ لوگ بھی عمل مین لاسکتے ہین جنکو آزاد رعایا کے پورے حقوق نہین حاصل ہین۔ لیکن جب آدمی اور لوگون کے برابر رہتا ہے اور اُسکو یہ نہین خیال کرنا پڑتا ہے کہ میری کامیابی اُس گروہ کے حُسن ظن پر موقوف ہے جسمین مین داخل نہین ہون تو اُسکو خود اپنے نفس پر بھروسا کرنے کی زیادہ رغبت پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص حکومت سے خارج رکھا جاتا ہے تو اُسکی بڑی دلشکنی ہوتی ہے اور اِس سے بھی زیادہ اُس فرقہ کی خاطر شکنی ہوتی ہے جو حکومت مین شرکت سے محروم رکھا جاتا ہے یعنی جب کسی شخص یا کسی فرقہ کو اُن لوگون سے جو اُسکے نیک وبد کے مالک مختار ہین دروازہ کے باہر سے عرض ومعروض کرنی پڑتی ہے اور اندر جاکر اُنکی صلاح ومشورہ مین نہین شریک ہوسکتا ہے تو خواہ مخواہ اُسکا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ آزادی کا قوت بخش اثر انسان پر زیادہ سے زیادہ فقط اُسوقت ہوتا ہے

جب کہ وہ شخص جسپر وہ اثر ہوا ہے یا تو اپنے ہمجنسون کی طرح آزاد رعیت کے حقوق
بالفعل رکھتا ہے یا اُنکے حاصل ہونے کی امید رکھتا ہے - خیر یہ تو اُنکی دلجوئی
یا دل شکنی کا ذکر تھا لکن اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ جب آزاد رعایا کو چند مدت تک
اور باری باری کوئی تمدنی کام کرنا پڑتا ہے تو اُنکو اُسکا قرینہ اور ادب
معلوم ہوجاتا ہے - اس امر پر غور کامل نہین کیا جاتا ہے کہ اکثر لوگون کو روز مرہ کے
امورمین بہت کم مضامین ایسے پیش آتے ہین جنسے اُنکے طبائع یا اُنکے خیالات مین
وسعت یا فراخی پیدا ہوسکے - اُنکو ہر پھر کے وہی معمولی کام کرنا پڑتا ہے
اور اگر وہ اپنے حوائج یومیہ رفع کرنے مین کچھ محنت کرتے ہین تو کسی پر کیا
احسان ہے اپنے فائدہ ذاتی کے خیال سے کرتے ہین -

انسان جو اپنا ذاتی کام کرتا ہے یا جس ترکیب سے اُسکو کرتا ہے
اُس سے اُسکی طبیعت مین صرف وہی خیالات پیدا ہوتے ہین جو اُسکے ذاتی
نفع ونقصان پر محدود ہوتے ہین اور اگر مفید کتابین اُسکو مل سکتی ہین تو اُنکو
پڑھنے کی ترغیب دینے والی کوئی چیز نہین ہوتی اور اکثر اوقات اُسکی رسائی
ایسے ذی علم اور صاحب سلیقہ آدمی تک نہین ہوتی جو اُس سے بہتر و برتر ہو -
لکن جب اُسکو کوئی رفاہ عام کا کام دے دیا جاتا ہے تو یہ سب نقصانات
دفع ہوجاتے ہین - اور جب حسب ضرورت اُسکو اس قسم کا بہت سا کام دے دیا
جاتا ہے تو اُسکو انجام دینے سے وہ اچھا تعلیم یافتہ آدمی ہوجاتا ہے - اگرچہ
زمانہ سلف کے تمدنی انتظام اور اخلاقی خیالات مین عیوب موجود تھے
تاہم مثلاً یونان مین لوگون سے ایسے ایسے رفاہ عام کے کام لیے جاتے تھے

جسکے باعث سے ایک اوسط درجہ کے آدمی کی عقل اُس سے زیادہ تیز ہوجاتی تھی
جیسی اِس زمانہ مین عوام الناس کی عقلین ہوتی ہین بلکہ اگلے زمانہ مین ہوتی تھین۔
اِسکا ثبوت تاریخ یونان کے ہر ایک صفحہ مین موجود ہے لیکن بہت دور نکلجاکو
جانا ہے اُن اسپیچون کی خوبیون کو نہ دیکھ لیجے جو اِس زمانہ کے بڑے بڑے
خطیبون نے سمجھکر بیان کیے تھے کہ اُن تقریرون کا اثر قوی سامعین کی
عقل اور اُنکی مرضی پر ہوگا۔ اِسی قسم کا فائدہ گو اُس درجہ کا نہی طبقہ
اوسط کے ادنی درجہ کے انگریزون کو جوریون اور ضلع کی کچہریون مین کام کرنیسے
حاصل ہوتا ہے اور اگرچہ اِس قسم کا کام بہت لوگون کو نہین ملتا اور نہ ہمیشہ
ملا کرتا ہے اور نہ ایسے کام مین ایسے ایسے مضامین عالی اُنکو پیش آتے ہین
کہ اِسکا مقابلہ اُس تعلیم سے ہوسکے جو شہر اتھنس کے باشندے اپنے
ملک کے نوعی آئین سیاست سے حاصل کرتے تھے تاہم اِتنا ہی کام کرنیسے
وہ لوگ اپنے خیالات کی وسعت اور اپنے قوی عقلی کے تکمیل کے لحاظ سے
اُن آدمیون سے تو بہتر ہوجاتے ہین جنھون نے ساری عمر سوا
متصدی گری اور پارچہ فروشی کے کوئی کام ہی نہین کیا۔ اگر کبھی بھی
کوئی شخص حکومت کے کامون مین شریک کیا جاوے تو تشحیذ ذہن یعنی تیزی عقل سے
بھی زیادہ تہذیب نفس یعنی اخلاقی اثر اُسپر ہوگا۔ کیونکہ جب وہ ایسے کامون مین
مشغول ہوتا ہے اُسوقت اُسکو وہ اغراض جانچنے پڑتے ہین جو اُسکی ذات
خاص سے متعلق نہین ہین اور جب متضاد دعاوی اُسکے سامنے پیش ہوتے ہین
تو رعایت و مروت کو بالاے طاق رکھکر اُسکو قاعدہ کی پابندی کرنی پڑتی ہے

اور ہر مقدمہ مین وہ اصول وکلیات متعلق کرنے پڑتے ہین جنکے وجود کی غایت وغرض رفاہ عام ہے اور اکثر اوقات اُس کام مین اُس شخص کے ساتھ وہ لوگ شریک ہوتے ہین جو خود اُسکی بہ نسبت اُن مضامین اور اُن کارروائیون سے زیادہ واقف ہوتے ہین جنمین غور وفکر کرنے سے وجوہ ودلائل اُسکے ذہن مین آجائینگے اور رفاہ عام کے کام کا زیادہ ذوق وشوق اُسکو پیدا ہوگا۔ وہ اپنے تئین بھی عامۂ خلائق مین سے ایک شخص سمجھنے لگتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ جسمین سب کا فائدہ ہے اُسمین میرا بھی فائدہ ہے۔ جہان اِس قسم کے رفاہ عام کی خواہش نہین موجود ہے وہان اِس امر کا خیال نہین کیا جاتا ہے کہ جو لوگ بہت ذی عزت نہین ہین اُنپر کچھ اور حقوق بھی اپنی قوم کے ہین بجز اِسکے کہ قوانین کی پابندی اور گورنمنٹ کی اطاعت کیا کرین۔ وہ خودغرضی سے بَری ہوکر اپنے ذاتی فائدہ کو عامۂ خلائق کے فائدہ کے ساتھ متحد نہین سمجھتے بلکہ ایسے آدمی کا ہر ایک خیال نسبت اپنے فائدہ یا فرض کے اپنی ذات خاص یا اپنے عیال واطفال پر محدود رہتا ہے مجموعی اغراض اور مشترک مقاصد کا خیال اُسکو کبھی نہین آتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ اورون سے مقابلہ کرنے کا اور کسی قدر اُنکی نقصان رسانی کا خیال کرتا ہے۔ اور جو ہمسایہ نہ شفیق ہو نہ رفیق اور مشترک فائدہ کے لیے بالمشارکت کوئی کام نہ کرے وہ رقیب ہے۔ پس اِسطرح سے لوگون کے ذاتی اخلاق بھی خراب جاتے ہین اور اخلاق عامہ تو فی الواقع فنا ہو جاتے ہین۔ اگر عموماً یہی کیفیت ہوتی اور اِس سے بہتر حالت ممکن نہوتی تو واضعان قوانین اور ناصحان امین کا حوصلہ پست ہو جاتا اور

اُنکی بلند پروازیان اس سے آگے نہ بڑھ سکتین کہ قوم کے جزو اعظم کو گلہ گوسفند کی طرح پہلو بہ پہلو گھاس چرنا سکھا دیتے۔

پس ان دلائل پر من حیث المجموع نظر کرنے سے ظاہر ہے کہ صرف وہی گورنمنٹ سب تمدنی ضرورتون کو پورے طور سے رفع کرسکتی ہے جسمین کل قوم شریک ہو اور نہایت قلیل کارحکومت مین شریک ہونا بھی آدمی کو مفید ہے اور ہر ملک مین گروہ محکوم نے جس درجہ تک ترقی کی ہو اُسی درجہ تک کارحکومت مین اُسکو شریک کرنا چاہیے اور بالآخر اولیٰ وانسب یہی ہے کہ سب لوگ اپنے ملک کی حکمرانی و فرمانروائی مین شریک کرلیے جائین۔ لیکن چونکہ سب لوگ علی العموم کارحکومت کے صرف ایک جزو قلیل مین بذات خود شریک ہوسکتے ہین لہذا اس سے لازم آتا ہے کہ کامل حکومت عقلاً حکومت بالوکالت یا پنچایتی گورنمنٹ ہے جسمین گروہ محکوم کے وکلا ریا قائم مقامان قوم شریک ہون فقط۔

چوتھا باب

اس بیان مین کہ کن تمدنی حالتون مین پنچایتی گورنمنٹ نہین قائم ہوسکتی ہے

سابق مین بیان کیا گیا کہ پنچایتی گورنمنٹ اکمل اقسام حکومت عقلاً ہے۔ اور اس قوم کی حکومت ہر قوم کے لیے اسی درجہ تک مناسب ہے جس درجہ اُسنے ترقی کی ہے لیکن جون جون ترقی مین انحطاط ہوتا جاتا ہے اس قسم کی حکومت عموماً نامناسب ہوتی جاتی ہے۔ مگر یہ کلیہ سب پر علی العموم نہین صادق آتا ہے کیونکہ کسی قوم کا پنچایتی گورنمنٹ کے قابل ہونا چندان اسپر موقوف

نہین ہے کہ تہذیب و شائستگی مین اُسنے کتنی ترقی کی ہے بلکہ اسپر موقوف ہے کہ اِس قسم کی حکومت کے لوازم مخصوصہ اُسکو کس درجہ تک حاصل ہین۔ مگر یہ لوازم اُسکی عام ترقی کے درجہ سے ایسا تعلق تام رکھتے ہین کہ اِن دونون مین شاذ ونادر اختلاف ہوتا ہے۔ اب یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ تنزل یا انحطاط کے کس درجہ مین پنچایتی گورنمنٹ بالکل لائق تسلیم نہین باقی رہتی خواہ اس وجہ سے کہ وہ خود اِس قابل نہیں رہتی خواہ اِس سبب سے کہ اور کسی قسم کی حکومت اُس سے زیادہ مناسب حال ہوتی ہے۔

پس واضح ہو کہ دیگر اقسام حکومت کی طرح پنچایتی گورنمنٹ اس حالت مین نامناسب ہوتی ہے جس حالت مین کہ وہ دواماً قائم نہین رہ سکتی یعنی جس حالت مین اُن تین ضروری شرطون کی تکمیل نہین کرسکتی جنکا ذکر سابق مین کیا گیا وہ شرطین یہ ہین۔ اوّل یہ کہ قوم اُسکو قبول کرنے پر آمادہ ہو۔ دوم یہ کہ قوم وہ امور کرنے پر راضی اور اُنکے قابل ہو جو اُسکے بقا کو لازم ہین سوم یہ کہ قوم اُن فرائض کو ادا کرنے اور اُن کامون کے کرنے پر راضی اور اُسکے قابل ہو جو اُس قسم کی حکومت سے اُسپر عائد ہون۔

کسی قوم کا پنچایتی گورنمنٹ کو قبول کرنے پر آمادہ ہونا یہ صرف ایک عملی مسئلہ اُسوقت ہو جاتا ہے جبکہ کوئی روشن ضمیر حاکم یا کوئی غیر قوم یا قومین جو اِس ملک پر مسلط ہو گئی ہین یہ نعمت اُس قوم کو عطا کرنا چاہین۔ مصلحان سلطنت کو فرداً فرداً اِس سے کچھ بحث نہین ہے کیونکہ جو اہم کام اُنھون نے اختیار کیا ہے اُسپر صرف یہی اعتراض ہو سکتا ہے کہ قوم کی رائے ابتک

اُنکے موافق نہین ہے۔ اسکا جواب وہ فوراً یہ دینگے کہ ہمارا مقصود و آل یہی تو ہے کہ قوم کو اپنی طرف کرلین۔ جب قوم کی راے عموماً اسکے مخالف ہوتی ہے تو نفس تغیر کے مخالف ہوتی ہے فی نفسہ پنچایتی گورنمنٹ کے خلاف نہین ہوتی۔ اگر اسکے خلاف بھی کبھی کبھی وقوع مین آیا ہے یعنی بعض اوقات ایک خاص خاندان کے حکام کے اختیار کو محدود کردینا مذہب کی رو سے مکروہ سمجھا گیا ہے مگر عموماً بلا عذر ومنت اطاعت کے مسئلہ سے صرف یہ مراد تھی کہ حاکم وقت خواہ بادشاہ ہو خواہ عوام ہون اُنکی اطاعت فرض عین ہے۔ بہرکیف جہان کہین پنچایتی گورنمنٹ کو قائم کرنے کی کوشش کیجاوے وہان زیادہ تر اِن موانع کی توقع ہوتی ہے کہ لوگ اُس سے بے پروائی اور بے اعتنائی کرینگے اور اُسکے اعمال اور حوائج کو نہ سمجھ سکینگے اسکا چندان اندیشہ نہین ہوتا کہ لوگ اُسکی مخالفت واقعی کرینگے۔ مگر بے پروائی اور بے اعتنائی بھی اُسی قدر مضر ہے اور اُسکو دفع کرنا بھی اُسی قدر مشکل ہے جسقدر مخالفت واقعی کو دفع کرنا دشوار ہے کیونکہ اکثر اوقات قوت فاعلیہ کے فعل کو بدل دینا آسان تر ہے بہ نسبت اِسکے کہ ایسی قوت اُس حالت مین پیدا کیجاے جو بیشتر انفعالیہ تھی۔ جب کوئی قوم پنچایتی گورنمنٹ کی بخوبی قدر نہین کرتی اور اُس سے اُلفت نہین رکھتی تو غالباً ایسی حکومت اُسکے پاس نہین باقی رہیگی۔ ہر ملک مین حکومت کا عاملانہ شعبہ حکمرانی و فرمانروائی کرتا ہے اور عام لوگون سے اتصال تام رکھتا ہے اور اِس شعبۂ حکومت سے لوگ امید و بیم رکھتے ہین اور یہی اِسکے ذریعہ سے گورنمنٹ کے فوائد اور اُسکی عظمت و جبروت عوام کی نظرون مین

سمجھا جاتا ہے ۔ پس اگر مضبوط رائے اور مؤثر خیال عامۂ خلائق مین ایسا موجود ہو جو اُن حکام کی تائید و تقویت کرتا رہے جنکا کام عاملانہ شُعبہ یعنی نُظام و عُمّال کی نگرانی کرتا ہے تو عاملانہ شعبہ کی حکام نگرانی کنندہ حکام کو ہمیشہ بالا سے طاق رکھین بلکہ اُنکو اپنا مطیع بنالین اور اُنکے اِس فعل کی سب تائید کرین تو عمی آئین سیاست کا بقاء اور دوام ضرور اسیر موقوف ہے کہ جب اُسپر کوئی آفت آئے تو لوگ اُسکی طرف سے لڑنے کو مستعد ہو جائین ۔ اگر اُسکی قدر بخوبی نہ کیجاے تو وہ کمتر سمجھنے پاتا ہے اور اگر وہ جم جاتا ہے تو اِس بات کا یقین رہتا ہے کہ جب گورنمنٹ کا افسر اعلیٰ یا کسی فریق کا سردار جو جمعیت کی قوت رکھتا ہے فدا سا جوکھم گوارا کرکے حکومت مطلقہ یا مطلق العنانی کے حاصل کرنے کی کوشش کریگا آئین سیاست کو تہس نہس کر دیگا ۔

پنچایتی گورمنٹ کی ناکامی کے تین سبب جو سابق مین بیان کیے گئے انمین سے پہلے دو سببون سے وہ مضامین متعلق ہین جو معرض تحریر مین آئے ۔ تیسرا سبب اُسکی ناکامی کا یہ ہے کہ لوگ مرضی یا قابلیت اُن فرائض کو بجالانے کی نہ رکھتے ہون جو ایسی حکومت سے متعلق ہین ۔ جسقدر توجہ و التفات معاملات سلطنت پر اسلیے ضرور ہے کہ ایک رائے جمہور اُنکی نسبت قائم ہو جائے جب اُسقدر توجہ و اعتنا کوئی بھی نہین کرتا یا صرف ایک گروہ قلیل کرتا ہے تو انتخاب کنندے حق رائے زنی کو کمتر عمل مین لاتے ہین الّا اپنی ذاتی غرض نکالنے کے لیے یا جہان وہ سکونت رکھتے ہین اُس مقام خاص کے فائدہ کے خیال سے یا کسی ایسے شخص کی نفع رسانی کے خیال سے جنکے وہ ہواخواہ یا تابعدار ہین

جب عام راے کی یہ کیفیت ہو تو وہ گروہ قلیل جو وکلاے قوم کی مجلس کو اپنے قابو مین کرلیتا ہے اِس قابو یا اختیار کو صرف ایک ذریعہ اپنی دولت وجاہ کا گردانتا ہے - ایسی حالت مین اگر گورنمنٹ کا عاملانہ شعبہ ضعیف ہے تو سارے ملک مین صرف عہدے کے لیے ایک شور قیامت برپا ہوجاتا ہے اگر وہ شعبہ قوی ہے تو وکلاے قوم کو یا منجملہ اُنکے اُن لوگون کو جنسے مزاحمت کا اندیشہ ہے کچھ دے لے کر راضی کرلیتا ہے اور خود مطلق العنان ہوجاتا ہے یعنی جو اُسکے جی مین آتا ہے کرتا ہے اور قومی وکالت یا قائم مقامی کا صرف یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ علاوہ اُن لوگون کے جو فی الواقع حکمرانی کرتے ہین ایک اور گروہ عوام پر مسلط ہوجاتا ہے اور جس بے عنوانی یا بدانتظامی مین اُس گروہ کے کسی جزو کا فائدہ متصور ہے اُسکی اصلاح نہین ہوتی - تاہم جب یہ خرابی نہین پر رُک جاتی ہے تو جو نقصان اِس سے ہو اُسکو اس خیال سے گوارا کرنا چاہیے کہ اِسکے ذریعہ سے اعلان اور اشاعت اور مباحثہ جو قائم مقامی کے اصول کو لازم ہین (اگرچہ قائم مقامی صرف براے نام ہی ہو) وقوع مین آتے ہین - مثلاً یونان کی سلطنت جدید مین اگرچہ مجلس وکلاے قوم مین اکثر وہ لوگ دکھائی دیتے ہین جو صرف عہدہ کی طمع رکھتے ہین اور جنسے انتظام ملک مین کچھ فائدہ نہین ہوتا اور نہ حکومت کے عاملانہ شعبہ کی مطلق العنانی مین کچھ خفت ہوتی ہے تاہم اُنکے ہونے سے یہ تو فائدہ ہے کہ قومی حقوق کا وقار باقی ہے اور اخبارات کو واقعی آزادی حاصل ہے - مگر یہ فائدہ بالکل اِسپر موقوف ہے کہ مجلس وکلاء قوم کے ساتھ ایک موروثی بادشاہ بھی موجود ہو

اگر یہ خود غرض اور طامع فریق بادشاہ کی عنایات کا طالب ہوتا بلکہ خود بادشاہت کو لے لینے کی فکر کرتا تو بیشک اُس ملک (یونان) مین ہمیشہ انقلاب سلطنت اور جنگ و جدل ہوا کرتا جیسا امریکہ کے اُس حصہ مین ہوا جہان اسپانیہ کی عملداری ہے۔ اور چند طامع اور مفسد آدمی جائز طور سے نہین بلکہ ناجائز طور سے اور مطلق العنانی کے ساتھ حکومت کرتے اور جو صرف برائے نام قائم مقامی کا اصول جاری ہے اُسکا اور کچھ نتیجہ نہوتا بجز اسکے کہ مطلق العنان حکومت کو وہ ثبات و قیام نہ حاصل ہوتا جو اُسکے نقصانات کا مانع اور اُسکے فوائد کا موجب ہے۔

جو صورتین سابق مین تمثیلاً بیان کی گئین اُنمین پنچایتی گورنمنٹ دوامًا نہین رہ سکتی۔ بعض صورتین ایسی بھی ہین جنمین اس قسم کی حکومت شاید ممکن ہو مگر دوسری قسم کی حکومت اسپر ترجیح رکھتی ہے۔ وہ خاص صورتین یہ ہین کہ جب قوم کو تہذیب و شائستگی مین ترقی کی غرض سے ہنوز کوئی سبق پڑھنا باقی ہے یا ہنوز کوئی ایسی عادت اُسکو نہین پڑی ہے جسکی مانع غالبًا اس قسم کی گورنمنٹ ہوگی۔

اُنمین جو سب سے زیادہ بدیہی صورت ہے اور جسکی تحقیق سابق مین ہو چکی ہے یہ ہے کہ کسی قوم نے تہذیب و شائستگی کا پہلا ہی سبق نہ پڑھا ہو یعنی اطاعت کرنا نہ سیکھا ہو جس قوم نے قدرتی موانع سے اور اپنے قرب و جوار کی قومون سے لڑتے لڑتے جودت اور جرأت حاصل کی ہو مگر ہنوز کسی کو اپنا سرگروہ بنا کر اُسکی اطاعت نہ اختیار کی ہو غالبًا فرمان برداری کی عادت

اُنکو اُس حالت مین بھی نہ پڑیگی جبکہ وہ اپنے ہی گروہ کی نوعی حکومت کی محکوم ہو- کیونکہ جب اُس قوم کے وکلا یا قائم مقام خود اُسی قوم مین سے منتخب کیے جائینگے تو وہ بھی ویسے ہی سرکش اور شورہ پشت ہونگے جیسی خود وہ قوم ہے اور جو کارروائیان ایسی ہونگی جنسے اُنکی وحشیانہ خودسری مین فرق پڑیگا اُنکو وہ ہرگز نہ منظور کرینگی- ایسی وحشی قومین مہذب و شائستہ سوسایٹی کے شرائط اولیہ کی پابندی صرف لڑائی بھڑائی کی ضرورتون سے قبول کرلیتی ہین اور اسوجہ سے بھی کہ فوجی حکومت کو مطلق العنان ہونا ضرور ہے- پس وہ صرف ایک فوجی سردار کی اطاعت کرتی ہین کبھی کبھی کسی شخص کو یہ سمجھکر کہ یہ پیغمبر ہے اور اسپر وحی نازل ہوتی ہے یا اُسکو صاحب کشف وکرامات تصور کرکے اُسکی اطاعت کرتی ہین- مگر ایسا شخص بھی صرف چند روز تک اُنپر غالب رہتا ہے اور چونکہ یہ غلبہ ذاتی ہوتا ہے لہذا لوگون کی عام عادتون مین اس سے کچھ تغیر نہین واقع ہوتا الا یہ کہ وہ پیغمبر فوجی سردار بھی ہو جیسے پیغمبر اسلام تھے اور ایک نیا مذہب بزور شمشیر تعلیم کرے یا یہ کہ سرداران فوج اُسکے شریک ہوکر اور اُسکو سپر بناکر خود حکومت کرین-

سرکشی کی ضد فرمانبرداری اور ظلم وجور سہنا ہے اور جس قوم مین یہ عیب ہو یعنی حد سے زیادہ مطیع و منقاد اور راضی برضا جو وہ بھی پنچایتی گورنمنٹ کے قابل نہین ہے- اگر کوئی قوم اپنی عادات واطوار کے باعث اور اتفاقات زمانہ سے ذلیل وحقیر ہوجاے اور اُس قسم کی گورنمنٹ کو حاصل کرسکے تو وہ خواہ مخواہ حکام جور کو اپنا قائم مقام بنائیگی اور ایسے روشنی طبع تو

برہمن بلا شبہہ کا نقشہ ہو جائیگا یعنی جس تدبیر سے اُسکی آزادی اور گلوخلاصی
کی امید تھی وہ اور زیادہ اُسکی جان کا جنجال ہو جائیگی - برخلاف اسکے
اکثر قومون نے ایک ہی حاکم اعلیٰ کی مدد سے جو بمقتضی اپنے منصب کے
ملک کے حکام مطلق العنان کا رقیب اور آخرالامر مالک بن گیا تھا اس حالت سے
نجات پائی ہے - چنانچہ فرانسیس کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہیوگیپٹ کے
وقت سے رچلو اور شاہ لوئس چہاردہم کے عہد تک برابر اُس ملک کی یہی
کیفیت رہی - بلکہ یہانتک کہ جب بادشاہ اُتنی قوت نہ رکھتا تھا جتنی قدرت
اُسکی ماتحت ریاستون کے رئیس رکھتے تھے تب بھی چونکہ ایک ہی شخص اکیلا
بادشاہ تھا لہذا اُسکو وہ وقعت حاصل تھی جسکو فرانسیسی مؤرخون نے تسلیم کرلیا ہے
یعنی جن لوگون پر ظلم وجور ہوتا تھا وہ اُسی سے چشم امید رکھتے تھے اور ساری
سلطنت مین سب اُسی پر بھروسا رکھتے تھے گر اُن خودسر رئیسون کی حکومت جو
اُسکے ماتحت تھی کم وبیش اُنکی ریاستون پر محدود تھی - اور ملک کے ہر حصے کے
لوگ حکام کے ظلم وجور سے عاجز آکر بادشاہ کے ظلِ حمایت مین پناہ لیتے تھے
اور بادشاہ کو رفتہ رفتہ غلبہ حاصل ہوتا تھا مگر چونکہ غلبہ حاصل کرنے کے موقعے
صرف اُسی کو ملتے تھے اور وہ اُن مواقع سے مستفید ہوتا تھا لہذا وہ غلبہ
کامل ہوتا تھا اور جسقدر وہ کامل ہوتا تھا مظلوم وستم رسیدہ قوم مین ظلم وجور سہنے
کی عادت کم ہوتی جاتی تھی - بادشاہ کا فائدہ اسمین تھا کہ اُن خانہ زاد غلامون کو
اس امر کی ترغیب دیا کرے کہ حتی الامکان کوشش کرکے اپنے مالکون کی قید غلامی سے
اپنی گلوخلاصی کرین اور خود بادشاہ کے محکوم اور مطیع بن جائین -

پس اُسکے ظل حمایت مین بہت سے گروہ نکلئے جو سوا بادشاہ کے کسی کو اپنا مالک اور حاکم نہین سمجھتے تھے - جو بادشاہ دور رہتا ہو اُسکی اطاعت کرنا بمقابلہ اُس رئیس یا سردار کی حکومت کے جو قریب رہتا ہو آزادی ہے اور بادشاہ اپنے منصب شاہی کی ضرورتون کی وجہ سے اس بات پر مجبور ہوگیا تھا کہ جن فرقون کی حمایت کرکے اُسنے آزاد کردیا تھا اُنپر حکمرانی اسطورسے کرے کہ گویا اُنکا رفیق شفیق تھا نہ یہ کہ اُنکا مالک ومختار تھا پس اس طورسے ایک ایسی حکومت اعلی پیدا ہوگئی جو اصولاً تو مطلق العنان تھی مگر عملاً محدود ومقید تھی اور جسکی بدولت قوم محکوم نے ترقی کے ایسے ضروری درجہ کو طے کرلیا اگر کبھی پنچایتی گورنمنٹ اُس قوم مین قائم ہوتی تو غالباً اُس درجہ ترقی کو طے کرنے سے اُسکو مانع ہوتی - مثلاً حکومت مطلق العنان یا قتل عام سے بذریعہ تدبیر کے اُنمین خانہ زاد غلام نہ آزاد ہوسکتے -

تاریخ کی انھین عبارتون سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک اور طریقہ سے بھی محدود سلطنت شخصی تہذیب وشائستگی کی ترقی کے اُن موانع کو دفع کرسکتی ہے جنکو پنچایتی گورنمنٹ اور زیادہ قوی کردیتی منجملہ موانع ترقی کے ایک بڑا نقص قومی خصوصیت مقامی کی خصلت بد ہے - جو قومین دیگر اعتبارات سے آزادی کے قابل اور اُسکو حاصل کرنے پر آمادہ ہون ممکن ہے کہ اتنی لیاقت بھی نہ رکھتی ہون کہ باہم اتفاق پیدا کرکے ایک چھوٹی سی قوم اپنی بنالین صرف اتنی ہی بات نہین ہے کہ بغض وحسد کی وجہ سے ایک دوسرے سے بیزار رہتا ہے اور باہمی اتفاق قطعاً ناممکن ہے بلکہ اگر فرض کیا جاوے کہ برائے نام کچھ

ربط واتحاد انمین پیدا ہوگیا ہے تو بھی انمین وہ خیالات اور وہ عادتین نہین پیدا ہوئی ہین جنسے اس ربط واتحاد کا کچھ اعتبار ہوسکے شاید جیسا زمانہ سلف مین یونان وغیرہ کی آزاد رعایا کرتی تھی یا جیسا ایشیا کے دیہات مین تھا دیہی یا قصباتی امور کے انتظام مین انھون نے بڑی مشق ومہارت بہم پہونچائی ہو اور اس طور سے حکومت جمہوری کا کچھ مزا چکھا ہوتا ہم انکی ہمدردیان اس سے آگے نہ بڑھی ہون اور انکو بہت سی مختلف قومون کے مشترک امور کے انتظام کی لیاقت نہ حاصل ہوئی ہو یا عادت نہ پڑی ہو۔ مین نہین جانتا ہون کہ کسی تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی مختلف اور مخالف قومون نے باہم اتفاق کرکے ایک قوم واحد کی حیثیت حاصل کرلی ہو۔ اور اپنے تئین ایک قوم اور ایک گروہ سمجھنا سیکھا ہو الاّ اسوجہ سے کہ وہ سب پیشتر ایک ہی حاکم کے محکوم رہے ہون۔ ایسے لوگون کو عام فوائد کا خیال جو سارے ملک پر حاوی ہون صرف اس طور سے ہوسکتا ہے کہ حاکم وقت کا ادب کیا کرین اور اسکی تدبیرون سے اتفاق کرین اور اسکے مقاصد کو انجام دین۔ لیکن برخلاف اسکے حاکم وقت کو سب سے زیادہ ایسے ہی فوائد واغراض عامہ کا خیال رہتا ہے اور جسقدر کم وبیش واقفیت انکو مختص المقام اغراض سے رفتہ رفتہ حاصل ہوتی جاتی ہے اسی قدر ان اغراض سے تمام لوگ آگاہ ہوتے جاتے ہین۔ ترقی کی یہ ابتدا اسوقت ہوسکتی ہے جبکہ ایسے موافق اسباب جمع ہوجائین کہ پنچایتی گورنمنٹ کے لوازم یعنی عام کمیٹیان وغیرہ تو قائم ہوجائین مگر خود پنچایتی گورنمنٹ نہ قائم ہو

یعنی ایک یا چند کمیٹیان خاص خاص مقامات سے منتخب کی جائین اور وہ حاکم وقت کو مدد دیا کرین مگر اُسکی حکومت کو رد کرنے یا اپنے قابو مین کر لینے کی کوشش نہ کرین پس جب قوم محکوم حاکم وقت کی صلاح ومشورہ مین اسطرح شریک کر لیجاے مگر اُسکو نفس حکومت مین کچھ دخل نہو تو انتظام امور سلطنت کی لیاقت اُس قوم کے سربرآوردہ آدمیون کو جو اسطور سے حاصل ہوگی وہ دوسرے طور سے نہین حاصل ہو سکتی اور ساتھ ہی اسکے عام منظوری سے حکومت کا دستور بندھ جائیگا یا اقل مراتب بغیر عام منظوری کے حکومت کا دستور تو نہ جاری رہیگا اور جب حکومت بلا منظوری قوم محکوم کا دستور ہو گیا ہے تو اکثر آغاز تو اچھا مگر انجام بُرا ہوا ہے اور منجملہ دیگر اسباب کے اس سبب سے بھی اکثر ملکون مین وہ آفت آئی ہے جسنے ترقی کو ابتدائی درجہ مین روک دیا ہے اور اُسکے رُک جانے کی یہ وجہ ہوئی ہے کہ ایک زمانہ کا کام ایسا خراب ہوا ہے جس سے آیندہ صدہا برس کا کار ضروری بند ہو گیا ہے۔ الغرض یہ ایک سچا کلیہ سیاست کا ہے کہ بہت سی چھوٹی چھوٹی اور کم وقعت قومون کی ایک ایسی قوم بنا لینا جسمین باہمی اتفاق کا مادہ موجود ہو اور جو غیر قوم کے حملہ اور غلبہ سے اپنے تئین بچا سکے اور جسکے معاملات ایسے عظیم اور مختلف ہون کہ تمدنی اور سیاستی امور کے انتظام مین وہ اپنی عقل کو لیاقت کے ساتھ صرف کر سکے اور اُسکی عقل کو کما حقہ وسعت اور فراخی حاصل ہو جاے مطلق العنان سلطنت شخصی کا کام ہے پنچایتی گورنمنٹ کا کام نہین ہے۔

بنا بر وجوہ مذکورۂ بالا وہ حکومت شخصی جو قائم مقامان قوم کی نگرانی سے بری ہو (گو اُنکی امداد سے اُسکو تقویت حاصل ہو) ہر قوم کیلیے ترقی کے ابتدائی درجہ مین نہایت موزون و مناسب ہے اور اس کلیہ سے ایک شہر کے باشندے بھی مستثنی نہین ہین جیسے زمانۂ سلف مین بلاد یونان تھے جہان تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا جانے کتنی مدت تک بادشاہون نے سلطنت اسطورسے کی کہ رائے جمہور کو نفس الامر مین تو امور حکومت مین دخل تھا مگر اُسکی مداخلت محسوس نہوتی تھی اور نہ اُسکا کوئی قاعدہ تھا۔ تب کہین آخر کو حکومت جمہوری قائم ہوئی پھر مدتہائے مدید کے بعد حکومت امرا جاری ہوئی جو چند خاندانون پر محدود و منحصر تھی۔

ہر قوم مین اور صدہا عیوب و نقائص ایسے ہوتے ہین جو پنچایتی گورنمنٹ سے مستفید ہونے کے قابل اُسکو نہین باقی رکھتے مگر یہ نہین ثابت ہوتا کہ ایک ہی شخص یا چند اشخاص کی حکومت سے اُن عیوب مین اصلاح ہو جائیگی یا وہ بالکل دفع ہو جائینگے۔ جب کسی قوم مین کسی قسم کے شدید تعصبات ہون یا عادات قدیم کی سخت پابندی ہو یا اَور سخت قومی عیوب ہون یا صرف جہالت ہو یا عقل و شعور کم ہو تو یہ سب عیوب اُس قوم کے وکلا یا قائم مقامون کی انجمنون مین بعینہ پائے جائینگے اور اگر عاملانہ انتظام اُن لوگون سے متعلق ہو جنمین یہ عیوب اورون سے کم پائے جاتے ہین تو اُنسے بہت کچھ بہتری کی امید ہے بشرطیکہ ایسی انجمنون کی منظوری کی بیڑی اُنکے پاؤن مین نہ پڑی ہو۔ مگر برخلاف مذکورۂ بالا صورتون کے

ان صورتون مین حکام کو صرف اپنے منصب کی بدولت وہ اغراض اور وہ صفتین نہین حاصل ہو جاتی ہین جنسے مفید اثر یا نتیجہ پیدا ہو۔ اگر ایک شخص بادشاہ ہو تو وہ خود اور اُسکے مشیران خاص اور اگر کئی شخص بادشاہ ہون تو وہ بھی اُن عیوب سے بری نہونگے جو قوم مین عموماً یا اُسکی تہذیب و شائستگی مین پائے جاتے ہین الا اُس صورت مین جبکہ وہ غیر ملک کے باشندے ہون اور اُس قوم سے زیادہ تعلیم یافتہ اور ترقی کردہ ہون۔ اس صورت مین البتہ ممکن ہے کہ حکام تہذیب و شائستگی مین محکومین سے بہت بہتر و برتر ہون اور اس قسم کی غیر قوم کی حکومت کے محکوم ہونے سے اگرچہ خرابیان ہوتی ہین لیکن بہت بڑا فائدہ قوم محکوم کو یہ ہوتا ہے کہ ترقی کے بہت سے درجون کو جلد جلد طے کر جاتی ہے اور ترقی کے وہ موانع دفع ہوتے جاتے ہین کہ اگر قوم محکوم اپنی طبیعت اور اتفاقات زمانہ پر چھوڑ دی جاتی تو نہین معلوم وہ موانع ترقی کبتک باقی رہتے جس ملک مین غیر قوم کی عملداری نہوائمین ایک ہی سبب سے ایسے فوائد پیدا ہوسکتے ہین اور وہ سبب یہ ہے کہ کوئی بادشاہ منتہی کا طباع ہو۔ تو اریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ چند بادشاہ گذرے ہین اور بندگان خدا کی خوش نصیبی سے اُنھون نے ایسی حکمت سلطنت کی ہے کہ بعض اصلاحین جو اُنکے عہد دولت مین شروع ہوئی تھین اُنکی تکمیل اُس نسل مین جا کر ہوئی جو انھین کے ظلّ عاطفت مین پیدا ہوئی تھی۔ اسکی ایک مثال تو شارلمین شہنشاہ جرمنی ہے اور دوسرے پیٹر اعظم زار روس ہے۔ مگر ایسے بادشاہ بہت کم ہوتے ہین

اور انکو اتفاقات زمانہ و متغیرات روزگار سے سمجھنا چاہئیے جنکے باعث سے نازک اوقات مین اس امر کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ آیا گروہ کثیر فوراً ترقی کر کے آگے بڑھ آئے یا تنزل کر کے پیچھے ہٹ جائے مثلاً فارس کی لڑائی کے زمانہ مین تھمسٹاکلس کا ہونا یا شاہ ولیم اول یا ولیم سوم کا ہونا حسن اتفاق سے تھا۔ لیکن صرف ایسے احتمالات سے آئین سیاست بنانا ایک مہمل بات ہے علی الخصوص جبکہ تھمسٹاکلس اور شاہ ولیم اول و سوم کے تاریخی حالات سے ظاہر ہے کہ اس قسم کے لوگ جب منصب رفیع پر ہون تو اپنا اقتدار کامل ظاہر کرنے کے لیے انکو مطلق العنان ہونا کچھ ضرور نہین ہے۔ آئین سیاست کے لحاظ سے جو صورت سب سے زیادہ غور طلب ہے اور نادر الوقوع بھی نہین ہے وہ یہ ہے کہ کسی ملک کے باشندون کا ایک جزو قلیل ایسا ہو جسمین سربرآوردہ لوگ ہون اور جو اختلاف قومیت یا مہذب الاصل ہونے کی وجہ سے یا اور خاص وجوہ سے شائستگی اور دیگر اوصاف مین عموماً باقیماندہ لوگون پر شرف و فضیلت رکھتے ہون۔ تو ایسی حالت مین عوام الناس کے وکلا یا قائم مقامون کی حکومت سے یہ احتمال ہوگا کہ جو فوائد ان لوگون کو اس قوم کی حکومت سے حاصل ہونگے جسکا مرتبہ تہذیب و شائستگی مین اُنسے زیادہ ہے اُن فوائد سے وہ لوگ محروم رہ جائینگے۔ اور اُس مہذب قوم کے قائم مقامون کی حکومت سے عوام الناس کا غالباً یہ نقصان ہوگا کہ وہ ہمیشہ ذلیل و حقیر ہی رہینگے اور اِس ذلت و حقارت سے نجات پانے کی اور کوئی سبیل نہ نکلیگی سوا اِسکے کہ جو مہذب قوم حاکم ہے اُس سے اپنا پیچھا چھڑائین حالانکہ اُنکی آئندہ کی

ترقی کا ایک رکن عظیم یا موقوف علیہ وہ قوم بھی ہے - جو قوم ایسے اجزاء سے مرکب ہو اُسکی ترقی کی توقع یون ہی ہوسکتی ہے کہ جو فرقہ حاکم ہے اُسکے سرگروہ کو نامحدود حکومت حاصل رہے یا اقل مراتب عملاً اُسکو غلبہ رہے - کیونکہ صرف اُسی کا منصب اسکا مقتضی ہے کہ عوام الناس کی ترقی اور عروج کی فکر اُسکو رہیگی تاکہ اُسکے شرکا رحکومت کا اقتدار نہ بڑھنے پائے کیونکہ عوم الناس سے وہ حسد نہین رکھتا ہے لیکن اپنے شرکا پر رشک کرتا ہے - اور اگر حسن اتفاق سے اُس سرگروہ یا حاکم اعلی کے مشیر و ندیم اعلی فرقون کے وکلا یا قائم مقامون کی ایک کمیٹی ہوجاے جو اُسپر اپنی حکومت نہ جتلائے بلکہ اُسکے ماتحت بنی رہے اور اعتراضات اور سوالات برابر کرتی رہے اور کبھی کبھی اپنی خفگی اور بیجی بھی ظاہر کرے جس سے بالاتفاق یا بہیئت مجموعی مقابلہ کرنے کی عادت اُسمین باقی رہے اور جسمین یہ استعداد موجود ہو کہ چند مدت مین اور رفتہ رفتہ وسیع ہوتے ہوتے کل قوم کے وکلار کی کمیٹی کی حیثیت حاصل کرے (انگلستان کے پارلیمنٹ کی یہی کیفیت تو ہوئی) تو اُس قوم کو جسکی یہ کیفیت اور حقیقت ہو بخوبی امید ترقی کی ہے -

منجملہ اُن خاصیتون کے جو کسی قوم کو پنچایتی گورنمنٹ کے ناقابل محض تو نہین کردیتین مگر اُسکا پورا فائدہ حاصل کرنے کے قابل اُسکو نہین رکھتین ایک خاصیت خاص توجہ کے لائق ہے - رجحان یا میلان طبیعی دو قسم کا ہوتا ہے اور ان دو نون مین حقیقۃً یا معنیً بڑا فرق ہے مگر عملاً کچھ ایسا توافق ہے جسکے سبب سے یہ دونون متفق ہو کر قوم یا افراد قوم کی

کوششون کو ایک راہ پر لگا دیتے ہین۔ ایک خاصیت تو اورون پر حکومت
کرنے کی تمنا ہے اور دوسری خاصیت اورون کا محکوم بننے سے نفرت ہے
ان خاصیتون کے قوی یا ضعیف ہونے کے اعتبار سے قومون مین بڑا
فرق ہے بعض قومون مین اورون پر حکومت کرنے کی خواہش اپنی خودسری کی خواہش
کی بہ نسبت اسقدر زیادہ ہے کہ اگر اُنپر صرف برائے نام ہی حکمرانی کرنا انکو ملجاے
تو وہ اپنی خودسری کو فوراً ترک کردین۔ اُنمین سے ہر شخص اس بات پر راضی
رہتا ہے کہ اپنی آزادی فعل کو اپنے سردار کی نذر کرے جیسا سپاہیون کا قاعدہ ہے
کہ اپنے افسر کے آگے اپنی کچھ ہستی نہین سمجھتے مگر بشرطیکہ فوج ظفریاب ہو اور سپاہی
اپنی شیخی بگھار سکے کہ ہم بھی اُسی لشکر ظفر پیکر کے ایک سپاہی ہین اگرچہ یہ خیال
کہ ہم بھی قوم مفتوح پر حکومت کرنے مین شریک ہین محض خیال خام ہو ایسے لوگ
اُس گورنمنٹ سے نہین خوش ہوتے جسکے اختیارات اور صفات بالکل محدود
ہون اور جو بہت دست اندازی بیجا نہ کرسکے اور اکثر امور کو اُنکے حال پر چھوڑدے
اور ہر شخص کی دلی یا رہنما نہ بن جاے۔ اُنکے نزدیک یہ ہے کہ صاحبان حکومت
جا ہے فعلی کرین مگر حکومت حاصل کرنا عام مقابلہ لیاقت پر موقوف ہو اُنمین اوسط
درجہ کا آدمی بھی اگر صرف احتمال بعید اس بات کا رکھتا ہو کہ اپنے ہموطنون پر کچھ بھی
حکمرانی کریگا مگر اس امر کا یقین کلی رکھتا ہو کہ اُنپر غیرضروری اختیار عمل مین نہ آنے پائیگا
تو وہ اُس احتمال ضعیف کو اس وثوق کامل پر ترجیح دیگا۔ یہ خاصیت
اُس قوم کی ہے جسکے لوگون کو منصب یا عہدہ کی طمع غالب ہوتی ہے اور جو امور
سیاست مین خاصتہً عہدہ کی طمع سے دخل دیتے ہین اور برابری پر مرتے ہین

مگر آزادی کا کچھ خیال نہین کرتے اور ملکی جھگڑے صرف اسلیے مول لیتے ہین کہ ہمارے فریق کو دخل در معقولات کا اختیار رہو جاے اور ارباب سیاست کے ایک فریق کے آگے دوسرے کی کچھ نہ چلے۔ یہ لوگ حکومت جمہوری کو صرف اتنا سمجھتے ہین کہ اُسکی بدولت ملکی عہدے لیاقت آزمائی کے بعد سب کو عموماً ملسکتے ہین نہ یہ کہ چند ہی اشخاص کو نصیب ہون اور یہ بھی اُنکو گمان ہے کہ آئین سیاست مین جتنا دخل قوم کو ہوگا اُتنی ہی کثرت سے عہدے پیدا ہونگے اور اُتنا ہی تشدد قوم من حیث المجموع اپنے ہر فرد پر کریگی اور اُتنی ہی سختی حکام و عمال سب پر کرینگے۔ فرانسیس کے لوگون کی نسبت یہ کہنا کہ بلا مبالغہ اُنکی بعینہٖ یا تقریباً یہی کیفیت ہے ناانصافی اور بے مروتی ہے مگر یہ کیفیت انمین اسقدر موجود ہے کہ اُنکے ملک مین جو پنچایتی گورنمنٹ ایک محدود و معین فرقہ نے کی ہے تو وہ رشوت ستانی کی شدت سے شکست ہو گئی ہے اور فرانسیس کے سب دوان نے من حیث المجموع جو ایسی گورنمنٹ قائم کرنے کی کوشش کی ہے تو اُسکا انجام یہ ہوا ہے کہ ایک ہی آدمی کو یہ قدرت حاصل ہو گئی ہے کہ اُسنے صدہا آدمیون کو پکڑ پکڑ کر بلا تحقیقات جرم جیلخانہ بھیجدیا ہے بشرطیکہ اُسنے سب لوگون کو یہ خیال کرنے دیا ہے کہ شاید پریسیڈنٹ صاحب کی نظر عنایت کبھی ہمپر بھی ہو جاے جس صفت کے سبب سے انگلستان کے لوگ پنچایتی گورنمنٹ کے قابل ہو گئے ہین وہ اُس صفت کے بالکل مخالف ہے جو فرانسیسون مین پائی جاتی تھی ہے انگلستان کے لوگون کو خیال اس بات کا رہتا ہے کہ کوئی ہمپر ایسی حکومت نہ کرنے پاے جو ہمارے ملک کے رواج قدیم کے مخالف یا ہماری جو راے

حق و باطل کی نسبت سے ہے اُسکے خلاف ہو مگر وہ عموماً اوروں پر حکومت کرنے کی
کچھ پروا نہین رکھتے ہین۔ اور چونکہ اُنکو حکومت کرنے کی ذرا بھی آرزو نہین ہے
اور وہ اس بات سے خوب آگاہ ہین کہ حکومت کی طمع آدمی کو اپنے اغراض
ذاتی سے دامنگیر ہوتی ہے لہذا وہ یہی پسند کرتے ہین کہ حکومت وہ لوگ کرین
جنکو بے طلب اور صرف اعزاز خاندانی کی وجہ سے حکومت ملجائے۔ اگر غیر ملکون کے
لوگ اس نکتہ کو سمجھ جائین تو یہ بھی اُنکی سمجھ مین آجائیگا کہ انگریزون کے ملکی خیالات مین
باہم مخالفت ظاہری کیون ہوتی ہے اور اعلیٰ طبقہ کے لوگون کو وہ اپنے
اوپر بلا تامل حکومت کرنے دیتے ہین مگر اُنکی خوشامد در آمد ہرگز نہین کرتے
بلکہ جب حکام بعض حدود معینہ سے تجاوز کرنے لگتے ہین تو وہ لوگ
(انگریز) اُنسے لڑنے کو مستعد ہوجاتے ہین اور اُنکو ہمیشہ یاد دلاتے رہتے ہین
کہ جسطرح ہمارا جی چاہیگا اُسی طرح ہم اپنے اوپر تمکو حکومت کرنے دینگے۔
الغرض۔ انگریز لوگ بحیثیت ایک قوم کے عہدون کی طمع سے بری ہین۔
باستثنا چند خاندانون کے جنکے سامنے سرکاری نوکری گویا ہاتھ باندھے کھڑی
رہتی ہے انگریزون کی رائے اپنے عروج کی نسبت سب سے نرالی ہے
یعنی اُنکی رائے یہ ہے کہ ترقی تجارت یا پیشہ مین کامیابی سی ہوتی ہے اس
امر سے اُنکو نفرت کلی ہے کہ سیاستی فریق یا اشخاص صرف عہدون کے لیے
آپس مین لڑمرین اور سرکاری نوکریون کی کثرت سے جیسے وہ بیزار ہین ویسے
بیزار اور کسی بات سے نہین ہین مگر یورپ کی اَور قومین سرکاری نوکری کو اسقدر
پسند کرتی ہین کہ سنگین ٹکس دینا قبول کرلیتی ہین لیکن اپنے لیے یا اپنے

رشتہ دارون کے واسطے سرکاری نوکری کا موقع ذرا بھی کم ہو جانا
نہین گوارا کرتین اور جب وہ تخفیف مصارف کے بے غل مچاتی ہین تو یہ
نہین کہتی ہین کہ عہدے موقوف کردیے جائین بلکہ یہ چاہتی ہین کہ اُن عہدون
کی تنخواہین کم کردی جائین جنکے ملنے کی امید معمولی لیاقت کے آدمیون کو
نہین ہوسکتی فقط۔

پانچوان باب

اس بیان مین کہ وکلا، یا قائم مقامان قوم کی کمیٹیون کے خاص کام کیا ہین

پنچایتی گورنمنٹ کے بیان مین سب سے زیادہ اُس فرق کو مدنظر رکھنا
چاہیے جو اُسکے مفہوم یا ماہیت اور اُسکی اُن صورتون مین ہے جو سوانح
اتفاقی کی وجہ سے یا اُن خیالات کے باعث سے جو کسی خاص زمانہ مین
شایع تھے پیدا ہو گئے ہین۔

پنچایتی گورنمنٹ کے یہ معنے ہین کہ کُل قوم یا اُسکا جزو اعظم بذریعہ
اُن وکلا، یا قائم مقامون کے جو ایک مدت معین کے بعد منتخب کیے جائین
اُس حکومت مطلقہ یا قطعی اختیار تصرف کو عمل مین لائے جو ہر قسم کی حکومت مین کسی نہ کسی کو
ضرور حاصل ہوتا ہے قطعی اختیار تصرف وکلاے قوم کو پورا پورا حاصل ہونا چاہیے
یعنی جب اُنکا جی چاہے حکومت کے سب کامون پر قابض و متصرف ہو جائین
یہ ضرور نہین ہے کہ قانون حکومت مین اُنکو یہ مالکانہ اختیار دیا گیا ہو۔ قانون
حکومت انگلستان مین یہ اختیار تو اُنکو نہین دیا گیا ہے مگر جو اختیار اُنکو دیا گیا ہے
عملاً اُسکے یہی معنی ہین قطعی اختیار تصرف سلطنت جمہوری محدود اور خالص

سلطنت شخصی اور حکومت جمہوری مطلق ان سب مین واحد بالذات ہے قدما کی رائے مین جسکو فی زماننا بڑے بڑے مستند القول اشخاص نے اختیار کیا ہے سچی بات صرف اتنی ہے کہ مساوی الوزن حکومت جسمین دونون پلے برابر ہون ناممکن ہے۔ مساوات جزئی تو ہمیشہ ہوتی ہے مگر دونون پلے ہمیشہ بالکل برابر نہین رہتے۔ مگر آئین سیاست سے بادی النظر مین یہ نہین معلوم ہو سکتا کہ حکومت کا کونسا پلہ بھاری ہے۔ مثلاً انگلستان کی باقاعدہ سلطنت مین بادشاہت کے تین رکن ہین اور وہ تینون درجہ مین مساوی ہین اور آئین سے ہر رکن کو وہ اختیارات دیے گئے ہین جو اگر پورے پورے عمل مین لائے جائین تو حکومت کی کل بے کل ہو جائے اور کوئی انتظام نہ چلے۔ کیونکہ ہر رکن سلطنت کو برائے نام اور بدرجہ مساوی یہ اختیار حاصل ہے کہ دوسرے رکن کو روک دے اور آگے نہ بڑھنے دے۔ اور اگر اس اختیار کو عمل مین لانے سے ارکان ثلثہ مین سے کسی رکن کو اپنی بہتری کی امید ہو سکے تو زمانہ کا رنگ دیکھکر ہمکو کچھ شک و شبہ اسمین نہین ہے کہ وہ اختیار عمل مین لایا جائیگا۔ اور اسمین بھی کچھ شک نہین ہے کہ اگر ایک رکن سے دوسرا یا دونون ملکر مخالفت کرین تو وہ رکن اپنے اختیارات کو اپنی حفاظت کے لیے عمل مین لائیگا۔ پھر ان اختیارات کو تعدی کے ساتھ عمل مین لانے سے کون مانع ہے۔ اسکا مانع سلطنت انگلستان کے قواعد غیر مکتوب ہین یعنی اُس ملک کا سیاستی اخلاق اسکا مانع ہے پس اگر کسی کو یہ دریافت کرنا منظور ہو کہ سلطنت انگلستان مین حکومت مطلقہ یا قطعی اختیار تصرف فی الواقع کس کو حاصل ہے تو وہ اسی سیاستی اخلاق پر نظر کرلے۔

اندرروے قانون پادشاہ کو اختیار ہے کہ پارلیمنٹ کے کسی ایکٹ کی منظوری سے انکار کرے اور ہرچند پارلیمنٹ منع کرے مگر پادشاہ جسے چاہے عہدہ وزارت پر مقرر کر سکتا ہے اور اُس عہدہ پر اُسکو قائم رکھ سکتا ہے لیکن اُس ملک کے سیاستی اخلاق نے ان اختیارات کو کالعدم کر دیا ہے اور یہ کبھی نہین عمل مین لائے جاتے ہین اور چونکہ بموجب اُس اخلاق کے واجب ہے کہ سلطنت کے افسر اعلیٰ یعنی وزیر اعظم کو ضمناً ہمیشہ ہوس آف کامنس مقرر کیا کرے لہذا فی نفس الامر مین پادشاہ وہی کمیٹی ہے۔ مگر یہ قواعد غیر مکتوب جنسے اختیارات جائز کا عملدرآمد محدود ہو گیا ہے صرف اس شرط سے موثر اور باقی ہین کہ سیاستی قوت کی تقسیم واقعی کے موافق رہین ہر سلطنت مین ایک شخص یا فریق سب سے زیادہ قوت رکھتا ہے اور اگر زور آزمائی کا موقع آجاے اور متضاد فریقون مین مصالحہ کا سلسلہ جسپر حکومت کا عملدرآمد ہمیشہ موقوف رہتا ہے معطل ہو جاے تو وہی شخص یا فریق جو سب سے زیادہ قوی ہے ظفریاب ہو۔ باقاعدہ سلطنت کے قواعد کی پابندی اُسی وقت تک کیجاتی ہے اور وہ قواعد اُسی وقت تک موثر رہتے ہین جبتک کہ اُنکی وجہ سے حکومت مین منجملہ صاحبان حکومت کے اُس شخص کو غلبہ رہتا ہے جسکو بیرونی غلبہ حاصل ہے یا جسکا پلّہ ملک مین بھاری ہے یعنی جسکی طرف قوم کی کثرت ہے اُسکو انگریزی اصطلاح مین جمہوری قوت یا عوام کی طاقت کہتے ہین۔ پس اگر انگلستان کی سلطنت کے شرائط قانونی سے اور نیز اُن قواعد غیر مکتوب سے جنکی پابندی مختلف ارباب سیاست فی الواقع کرتے ہین عوام کو سلطنت کے ہر صیغہ مین ویسا ہی غلبہ کامل نہ حاصل ہوتا جیسی قوت واقعی وہ ملک مین

رکھتے ہین تو اُس سلطنت کو ایسا استحکام کیونکر نصیب ہوتا جیسا اب ہے اور یا تو قوانین سلطنت یا وہ قواعد غیر مکتوب جلد بدلدینے پڑتے۔ پس انگلستان کی سلطنت پنچایتی گورنمنٹ اُن معنی سے ہے جو اِس لفظ کے صحیح معنی ہین۔ اور اُس سلطنت مین جو اختیارات اُن لوگون کو دیے گئے ہین جو قوم کے جواب دہ اور معہ اخذہ دار بلاواسطہ نہین ہین اُنکو صرف یہ سمجھنا چاہیئے کہ خود گورنمنٹ کو منظور ہے کہ ہماری غلطیون کا تقدم بلحفظ اِس طور سے کیا جاسے۔ ایسا تقدم بالحفظ اُن سب جمہوری سلطنتون مین کیا گیا ہے جو عمدہ اصول پر قائم ہوئی ہین۔ مثلاً اگلے زمانہ مین شہر اتھنس (دیار تخت یونان) کی سلطنت مین اور اِس زمانہ مین ممالک متفقۂ امریکا مین اس قسم کے بہت سے شرائط موجود ہین۔

خیر پنچایتی گورنمنٹ کو یہ تو لازم بلکہ الزم ہے کہ عملی حکومت یا اختیار جملہ امور وکلار یا قائم مقامان قوم کو حاصل رہے لیکن بحث طلب یہ امر ہے کہ وکلار قوم کی کمیٹی کو بالذات اور بلا واسطہ کیا کیا کام حکومت سے متعلق کرنے چاہیئن اور حکمرانی و فرمان روائی مین کتنا دخل دینا چاہیئے۔ اِس قسم کے بہت سے ایسے کام ہین جو پنچایتی گورنمنٹ کے اصل جوہر کے منافی نہین ہین بشرطیکہ وہ کام ایسے ہون کہ اُنکے باعث سے وکلار قوم کی کمیٹی کو جملہ امور پر تصرف کامل اور مرافعہ آخری کا درجہ حاصل ہے۔

کار حکومت پر نگران اور متصرف رہنا اور اُس کام کو خود کرنا ان دونون باتون مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک ہی شخص یا ایک ہی گروہ جملہ امور کی نگرانی کر سکتا ہے لیکن ہر امر کو خود نہین کر سکتا۔ بلکہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے

کہ وہ شخص یا وہ گروہ خود کام کرنے کی جتنی کم کوشش کرتا ہے اُتنی ہی کامل نگرانی اُسپر کیا
کرتا ہے۔ مثلاً اگر سپہ سالار فوج مین ہوکر خود لڑے یا کسی حملہ مین خود فوج کے آگے
بڑھ جاوے تو تعبیۂ لشکر اچھی طرح نہ کرسکے گا پس یہی کیفیت کمیٹیون کی بھی ہے۔
بعض امور بغیر کمیٹیون کے نہین ہوسکتے اور بعض امور کو کمیٹیان اچھی طرح
نہین کرسکتین۔ یہ اور بات ہے کہ وکلاء قوم کی کمیٹی کو کس چیز کی نگرانی کرنی چاہیے
اور یہ اور بات ہے کہ اُس کمیٹی کو خود کیا کرنا چاہئیے۔ اُسکو لازم ہے کہ گورمنٹ کے
سب کامون کی نگرانی کیا کرے جیسا سابق مین بیان کیا گیا۔ لکن یہ قرار دینا کہ کس
ذریعہ سے یہ عام نگرانی نہایت عمدہ طور سے عمل مین آسکتی ہے اور کار حکومت کا کون
جزو وکلاء قوم کی کمیٹی کو اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہیے اسپر موقوف ہے کہ یہ تحقیق
کیجاوے کہ ایسی کمیٹی جسمین انبوہ کثیر ہو کس قسم کے کام کو اچھی طرح انجام دیسکتی ہے۔ اُسکو
لازم ہے کہ جس کام کو اچھی طرح کرسکتی ہے اُسی کو اپنے ذمہ لے۔ اور باقیماندہ کامون
کی نسبت اُسکا منصب یہ نہین ہے کہ اُنکو خود کرے بلکہ اُسکا فرض یہ ہے کہ اُن کامون کو
اورون سے اچھی طرح کرانے کے ذریعے مہیا کرے۔

مثلاً۔ وکلاے قوم کی کمیٹی کا پہلا فرض جو اُسی سے مخصوص ہے یہ ہے کہ
ٹیکسون پر ووٹ۔ یعنی راے دے۔ تاہم کسی ملک مین ایسی کمیٹی ٹیکس کا تخمینہ
خود نہین بناتی نہ چند عہدہ دارون کو مقرر کرکے اُنسے تخمینہ بنواتی ہے۔ اگرچہ روپیہ کی
منظوری کا اختیار صرف ہوس آف کامنس کو ہے اور خراج سلطنت کو مختلف
مصارف سلطنت مین لانا بھی ہوس آف کامنس کی منظوری پر موقوف ہے
لکن قاعدہ یہی ہے اور اسی پر ہمیشہ عملدرآمد رہا ہے کہ صرف بادشاہ کی تحریک سے

روپیہ مل سکتا ہے۔ بیشک یہ خیال کیا گیا ہے کہ جب وہ وزراء جنکے ہاتھ سے وہ روپیہ صرف ہوتا ہے اُن تقسیمات اور حسابات کے ذمہ دار کردیے جائین جنکی بناء پر روپیہ صرف کیا جائیگا تب ہی یہ امید ہوسکتی ہے کہ اعتدال کے ساتھ روپیہ خرچ کیا جائیگا اور باحتیاط تمام کارہاے ضروری مین لگایا جائیگا لہذا پارلیمنٹ سے نہ تو اِس بات کی توقع ہے اور نہ وہ اِس امر کی مجاز ہے کہ ٹیکسون کو خود مقرر کرے یا خود روپیہ صرف کرے۔ صرف اُسکی منظوری لیجاتی ہے اور اُسکو فقط اتنا اختیار رہے کہ منظوری سے انکار کرے۔

یہ مسئلہ سیاست جن اصول پر متضمن ہے اگر اُنکی پابندی کی جاے تو اُنسے وکلاء قوم کی کمیٹیون کے عام کامون کی حد اور تعریف معلوم ہو جائیگی۔ اول تو جن جن ملکون مین پنچایتی گورنمنٹ ہے اُنمین یہ بات عملاً سمجھ لی گئی نہے کہ اِس قسم کی بہت سی کمیٹیون کو انتظامی امور مین دخل نہ دینا چاہیے۔ یہ قاعدہ صرف عمدہ حکومت کے اصول ضروریہ ہی پر مبنی نہین ہے بلکہ ہر قسم کا کاروبار چلانے کے جو عمدہ اصول ہین اُنپر بھی موقوف ہے۔ انسان کا کوئی گروہ کام کرنے کے قابل نہین ہے تاوقتیکہ اُسکا انتظام درست نہو اور وہ کسی کے زیر حکم نہو جس گروہ مین چند ہی آدمی ہون اور وہ بھی جو کام کرنا منظور ہے اُس سے بخوبی واقف ہون وہ گروہ بھی اپنے زمرہ مین سے ایک شخص کا زیردست رہتا ہے اور اگر اُسکو اپنا سرگروہ بناے اور سب ممبر اُسکے ماتحت رہین تو وہ گروہ بہت عمدہ ہو جاے جس کام کو ایک گروہ بہ نسبت شخص واحد کے بہتر انجام دیسکتا ہے وہ مباحثہ ہے جب بہت سی مختلف رایون کو سننا اور اُنپر غور کرنا لازم ہو تو ایک مباحثہ

کرنے والی کمیٹی ضرور چاہیئے۔ اور اکثر اوقات ایسی کمیٹیون سے انتظامی امور مین بھی فائدہ ہوتا ہے مگر عموماً اُنسے صرف صلاح ومشورہ ہی لینا بہتر ہے۔ کیونکہ انتظامی کام ایک ہی شخص کی ذمہ داری سے خوب انجام پا سکتا ہے۔ یہانتک کہ سوداگرون کی مشترک کمپنی مین بھی عملاً ایک منتظم ڈائرکٹر ضرور ہوتا ہے گو عقلاً اُسکا ہونا ضرور نہو اور اُس کمپنی کی خوش انتظامی یا بدانتظامی فی الواقع ایک ہی شخص کی لیاقتون پر موقوف ہوتی ہے اور باقی ماندہ ڈائرکٹرون سے اگر کچھ فائدہ ہے تو یہ ہے کہ وہ منتظم ڈائرکٹر کو اصلاح ومشورہ دیا کرتے ہین یا اسکے کام کی نگرانی کا اختیار رکھتے ہین اور درصورت بدچلنی کے اُسکو روک سکتے ہین یا برخاست کر سکتے ہین۔ اُن سب کے بدرجہ مساوی شریک انتظام ہونے سے کچھ فائدہ نہین ہے بلکہ جو فائدہ اُنسے ہو سکتا ہے اِس سے اُتنا بھی نہوگا۔ مشترک انتظام کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص اُسکا ذمہ دار ہے خود اُسکے دل مین اور اور لوگون کے دل مین بھی ذمہ داری کا خیال کم ہو جاتا ہے لکن اگر وہ بالذات اور بالانفراد ذمہ دار کر دیا جاسے تو اپنی ذمہ داری کا خیال اُسکو بہت رہتا ہے۔

وکلاءِ قوم کی کمیٹی اِس سے بھی کم لیاقت اِس بات کی رکھتی ہے کہ خود انتظام کرے یا جن لوگون سے انتظام متعلق ہے اُنکو اُسکی جزئیات بتایا کرے۔ اگر وہ نیک نیتی سے دست اندازی کرے تو بھی اُسکی دست اندازی سے ہمیشہ ضرر پہونچتا ہے۔ امورِ سلطنت کے انتظام کا ہر شعبہ فی نفسہ ایک ایسا کاروبار ہے جسمین بہت سلیقہ درکار ہے اور جسکے مخصوص اصول اور خاص قواعد ہوتے ہین اور اکثر یہ اصول و قواعد کسی کو اچھی طرح معلوم بھی نہین ہوتے بجز اُن لوگون کے

جنکو کسی وقت مین وہ کلام خود کرنا پڑا ہے اور جو لوگ کسی صیغہ کے کام سے عملی
واقفیت نہ رکھتے ہون وہ کام اچھی طرح سے اُنکی سمجھ مین نہ آئیگا - میری یہ مراد
نہین ہے کہ کاروبار سلطنت کے عملدرآمد مین ایسے اسرار و غوامض ہین جنکو
سوا ے چند واقفکارون کے اور کوئی سمجھ ہی نہین سکتا - اس کام کے اصول
ہر سلیم الطبع آدمی کی سمجھ مین آسکتے ہین جسکے صفحہ خاطر پر تصویر اُن کوائف و حالات کی
کھنچی ہو جو انتظام طلب ہین - بہرکیف یہ ضرور ہے کہ وہ شخص اُن کوائف و حالات کا
علم رکھتا ہو اور علم القا یا الہام سے نہین آتا - کاروبار سلطنت کے ہر شعبہ سے
متعلق بہت سے اہم قواعد ہین جنکے وجوہ کو ایک تازہ کار یا نوسکھ آدمی نہین جانتا ہے
بلکہ اُسکے وجوہ سے بھی نہین واقف ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ قواعد اُن خطرون
یا فتنون کو دفع کرنے کی غرض سے بنائے گئے ہین جو کبھی اُسکے ذہن مین بھی
نہ آئے تھے - مین خود بعض ایسے مدبران سلطنت اور وزرا سے واقف ہون
جو معمولی لیاقت سے زیادہ قابلیت رکھتے تھے اور جب وہ پہلے پہل کسی
صیغہ کے کام پر مقرر ہوے تو ذرا ذرا سی پیش پا افتادہ باتون کو انھون نے
ایسے شد و مد سے بیان کیا کہ گویا اُنکے موجد وہی تھے اور سوا ے اُنکے کوئی
اُن معمولی باتون کو جانتا ہی نہ تھا - یہ کیفیت دیکھکر اُنکے ماتحتون کو ہنسی آگئی
یہ سچ ہے کہ بڑا مُدبر وہی شخص ہے جو یہ جانتا ہو کہ پُرانے قاعدون کو کب
ترک کرنا چاہیے اور کب اختیار کرنا چاہیے - مگر یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ چونکہ
وہ پرانے قاعدون سے محض ناواقف ہے لہذا وہ اُنکو جلد ترک کریگا یا قبول
کریگا - جو لوگ کام کے اُن طریقون سے واقف نہین ہین جو تجربہ سے معلوم

ہوے ہین وہ اُن وجوہ کو نہین سمجھ سکتے جن وجوہ سے کام کے اُن معمولی طریقون کو ترک کرنا واجب ہوگیا ہے۔گورنمنٹ کے ہر صیغہ کے کامون پر جو اغراض موقوف ہوتے ہین اور اُس صیغہ کے انتظام کے کسی خاص طریقہ سے جو نتایج پیدا ہو سکتے ہین اُنکو جانچنے اور اُنکو اندازہ کرنے کے لیے اُس قسم کا علم باعمل اور باتجربہ عقل درکار ہے جو اُن لوگون مین کمتر پائی جاتی ہے جنھون نے اُس صیغہ کے کام کو سیکھا نہین ہے جیسے قانون کی اصلاح کی قابلیت اُن لوگون مین شاذونادر پائی جاتی ہے جنھون نے اُسکو بطور پیشہ کے نہین حاصل کیا ہے۔اِن سب دقتون سے وہ کمیٹی وکلا،قوم کی ضرور چشم پوشی کریگی جو خاص خاص کامون مین دخل دینا چاہیگی۔ایسی کمیٹی کی بہت تعریف کی جاے تو یہ کہا جاے کہ ناتجربہ کار تجربہ کارون پر اور جاہل عالمون پر حاکم بنکر بیٹھے ہین اور جاہل بھی ایسے جو اُس چیز کو جسکا وہ علم خود نہ رکھتے ہون موجود ہی نہین سمجھتے اور بے خبر اور مغرور ایسے کہ اگر اُنسے کوئی یہ کہے کہ آپ کی عقل سے تو ہماری عقل بہتر ہے تو ناک بھون چڑھائین بلکہ آزردہ ہوجائین۔اور یہ بھی اُسوقت ہے جب کہ اغراض ذاتی نہ متعلق ہون مگر جب ایسے اغراض موجود ہون تو نتیجہ یہ ہے کہ ایسا بیجا بانہ اور بیباکانہ فریب ہوگا جس سے بدتر کسی صیغہ مین اُس گورنمنٹ کے ممکن نہین ہے جسکی سب کارروائیان کھلے خزانے ہوتی ہین۔یہ ضرور نہین ہے کہ خودغرضانہ جنبہ داری اُس کمیٹی کے اکثر ممبرون مین پائی جاے۔ہر خاص صورت مین صرف اتنا ہی کافی ہے کہ یہ خصلت دوتین ممبرون مین ہو۔یہ دوتین ممبر تو اپنی غرض سے کمیٹی کو ضرور بہکاوینگے مگر اور کسی ممبر کو کیا غرض پڑی ہے

کمیٹی کو مشتبہ رکھے اور بہکنے نہ دے - یہ ممکن ہے کہ اکثر ممبران کمیٹی اپنے ہاتھون کو رشوت وغیرہ سے پاک رکھین مگر جن امور سے وہ واقف ہی نہین اُنمین بیدار مغزی یا باریک بینی کیونکر کرسکتے ہین - اور وہ فریق کثیر جو کام چور ہو کام چور آدمی کی طرح اُسی شخص کے کہنے مین رہتا ہے جو اُسپر خوب جی توڑ کے محنت کرتا ہے - کسی وزیر کے خراب انتظامات یا بیہودہ تقررات کو تو پارلیمنٹ روک سکتی ہے اور وزراء کی جوابدہی اور اُنکے رقیبون کے اعتراضات سے ایک معقول صورت مباحثہ کی پیدا ہوجاتی ہے مگر ہم پوچھتے ہین کہ پارلیمنٹ کو کون روک سکتا ہے - جو وزیر کسی صیغہ کا افسر اعلیٰ ہو وہ کسی قدر ذمہ داری کا خیال رکھتا ہے مگر ایسی حالت مین ایسی کمیٹی جیسی پارلیمنٹ ہے ذمہ داری کی مطلق پروا نہین رکھتی کیونکہ ایسا کبھی نہین ہوا ہے کہ کسی امر جزئی انتظامی پر ووٹ دینے سے کسی ممبر پارلیمنٹ کی ممبری چھن گئی ہو - ہر وزیر کو یا ہر صیغہ کے افسر اعلیٰ کو زیادہ تر فکر اس بات کی رہتی ہے کہ ہماری کارروائیان آئندہ کیسی سمجھی جائینگی بہ نسبت اسکے کہ بالفعل کیسی سمجھی جاتی ہین - لکن جب عوام مین کسی بات کا شور وغل مچ جاے اگرچہ جھٹ پٹ یا جھوٹ موٹ غل مچا دیا گیا ہو لکن وہ شور وغل پارلیمنٹ کے مطلب کا مؤید ہو تو چاہیے کیسے ہی نتایج بد اُس سے پیدا ہون پارلیمنٹ اپنے تئین بالکل بری الذمہ سمجھیگی اور اور لوگ بھی اُسکو ایسا ہی سمجھینگے علاوہ اسکے کسی کمیٹی کو اپنے خراب انتظامات سے خود کبھی دقتین نہین اُٹھانی پڑتین جب تک کہ وہ دقتین قومی خرابیون کی حد تک نہ پہونچ جائین - مگر جب وزراء اور

منتظمان سلطنت اُن دقتون کو قریب دیکھتے ہین تو سب طرح کی تکلیف اور
صعوبت گوارا کرکے اُنکے انسداد کی کوشش کرتے ہین۔
وکلاء قوم کی کمیٹی کا خاص فرض انتظامی امور کی نسبت یہ نہین ہے
کہ اُنکا فیصلہ اپنے خاص **ووٹون** سے کرے بلکہ اسکا فرض اس امر کی نگرانی
کرنا ہے کہ جن لوگون کو وہ امور طے کرنے پڑینگے وہ لوگ اسکی لیاقت رکھتے ہین
یہ نگرانی بھی وہ کمیٹی اشخاص کو خود نامزد کرنے سے فائدہ کے ساتھ نہین کرسکتی
کوئی کام ایسا نہین ہے جسمین آدمی کو اپنی ذاتی ذمہ داری کا اسقدر خیال
رکھنا واجب ہے جیسا سرکاری عہدون کے لیے لوگون کو نامزد کرنے مین
اُسکو اپنی ذات خاص کی ذمہ داری کا خیال رکھنا لازم ہے۔ جو شخص
معاملات سلطنت سے واقف ہے اُسکا تجربہ اس دعوے کا گواہ ہے
کہ کوئی فعل ایسا نہین ہے جسکو ایک اوسط درجہ کا آدمی ایسی بے احتیاطی سے
کرتا ہے اور نہ کوئی صورت ایسی ہے جسمین لیاقتون کا لحاظ کمتر رکھا جاتا ہے
اور اسکا سبب کچھ تو یہ ہے کہ لوگ دو آدمیون کی لیاقتون مین فرق نہین جانتے
اور کچھ یہ باعث ہے کہ اُس فرق کا لحاظ نہین کرتے۔ جب کوئی وزیر ایماندارکی
کسی تقرر کو عمل مین لاتا ہے یعنی جب وہ اپنے متعلقین یا اپنے فریق کے
آدمی کے لیے کوئی سرکاری عہدہ نہین اُٹھا رکھتا ہے تو ناواقف آدمی یہ
خیال کرتا ہے کہ جو شخص سب سے زیادہ لائق ہوگا اُسکو اس عہدے پر مقرر کریگا
مگر واقع مین ایسا نہین ہے۔ ایک معمولی درجہ کا وزیر جب کوئی عہدہ کسی فی لیاقت
آدمی کو یا ایسے شخص کو جو کوئی استحقاق سرکاری نوکری کا رکھتا ہے عطا کرتا ہے

تو اپنے تئین مجسم ایمانداری سمجھنے لگتا ہے اگرچہ اُس شخص کی لیاقت یا استحقاق اُس لیاقت یا استحقاق کے خلاف ہو جو مطلوب ہے یعنی اگر مثلاً وہ شخص ناچنا خوب ہو تو جس وزیر نے اُسکو سرکاری عہدہ پر مقرر کیا ہے اپنے تئین الزام سے بری ہی نہین بلکہ لائق تعریف سمجھتا ہے۔ علاوہ اسکے جن لیاقتون سے خاص اشخاص خاص عہدون کے قابل ہو جاتے ہین اُنکو صرف وہی لوگ جان سکتے ہین جو اُن اشخاص سے واقف ہین یا جو لوگ اُنکی لیاقت کا اندازہ اُنکا کام دیکھکر کر لیتے ہین یا اُن لوگون کی شہادت سے اُسکا اندازہ کرتے ہین جنکو اُسکے جانچنے کا موقع ملا ہے۔ پس جب بڑے بڑے عہدہ داران سرکاری جو اپنے ماتحتون کے تقرر کے ذمہ دار ہو سکتے ہین ان ایمانداری کے فرائض کا کمتر لحاظ کرتے ہین تو فرمائیے کہ اُن کمیٹیون کی کیا کیفیت ہوگی جو ایسے تقرر کی ذمہ دار نہین ہو سکتین۔ اب بھی سب سے بدتر وہ تقررات ہین جو اِس غرض سے عمل مین لائے گئے ہین کہ وکلاء قوم کی کمیٹی مین لوگ ہماری تائید کرین اور ہمارے مقابلہ پر نہ آمادہ ہون پس اگر اُن تقررات کو خود وہ کمیٹی عمل مین لائی ہوتی تو فرمائیے کیا امید ہو سکتی بڑی کمیٹیان خاص لیاقتون کا کبھی مطلق لحاظ نہین کرتین۔ جو شخص جس عہدہ کی امیدواری کرتا ہے اُسی کے قابل سمجھ لیا جاتا ہے تاوقتیکہ وہ پھانسی پانے کے قابل نہو۔ جب عام کمیٹیان فریقی تعلق کے لحاظ یا قرابت کی رعایت سے تقررات کو نہین عمل مین لاتین (ہمیشہ اِسکے خلاف ہوا کرتا ہے) تو کوئی شخص کسی عہدہ پر یا تو اسوجہ سے مقرر کیا جاتا ہے کہ اُسکی عام لیاقت مشہور ہے (گو اکثر اوقات وہ اِس نیکنامی کا مستحق نہین ہوتا) یا فقط اتنی بات سے کہ وہ ہر دل عزیز ہے۔

یہ امر کبھی مناسب نہین سمجھا گیا ہے کہ خود پارلیمنٹ کیبینٹ کے وزرا کو نامزد کرے۔ صرف اتنا کافی ہے کہ پارلیمنٹ ضمناً فیصلہ کر دیتی ہے کہ وزیر اعظم کون ہوگا یا کن تین چار شخصون مین سے وزیر اعظم منتخب کر کیا جاے۔ جب پارلیمنٹ ایسا کرتی ہے تو اس سے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ فلان شخص جو اس عہدے کا امیدوار ہے اُس فریق سے ہے جسکی عام حکمت عملی کی تائید کرنی پارلیمنٹ کو منظور ہے مگر نفس الامر مین پارلیمنٹ جس امر کا فیصلہ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ دو تین فریقون یا گروہون مین سے کس فریق یا کس گروہ سے وزرا مقرر کیے جائین اور خود وہ فریق اپنی راے سے یہ امر اقرار دے لیتا ہے کہ ہمارے زمرہ سے کون شخص وزیر اعظم کے عہدہ کی سب سے زیادہ لیاقت رکھتا ہے۔ بالفعل تو یہ دستور ہے کہ پارلیمنٹ کسی وزیر کو نہین نامزد کرتی ہے بلکہ ملکہ معظمہ پارلیمنٹ کی خواہش اور رغبت کے موافق وزیر اعظم کو مقرر فرماتی ہین اور وزیر اعظم کی سفارش سے دیگر وزرا کو مقرر فرماتی ہین اور جو عہدے مستقل نہین ہین اُنپر لائق آدمیون کو مقرر کرنے کا ہر ایک وزیر بذات خود مکلف اور ذمہ دار ہے۔ خالص سلطنت جمہوری مین کوئی اور انتظام کرنا ضرور ہے مگر جتنا وہ انتظام عملدر آمد مین اُس انتظام سے اقرب ہو جو مدت سے انگلستان مین چلا آیا ہے غالباً اُتنا ہی وہ عملدر آمد مین اچھا نکلیگا۔ وزیر اعظم کے تقرر کی دو ہی صورتین ہین یا تو اُسکو کوئی ایسی کمیٹی منتخب کرے جو وکلا قوم کی کمیٹی سے بالکل علحدہ ہو جیسا ممالک متفقہ امریکا مین قاعدہ ہے یا وکلا قوم کی کمیٹی صرف وزیر اعظم کو نامزد کرنے پر اکتفا کرے اور اُسکو اپنے شرکا اور ماتحتون کے منتخب کرنے کا ذمہ دار کر دے۔ مجھکو امید قوی ہے کہ ان سب امور کو عملاً نہین تو

عقلاً اکثر لوگ تسلیم کرلینگے لیکن اگر عملاً دیکھا جاے تو وکلا قوم کی کمیٹیون کی یہ خاصیت ہے کہ امور جزئی کے انتظام مین اپنی مداخلت بڑھاتے جاتے ہین کیونکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو شخص حکومت سب سے زیادہ رکھتا ہے وہ اسکی عملدرآمد مین افراط ہی کرتا جاتا ہے اور یہ منجملہ اُن خطرون کے ہے جنکا احتمال پنچایتی گورنمنٹ مین آیندہ کے لیے ہے۔

لیکن یہ امر بھی صحیح ہے اور اسکی صحت کے لوگ رفتہ رفتہ قائل ہوتے جاتے ہین کہ ایک جماعت کثیر جیسے انتظامی کام کے قابل نہین ہے ویسے ہی قانون سازی کے قابل بھی نہین ہے۔ کوئی دماغی کام ایسا مشکل نہین ہے جیسا قانون سازی کا کام ہے جسکو انجام دینے کے لیے نہ صرف تجربہ کار اور مشاق آدمی درکار ہین بلکہ وہ لوگ درکار ہین جنھون نے اس کام کو بڑی مشقت و جانکاہی سے مدتون سیکھا ہو۔ اگر اور کوئی وجہ نہین ہے تو صرف یہی وجہ وجیہ اسکی ہے کہ قوانین کو چند ہی اشخاص کی کمیٹی بنا سکتی ہے۔ دوسری وجہ موجہ اسکی یہ ہے کہ جب قانون بنایا جائے تو خوب صحت کے ساتھ اور مدت تک یہ دیکھ لیا جاے کہ اسکے ہر ایک حکم کا کیا اثر اسکے دیگر احکام پر ہوگا اور جب قانون بنجائے تو قوانین سابقہ سے ایسا موافق ہو کہ اُن دونون کا ایک متناسب الاجزا مجموع بن سکے۔ اِن شرائط کی تکمیل کسی قدر بھی ہونی غیر ممکن ہے درآنحالیکہ ایک مجمع کثیر کا **ووٹ** قانون کے ہر ایک ضمن پر لیا جاے۔ اگر ہمارے ملک کے قوانین صورتاً و ترکیب دونون کے لحاظ سے ایسے اوراق پریشان ہوتے جس سے زیادہ ابتری اور پریشانی ممکن ہی نہین ہے تو قانون بنانے کا وہ نامربوط طریقہ دیکھکر جو بالفعل جاری ہے سب کو تعجب ہوتا۔ لیکن

اب بھی ہر سال عملاً محسوس ہو جاتا ہے کہ ہمارے ملک مین قانون بنانے کی کل
قانون سازی کے مقصد کے بالکل موافق نہین ہے۔ بلوُن کو ضروری مرحلے طے
کرنے مین اتنا عرصہ گذر جاتا ہے کہ روز بروز پارلیمنٹ اُنکو پاس کرنے سے عاجز
ہوتی جاتی ہے بجز اُن بلون کے جو ذرا ذرا سے متفرق امور کی نسبت ہین۔ اگر کوئی ایسا
بل یعنی مسودہ قانون بنایا جاتا ہے جسمین کوئی مضمون تمام وکمال بیان کیا گیا ہے۔
(اور کسی جزر کی نسبت قانون بنانا غیر ممکن ہے تاوقتیکہ کل مضمون وضعان قانون کے
پیش نظر نہو) تو وہ پارلیمنٹ کے ایک اجلاس سے دوسرے تیسرے اجلاس تک یونہین پڑا رہتا ہے
صرف اسوجہ سے کہ اُسکو طے کرنے کی مہلت ہی پارلیمنٹ کو نہین ملتی۔ اگرچہ کسی مسودہ
قانون کو اُس شخص یا اُن اشخاص نے جو نہایت لائق و فائق سمجھے جاتے ہون اور جنکے
پاس سب آلات اور وسائل اُسکے موجود ہون بعد غور کامل تیار کیا ہو یا ایک منتخب کمیٹی نے
جو اُسکے مضمون سے بخوبی آگاہ ہو کئی برس غور و خوض کرکے اُسکو بنایا ہو تو بھی وہ
نہین پاس ہو سکتا صرف اسوجہ سے کہ ہوس آف کامنس اپنے اِس
پیش بہا حق سے دست بردار ہونا نہین گوارا کرتا کہ اُس بل پر اپنے بیہودہ صورت ہاتھون کو
چلا کرے تب وہ پاس ہو۔ چند روز سے یہ دستور جاری ہوا ہے کہ جب کسی بل کا
اصول دوسری پیشی مین بحال رکھا جاتا ہے تو وہ ایک کمیٹی منتخب کے سپرد اسلیے
کیا جاتا ہے کہ اُسکی جزئیات کو نظر تفصیلی سے ملاحظہ کرے تجربہ سے اِس دستور سے یہ فائدہ
معلوم ہوا ہے کہ جب بعد ازآن وہ بل کل ہوس کی کمیٹی مین پیش کیا گیا ہے تو اُسمین بہت کم
وقت ضایع ہوا ہے کیونکہ جن جُہلا کی رایون اور خیالات خام کو ذی علم آدمیون نے
منسوخ کر دیا ہے وہ ہمیشہ اِس بات پر مُصر ہوتے ہین کہ ہمکو دوسرا موقع رائے زنی کا

جہلا کی کمیٹی مین دیا جاسے - فی الحقیقۃ اس دستور کو خاصۃ ہوس آف لارڈس نے اختیار کیا ہے جسکے ممبر بہ نسبت ہوس آف کامنس کے ممبرون کے دخل درمعقولات کمتر دیتے ہین اور نہ اپنی راے کی عظمت پر مرے جاتے ہین - مگر جب کسی بل پر مفصل بحث ہو چکتی ہے اور کمیٹی منتخبہ کے باہر آتا ہے تب اُسکی کیفیت لائق دید ہے کہ جن مضمون پر اور مضمون کا عملدرآمد موقوف ہے اُنکو نکالکر بے ٹھکانے اور بے ربط فقرے کسی ذاتی غرض سے یا کسی وہمی ممبر کو راضی کرنے کے لیے جنسے اُس بل کو ردکدینیکی دھمکی دی ہے داخل کیے گئے ہین اور کسی نادان کی تحریک سے وہ مضامین ایسے داخل کیے گئے ہین جنسے ایسے نتایج پیدا ہون جنکا وہم وگمان بھی اُس ممبر کو نہ تھا دہ بل پیش کیا تھا نہ اُن ممبرون کو تھا جنھون نے اُسکی تائید کی تھی اور جنکی ترمیم کے لیے دوسرا ایکٹ پارلیمنٹ کے دوسرے اجلاس مین پاس کرنا پڑے تا کہ جن نقصانات کا احتمال ہے وہ ہونے پائین - بالفعل جس طریقہ سے اِن امور کا انتظام کیا جاتا ہے اُسمین ایک خرابی یہ ہے کہ جس شخص نے اُس بل اور اُسکے مختلف مضامین کو اپنے ذہن سے اختراع کیا ہے اُسکو اُسکی توجیہ بیان کرنے کا اور اُسپر جو اعتراضات وارد ہوتے ہین اُنکو رد کرنے کا موقع کبھی نہین دیا جاتا بلکہ وہ شخص پارلیمنٹ کا ممبر نہین ہوتا - اُس بل کی تائید کرنا کبھی ایسے وزیر یا ممبر پارلیمنٹ پر موقوف رکھا جاتا ہے جسنے اُسکو نیا یا نہین ہے اور جسنے اِدھر اُدھر سے سُن سُنا کر کچھ دلیلین یاد کر لی ہین اور جو اپنے دعوی کی پوری قوت سے آگاہ نہین ہے نہ عمدہ وجوہ سے اُسکو ثابت کر سکتا ہے اور جن اعتراضات کا احتمال ہے کہ وارد ہو سکتے ہین اُنکو مطلق دفع نہین کر سکتا - جہانتک گورنمنٹ یعنی وزرا متعلق ہین وہانتک تو اِس

خرابی کی اصلاح ممکن ہے اور بعض جمہوری سلطنتون مین اسکی اصلاح ہوچکی ہے اور اُسکی تدبیر یہ ہے کہ گورنمنٹ کو اجازت دیجاے کہ جن اشخاص پر وہ اعتماد رکھتی ہے وہ اُسکی قائم مقامی دونون ہوسون مین کرین اور اُنکو گفتگو کرنے کا حق دیا جاے ووٹ دینے کا حق نہ دیا جاے۔

اگر وہ فریق کثیر ممبران ہوس آف کامنس کا جو کبھی کسی ترمیم کی تحریک کرنا یا اسپیچ بیان کرنا نہین چاہتا ہے یہ سارا کام اُن ممبرون پر نہ موقوف رکھے جو یہ دونون باتین کرنا چاہتے ہین اور اگر وہ فریق کثیر یہ سمجھے کہ فصاحت بیان یا خوش تقریری یا اپنے تئین ممبر پارلیمنٹ منتخب کرا لینے سے بہتر لیاقتین قانون بنانے کی لوگون مین موجود ہین اور تلاش کرنے سے ایسے لوگ مل سکتے ہین تو یہ امر جلد تسلیم کر لیا جائیگا کہ وضع قوانین اور انتظام امور سلطنت ان دونون کامون کو وکلار قوم کی کمیٹی خود کرنے کی لیاقت نہین رکھتی ہے بلکہ ان کامون کو کرانے کی لیاقت رکھتی ہے یعنی یہ طے کر سکتی ہے کہ یہ کام کس قسم کے لوگون کے سپرد کیا جاے اور جب وہ کام ہو جاے تو قوم کی طرف سے اُسکو منظور یا نامنظور کر سکتی ہے۔ کوئی گورنمنٹ جو اعلیٰ درجہ کی تہذیب شائستگی کے لائق ہو منجملہ اپنے ارکان ضروریہ کے ایک رکن چھوٹی سی کمیٹی کو قرار دیگی جسکے ممبرون کی تعداد کیبنیٹ کے وزرار کی تعداد سے زیادہ نہو اور جسکا کام صرف قوانین بنانا ہو۔ یہ کمیٹی بطور ایک کمیشن واضع قوانین کے کام کرے اور جب اس ملک کے قوانین پر نظر ثانی کر کے ایک مسلسل مجموعہ اُنکا بنا لیا جاے تب کمیشن مذکور دواما اس غرض سے قائم رکھی جاے کہ اس کام کی نگرانی کیا کرے اور اسکو تنزل سے بچاے اور حسب ضرورت

اصطلاحات عمل مین لاتی رہے۔ کوئی شخص یہ نہ چاہیگا کہ خود اس کمیٹی کو قوانین
بنانے کا اختیار دیا جاوے بلکہ وہ صرف اپنی عقل سے اُنکو مرتب کرے اور پارلیمنٹ
اُنکو اپنی مرضی کے موافق بناے۔ کوئی مسودہ قانون قوت قانونی نہ حاصل کرے
تا وقتیکہ پارلیمنٹ اُسکو خاص طور سے نہ منظور کرے اور پارلیمنٹ کے ہرایک ہوس کو
صرف کسی بل کے نامنظور کرنے ہی کا اختیار نہ حاصل رہے بلکہ دوبارہ غور یا اصلاح
کی غرض سے اُسکو کمیشن مذکور پاس واپس بھیجنے کا بھی اختیار حاصل رہے۔ ہرایک
ہوس کو یہ بھی اختیار رہے کہ کسی مضمون کو کمیشن موصوف پاس بھیجکر اُسے ہدایت
کرے کہ اِس مضمون پر قانون بناؤ۔ جو قانون قوم کو بنوانا منظور ہو کمیشن کو اُسکے
بنانے سے انکار کرنے کا اختیار نہ دیا جاوے اور جو ہدایات باتفاق راے ہردو
ہوس کے واسطے تیار کرنے کسی مسودہ قانون کے جس سے کوئی خاص مقصد
نکالنا منظور ہو صادر ہون اُنکی تعمیل کمشنرون کو واجب ہوگی ورنہ اُنکو اپنے عہدہ سے
استعفا دینا پڑیگا۔ لکن جب کوئی قانون ایک دفعہ بنا لیا جاوے تو پارلیمنٹ کو اُسمین
تغیر و تبدل کرنے کا اختیار نہو بلکہ صرف اُسکو منظور یا نامنظور کرنے کا اختیار ہو یا
اگر اُس قانون کے صرف ایک جزو کو پارلیمنٹ منظور کرے تو وہ دوبارہ غور
کرنے کے لیے کمیشن پاس واپس بھیجا جاوے کمشنرون کو ملکہ معظمہ مقرر کرین مگر ایک
میعاد خاص مثلاً پانچ برس تک اپنے عہدہ پر رہین الا اُس صورت مین کہ پارلیمنٹ کے
دونون ہوسون کی طرف سے ایک اڈریس کمشنرون کی بدچلنی کی شکایت مین
یا اِس شکایت مین کہ اُنھون نے بہ تعمیل احکام پارلیمنٹ کسی قانون کا مسودہ تیار
کرنے سے انکار کیا ہے پیش کیا جاوے۔ پانچ برس گذرنے پر کوئی ممبر کمیشن

اپنے عہدہ پر نہ باقی رہے الا یہ کہ وہ دوبارہ مقرر کیا جاوے اسمین یہ مصلحت ہے کہ جو ممبران کمیشن لیپنے کارمنصبی کے قابل نہین پائے جائین وہ نکل جائین اور اُنکے بدلے نئے نوجوان ممبر اسمین شامل کیے جائین۔

اسی کے مانند ایک ایک انتظام کی ضرورت اگلے زمانہ مین شہر ایتھنس کی سلطنت جمہوری مین بھی معلوم ہوئی تھی ور اُسکے کمال عروج کے زمانہ مین ایک عوام کی کمیٹی ہر ایک امر متعلقہ حکمت عملی کی نسبت قوانین پاس کر سکتی تھی مگر اُن قوانین کو بنانا یا انمین تغیر و تبدل کرنا ایک اور کمیٹی سے متعلق تھا جسمین تھوڑے ہی سے ممبر تھے اور ہر سال نئے ممبر اُسکے لیے منتخب ہوتے تھے اور اس کمیٹی کا کام یہ بھی تھا کہ کُل قوانین پر نظر ثانی کر کے اُنکو باہم موافق کر دیتی تھی۔ انگلستان کی حکومت مین کوئی ایسا انتظام جاری کرنا جو صورت اور معنی دونون کے لحاظ سے نیا ہو بہت دشوار ہے البتہ اسمین چندان مضائقہ نہین ہے کہ نئے نئے مقاصد اس تدبیر سے حاصل کیے جائین کہ موجودہ طریقے اور دستورات ان مقاصد کے موافق کر لیے جائین۔ میرے نزدیک ایسی تدبیر ہو سکتی ہے جس سے اصلاح عظیم ہوس آف لارڈس کے ذریعہ سے ہمارے ملک کی آئین سیاست مین ہو جاوے۔ اگر ایک کمیشن قوانین کے مسودے بنانے کے لیے مقرر کی جاوے تو یہ کوئی نئی بات نہوگی کیونکہ خیرات خانہ کی کمیٹی اور اوراسی قسم کی کمیٹیان آخر موجود ہی ہین۔ اور جو کام اس کمیشن کے سپرد ہوگا اگر اُسکی عظمت اور بزرگی کے لحاظ سے یہ قاعدہ مقرر کر دیا جاوے کہ جو شخص کمیشن واضع قوانین کا ممبر مقرر کیا جاوے اُسکو چاہیے کہ اپنے حین حیات تک امیر ذو الخطاب ہو بشرطیکہ

پارلیمنٹ کی شکایتی ایڈریس کی وجہ سے وہ اپنے عہدے سے برخاست نہ کیا گیا ہو تو غالب ہے کہ جیسا مقتضی عقل سلیم اور مقتضی تہذیب امر اسے موروثی ذو الخطاب کے جوڈیشل مقامات کا فیصلہ ہوس آف لارڈس کے ممبران قانونی سے متعلق کر دیا گیا ہے اسی طرح وضع قوانین کا کام بھی انھین مقننین کے سپرد کیا جاوے جنکا پیشہ قانون سازی ہے۔ البتہ وہ امور اس سے مستثنے ہین جنمین مصالح اور اغراض سلطنت شامل ہون۔ اور جن قوانین کی ابتدا ہوس آف لارڈس سے ہو اُنکے مسودے بھی پیشہ ور مقننین تیار کرین اور گورنمنٹ یعنی وزرا بھی اپنے سب قوانین کے مسودے انھین سے بنوایا کرین اور ہوس آف کامنس کے ممبرون کو بھی آسانی اسی مین ہوگی اور اُنکے قوانین بآسانی دونون ہوسون سے پاس ہو جائینگے اگر وہ قانون کے مسودہ کو ہوس مین براہ راست پیش نہ کرین بلکہ اُسکو پیش کرنے کی اجازت طلب کر کے کمیشن واضع قوانین کے سپرد اُسکو کرادین کیونکہ جب کوئی ممبر قانون کا ایسا مسودہ بنانے کے قابل اپنے تئین سمجھے جو پاس ہونے کے لائق ہو تو اُسوقت ہوس کو اختیار ہے کہ اُس مسودہ کو تمام یا اور کسی خاص تجویز کو کمیشن واضع قوانین کے پاس غور کرنے کے لیے بھیجدے۔ اور اسمین شک نہین ہے کہ ایسے ہر ایک مسودہ کو ہوس کمیشن موصوف کے پاس بھیجدیگا گو اسی نظر سے سہی کہ اُس مسودہ مین ایسے مضامین ہون جو کمیشن کے لیے مفید ہون اور جب کوئی مسودہ قانون کمشنرون کے پاس سے ہوس مین آجائیگا اور ہوس کا کوئی ممبر کوئی ترمیم یا اعتراض اُسپر پیش کریگا تو اُسکو بھی ہوس کمیشن کے

ملاحظہ کے لیے بعید ہوگا۔ اور یہ دستور کہ کل ہوس کی کمیٹی بلون مین تغیر و تبدل
کیا کرتی ہے خودبخود ترک ہو جائیگا اُسکو باقاعدہ طور سے موقوف نہ کرنا پڑیگا
مگر یہ حق چھوڑ نہ دیا جائیگا بلکہ جسطرح بادشاہ کی نامنظوری کا حق اور روپیہ
نہ دینے کا حق اور مثل اسکے اور قدیم حربے محاربۂ سیاست کے بیکار پڑے
ہوئے ہین جنکو نہ کوئی استعمال مین لانا چاہتا ہے نہ اپنے سے جدا کرنا چاہتا ہے
باین خیال کہ مبادا کوئی ایسا کٹھن وقت آپڑے کہ ان حربون کی ضرورت ہو
اُسی طرح سے قوانین کے مسودہ مین تغیر و تبدل کرنے کا حق بھی معطل پڑا رہیگا
ایسے انتظام سے جیسا بیان کیا گیا وضع قوانین وضع الشئ فی محلہ کے کلیہ مین
آجائیگا یعنی یہ کام وہ لوگ کرینگے جو اسمین سلیقہ اور شعور رکھتے ہین اور جنھون نے
اُسکو خاص طور سے سیکھا ہے اور اسمین تجربہ حاصل کیا ہے اور ساتھی اسکے سب سے
بڑی آزادی قوم کی یہ ہے کہ اُنھین قوانین کی تابع رہے جنکو اُسکے منتخب کردہ
وکلا یا قائم مقامون نے منظور کرلیا ہے یہ آزادی بھی بعینہ باقی رہیگی بلکہ اور زیادہ
بیش بہا اور مفید ہو جائیگی کیونکہ وہ عیوب جو جاہلانہ اور عامیانہ قوانین کے پیرایہ
مین اس آزادی مین موجود ہین اور جنکا استیصال ممکن ہے بالکل دفع ہوجائینگے
الغرض وکلاء قوم کی کمیٹی کا کام حکومت کرنا نہین ہے کیونکہ اس کام کا
مادہ ہی اسمین نہین ہے بلکہ اُسکا کام حکومت کی نگرانی کرنا اور اُسمین تصرف کرنا ہے
اور اسکے افعال کو مشتہر کرنا اور جب کوئی شخص اُنپر اعتراض کرے یا اُنکو مشکوک سمجھے تو
اُنکے وجوہ و دلائل مفصل بیان کرنا۔ اور اگر وہ افعال لائق زجر و توبیخ ثابت ہون
تو زجر و توبیخ کرنا۔ اور اگر وہ لوگ جنسے گورنمنٹ مرکب ہے یعنی وزرا اپنی امانت مین

خیانت کرین یا اپنے فرائض منصبی کو ایسے طریقہ سے انجام دین جو قوم کی راے
رد ین کے خلاف ہو تو انکو معزول کر دینا اور انکی جگہ پر اور وزرا کو صریحاً یا ضمناً مقرر
کرنا یہ سب کام وکلاء قوم کی کمیٹی کے ہین - اتنا اعتبار اور اتنی ضمانت قوم کی آزادی کے
لیے کیا کم ہے - علاوہ اسکے پارلیمنٹ ایک اور منصب بھی رکھتی ہے جو اس سے کم
نہین ہے یعنی وہ قوم کی شکایتون کی ظاہر کرنے والی کمیٹی ہے اور قوم کی رایون کو
شائع کرنے والی کانگرس بھی ہے اور وہ اکھاڑہ ہے جسمین صرف قوم کی عام راے
ہی نہین بلکہ قوم کے ہر فرقہ کی راے اور حتی الامکان قوم کے ہر نامی آدمی کی راے
روز روشن مین آکر مبارز طلبی اور زور آزمائی کرتی ہے - اور ہر فرد قوم کو یہ یقین
ہوسکتا ہے کہ کوئی نہ کوئی ممبر تو پارلیمنٹ مین ایسا ہے جو میرے خیالات کو
میری ہی طرح بلکہ مجھسے بہتر بیان کرسکتا ہے اور صرف میرے دوستون اور
طرفدارون ہی سے نہین بلکہ میرے دشمنون کے سامنے بیان کرتا ہے تاکہ مخالفانہ
بحث اسپر ہوجاے اور جن لوگون کی راے نامنظور ہوتی ہے انکو اطمینان ہوتا ہے
کہ خیر ہماری راے سن تو لی گئی اور اگر منسوخ ہوئی تو زبردستی نہین بلکہ اُن
دلائل سے منسوخ ہوئی جو ہمارے دلائل سے بہتر تھین اور جسکو قوم کے قائم مقامون کے
فریق کثیر نے عمدہ سمجھکر قبول کر لیا تھا - اور ہر ایک فریق یا ہر ایک راے جو ملک مین ہے
اپنی قوت کو جمع کر سکتی ہے اور اپنے شرکا اور طرفدارون کی تعداد یا قوت کے
باب مین جو خیال خام اُسکو ہے وہ دفع ہوسکتا ہے - اور وہ راے جو قوم مین غالب ہے
اپنا غلبہ ظاہر کر دیتی ہے اور اپنے مؤیدون کی فوج گورنمنٹ یعنی وزرا کے
مقابل مین صف آرا کرسکتی ہے اور صرف اتنا ہی جبروت دیکھکر وزرا ا

دب جاتے ہین بغیر اُسکے کہ وہ قوت معرض فعل مین لائی جاوے۔ اور اہل سلطنت
خوب یقین کرسکتے ہین کہ کس فریق کی راے اور قوت ترقی پر ہے اور کسکی راے
اور قوت تنزل پر ہے۔ اور جو انتظامات قرار دیتے ہین موجودہ ضرورتون کا
لحاظ کرکے اور زمانہ کا رنگ اور نشیب و فراز دیکھکر قرار دیتے ہین۔ وکلاء قوم
کمیٹیون کو اکثر لوگ یہ طعنہ دیا کرتے ہین کہ سواے بک بک زق زق کے اُنمین اور کیا
ہوتا ہے۔ یہ طعنہ زنی محض بیجا ہے۔ مین نہین جانتا کہ وکلاے قوم کی کمیٹی اِس سے
بہتر اور مفید تر کیا شغل اختیار کرسکتی ہے کہ اپنے معاملات سلطنت کی گفتگو کرتی ہے
اور اُس گفتگو کا ہر فقرہ یا تو کسی بڑے گروہ کی راے کا مظہر ہوتا ہے یا کسی ایسے
شخص واحد کی راے کا مظہر ہوتا ہے جسپر وہ گروہ اعتماد کلی رکھتا ہے۔ ایسا مقام
جہان ملک کی ہر ایک غرض اور ہر ایک راے گورنمنٹ کے روبرو اور سب
اغراض اور رایون کے مقابلہ مین بڑے جوش و خروش سے ظاہر ہوسکتی ہے
اور جہان سب لوگ اُسکے سننے پر مجبور ہوسکتے ہین اور یا تو اُسکو قبول
کرلینا پڑتا ہے یا اُسکو قبول نہ کرنے کی وجہ صاف صاف بیان کرنی پڑتی ہے
ایسے مقام سے اگر اور کوئی فائدہ نہوتا تو بھی فی نفسہ یہ ایک نہایت اہم و اعظم دار السیاست کے
اور آزاد سلطنت کے فوائد عظیمہ مین سے ہے۔ اگر اِس بک بک زق زق سے
پارلیمنٹ کی کارروائی مین کچھ حرج نہ واقع ہوتا تو لوگ یہ طعنہ کبھی نہ دیتے کہ پارلیمنٹ
صرف ایک بک بک کمیٹی ہے کاش ایسی کمیٹیان یہ امر جانتین اور اسکو قبول کرلیتین کہ ہمارا
خاص کام گفتگو اور بحث کرنا ہے اور اُس بحث سے جو نتیجہ نکلے اُسکے موافق عمل کرنا
ایسی کمیٹی کا کام نہین ہے جسمین صدہا آدمی قسم قسم اور طرح طرح کے شریک ہون بلکہ اُن

اشخاص کا کام ہے جنھون نے اُسکو خاص طور سے سیکھا ہے اور ایسی کمیٹی کا منصب اس امر کی نگرانی کرنا ہے کہ یہ اشخاص ایمانداری اور سلیقہ سے منتخب کیے جاتے ہین اور اس سے زیادہ دست اندازی کرنا اسکو مناسب نہین ہے بجز اسکے کہ بے انتہا صلاح و مشورہ دے سکتی ہے اور بے حد نکتہ چینی کرسکتی ہے اور آخری درجہ مین قومی منظوری کی مہر کرنا نہ کرنا بھی اُسی کا کام ہے۔ اس عاقلانہ قید کے نہونے کیوجہ سے عوام کی کمیٹیان وہ کام کرنے کی کوشش کرتی ہین جو اُنسے اچھی طرح نہین ہوسکتا یعنی حکومت کرنے اور قانون بنانے کی کوشش کرتی ہین اور سوائے اپنے نفس کے اور کوئی ذریعہ اس کام کا نہین مہیا کرتین حالانکہ جتنا وقت گفتگو مین صرف ہوتا ہے اُتنا ہی واقعی کاروبار مین حرج ہوتا ہے۔ مگر جس وجہ سے ایسی کمیٹیان قانون بنانے کے قابل نہین ہین بعینہ اُسی وجہ سے یہ ایک اور کام کے لائق ہین۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایسی کمیٹیون مین وہ چیدہ اور برگزیدہ ارباب سیاست نہین ہوتے جنکا عدیل و نظیر سارے ملک مین نہین ہے اور جنکی رایون سے قوم کی رایون کی کیفیت بہت ہی کم معلوم ہوسکتی ہے بلکہ ایسی کمیٹیون مین صرف وہ لوگ ہوتے ہین جو ہر درجہ کی لیاقت علمی کا جو قوم مین موجود ہے اور جو امور سلطنت مین رائے دینے کی مستحق ہے ایک معقول نمونہ تصور ہوسکتی ہین انکا یہ کام ہے کہ قوم کی حاجتون کو ظاہر کرین اور قوم کی خواہشون کے اظہار کا ذریعہ بنین اور چھوٹی یا بڑی جیسی امور سلطنت پر رائین پیش ہون اُنپر مخالفانہ بحث کرین اور ساتھی اسکے جو حکام اعلیٰ کاروبار حکومت کو فی الحقیقت خود انجام دیتے ہین یا اُن حکام کو مقرر کرتے ہین جو امور سلطنت کا انتظام کرتے ہین اُنکی کارروائیون کو اسطرح مقید رکھین کہ اُنپر نکتہ چینی کیا کرین اور آخر الامر

اُنکی تائید کرنا موقوف کرین - حیث کلا رقوم کی کمیٹیون کا کام ان مقبول حدود کے اندر محدود رکھا جائیگا تب ہی اُنکی نگرانی اور تصرف سے فوائد حاصل ہونگے اور ساتھی اِسکے وضع قوانین اور انتظام امور سلطنت یہ دونون کام جو مجملہ اہم لوازم حکومت کے ہین اور جون جون انسان کے معاملات وسیع اور پیچیدہ ہوتے جاتے ہین یہ دونون کام زیادہ مشکل ہوتے جاتے ہین سلیقہ اور شعور سے انجام پا سکینگے اِن فوائد کو معاً حاصل کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہین ہے بجز اِسکے کہ نگرانی اور نکتہ چینی کرنے کا عہدہ واقعی انتظام امور سلطنت کے منصب سے علحدہ کر لیا جاے اور نگرانی و نکتہ چینی کا منصب قوم کے وکلا اور قائم مقامون کو دیا جاے اور انتظامی امور چند مشاق اور تجربہ کار آدمیون کے سپرد کیے جائین جنھون نے ایسے امور کو خاص طور سے سیکھا ہو اور انہین تجربہ حاصل کیا ہو اور جو سخت ذمہ دار اور جواب دہ قوم کے ہون -

سابق مین بحث اُن کامون پر کی گئی جو قوم کے قائم مقامون کی کمیٹی سے باین حیثیت کہ وہ اختیارات شاہی رکھتی ہے متعلق ہونی چاہیین اِسکے بعد تحقیق کرنا ضرور ہے کہ اِس قسم کی چھوٹی چھوٹی کمیٹیون سے جو صرف خاص خاص مقامات کے انتظام کے لیے مقرر ہونی چاہیین کیا کیا خاص کام متعلق کیے جائین - اگرچہ یہ تحقیق اِس رسالہ کا جزو اعظم ہے لیکن اکثر وجوہ سے اِسکو اُسوقت تک ملتوی رکھنا چاہیے جبتک کہ وکلا رقوم کے اُس عظیم الشان کمیٹی کی ترکیب خاص کی تحقیق کیجاے جسکا یہ کام ہے کہ بحیثیت اپنے منصب شاہی کے وضع قوانین اور قوم کے عام معاملات کے انتظام کی نگرانی کیا کرے فقط

چھٹا باب

اس بیان مین کہ پنچایتی گورنمنٹ مین کن عیوب اور خطرون کا احتمال ہے

ہر قسم کی سلطنت مین دو قسم کے عیوب ہوتے ہین عیوب مثبتہ اور عیوب منفیہ منجملہ اُسکے عیوب منفیہ کے ایک عیب یہ ہے کہ اُسنے حکام کو اُتنا اختیار نہ دیا ہو جو سلطنت کے کارہاے ضروری کو انجام دینے کے لیے کافی ہو یا افراد قوم کی عملی لیاقتون و تمدنی خیالات کی توسیع و تکمیل بذریعہ عمل کے کافی طور سے نکی ہو۔ اس مقام پر ان دونون باتون کی توضیح و تشریح کرنا کچھ ضرور نہین ہے۔

جب گورنمنٹ اُتنی قوت نہ رکھتی ہو جو قوم محکوم مین امن و عافیت قائم رکھنے کے لیے ضرور ہے تو اسکا باعث یہ ہے کہ قوم محکوم کی تمدنی حالت عمومًا جاہلانہ اور وحشیانہ ہے نہ یہ کہ کسی قسم خاص کے پولٹیکل اتفاق کا یہ قصور ہو۔ جو قوم وحشیانہ خودسری کی اِسقدر عادی ہو کہ جسقدر حکومت کا محکوم ہونا خود اُسکے حق مین بہتر ہے اُسکی متحمل نہو سکے اُس قوم کی تمدنی حالت پنچایتی گورنمنٹ کی مقتضی نہین ہے اور جب اس قسم کی گورنمنٹ کا وقت آجائیگا تو ایسی قوت یا اختیار جو تمام مقاصد ضروری کے لیے کافی ہو یقینًا وکلاے قوم کی اُس کمیٹی کو حاصل رہیگا جو بادشاہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اگر وزرا کو یہ اختیار بمقدار کافی نہین حاصل ہوگا تو اِسکا سبب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ وکلاے قوم کی کمیٹی وزرا سے رشک و حسد رکھتی ہے اور یہ رشک و حسد ممکن نہین ہے الّا اُسوقت جبکہ کمیٹی موصوف کو جو اختیار وزرا کو نکال دینے کا از روے قانون سلطنت حاصل ہے وہ ابتک مضبوط اور مستحکم نہین ہوا ہے۔

جہان کہین وزرا کو معزول کردینے کا وہ قانونی حق جو وکلاء قوم کی کمیٹی کو حاصل ہے اصولاً تسلیم کرلیا گیا ہے اور عملاً پورے طور سے برتا جاتا ہے وہان اس بات کا اندیشہ نہین ہے کہ کمیٹی موصوف وزرا کو اختیارات مناسب عطا کریگی بلکہ اس امر کا خوف ہے کہ اُنکو بے تحاشا اور نامحدود اختیارات دے دیگی کیونکہ وزراء کا اختیار بعینہ اُس کمیٹی کا اختیار ہے جسنے اُنکو وزیر بنایا اور باقی رکھا ہے لیکن نگرانی کنندہ کمیٹی سے بڑا اندیشہ اِس بات کا ہے کہ پہلے تو وزراء کو بہت سے اختیارات دے دے مگر بعد اسکے اُنکی عملدرآمد مین دست اندازی کرے اور اختیارات کمشت یا پھر ایک ایک کرکے اُنکو واپس کرلے اور ذرا ذرا سے انتظامی کامون مین متواتر دست اندازی کرے۔

سابق مین مفصل بیان کیا گیا کہ جب وکلاے قوم کی کمیٹی کارحکومت خود اختیار کرلیتی ہے بعوض اسکے کہ جو لوگ فی الحقیقت حکمرانی کرتے ہین (یعنی وزراء) اُنپر جرح و قدح اور نگرانی کرے تو اس سے کیا کیا خرابیان پیدا ہوتی ہین۔ اِس نامناسب دست اندازی کے انسداد کی کوئی تدبیر نہین ہوسکتی ہے بجز اسکے کہ سب کو عموماً اسکے مضر ہونے کا یقین کلی ہو جاے۔

ایک اور عیب منتخبی گورنمنٹ مین یہ ہو سکتا ہے کہ قوم محکوم کے اخلاقی اور عقلی اور عملی قوتون سے کافی مشق نہ کرائی۔ اس مطلب کی توضیح اُس مقام پر ہوچکی ہے جہان مطلق العنان سلطنت کے اضرار اور نقصانات بیان کیے گئے ہین سلطنت جمہوری کی جو دو قسمین فرض کیجائین اُنمین سے ترجیح اُس قسم کی سلطنت کو ہے جو حکومت کے کامون مین بہت سے لوگون کو شریک کرلیتی ہے اور ایک طرف تو امور مملکت پر راے زنی کے حق سے بہت ہی کم لوگون کو محروم

رکھتی ہے اور دوسری طرف قوم محکوم کے سب فرقون کو وہانتک جہانتک
اور اہم مقاصد کی منافی نہو عدالتانہ اور انتظامی کام مین نہایت کثرت کے ساتھ شریک
کرتی ہے یعنی مثلاً اُنکو جوری مین اور میونسپل کام مین شامل کرتی ہے اور
سب سے بہتر یہ ہے کہ جسقدر اعلان اور اشاعت اور آزادی سے مباحثہ ہونا
ممکن ہے اُنکو جائز رکھتی ہے جس سے نہ صرف چند اشخاص بلکہ سب خاص وعام
ایک حد تک حکومت مین شریک ودخیل ہوتے ہین اور جو اسمین دماغی محنت کرنی
پڑتی ہے اور نصیحت حاصل ہوتی ہے اُس سے مستفید ہوستے ہین ان فوائد کی زیادہ تر
توضیح کرنا اور جن قیود کے ساتھ وہ حاصل ہوسکتے ہین اُنکو بیان کرنا بہتر ہے کہ
اُسوقت تک ملتوی رکھا جاے جبتک کہ انتظام کے جزئیات کا ذکر کیا جاے۔

پنچایتی گورنمنٹ بلکہ ہر قسم کی سلطنت کے عیوب مثبتہ دو قسم کے ہوسکتے ہین
اوّل نگرانی کنندہ گروہ یا کمیٹی کا عموماً جاہل اور نالائق ہونا یا اگر یہی مضمون
زیادہ اعتدال کے ساتھ بیان کیا جاے تو یہ کہا جاے کہ اُس کمیٹی کی عقلی
لیاقتون کا غیر کافی ہونا۔ دوسرؔم یہ خوف کہ کمیٹی موصوف اُن اغراض کی
تابع ہوجو قوم کے عام رفاہ وبہبود سے متحد نہون۔

پہلا عیب یعنی اعلیٰ درجہ کی عقلی لیاقتون کی کمی اسکی نسبت عموماً یہ گمان
کیا گیا ہے کہ اور قسم کی سلطنت کی بہ نسبت سلطنت جمہوری مین یہ عیب زیادہ
ہوتا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ سلطنت شخصی مین بادشاہ کی جودت اور سلطنت
امرا مین امراء کے استقلال اور دور اندیشی کا مقابلہ اگر محدود سلطنت جمہوری کی تلوّن مزاجی
اور ناعاقبت اندیشی سے کیا جاے تو اول کو ثانی پر ترجیح ثابت ہوتی ہے۔ گر یہ قول

جیسے بادی النظر مین معلوم ہوتے ہین ویسے نفس الامر مین صحیح نہین ہین۔
سلطنت شخصی محض کے مقابل مین اس اعتبار سے بھی پنچایتی گورمنٹ
یا سلطنت نوعی مرجح نہین ہے۔ موروثی سلطنت شخصی جب حقیقت مین شخصی ہو
اور سلطنت امرائے پیرایہ مین نہو تو جتنی قسم کی نالائقی سلطنت جمہوری کی طرف منسوب
کی گئی ہے اُس سے بمراتب زیادہ ایسی سلطنت شخصی مین پائی گئی ہے۔ البتہ زمانہ جاہلیت
اس کلیہ سے مستثنٰی ہے۔ زمانۂ جاہلیت اسوجہ سے مستثنٰی کیا گیا ہے کہ جس قوم کی
تمدنی حالت بالکل جاہلانہ اور وحشیانہ ہو اسمین بادشاہ کی عقلی اور عملی لیاقتون کا
بہت بڑا ضامن موجود ہوتا ہے۔ کیونکہ اُسکی مرضی مین اور اُسکی رعایا کی مرضی مین
یا اُن لوگون کی مرضی مین جو منجملۂ رعایا کے ذی اقتدار ہین ہمیشہ مقابلہ اور مجادلہ
ہوا کرتا ہے اور سوسایٹی کے حالات اسکے مقتضی نہین ہوتے کہ بادشاہ ہمیشہ
عیاشی اور اوباشی مین مصروف رہے۔ پس وہ اکثر دماغی اور بدنی مشقت مین
مصروف رہتا ہے علی الخصوص امور سیاست اور فوجی امور پر متوجہ رہتا ہے
اور سرکش سردارون اور بدمعاشون پر اُسکا کچھ قابو نہین چلتا بلکہ اُسکی سلطنت
ہمیشہ معرض خوف مین رہتی ہے الا اُسوقت کہ اُسمین فطری جرأت اور جودت
اور چستی و چالاکی بہت زیادہ ہو۔ مثلاً بادشاہان انگلستان مین سے جن بادشاہون کا
نام ہنری اور ایڈورڈ ہے اُنکی لیاقت بہت زیادہ تھی اور یہی وجہ شاہ ایڈورڈ
دوم اور شاہ رچرڈ دوم کے حال عبرت مآل کو دیکھکر اور شاہ جان اور اُسکے نالائق
جانشین کے عہد مین جو اندرونی لڑائیان اور جھگڑے ہو لئے اُنکو ملاحظہ کرنے سے معلوم
ہوجائیگی۔ جس زمانہ مین دین مہذب یعنی مہذب پروٹسٹنٹ پیدا ہوا اُس شور و شغف

زمانہ مین بھی چند نامی دگرامی موروثی بادشاہ ہوئے جیسے ملکہ الضابات انگلستان مین اور ہنری کواٹری اور گسٹیوس اڈلفس دیگر ممالک یورپ مین مگر ان بادشاہون نے عالم ادبار مین تربیت پائی تھی اور بقول شخصے کہ کچھ کھو کے سیکھا تھا اور چونکہ اُنسے قریب تر کوئی وارث بادشاہ متوفی کا نہ تھا لہذا اُنکو بادشاہت مل گئی تھی اور اپنے عہد کی ابتدا مین اُنکو بڑی بڑی مصیبتین جھیلنی پڑین - مگر جیسے یورپ مین لڑائی جھگڑے موقوف ہوگئے ہین ایسا موروثی بادشاہ جو اوسط درجہ سے زیادہ لیاقت رکھتا ہو عنقا ہوگیا ہے بلکہ ایسے بادشاہ عموماً اوسط درجہ سے بھی کم لیاقت اور ہمت رکھتے ہین فی زمانا اگر مطلق العنان سلطنت شخصی باقی رہی ہے تو صرف ارکان دولت اور منتظمان ملک کی عقلی لیاقتون کی بدولت قائم رہی ہے۔ مثلاً آسٹریا اور رُوس بلکہ فرانسیس کی سلطنتین بھی اپنی معمولی حالت کے لحاظ سے کاربردازان سلطنت کی لیاقت کی بدولت قائم ہین اور سلطنت کا افسر اعلیٰ جو ہوتا ہے وہ صرف اتنا کرتا ہے کہ بڑے بڑے عہدہ دارون کو منتخب کرلیتا ہے - اس سے میری یہ مراد ہے کہ عموماً انتظام امور سلطنت انھین کی راے سے ہوتا ہے اور خاص خاص باتون مین تو انکو بیشک بادشاہ کی مرضی کی متابعت کرنی پڑتی ہے -

جو سلطنتین تواریخ مین اسلیے یادگار ہین کہ اُنمین امور مملکت کا انتظام ہمیشہ لیاقت اور جودت کے ساتھ ہوا ہے وہ عموماً امرا کی سلطنتین ہین - لکن ایسی سلطنتون مین ہمیشہ کاربردازون کی حکومت رہی ہے - اور جن کمیٹیون سے حکمرانی متعلق رہی ہے اُنکی حیاتت کی یہ کیفیت ہے کہ اُنکا ہر ایک معزز ممبر سلطنت کے کام کو اپنے پیشہ کا کام

بنا سکتا ہے بلکہ فی الحقیقت اسکو اپنے پیشہ ہی کا کام بنا لیتا ہے۔ صرف رومتہ الکبریٰ
یعنی روم قدیم اور وینیس کی سلطنتین ایسے امرا کی سلطنتین تھین جنھون نے اعلی درجہ
کی حکمرانی کی لیاقتین ظاہر کین اور جو پشتہا پشت سے معین اور مستقل قواعد حکمت عملی پر
عمل کرتی رہین۔ لیکن اگرچہ وینیس مین امرا کا فرقہ کثیر تھا تاہم واقعی انتظام
امور سلطنت ایک نہایت گروہ قلیل سے قطعاً متعلق کر دیا گیا تھا جنکی عمرین
معاملات سلطنت پر غور وخوض کرنے اور اُنکا انتظام کرنے مین بسر ہوگئی تھین
روم قدیم کی سلطنت مین اُس قسم کی آزاد سلطنت امرا کی کیفیت پائی جاتی تھی
جیسی ہمارے ملک (انگلستان) کی سلطنت ہے۔ لیکن جو کمیٹی فی الحقیقت حکمرانی
و فرمانروائی کرتی تھی اور جسکا نام سینیٹ تھا اُسمین عموماً وہی اشخاص
ہوتے تھے جنھون نے حکومت کے کامون کو انجام دیا تھا اور جو عہدہ ہائے جلیلہ پر
فائز ہو چکے تھے یا فائز ہونے کی امید رکھتے تھے اور جنکو یہ خوف رہتا تھا
کہ اگر ہم نالائق یا ناکام ثابت ہونگے تو بہت شدید مواخذہ مین مبتلا ہوجائینگے
جب وہ ایک مرتبہ سینیٹ کے ممبر ہو جاتے تھے تو اُنکی عمرین انتظام امور سلطنت کی
نذر ہو جاتی تھین اور اُنکو اطالیہ سے باہر قدم نکالنے کی اجازت
نہ تھی الا بہ تعمیل کسی اہم کار سلطنت کے اور اُنکے اختیارات اور ذمہ داریان
آخر عمر تک بدستور باقی رہتی تھین الا اُس صورت مین کہ بداعمالی
یا بدچلنی کی علت مین محتسب اُنکو سینیٹ سے نکالدیتے تھے۔ پس ایسی
سلطنت امرا مین جسکی یہ ترکیب واقع ہوئی تھی منجملہ ارکان دولت اور اعیان
مملکت کے ہر شخص اپنی ذاتی عزت و وقار کو اُس سلطنت کی عظمت و شوکت پر جسکا وہ منتظم تھا

اور اُس کارروائی پر جو بطور مشیر اور صلاح کار سلطنت وہ کرسکتا تھا بالکل موقوف سمجھتا تھا لیکن سلطنت کی عظمت و وقار اور چیز تھی اور رعایا کی سرسبزی اور خوشحالی سلطنت کی بیرونی کامیابی اور عظمت سے تعلق تام رکھتی تھی لہذا خاصتہً اسی مقصد کے حصول کی غرض سے وینس کی سلطنت امرا نے وہ عاقلانہ اور جامع و مانع حکمت عملی اختیار کی اور وہ اعلی لیاقتین حکمرانی کی ظاہر کین جنکی وجہ سے وہ اُس تعریف کے مستحق ہوئے جو تواریخ مین لکھی ہے۔

پس تقریر مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ پنچایتی گورنمنٹ کے سوا جس قسم کی سلطنت مین (عام اس بات سے کہ وہ سلطنت شخصی تھی یا سلطنت امرا) اعلی درجہ کا پولٹیکل یعنی ملکی ہنر اور لیاقت ظاہر ہوئی ہے وہ فی الحقیقت نظام وعمال کی حکومت ہے جسمین حکمرانی اور فرمانروائی اُن گورنرون سے متعلق رہی ہے جنھون نے کار حکومت کو بطور پیشہ کے سیکھا ہے اور بیوروکریسی یعنی حکومت نظام وعمال کے یہی معنی اور یہی حقیقت ہے۔ اب رہا یہ امر کہ آیا حکومت کا کام نظام وعمال اس سبب سے کرتے ہین کہ یہی کام اُنکو سکھایا گیا ہے یا یہ کام اُنکو اس غرض سے سکھایا جاتا ہے کہ یہی کام اُنکو کرنا پڑیگا ان دونون باتون مین اکثر اعتبارات سے بڑا فرق ہے لیکن حکومت کی اصل حقیقت کے لحاظ سے انمین کچھ بھی فرق نہین ہے مگر برخلاف اسکے جیسی سلطنت امرا کسی زمانہ مین انگلستان مین تھی کہ جو فرقہ صاحب حکومت تھا اُسکی حکومت کا مبدا اور ماخذ اُسکی خاندانی عزت تھی یہ باعث نہ تھا کہ اُسنے خاص طور سے حکومت کا کام سیکھا تھا یا اسی کام مین ہمیشہ مصروف رہتا تھا (اور اسی وجہ سے وہ فرقہ خود حکومت نہ کرتا تھا بلکہ چند اعلی درجہ کے ذی لیاقت

اور تجربہ کار آدمیون کی کمیٹی اُسکی طرف سے نیابۃً حکمرانی کرتی تھی ایسی سلطنت امرا کمالات عقلی کے اعتبار سے سلطنت جمہوری سے اشبہ ہے یعنی یہ کمالات بدرجہ اتم اُس سے بہ مدت قلیل مین ظاہر ہوئے ہین جسمین کسی شخص کو اعلیٰ درجہ کی عمیم النفع لیاقتون اور اعزاز خاندانی کی وجہ سے غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔

یونان قدیم کی سلطنت جمہوری مین **تھمسٹاکلس** اور **پرکلس** اور ممالک متفقہ امریکا مین **واشنگٹن** اور **جفرسن** اُسی قسم کے مستثنےٰ لوگون مین سے تھے جیسے انگلستان کی نوعی سلطنت امرا مین **چیٹم** اور **پیل** تھے اور فرانس کی شخصی سلطنت امرا مین **سلی** اور **کالبرٹ** اُنسے بھی اولیٰ و افضل تھے۔ فی زماننا یورپ کی امرائی سلطنتون مین اولوالعزم وزیر بھی ایسا ہی شاذ و نادر دکھائی دیتا ہے جیسا اولوالعزم بادشاہ عنقا ہے۔

پس گورنمنٹ کے اوصاف عقلی کے اعتبار سے سلطنت جمہوری کا مقابلہ حکومت نظام و عمال سے کرنا چاہیے اور سوا اسکے سب اقسام حکومت کو فروگذاشت کرنا چاہیے۔ اور اس بحث مین یہ قبول کر لینا واجب ہے کہ حکومت نظام و عمال بعض اعتبارات ضروری سے سلطنت جمہوری سے بہتر ہے کیونکہ سابق الذکر حکومت مین تجربہ اور آزمودہ و سنجیدہ کلیات جمع رہتے ہین اور جو لوگ حقیقۃً انتظام امور سلطنت کرتے ہین اُنکو مناسب قسم کا علم باعمل سکھایا جاتا ہے۔ مگر اس قسم کی حکومت افراد قوم کی جودت کو اُسی قدر مفید نہین ہے۔ حکومت نظام و عمال جس مرض مین مبتلا رہتی ہے اور جو اسکی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ لکیر کی فقیر بنی رہتی ہے یعنی اُسکے قواعد تغیر پذیر نہین ہوتے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کثرت وقوع یا کثرت استعمال سے ہر چیز کی قوت اصلی زائل ہو جاتی ہے اور جب اُسکی قوت اصلی زائل ہو گئی تو جو کام لینا

اُس سے مطلوب ہے وہ ناتمام رہ جاتا ہے حکومت نظام وعمال مین فضول تضنع
اور نمائش بیجا کی استعداد ہمیشہ رہتی ہے۔ اور جب اس قسم کی حکومت فی الحقیقت قائم اور جاری
ہوجاتی ہے تو اُسکا داب و آداب ایسا سخت ہوتا ہے کہ جو ارکان دولت زیادہ تر
معزز و ممتاز ہوتے ہین اُنکا تشخص ظاہر نہین ہوتے پاتا اور اُنکی طبّاعی نہین چل سکتی۔ اور پیشون
کی طرح حکومت بھی ایک پیشہ ہے اور اِس پیشہ مین بھی اکثر لوگون کو یہی خیال رہتا ہے
کہ جو ہمکو سکھایا گیا ہے وہی ہم کرینگے اور جب کوئی شخص اُنمین طباع اور خلاق پیدا ہوتا ہے
ہوتا ہے تو اوسط درجہ کے سیکھے سکھائے لوگ ہمیشہ اُسکے سدراہ ہوتے ہین اور اُسکے
خیالات کو اگر غلبہ حاصل ہوسکتا ہے تو سلطنت جمہوری کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے
روم قدیم کی سلطنت جو اُس عیب سے محفوظ تھی جو حکومت عمال مین عموماً پایا جاتا ہے
تو صرف اسوجہ سے کہ اُسمین عوام کی حکومت بھی شریک تھی اور سب خاص عہدے
جنکے سبب سے سینٹ مین جگہ یعنی ممبری ملتی تھی اور نیز وہ مخصوص عہدے جنکی تلاش خود
سینٹ کے ممبرون کو رہتی تھی بذریعہ عام انتخاب کے عطا کیے جاتے تھے۔ روس کی
سلطنت مین حکومت عمال کی خوبی اور بُرائی دونون بدرجۂ اتم موجود ہین۔ کیونکہ
جن محدود و معین قواعد پر وہ سلطنت مبنی ہے اُنسے ایک ہی قسم کے مقاصد کے حصول
کی کوشش سب ما نون مین ویسے استقلال کے ساتھ کیجاتی ہے جیسے رومی کرتے تھے اور
اُن مقاصد کے حصول کی جستجو بڑی لیاقت اور سلیقہ کے ساتھ کیجاتی ہے مگر اندرونی
انتظامات مین بے ایمانی اور رشوت ستانی کا زور ہے اور اصلاحات سے
ایسی مخالفت شدیدہ خارج سے ہوتی ہے کہ زار چاہے کیسا ہی مضبوط اور
قوی الارادہ ہو اُسکی مطلق العنانی بھی اس مخالفت کو نہین دفع کرسکتی ہے اور

ایک گروہ کی دائمی مخالفت و مزاحمت سے آخر کو ایک شخص کی آنی اور رفانی قوت مغلوب ہو جاتی ہے۔ چین کی سلطنت کا حال جہانتک ہمکو معلوم ہوا ہے وہ بھی حکومت عمال ہے اور ظاہرا اُسمین بھی وہی محاسن اور عیوب موجود ہین جو اِس قسم کی حکومت مین پائے جاتے ہین۔

انسان کے سب امور مین متضاد اسباب کا جمع ہونا ضرور ہے ورنہ کوئی امر نہ باقی رہے اور کسی مین اتنی قوت بھی نہ رہے کہ جو فوائد اُس سے مخصوص ہین وہ حاصل ہو جائین۔ اور جب ایک ہی عمدہ مقصد کے حصول کی جستجو کیجائے اور دوسرا مقصد جو اُسکے ساتھ حاصل ہونا چاہیے فروگذاشت کیا جائے تو یہ نتیجہ نہین ہوتا ہے کہ ایک مقصد بہت اور دوسرا مقصد کم حاصل ہوتا ہے بلکہ یہ انجام ہوتا ہے کہ جس مقصد کے حصول کی خاصۃً جستجو کی ہے وہ بھی فوت ہو جاتا ہے۔ جو حکومت ایسے کارپردازون کے ذریعہ سے کیجائے جنھون نے فن حکمرانی کو خاص طور سے سیکھا ہو وہ ملک کے لیے وہ باتین نہین کرسکتے جو ایک آزاد سلطنت کرسکتی ہے۔ مگر یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ کارپردازون یا عمال کے ذریعہ سے جو حکومت کیجاتی ہے وہ بعض ایسے امور کرسکتی ہے جو ایک آزاد سلطنت بذات خود نہین کرسکتی۔ تاہم ہمکو تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ عمال کی حکومت اپنے خاص کام کو بھی عمدہ یا دائمی طور سے نہین کرسکتی تاوقتیکہ خارجی آزادی اُنکی معین نہو علیٰ ہذالقیاس آزادی کے عمدہ نتائج نہین پیدا ہوسکتے بلکہ اکثر آزادی بالکل تشریف لیجاتی ہے تاوقتیکہ اُسکے ساتھ خاص تعلیم یافتہ اور ہنرمند منتظمون کو بہم پہونچانے کی تدبیر نہ کیجائے۔ جو قوم کسی درجہ کی قابلیت پنچایتی گورنمنٹ کی رکھتی ہو اُسمین اُس قسم کی گورنمنٹ کامل ترین حکومت

عمال کے ساتھ بلا تامل جمع ہوسکتی ہے - مگر ساتھی اسکے آئین سیاست کے مقاصد
مین سے ایک نہایت اہم مقصد یہ ہے کہ جتنی خوبیان ان دونون مین سے ایک
قسم کی حکومت کی دوسری قسم کے ساتھ جمع ہوسکین اُتنی حاصل کرلیجائین یعنی جہانتک
ممکن ہو انتظام امور سلطنت اُن ذی لیاقت آدمیون کے سپرد کیا جاے جنھون نے اس کام کو
بطور پیشہ کے سیکھا ہے اور ساتھی اسکے عام نگرانی کا اختیار اُن کمیٹیون کو دیا جاے جو کل
قوم کی قائم مقامی کی حیثیت رکھتی ہون - یہ مقصد بطرح خوب برآسکتا ہے کہ باب
سابق مین جو فرق سلطنت کے عاملانہ شعبہ اور نگرانی کنندہ شعبہ مین بیان کیا گیا ہے
اسپر عمل کیا جاے یعنی انتظامی کام اُن اشخاص کے سپرد کیا جاے جنھون نے اس کام کو
خاص طور سے بطور پیشہ کے سیکھا ہے اور احکام کو منتخب کرنے اور اُنکی نگرانی کرنی اور
عند الضرورت اُنپر تصرف کرنے کا اختیار اُن لوگون کو نہ دیا جاے جو اُس کام کو کرتے
ہین بلکہ اُن لوگون کو دیا جاے جنکے فائدہ کے واسطے وہ کام کرنا چاہیے - ایک
صاحب شعور اور ذی لیاقت سلطنت جمہوری نہین قائم ہوسکتی تاوقتیکہ وہ اس بات پر
راضی نہو کہ جس کام کے لیے ہنر درکار ہے اُسکو وہی لوگ کرین جو ذی ہنر ہین سلطنت
جمہوری کو یہ کام کیا کم کرنا ہے کہ خود اپنے نفس مین اتنی لیاقت عقلی پیدا کرے جو
اُسکے خاص کام کے لیے کافی ہو اور اُسکا خاص کام نگرانی اور تصرف کرنا ہے -
یہ امر کہ اس مقدار کی لیاقت عقلی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے اور کیونکر باقی رہ سکتی ہے
منجملہ اُن امور کے ہے جنکی تحقیق اُس مقام پر کی جائیگی جہان پر وکلار قوم کی کمیٹی کی ترکیب
بیان کیجائیگی جسقدر اُس کمیٹی کے ممبرون مین لیاقت عقلی مقدار ضروری سے کم ہوگی اُسی قدر
وہ عمال اور منتظمان ملک کے خاص کام مین مداخلت بیجا کرینگے یعنی کمیٹی مذکور لائق وزراء کو

معزول کرکے نالائق وزرا کو منصوب کریگی اور قائم رکھیگی اور جو خیانتیں کا سلطنت مین وہ کرینگے اُنسے غفلت اور چشم پوشی کریگی اور اُنکی حیلہ سازی سے دھوکا کھا جائیگی یا اُن وزرا کی تائید سے باز رہیگی جو اپنے فرض منصبی کو ایمانداری سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ اور کمیٹی مذکور ایسی بیرونی اور اندرونی حکمت عملی کی تائید کریگی یا اُسکو مقرر کریگی جو خود غرضی۔ تلون مزاجی۔ سرخودی۔ ناعاقبت اندیشی۔ نادانی اور تعصب کا نمونہ ہوگی۔ اور اچھے قوانین کو منسوخ کرکے بُرے قوانین بنائیگی۔ نئی نئی خرابیان پیدا کریگی یا پرانی خرابیون سے چمٹی رہیگی اور کسی طرح اُنکو چھوڑ دینا گوارا نہ کریگی بلکہ یہانتک کریگی کہ جن صورتون مین بلا روے رعایت انصاف کرنا عوام الناس کی رائے کے خلاف ہوگا اُنمین اپنے ممبرون یا اپنے موکلون کے اشتعالنے اور ورغلانے سے اُن کارروائیون کو جائز رکھیگی یا چشم پوشی کریگی جو بالکل خلاف قانون ہین الغرض جب پنچایتی گورنمنٹ کی ترکیب ایسی ہو کہ وکلا یا قائم مقامان قوم کی کمیٹی مین فہم و دانش اور لیاقت علمی بقدر معتدبہ نہ پائی جائے تو پنچایتی گورنمنٹ سے ایسے ایسے خطرون کا احتمال ہے جیسے ابھی بیان کیے گئے۔

اب وہ خرابیان بیان کیجاتی ہین جو اسوجہ سے پیدا ہوتی ہین کہ وکلاے قوم کی کمیٹی مین کارروائی کے ایسے طریقے جاری ہوتے ہین جو بالکل خود غرضانہ ہین یعنی قوم کے عام فائدہ کے کم و بیش منافی ہین۔

یہ امر سب نے تسلیم کر لیا ہے کہ سلطنت شخصی اور حکومت امرا کو جو خرابیان لازم ہین وہ اسی سبب سے پیدا ہوتی ہین کہ بادشاہ یا گروہ امرا کا فائدہ من حیث المجموع یا فرداً فرداً جس چیز مین ہوتا ہے وہ نفس الامر مین یا بادشاہ یا امرا کے زعم ناقص مین قوم کے عام فائدہ کے خلاف ہوتا ہے مثلاً گورنمنٹ کا فائدہ تو اسمین ہے کہ ایک سنگین ٹیکس

مقرر کیا جاے مگر قوم کا فائدہ اسمین ہے کہ اس سے زیادہ ٹیکس نہ لیا جاے جو عمدہ انتظام کے مصارف کے لیے کافی ہو۔ یا بادشاہ وقت یا صاحب حکومت امرا کا فائدہ اسمین ہے کہ قوم پر نامحدود حکومت قائم رکھین اور عمل مین لائین اور قوم کو اپنی مرضی اور اپنی خواہشون کا تابع کرلین۔ مگر قوم کا فائدہ اسمین ہے کہ حکومت کے جائز مقاصد کے لیے جتنی نگرانی اور تصرف ضرور ہے اُس سے زیادہ نہ عمل مین لایا جاے۔ بادشاہ یا امرا تو یہ چاہتے ہین کہ ہمپر اُس طور سے ملامت نہ کیجاے جس سے ہماری حکومت یا ہمارے اختیار مطلق مین رخنہ پڑجاے مگر قوم کو یہ چاہیے کہ ہر ایک عہدہ دار سرکاری اور حکام کے ہر ایک کام یا تدبیر پر ملامت کرنے کی پوری آزادی ہمکو حاصل رہے۔ صاحب حکومت فرقہ خواہ امرا کا ہو خواہ بادشاہ اور امرا دونون کا ہو اُسکا فائدہ اسمین ہو کہ صدہا مختلف قسم کے خلاف انصاف حقوق ہمکو حاصل ہو جائین جنسے بعض اوقات ہمکو روپیہ کا فائدہ اور رعایا کو روپیہ کا نقصان ہو اور بعض اوقات ہمکو صرف اتنا ہی نفع ہو کہ ہمکو عروج اور رفعت اور اورون کی ذلت اور اہانت ہو۔ ایسی گورنمنٹ سے رعایا غالباً ناراض رہیگی اور اگر وہ گورنمنٹ سے بیزار ہوگی تو بادشاہ یا امرا کا فائدہ اسمین ہے کہ رعایا کو عقل اور علم یا تعلیم و تربیت مین پست مرتبہ رکھے اور اسمین نفاق پیدا کرے بلکہ اُسکے زیادہ خوشحال رہنے کی بھی روادار نہوگی کہ مبادا رعایا موٹی ہو جاے اور لات مارے۔ یہ سب باتین اگر محض خود غرضی کی نظر سے دیکھی جائین تو بادشاہ یا صاحب حکومت امرا کے فائدہ کی ہین۔ الا یہ کہ اُنکو یہ خوف ہو کہ اگر ہم ایسے امور کرینگے تو سخت مقابلہ اور مزاحمت رعایا کی جانب سے ہوگی۔ بادشاہ اور امرا کے خود غرضانہ فوائد سے یہ سب خرابیان پیدا ہوئی ہین اور ابتک پیدا ہوتی جاتی ہین اُس ہنگام مین جبکہ اُنکو اتنی قوت حاصل

ہوئی ہے کہ قوم کی رائے پر انکی رائے ور رہی ہے اور حیثیت کیفیت ہو تو بادشاہ یا صاحب حکومت امراے ایسے امور کی توقع نہ رکھنا خلاف عقل ہے۔

ایسی باتین بادشاہ یا امرا کی سلطنت مین با فراط پائی جاتی ہین بعض اشخاص نے یہ دعویٰ بے دلیل کیا ہے کہ اس قسم کے مضر اسباب سلطنت جمہوری مین نہین اثر کرتے لکن سلطنت جمہوری کے معنی عموماً یہ سمجھے جاتے ہین کہ فریق کثیر کی حکومت پس اس معنی سے تو یقیناً ممکن ہے کہ صاحب حکومت شخص یا گروہ پر فریقی اغراض غالب ہون جنکے باعث سے وہ ایسا کردار اختیار کرے جس سے کل قوم کا بلا روے رعایت فائدہ نہ متصور ہو۔ مثلاً فرض کیجیے کہ گورون کا فریق کثیر اور کالون کا فریق قلیل ہو یا اسکے بالعکس تو کیا قیاس ہکا مقتضی ہے کہ فریق کثیر فریق قلیل کے ساتھ انصاف کرنے کا روادار ہوگا؟ یا مثلاً فرض کیجیے کہ فریق کثیر کا مذہب رومن کیتھولک اور فریق قلیل کا مسلک پروٹسٹنٹ ہے یا اسکے بالعکس تو اس صورت مین بھی کیا وہی اندیشہ نہوگا؟ یا مثلاً فریق کثیر انگلش اور فریق قلیل آیرش ہو یا بالعکس تو کیا ظن غالب اُسی خرابی کے پیدا ہونے کا نہین ہے؟ سب ملکون مین غربا کی کثرت اور اُنکے مقابل مین اغنیاء کی قلت ہوتی ہے اور ان دونون فرقون کے اغراض ہین اکثر اعتبارات سے مخالفت ہوتی ہے پس فرض کیجیے کہ فریق کثیر اس امر سے خوب آگاہ ہے کہ مال کی حفاظت کو ضعیف کردینا ہمارے حق مین مفید نہین ہے اور لوٹنے کی تدبیر سے مال کی حفاظت کمزور ہوجائیگی۔ تو کیا اس صورت مین اس بات کا اندیشہ نہین ہے کہ جو لوگ ملکیت اراضی رکھتے ہین یا کثیر آمدنی رکھتے ہین اُنپر وہ لوگ ایک غیر واجب حصہ ٹیکس کا بلکہ کل ٹیکس کا بار ڈالینگے اور جب یہ کر لینگے تو بلا تامل ٹیکس کی مقدار کو

زیادہ کردینگے اور اسکی آمدنی کو ایسے طریقون سے صرف کرینگے جنسے انکے زعم ناقص مین مزدور پیشیہ فرقون کو منفعت ملیگی اور فائدہ ہوگا۔ چونکہ ہمیشہ باہنر مزدورون کا فریق قلیل اور بے ہنر مزدورون کا فریق کثیر ہو۔ ٹریڈس یونین یعنے اہل حرفہ کی کمیٹیون کے تجربہ سے اس امر کا ضرور اندیشہ ہے کہ ممکن ہے کہ آمدنی یا کمائی کا برابر ہونا ایک شرط ضروری اُس کی قرار دی جاے اور متفرق یعنی ٹھیکہ مزدوری کرنا یا گھنٹون کے حساب سے اجرت مقرر کرنا اور سب قسم کی صنعت و حرفت جس سے عمدہ اور لائق کاریگرون کو زیادہ اجرت ملتی ہے موقوف کردیجاے قانون سازی کے ذریعہ سے اُجرت یا مزدوری کو بڑھا دینے کی کوشش کرنا اور باہم مین مقابلہ یعنی اُپر چڑھی کو مسدود کر دینا۔ کلون پر اور سب قسم کی اصلاحون پر جنکی وجہ سے موجودہ دستی محنت کی ضرورت نہین باقی رہی ہے ٹیکس باندھنا یا تو مقرر کرنا بلکہ ہمارے ملک کے صناعون کو غیر ملک کی صنعت کے ضرر سے بچانا یہ سب نتایج ضروری ایسے ہین کہ جس گورنمنٹ مین مزدور پیشیہ فرقون کی کثرت اور غلبہ ہوتا ہے اُسمین اُنھین فرقون کے اغراض کا خیال غالب رہتا ہے۔

اگر یہ کہا جاے کہ انہین سے کسی چیز سے کبھی واقعی فائدہ اُس فرقہ کا متصور نہین ہے جو تعداد مین سب سے زیادہ ہے تو اسکا جواب مین یہ دیتا ہون کہ اگر انسان کے افعال اور کسی قسم کے خودغرضانہ خیالات پر نہین موقوف ہین بلکہ صرف واقعی فائدہ کے خیال پر مبنی ہین تو سلطنت شخصی یا سلطنت امرا اسقدر مذموم نہوتین جیسے قبیح و نفس الامر مین ہین۔ کیونکہ نہایت قوی دلائل اس دعوی کے ثبوت مین پیش کیے گئے ہین کہ جب بادشاہ یا امرا ایک صاحب دولت اور متمول اور روشنضمیر اور

عالی ہمت قوم پر انصاف اور بیدار مغزی کے ساتھ حکمرانی کرین تو اُنکی حکومت محمود خلائق اور لائق تعریف ہے مگر شاید ایک ہی آدھ بادشاہ ایسا عالی ظرف اور خود غرضی سے منزہ گذرا ہے اور ایسے نیک نہاد اور پاک نفس امرا کی کوئی مثال ہمکو نہین معلوم ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہم مزدور پیشہ فرقون کو اس سے بھی زیادہ نیک طینت خیال کرین ؟۔ اُنکے افعال کی نسبت یہ نہین خیال کرنا ضرور ہے کہ اُنکا فائدہ کس بات مین ہے بلکہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ اپنا نفع کس امر مین سمجھتے ہین۔ اور گورنمنٹ کے ہر ایک مفہوم ذہنی پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اسمین یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ فریق کثیر عادتاً وہ امور کریگا جو (باستثنا چند خاص صورتون کے) اور کوئی فریق یا شخص جو صاحب حکومت ہو کبھی نہین کرتا ہے یعنی فریق مذکور اپنے فعال کو اپنے واقعی اور آخری فائدہ کے تابع کریگا اور اُسکے مقابل مین اپنے نفع فوری اور ظاہری کو ہیچ سمجھیگا۔ کوئی شخص اسمین شک نہ کریگا کہ جو مضر تدبیرین اہل حرفہ کے رفاہ کی بیان کی گئین اُنسے اور مثل اُنکے اور خراب تدبیرون سے عموماً بے ہنر اہل حرفہ کے فرقہ کا نفع فوری متصور ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اُس فرقہ کی کل موجودہ نسل کا خود غرضانہ فائدہ ایسی تدبیرون سے ہو جنکے انجام کار یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ محنت مزدوری کم ہوجائیگی اور روپیہ پس انداز کرنے کی رغبت لوگون کو کم ہوگی مگر ایک ہی نسل مین شاید یہ خرابیان بے ہنر اہل حرفہ کے فرقہ کو بہت کم محسوس ہونگی۔ کیونکہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض نہایت مضر تغیرات انسان کے امور مین ایسے ہوئے ہین جو اپنے نتیجہ ظاہری اور فوری کے اعتبار سے مفید تھے۔ مثلاً قیصران روم کی مطلق العنان سلطنت کے قائم ہونے سے اُس نسل کو جسمین وہ حکومت قائم ہوئی تھی نفع عظیم ہوا۔ یعنی اُسکی بدولت

ملک کی اندرونی لڑائیاں موقوف ہوگئیں اور نظام و عمال کے ظلم و جور سے رعایا محفوظ رہی اور بہت سی خرابیوں کا انسداد ہوا اور بہت ہی لطائفون کو رونق اور پولیٹکل یعنی ملکی صیغہ کے سوائے حکومت کے ہر صیغہ میں علم و ہنر کو ترقی ہوئی اور علوم و فنون کے ایسے تابان و درخشان نمونے پیدا ہوئے جنسے کوتاہ بین ناظرین تواریخ کی نظر خیرگی کرتی ہے اور کوتاہ بین ناظرین وہ ہین جو یہ نہین دیکھتے ہین کہ جن لوگون نے علم و فضل کی بدولت اغسطوس قیصر کی مطلق العنان سلطنت کو بے حد رونق حاصل ہوئی تھی وہ اُس سے بیشتر کی نسل کے تربیت یافتہ تھے اور صدہا برس کی آزادی سے جو مال و دولت جمع ہوا تھا اور جو علم و ہنر پیدا ہوا تھا وہ غلامون کی پہلی نسل کے کام آیا۔ تاہم یہ آغاز اُس سلطنت کا تھا جسکا انجام تدریجاً یہ ہوا کہ جو کچھ تہذیب و شائستگی بیشتر حاصل ہوئی تھی وہ رفتہ رفتہ بالکل زائل اور فنا ہوگئی اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ وہ سلطنت قاہرہ رومۃ الکبریٰ جو تقریباً تمام دنیا پر مسلط اور حاوی ہوگئی تھی ایسی ضعیف ہوگئی اور اُسکی فوجی قوت ایسی زائل ہوگئی کہ جن وحشی قومون کو رومیون کی تین چار پلٹنین ہمیشہ زیر کرلیتی تھین اُنھون نے اُس عظیم الشان سلطنت کو مغلوب اور مسخر کرلیا۔ مگر اُسی زمانے مین دین مسیحی ممالک روم مین شائع ہوا اور اُسکے طفیل سے علوم و فنون بچ گئے بلکہ شاید نوع انسان مین جہالت کی تاریکی از سر نو نہین پھیلنے پائی۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ دنیا اہل غرض ہے یعنی ہر گروہ اور ہر فرد بشر کے افعال کا اصول اُس گروہ یا اُس شخص کی غرض ہے تو یہ امر کہ ایک غیر متعصب آدمی کس چیز کو اُنکی غرض سمجھیگا اِس کل قضیہ کے اجزا مین سب سے ادنیٰ جزو ہے

کولبرج صاحب نے فرمایا ہے کہ انسان اپنے افعال کا محرک خود بنتا ہے۔ یعنی محرک انسان کو بناتا ہے۔ یہ امر کہ فلان شخص کی غرض کیا فعل کرنے کی اور کس فعل سے اجتناب کرنے کی مقتضی ہے خارجی اسباب پر اسقدر موقوف نہین ہے جسقدر اس موقوف ہے کہ وہ شخص کس قسم کا آدمی ہے۔ اگر آپ کو یہ دریافت کرنا منظور ہو کہ فلان شخص کی غرض عملاً کیا ہے تو آپ کو یہ معلوم کر لینا ضرور ہے کہ اس شخص کے خیالات کی اکثر کیا کیفیت رہتی ہے۔ ہر شخص کے اغراض دو قسم کے ہین۔ ایک وہ جنکی پرواہ وہ شخص رکھتا ہے اور دوسرے وہ جنکی پرواہ نہین رکھتا ہے۔ اور ہر شخص خود غرضانہ اور غیر خود غرضانہ اغراض رکھتا ہے اور خود غرض آدمی ایک قسم کی اغراض کی عادةً فکر رکھتا ہے اور دوسرے قسم کی اغراض کی فکر نہین کرتا اور ہر شخص اغراض قریب اور بعید رکھتا ہے اور کوتاہ اندیش وہ شخص ہے جو اغراض قریب کی فکر رکھتا ہے اور اغراض بعید سے بے فکر رہتا ہے۔ جب ایسے شخص کے خیالات اور خواہشین فقط اغراض قریب پر عادةً جمے رہتے ہین تو وہ اغراض بعید کے اہم ہونے پر کبھی غور نہ کریگا۔ مثلاً جو شخص اپنی بی بی اور بچون کو مارا پیٹا کرتا ہو اُسکو یہ سمجھانا بیکار ہے کہ تمھاری آسایش اسی مین ہے کہ تم اپنی عیال سے محبت کرو اور اُنکے حال پر شفقت رکھو۔ اگر وہ اپنے عیال سے ایسا حسن سلوک کر سکتا تو بہت خوش و خرم رہتا لیکن وہ اس قسم کا آدمی ہی نہین ہے اور اب اتنے عرصہ کے بعد اُسکا مزاج بدلنا غالباً ناممکن ہے۔ چونکہ اُسکا مزاج ہی ایسا ہے لہذا اپنے زعم ناقص مین وہ اپنی بہتری اسی مین سمجھتا ہے کہ اپنے بال بچون پر ظلم اور تشدد کرکے اپنے دل کی بھڑاس نکالے اور اپنے غیظ و غضب کو تسکین دے

اور اپنے عیال و اطفال کو خوش و خرم رکھنے سے اسکو کچھ مطلب ہی نہین ہے یعنی نہ انکی خوشی سے اسکو مسرت ہوتی ہے اور نہ انکی محبت کی اسکو پرواہ ہے اور اسکا ہمسایہ جو اپنے بال بچون سے الفت رکھتا ہے غالبا اس سے زیادہ خوش نصیب ہے لکن اگر اسکو یہ سمجھایا جاے تو غالبا اسکے اور زیادہ اشتعال طبع کا باعث ہوگا۔ یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص اورون کی فکر رکھتا ہے یا اپنے ملک یا عموما بندگان خدا کی پروا رکھتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ خوش رہتا ہے جو ایسا نہین کرتا ہے لکن جو شخص اپنے آرام و آسائش اور اپنے معمول کے سواے دوسری فکر ہی نہین رکھتا ہے اسکو یہ قاعدہ سمجھانے سے کیا فائدہ ہے۔ اگر وہ اورون کی فکر کرنا چاہے بھی تو نہین کرسکتا۔ ایسے شخص کو ایسی باتین سمجھانا بعینہ ایسا ہے جیسا زمین پر رینگنے والے کیڑے کو یہ سمجھانا کہ اگر تو عقاب ہوتا تو کیا خوب بات تھی۔

عموما مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آدمی مین دو خصلتین بہت خراب ہوتی ہین۔ ایک یہ کہ اپنے ذاتی اغراض کو ان اغراض پر ترجیح دینا جو اسمین اور اورون مین مشترک ہین۔ دوسرے یہ کہ قریب اور صریحی اغراض کو ضمنی اور بعید اغراض پر فوقیت دینا۔ اور یہ دونون خصلتین خاصة طرز حکومت سے پیدا ہوتی ہین اور نشو و نما پاتی ہین۔ جو ہین کوئی شخص یا کوئی فرقہ حکومت کو اپنے ہاتھ مین پاتا ہے اس شخص کا خاص ذاتی فائدہ یا اس فرقہ کا جداگانہ فائدہ اسکی نگاہ مین ایک تازہ وقعت پیدا کرلیتا ہے۔ جب حکام دیکھتے ہین کہ اور لوگ ہماری پرستش کررہے ہین تو وہ خود اپنی پرستش کرنے لگتے ہین اور اپنے تئین اسکے مستحق سمجھتے ہین کہ اورون سے سو درجہ زیادہ ہمارا اعزاز و اکرام کیا جاے۔ اور

جو اُنکے جی مین آتا ہے بلا لحاظ نتایج کے اُسکو بآسانی کر گذرتے ہین لہذا اُنمین
وہ عادتین ضعیف ہو جاتی ہین جو آدمی کو وہ نتایج سمجھا دیتی ہین جو خود نفس پر
موثر ہین - یہی معنی اس مثل کے ہین جو تمام عالم مین مشہور ہے اور جسپر ساری دُنیا کا
تجربہ شاہد ہے کہ حکومت آدمی کے مزاج کو بگاڑ دیتی ہے - ہر شخص خوب جانتا ہے
کہ خانہ نشینی کے عالم مین جو مزاج اور جو کردار آدمی کا ہو اُس سے یہ سمجھ لینا کہ
تخت سلطنت پر بیٹھکر بھی اسکا مزاج اور اسکا کردار بعینہ ایسا ہی رہیگا بالکل
خلاف عقل ہے - کیونکہ جب وہ مسند حکومت پر بیٹھا ہوتا ہے تو کوئی واقعہ اُسکی
معاشرت کا اور اُسکے درباریون مین سے کوئی شخص اُن بُری خصلتون کو
جو بمقتضے بشریت اُسمین پائی جاتی ہین نہین روکتا ہے بلکہ سب لوگ اور جملہ اسباب
اُن عادات زشت کو اور زیادہ اُبھارتے ہین - ایک شخص پر کیا موقوف ہے
کسی فرقے سے بھی ایسی توقع رکھنا محض مہمل بات ہے جب اُس فرقہ کے لوگون پر کوئی
حاکم بالا دست اُنسے قوی تر ہو تب تو وہ لوگ بہت معقول پسند اور نہایت
منکسر مزاج رہینگے لکن جب وہ خود سب پر حاکم بنجاتے ہین تب اُنکا
مزاج بالکل بدل جاتا ہے -

گورنمنٹون کو چاہیے کہ رعایا کی موجودہ حالت کا لحاظ کرکے یا یہ خیال
کرکے کہ چند ہی روز مین رعایا کی کیا کیفیت ہو جائیگی قائم کیجائین اور ہر درجہ کی
تہذیب و شائستگی مین جو نوع انسان یا اُسکی کسی صنف کو حاصل ہو چکی ہے یا عنقریب
حاصل ہوگی یہ قاعدہ ہے کہ جن لوگون کو صرف اپنے اغراض ذاتی کا خیال
رہتا ہے وہ صرف انھین اغراض کے حصول کی کوشش کرتے ہین جبکہ جی ہوتے ہین

اور اُنکی حالت موجودہ پر مؤثر ہوتے ہین۔ صرف اُسی شخص یا اُسی فرقہ کو مقاصد نظری
اور اغراض بعید کا خیال ہوتا ہے جو اورون کے نفع و ضرر کی پروا رکھتا ہے علی الخصوص
نسل آئندہ یا اپنے ملک یا عموماً خلائق کے فائدہ اور نقصان کو مدنظر رکھتا ہے خواہ
ازراہ ہمدردی خواہ اپنا فرض سمجھکر ان امور کا لحاظ رکھتا ہے پس یہ نہین کہسکتے ہین کہ
معقول اور مہذب وہ گورنمنٹ ہے جسکی ایک شرط یہ ہے کہ اوسط درجہ کے آدمیون کی
رفتار و کردار ایسے عالی اور مستحسن اصول کا تابع رہے۔ کوئی قوم جو پنچایتی گورنمنٹ کی لیاقت اور
صلاحیت رکھتی ہو اُسمین کسیقدر ایمانداری اور رفاہ عام کی بے لوث خواہش ہوتی تو ضرور ہے
لیکن اُس سے یہ توقع رکھنا محض بیجا ہے کہ یہ صفتین اُسمین اس درجہ ہون اور اسکے ساتھ
وہ عقل و شعور بھی اسقدر رکھتی ہو کہ ایسے مغالطہ مین نہ آجاے جس سے وہ چیز جسمین
خاص اُسی قوم کا فائدہ ہو قرین انصاف اور مفید عام اُسکو معلوم ہوگی سب جانتے ہین
کہ ہر ایک خلاف انصاف تجویز جو عوام الناس کے نفع موہوم کے لیے اسوقت تک
پیش ہوئی ہے اُسکی تائید مین کیسے کیسے صریح مغالطے دیے گئے ہین۔ یہ بھی سب کو
معلوم ہے کہ کتنے آدمی جو بیوقوف یا بدذات نہین ہین قومی قرضہ سے انکار
کرنا جائز سمجھے ہین اور کتنے لوگ جو نالائق نہین ہین اور عوام الناس کی نظرون مین
بڑی وقعت رکھتے ہین یہ خیال کرتے ہین کہ ٹیکس کا سارا بار پس ماندہ سرمایہ یعنی
بچت پر ڈالا جاے اور وہ لوگ جنھون نے خود یا جنکے بزرگون نے جو کچھ کمایا اُسکو
خرچ کر ڈالا اُنکی فضول خرچی کا انعام یہ دیا جاے کہ وہ ٹیکس سے بالکل بری کر دیے
جائین۔ اور یہ بھی ہم خوب جانتے ہین کہ وراثت اور انتقال بالوصیت بلکہ ہر ایک امر کے
ابطال مین جو ایک شخص کے شرف اور فضیلت کا باعث دوسرے شخص پر ہو کیسی قوی دلیلین

پیش ہو سکتی ہین جو اسوجہ سے اور زیادہ خطرناک ہین کہ کچھ شائبہ حق کا بھی اُنمین ہے اور یہ بھی ہمکو خوب معلوم ہے کہ جس علم سے کوئی شخص محض ناواقف ہو اُسپر یہ ثابت کر دینا کہ یہ علم بالکل مفید نہین ہے بہت آسان ہے۔ کتنے لوگ جو بالکل احمق نہین ہین غیر زبانون کو علمی قواعد سے سیکھنا بیفائدہ سمجھتے ہین اور قدیم زمانہ کے فن ادب کو بیکار منطق اور علم مابعد الطبیعت یعنی الٰہیات۔ فن شعر اور فنون لطیفہ کو مہمل و مزخرف۔ اور پولیٹیکل اکانومی یعنی علم دولت کو غایت درجہ مضر سمجھتے ہین۔ بلکہ بعض ذی لیاقت آدمیون نے علم تاریخ کو بھی بیفائدہ بلکہ مضر فرمایا ہے۔ اگر لوگون کو ذرا بھی رغبت کسی علم کے یقین نہ کرنے کی دلائی جاوے تو وہ دنیا مین کسی چیز کا مفید ہونا ہرگز نہ تسلیم کرین بجز ان اشیاے خارجی کے جنسے واقف ہونے کی ضرورت اسوجہ سے ہے کہ اُنپر وہ چیزین موقوف ہین جنپر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے یا جنسے اُسکو تفریح ہوتی ہے۔ عوام کا کیا ذکر ہے خواص یعنی مہذب و شائستہ لوگون سے بھی یہ توقع نہین ہو سکتی کہ حق و باطل مین اچھی تمیز کر لینگے اور جو چیز بادی النظر مین اُنکے اغراض ذاتی کے خلاف ہے اُسکو ایسا ٹھیک سمجھ لینگے کہ ایسے ایسے صدہا مغالطون کو رد کر دینگے جو بجرد اسکے کہ حکومت اُنکے ہاتھ مین آئے اُنکو ہر سمت سے آکر گھیر لینگے اور اُن مغالطون مین آکر اپنی خودغرضانہ خواہشون اور کوتاہ بین خیالات کی پابندی نہ کرینگے اور جادہ انصاف سے انحراف نہ کرینگے اور سب فرقون کا اور نسل آئندہ کا نقصان نہ گوارا کرینگے۔

لہذا سلطنت جمہوری اور گورنمنٹ کے دیگر اقسام مین بھی بہت بڑا خوف اس بات کا ہے کہ صاحبان حکومت اپنے اغراض ذاتی کو کار حکومت مین دخل دینگے اور قوانین بنانے مین اپنے خاص فرقہ کی رعایت کرینگے اور جو قوم حاکم ہے

اُسکے فائدے کے لیے حکومت کرینگے جس سے کل گروہ محکوم کا نقصان ہمیشہ کے لیے ہوگا۔ پس منجملہ اُن امور کے جو پنچایتی گورنمنٹ کی سب سے عمدہ ترکیب کی تحقیق مین تصفیہ طلب ہین ایک یہ امر ہے کہ اس خرابی کے انسداد کی کیا مؤثر تدبیرین ہوسکتی ہین۔

اگر بہت سے آدمیون کے مجموع کو پولٹیکل حیثیت سے ایک فرقہ قرار دیجیے اور ایک ہی مضر غرض اُن سب کی ہو یعنی اُن سب کی غرض ظاہرًا اور صریحًا اسی کی مقتضی ہو کہ ایک ہی قسم کے مضر انتظامات کیے جائین تو ایسی حالت مین مناسب ہے کہ کوئی فرقہ یا چند متحد فرقے گورنمنٹ مین غلبہ نہ حاصل کرسکین۔ فی زماننا ایک گروہ ایسا ہے جسمین قوم وقبیلہ اور زبان اور قومیت کی شدید عداوتون سے تفرقہ نہین پڑا ہے۔ وہ گروہ دو فرقون پر تقسیم ہوسکتا ہے اور اُنمین سے ہر ایک فرقہ مین باوجودیکہ اختلافات جزئی موجود ہین تاہم بالمجموع ان دونون کے اغراض بادی النظر مین مختلف معلوم ہوتے ہین ایک فرقہ مزدورون کا اور دوسرا فرقہ مالکون کا ہے اور مالکون کے فرقہ مین نہ صرف وہ لوگ داخل ہین جو بالذات متمول ہین یا جو موروثی دولت رکھتے ہین بلکہ وہ سب لوگ بھی داخل ہین جو اجرت یا محنتانہ بمقدار کثیر پاتے ہین اور جنکے طرز معیشت اور تعلیم نے اُنکو اہل دول کے مشابہ کردیا ہے اور جنکو اس بات کی طمع اور آرزو رہتی ہے کہ اہل دول کے فرقہ مین داخل ہوجائین۔ اور مزدور پیشہ فرقون مین بہت سے چھوٹے چھوٹے اہل حرفہ اور دوکاندار وغیرہ داخل ہین جس قوم کی یہ کیفیت ہو اور ایسی تقسیم واقع ہوئی ہو اسمین اگر پنچایتی گورنمنٹ عملًا کامل ہوسکے اور اگر اُسکو کامل رکھنا ممکن ہو تو اُسکی ترکیب ایسی قرار دینی چاہیے کہ یہ دو فرقے یعنی ایک طرف مزدور پیشہ فرقہ اور اُسکے متعلقین اور دوسری طرف

مزدوروں کے مالکون کا فرقہ اور اُسکے متعلقین پنچایت مین مساوی درجہ پر ہون یعنی ہر ایک فرقہ کے ووٹون کی تعداد پارلیمنٹ مین تقریبًا برابر ہو کیونکہ اگرچہ یہ فرض کیا جاے کہ جب ان دونون فرقون مین باہم اختلاف ہوگا تو ہر فرقے کا فریق کثیر اپنے فریقی اغراض کی ضرور رعایت کریگا تاہم اُس فریق کثیر کے مقابل مین ایک ایسا فریق قلیل ہر ایک فرقہ کا ہوگا جو عقل اور انصاف اور کل قوم کے فائدہ کو اپنے فریقی اغراض پر مقدم سمجھیگا اور یہ فریق قلیل کل دوسرے فریق کا شریک ہوکر اپنے فریق کثیر کی اُن درخواستون کو جو قابل منظوری نہونگی نہ منظور ہونے دیگا۔ جو سوسائٹی کسی قدر بھی مہذب و شائستہ ہوا ہمین انصاف اور عام فائدہ کا خیال ہی اخیر کو غالب رہتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کی جداگانہ اور خودغرضانہ اغراض مین ہمیشہ تفرقہ اور اختلاف رہتا ہے اور اگر بعض آدمیون کی غرض باطل کی طرف ہوتی ہے تو بعض کی غرض حق کی طرف بھی ہوتی ہے۔ اور جو لوگ حق پسند ہین اگرچہ وہ تعداد مین اور دیگر امور مین بھی باطل پسند آدمیون سے کم ہون تاہم جب بخوبی مباحثہ اور مطارحہ ہوجاتا ہے تب وہ اہل حق جنکی تعداد قلیل ہے اتنی قوت حاصل کرلیتے ہین کہ جن اغراض کے معین اور موید وہ ہین وہی غالب آجاتے ہین۔ الغرض پنچایتی گورنمنٹ کی ترکیب ایسی رکھنی چاہیے کہ یہی کیفیت باقی رہے یعنی مختلف فریقی اغراض اتنی قوت نہ پکڑنے پائین کہ حق اور انصاف اور دیگر فریقی اغراض کے مجموع پر غالب آجائین اور ذاتی یا فریقی اغراض مین ہمیشہ ایسی مساوات قائم رہنی چاہیے کہ اُنمین سے ہر ایک غرض کی کامیابی اسپر موقوف ہو کہ اُسکے موید وہ لوگ بہ تعداد کثیر ہون جو حق پسند اور انصاف دوست اور وسیع النظر اور عاقبت اندیش ہین فقط

ساتوان باب

سچی اور جھوٹی سلطنت جمہوری کے بیان مین اور اس بیان مین کہ قائم مقامی یا وکالت کل قوم کی یا اُسکے صرف فریق کثیر کی ہونی چاہیے

سابق مین بیان کیا گیا کہ پنچایتی گورنمنٹ سے دو باتون کا خوف ہے ایک کہ وکلاے قوم کی کمیٹی یعنی پنچایت کم علم اور کم لیاقت ہو اور راے جمہور جو اُسپر متصرف اور نگران رہتی ہے وہ بھی کم مایہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جو فریق تعداد مین زیادہ ہو اور جسمین ایک ہی فرقہ کے لوگ ہون وہ ایسے قوانین بناے جو اُسکو مفید اور دوسرے فریق کو مُضر ہون۔ اب ہمکو تحقیق کرنا منظور ہے کہ کہانتک پنچایتی گورنمنٹ کو ایسی ترکیب سے قائم کرنا ممکن ہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد مخصوصہ مین خلل عظیم واقع ہو اور یہ دونون خرابیان بھی اگر بالکل نہ دفع ہو جائین تو خیر وہانتک تو کم ہو جائین جہانتک انسان کی تدبیر سے کم ہو سکتی ہین۔

اِس مقصد کے حصول کا عام طریقہ یہ ہے کہ قائم مقامی کی جمہوری حیثیت محدود کر دیجاے اور امور سلطنت پر راے زنی کا حق کم و بیش مقید کر دیا جاے لیکن ایک امر کا خیال رکھنا مقدم ہے اور اگر اُسکا لحاظ رکھا جاے تو جن وجوہ سے یہ گمان کیا گیا ہے کہ راے زنی کے حق کو محدود کر دینا ضرور ہے اُنمین بہت خفت ہو جائیگی جس قوم مین ایک فرقہ ایسا ہو جو کثرت عددی سے متصف ہو یعنی تعداد مین زیادہ ہو اُسمین اگر پنچایتی گورنمنٹ قائم کیجاے تو بعض قباحتین اُس سے ضرور لازم آئینگی لیکن یہ قباحتین زیادہ شدید اس سبب سے ہو گئی ہین کہ بالفعل جو نوعی یا جمہوری سلطنتین

موجود ہین وہ متساوی الاجزا نہین ہین بلکہ غیر متساوی الاجزا ہین یعنی جو فرقہ عدداً غالب ہے وہی امور سلطنت مین غالب رکھا گیا ہے حقیقت حال یہ ہے کہ دو مختلف مضمونون مین خلط بحث کر دیا ہے سلطنت جمہوری خالص کی یہ تعریف ہے کہ کل قوم اپنے وکلا کے ذریعہ سے اپنے اوپر خود حکمرانی کرے لیکن جو معنی سلطنت جمہوری کے عموماً سمجھے جاتے ہین اور جسکا عملدرآمد اُسوقت تک ہوا ہے وہ یہ ہے کہ کل قوم صرف اپنے ایک فریق کثیر کے وکلا کے ذریعہ سے اپنے اوپر حکمرانی کرے۔ خالص سلطنت جمہوری سب آزاد رعایا کی مساوات پر دلالت کرتی ہے لیکن وہ سلطنت جمہوری جسکا دارومدار کثرت عددی پر ہے ایک قسم کی رعایتی حکومت ہے جسمین انتظام امور سلطنت عملاً فریق کثیر سے متعلق ہوتا ہے۔ اور یہ ضروری ولابدی نتیجہ اُس طریقہ کا ہے جس طریقہ سے بالفعل ووٹ لیے جاتے ہین اور جس سے وہ فریق جو تعداد مین کم ہین رائے زنی کے حق سے بالکل محروم ہو گئے ہین۔

اس مقام پر خلط بحث بہت ہو گیا ہے مگر اسکا دفع ہونا ایسا آسان ہے کہ ذرا سے اشارہ سے بھی اس مسئلہ کی کیفیت واقعی ہر شخص کی سمجھ مین آجائیگی جو کچھ عقل و شعور رکھتا ہے۔ فی الواقع اس مضمون کو کچھ سمجھنا مشکل نہ تھا مگر عادت وہ چیز ہے کہ کیسا ہی آسان اور پیش پا افتادہ مضمون ہو اگر طبیعت اُسکی عادی نہین ہے تو وہ بھی بہت معلوم ہوگا۔ اس مضمون کے سب عادی ہین کہ کثیر کا قلیل پر غالب رہنا عقلاً واجب ہے اسی واسطے لوگ یہ سمجھتے ہین کہ اسمین زیادہ غور اور خوض کرنا بیکار ہے اور یہ نہین سمجھتے ہین کہ فریق کثیر کا قوت مین فریق قلیل کے برابر ہونا اور فریق قلیل کا بالکل لاشی محض ہو جانا ان دونون باتون مین ایک حد اوسط نکلتی ہے پر ظاہر ہے

کہ پنچایتی کمیٹی یا قومی پارلیمنٹ مین مباحثہ کے وقت فریق قلیل یقیناً مغلوب رہیگا اور مساوی العدد سلطنت جمہوری مین قوم کا فریق کثیر اپنے قائم مقامون کے ذریعہ سے اُسکے فریق قلیل اور اُسکے وکلاء پر ووٹ یعنی کثرت آرا کے لحاظ سے ہمیشہ غالب رہیگا کیونکہ قوم کے قائم مقامون کی رائین خواہ مخواہ اُن لوگون کی رایون کی تابع ہونگی جنھون نے اُنکو اپنا قائم مقام یا وکیل منتخب کر کے پارلیمنٹ مین بھیجا ہے۔ لیکن کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ فریق قلیل کا کوئی قائم مقام پارلیمنٹ مین نہوگا۔ امر کہ فریق کثیر کو فریق قلیل پر ہمیشہ غالب رہنا چاہیے اس دعوے کی دلیل نہین ہوسکتی کہ راے زنی کا حق فریق کثیر کو دیا جاے فریق قلیل کو نہ دیا جاے۔ کیا یہ بھی ضرور ہے کہ فریق قلیل کی سماعت مطلقاً نہ کیجاے؟ کوئی معقول پسند آدمی ایسی ناانصافی کو نہ پسند کریگا الا یہ کہ اسکا عادی ہو اور سلف سے یہی سنتا چلا آیا ہو جو سلطنت جمہوری فی الحقیقت مساوی العدد ہو اُسمین ہر ایک فریق کے قائم مقام بلحاظ کثرت و قلت اُسمین شریک ہونگے۔ جتنی کثرت انتخاب کنندون کی ہوگی اُسی کے موافق اُنکے قائم مقامون کی تعداد ہوگی اور جتنی قلت انتخاب کنندون کی ہوگی اُتنی ہی اُنکے وکلا کی کمی ہوگی۔ الغرض۔ فریق قلیل کی قائم مقامی بھی ویسے ہی پورے طور سے ہوگی جیسے فریق کثیر کی ہوگی۔ اور اگر ایسا نہوگا تو مساوی العدد سلطنت نہوگی بلکہ غیر مساوی العدد اور رعایتی حکومت ہوگی یعنی قوم کا ایک جزو دوسرے پر حکمرانی کریگا اور دوسرا ایک جزو قائم مقامی مین اپنا واجبی اور برابر حصہ پانے سے محروم رکھا جائیگا اور یہ امر منصفانہ گورنمنٹ کے خلاف ہے اور سلطنت جمہوری کے اصول کے بالکل مخالف ہے کیونکہ مساوات اسکا اصل اصول اور جزو اعظم ہے۔

یہ ناانصافی اور سلطنت جمہوری کے اصول کی یہ خلاف ورزی اسوجہ سے
کم نہین ہوسکتی کہ جن لوگون کا اس سے نقصان ہوتا ہے اُنکی تعداد کم ہے کیونکہ
جبتک ہر فرد قوم دوسری فرد قوم کے برابر نہ سمجھا جائے رائے زنی بدرجہ مساوی
نہین ہوسکتی لیکن صرف فریق قلیل ہی کا نقصان اس سے نہین مقصود ہے۔ بلکہ جس
سلطنت جمہوری کی یہ کیفیت ہو بادی النظر مین جو اُسکا مقصد ہے وہ بھی تو نہین
حاصل ہوتا یعنی حکومت کے اختیارات سب صورتون مین فریق کثیر کو نہین
حاصل ہوتے بلکہ یہ اختیارات فریق کثیر مین جو فریق کثیر ہوتا ہے اُسکو حاصل ہوتے ہین
اور یہ آخر الذکر فریق کثیر اکثر اوقات مجموع قوم کا ایک جز قلیل ہوتا ہے۔ سب اصول کی
آزمائش غایت درجہ کی قوی مثالون سے بخوبی ہوسکتی ہے۔ پس فرض کیجیے کہ ایک
ملک کی حکومت مساوی العدد اور عام پنچایت سے متعلق ہے جسمین ہر فرقہ اور ہر
فریق کے لوگ بقدر معتد بہ شریک ہین اور انتخاب کنندون کے ہر ایک حلقہ مین
انتخاب پر جھگڑا ہو رہا ہے اور ہر ایک انتخاب کا تصفیہ ایک گروہ قلیل کے غلبۂ آراسے ہوا ہے
جس پارلیمنٹ کے ممبر اس طور سے منتخب کیے گئے ہون وہ کل قوم کی قائم مقامی کی
حیثیت نہین رکھتے ہین بلکہ صرف قوم کے ایک فریق کی وکالت کی حیثیت رکھتے ہین
جو دوسرے فریق سے تعداد مین کچھ ہی زیادہ ہے پھر فرض کیجیے کہ یہ پارلیمنٹ اہم
قوانین اپنے چند ہی ممبرون کی کثرت رائے سے بنالے۔ تو کیا دلیل اس بات کی ہے
اور کیونکر اطمینان ہوسکتا ہے کہ یہ قوانین قوم کے فریق کثیر کی خواہشون کے موافق
بنائے گئے ہین کیونکہ نصف انتخاب کنندے چونکہ ووٹ دینے مین مغلوب
ہوگئے یعنی جس امیدوار انتخاب کو وہ اپنا معتبر نہین سمجھتے تھے اور جسکو وہ اپنا وکیل

یا قائم مقام پارلیمنٹ مین نہین کرنا چاہتے تھے وہی اُنکے فریق مقابل کی کثرت
عددی کی وجہ سے ممبر منتخب ہوا تو اُن مغلوب انتخاب کنندون کو اس انتخاب مین
مطلق دخل نہوا اور یہ سب انتخاب کنندے پائین سے اکثر اُن قوانین کے
مخالف ہین جو اُن اشخاص کی رائے سے بنائے گئے ہین جنکے خلاف اُن
انتخاب کنندون نے ووٹ یعنی رائے دی تھی باقی ماندہ انتخاب کنندون مین سے
تقریباً نصف انتخاب کنندون نے اُن لوگون کو اپنا قائم مقام منتخب کیا ہے جنکی نسبت ہم یہ
فرض کر چکے ہین کہ اُنھون نے اُن قوانین کے خلاف ووٹ دیا ہے۔ پس یہ امر
ممکن ہے بلکہ ظن غالب ہے کہ جو رائے پارلیمنٹ مین غالب ہی ہے وہ قوم کے صرف
ایک فریق قلیل کی خواہشون کے موافق تھی اگرچہ وہ فریق قلیل قوم کے اُس جزو مین فریق کثیر ہے
جسکو آئین سیاست نے ایک صاحب حکومت فرقہ بنا دیا ہے۔ اگر سلطنت جمہوری کے معنے
فریق کثیر کا غالب رہنا ہے تو اسکے یقین کرنے کا کوئی ذریعہ نہین ہے بجز اسکے کہ ہر فرد قوم کو
امور سلطنت کے آخری فیصلہ مین رائے زنی کا حق بدرجہ مساوی دیا جائے اور جو فریق
قلیل رائے زنی کے حق سے خواہ عمداً خواہ بمجبوری محروم رکھا جائے اُسکی محرومی
سے فریق کثیر کو قوت نہین حاصل ہوتی ہے بلکہ حکومت کے پلہ کے اور کسی جزو مین
فریق قلیل کو قوت حاصل ہوتی ہے۔

اس استدلال کا ایک ہی جواب ممکن ہے۔ وہ یہ ہے کہ چونکہ مختلف مقامات مین
مختلف رائین غالب ہوتی ہین لہذا جو رائے بعض مقامات پر کم لوگون کی ہے وہی
رائے دیگر مقامات پر بہت سے لوگون کی ہے۔ پس بالمجموع جو کوئی رائے انتخاب
کنندون کے حلقون مین موجود ہے اسکی منظر اور مؤید یہ تعداد واجب قائم مقامان قوم کی

کمیٹی یعنی پارلیمنٹ کے لیے منتخب ہوتی ہے۔ البتہ انتخاب کنندون کی موجودہ حالت پر یہ قول مجملاً صادق آتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہو تو پارلیمنٹ کے ہوس آف کامنس کا قوم کے عام خیالات کے مخالف ہونا بہت جلد ظاہر ہوجاے۔ لیکن اگر انتخاب کنندون کے حلقے بہت وسیع کر دیئے جائین تو یہ قول نہ صادق آئیگا اور اگر وہ اسقدر وسیع کر دیے جائین کہ کل آبادی پر حاوی ہوجائین تب تو یہ کلیہ بالکل نہ صادق آئیگا۔ کیونکہ اس صورت مین ہر مقام پر فریق کثیر مین مزدور پیشہ لوگ ہونگے اور جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آئیگا جسمین ان فرقون کو قوم سے عموماً اختلاف ہوگا تو سوا ان فرقون کے اور کسی فرقہ کے قائم مقام کہین نہونگے۔ چنانچہ ابتک لوگ یہ شکایت کرتے ہین کہ ہزار ہا انتخاب کنندے اپنے وکلا کو پارلیمنٹ مین بھیجنا چاہتے ہین مگر کوئی ممبر ہوس آف کامنس مین ایسا نہین ہے جسکے انتخاب کی تائید مین انھون نے ووٹ دیا ہو۔ بڑے بڑے قصبون مین جو حلقے انتخاب کنندون کے ہین اُنمین اعلی درجہ کے تعلیم یافتہ لوگ موجود ہین جو اپنے ملک کے بڑے خیرخواہ ہین لیکن اب ان حلقون کی کیفیت یہ ہے کہ یا تو اُنکے وکلا پارلیمنٹ مین بالکل نہین ہین یا اگر ہین تو وہ ممبر ہین جو اُنکی راے کے خلاف منتخب کر لیے گئے ہین یعنی جو انتخاب کنندے اُسطرح نہین ہین جسطرح کسی خاص شہر یا قصبہ کے اکثر باشندے ہین اُنکا کوئی قائم مقام پارلیمنٹ مین نہین رہا ہے۔ اور جو انتخاب کنندے اُسی طرف ہین اُنمین سے اکثر کی راے اُس ممبر کے انتخاب کے خلاف تھی جو اُنکا وکیل منتخب ہوکر پارلیمنٹ مین بھیجا گیا ہے یعنی اُنھون نے بمجبوری اُس شخص کو قبول کر لیا ہے جسکے مؤید بہت سے لوگ اُس ملکی فریق مین تھے جسمین وہ انتخاب کنندے شامل ہین اگرچہ اُس شخص کی راے ہر امر مین اُنکی راے کے خلاف ہو۔ اس سے بہتر

تو یہی تھا کہ فریق قلیل کو ووٹ دینے کی مطلق اجازت نہ دیجاتی کیونکہ اس صورت مین
اقل مراتب اتنا تو ہوتا کہ فریق کثیر کو کوئی ایسا ممبر ملجاتا جو انکی خاص رائے کو پارلیمنٹ مین
ظاہر کرتا لکن اب یہ کیفیت ہے کہ ہر شخص کو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ہمارے ملکی فریق مین تفرقہ نہ
پڑجاے اور فریق مقابل کے لوگ ہمارے فریق مین نہ گھس آئین اسوجہ سے سب
لوگ اُسی شخص کے موافق **ووٹ** دیتے ہین جو سب سے پہلے انتخاب کا خواستگار
ہوتا ہے اور انکا حامی ہین لیتا ہے یا اُس شخص کی ممبری پر **ووٹ** دیتے ہین جسکو اُنکے
پیشوا پیش کرتے ہین اور ان پیشواؤن کی یہ کیفیت ہے کہ اگر یہ فرض کر لیا جاے کہ اپنے
ذاتی اغراض کو انتخاب کے معاملہ مین نہین دخل دیتے (حالانکہ ایسا کمتر ہوتا ہے) توبھی ایسے
امیدوار کو پیش کرتے ہین جسکے انتخاب پر اُنکے فریق کے کسی آدمی کو سخت اعتراض
نہین ہوتا ہے اور جس شخص کو وہ پیش کرتے ہین نہ اُسمین کوئی ایسی خاص صفت ہوتی ہے
جو اُسکو اور امیدواران انتخاب سے ممیز کرے نہ کسی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس شخص کی کیا
راے ہے صرف اتنی صفت اُسمین ہوتی ہے کہ اپنے فریق کا کلمہ گو ہوتا ہے۔ بعینہ یہی کیفیت
ممالک متفقہ امریکا مین ہوتی ہے کہ جب وہان کی جمہوری سلطنت کے لیے
پریسیڈنٹ منتخب کیا جاتا ہے اُسوقت جو فریق سب سے زیادہ قوی ہے وہ بھی
سب سے زیادہ ذی لیاقت آدمیون کو پیش کرنے کی جراُت نہین کرتا ہے اسواسطے
کہ ہر ایک ذی لیاقت آدمی چونکہ مدت مدید تک عوام الناس کے مطمح نظر رہا ہے
لہذا اُس فریق کا کوئی نہ کوئی جزو اُس لائق شخص کے برخلاف ہوگیا ہے۔ پس یہ یقین
نہین ہوسکتا کہ وہ سارا فریق ایسے شخص کے موافق **ووٹ** دیگا جسکو وہ عوام الناس کا
مقرب اور اپنے فریقی اغراض کا مخالف سمجھتا ہے۔ البتہ اُس شخص کے موافق

ووٹ دیگا جو بالکل مجہول الحال ہے یعنی جسکی کیفیت کوئی اُسوقت تک مطلق نہین جانتا تھا جبتک وہ بطور امیدوار انتخاب کے پیش کیا گیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کو وہ فریق منتخب کرتا ہے جو سب سے زیادہ قوی ہے شاید وہ بھی صرف اُنھین چند آدمیون کی خواہشون کا مظہر ہوتا ہے جنکے شمول سے اُس فریق کی تعداد دوسرے فریق سے زیادہ ہوگئی ہے اور ہر ایک فریق جسکی تائید پر اس امیدوار کی کامیابی موقوف ہے اُسکے انتخاب کو روک سکتا ہے۔ اور جو فریق اپنی بات پر ضد کرتا اور مقابلہ پر تلا رہتا ہے وہ اور سب کو مجبور کرکے اُسی شخص کو منتخب کرا سکتا ہے جسکو خود اُس فریق نے نامزد کیا ہے اور غضب یہ ہے کہ یہ ضد اور کد اکثر اُن لوگون مین پائی جاتی ہے جو اپنی ذاتی غرض سے مقابلہ پر تلے رہتے ہین عموماً سب کے فائدہ کے لیے نہین لڑتے ہین۔ لہذا فریق کثیر کو اپنے زمرہ کے اُن لوگون کی تقلید کرنی پڑتی ہے جو نہایت بزدل اور تنگ ظرف اور متعصب ہوتے ہین یا جو صرف اپنے ہی فرقے کی خیر منایا کرتے ہین۔ ایسی صورت مین فریق قلیل کے حقوق انتخاب اُن مقاصد کی تائید مین نہین استعمال کیے جاتے جن مقاصد سے ووٹ دیے جاتے ہین بلکہ صرف اسلیے استعمال کیے جاتے ہین کہ فریق کثیر کو مجبور کرکے وہ امیدوار منتخب کرا لیا جائے جسکو اُس فریق کے سب سے ضعیف اور بدتر لوگون نے پیش کیا ہے۔

کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ اکثر اشخاص اِن خرابیون کو تسلیم تو کرتے ہین مگر اُنکو آزاد گورنمنٹ کا فدیہ خیال کرتے ہین۔ تھوڑی ہی مدت گذری ہے کہ آزادی کے دوستون کی یہی رائے تھی لیکن اِن خرابیون کو لاعلاج سمجھکر اُنسے درگذر کرنے کی عادت ایسی پڑ گئی ہے کہ اکثر اشخاص مین اب یہ قابلیت ہی نہین باقی رہی ہے کہ ان

خرابیون کو اصلاح پذیر خیال کرسکین اور یہ سمجھ سکین کہ اگر ممکن ہوتا تو ہم خوشی سے انکی اصلاح کرتے کیونکہ جب کسی بیماری کے علاج پذیر ہونے سے آدمی کو یاس ہوجاتی ہے تو اُس بیماری کا انکار کرنے لگتا ہے اسی وجہ سے لوگون کو ان خرابیون کی اصلاح تجویز کرنے سے بھی نفرت ہے اور اصلاح کے مجوز کو یہ سمجھتے ہین کہ ایک اور خرابی پیدا کر رہا ہے بعوض اسکے کہ ایک خرابی کی اصلاح کر رہا ہے بلکہ لوگ ان خرابیون کے ایسے عادی ہوگئے ہین کہ انکی شکایت کرنا بھی عیب سمجھتے ہین لیکن بہرکیف خواہ یہ خرابیان اصلاح پذیر ہون خواہ نہون جس شخص کے دل کو ان خرابیون کا صدمہ نہو وہ آزادی کا نادان دوست ہے اور جسکو یہ امر معلوم ہونے سے خوشی نہو کہ یہ خرابیان اصلاح پذیر ہین وہ آزادی کا سچا عاشق نہین ہے۔ کوئی امر اس سے زیادہ یقینی نہین ہے کہ فریق قلیل کو بالکل مٹا دینا نتیجہ ضروری ولابدی آزادی کا ہرگز نہین ہے اور اُسکو سلطنت جمہوری سے کچھ بھی تعلق نہین ہے بلکہ اس قسم کی سلطنت کے پہلے ہی اصول کے خلاف ہے وہ اصول یہ ہے کہ ہر فرقہ کی تعداد کے موافق اُسکے قائم مقامون کی تعداد ہونی چاہیے سلطنت جمہوری کا جزو اعظم یہ ہے کہ قلیل فریقون کے وکلا ربقدر معتدبہ ہون اور جس سلطنت جمہوری مین یہ نہو وہ صرف نمائشی ہے اصلی نہین ہے۔

جن لوگون نے اس مسئلہ کو تحقیق کرنے کے بعد ان دلائل کی قوت کا اندازہ کیا ہے انھون نے مختلف تدبیرین اس خرابی کو کم وبیش دفع کرنے کی تجویز کی ہین چنانچہ لارڈ جان رسل صاحب وزیر اعظم نے منجملہ ان مسودات قانون کے جو پارلیمنٹ کی اصلاح کے لیے پیش کیے تھے ایک مسودہ قانون مین یہ قاعدہ لکھدیا ہے کہ انتخاب کنندون کے بعض حلقے اپنے صرف ممبر منتخب کرکے پارلیمنٹ مین بھیجا کرین

اور ہر انتخاب کنندے کو اجازت دیجاے کہ اُنمین سے دو ممبرون کے انتخاب پر ووٹ دے اور مسٹر ڈزریلی نے اُس مباحثہ مین جو فی الحال پارلیمنٹ مین ہوا ہے اِس واقعہ کو یاد دلا کر لارڈ جان رسل کو ملامت کی ہے۔ ظاہرا مسٹر ڈزریلی کی یہ رائے معلوم ہوتی ہے کہ کنسرویٹو ارباب سیاست کو یہی شایان ہے کہ صرف سائل کا لحاظ کرین اور جو کوئی شخص ایک مرتبہ بھی احیاناً اغراض کا خیال کرے اُسکی توہین کرین اور اُس سے بیزاری ظاہر کرین۔ بعض اہل سیاست نے یہ تجویز کی ہے کہ ہر ایک انتخاب کنندہ کو صرف ایک شخص پر ووٹ دینے کی اجازت دیجاے۔ انمین سے ہر ایک تجویز کے بموجب وہ فریق قلیل جو کسی مقام خاص کے انتخاب کنندون کی جماعت کے ایک

سلہ یہ فاحش غلطی جو مسٹر ڈزریلی نے کی ہے جس سے ہاکمن صاحب نے چند روز کے بعد اپنی علیحدگی ظاہر کی اور تعلیما انکا شہری تو اپنے کے قابل ہے بخلاف دیگر مثالون کے ایک بدیہی مثال اس امر کی ہے کہ بیشتر یاران فرقہ کنسرویٹو کنسرویٹو اصول سے بھی بہت کم واقف ہین۔ پولیٹکل فریقون سے اس امر کی امید رکھنا کہ ایسے نیک نہاد اور ہوشیار ہین کہ اپنے مخالفین کے اصول کو بھی سمجھکر عمل مین لاتے ہین خیال خام ہے بلکہ اگر ہر ایک فریق اپنے ہی اصول کو سمجھکر انکا پابند ہو تا ہم غنیمت ہے۔ انگلینڈ کے حق مین بہت بہتر ہو اگر کنسرویٹو ہر ایک مر کنسرویٹو بر لبرل ہر ایک لبرل پر ووٹ دیا کرین اگر ایسا ہوا کرے تو ہمکو بڑے عرصہ تک اُن امور کا انتظار نہ کرنا پڑے جو مانند اِس تجویز کے جسکا ذکر ہو رہا ہے اور دیگر تجویزات کے کنسرویٹو اور لبرل دونون کا مصداق کلی ہے۔ چونکہ فرقہ کنسرویٹو بمقتضی اپنی حقیقت اور ماہیت کے سب سے زیادہ احمق فرقہ ہے لہذا اس قسم کی غلطیان اکثر اُس سے ہوتی ہین اور مقام افسوس یہ ہے کہ اگر کسی امر کی نسبت کوئی ایسی تجویز پیش کیجاے جو سچی اور صحیح اور عاقلانہ کنسرویٹو اصول کے موافق ہے اور اگر فرقہ لبرل اُسکے موافق ووٹ دینے کو تیار ہو تو بھی ایک جم غفیر فرقہ کنسرویٹو کا آنکھین بند کرکے اُسکی مخالفت پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اُسکو منظور نہین ہونے دیتا فقط ۱۲ منہ

ثلث کے برابر یا اُس سے زائد ہو تین ممبرون سے اقل مراتب ایک ممبر کو یا دوست کے لیے منتخب کر سکیگا۔ یہی نتیجہ اس سے بہتر طریقہ سے اُس حالت مین بھی پیدا ہوگا کہ جب انتخاب کنندے کو تین ووٹ دینے کا حق حاصل ہو مگر اُسکو اختیار رہو کہ ایک ہی امیدوار پر تینون ووٹ دے جیسا مسٹر جیمس گارتھ مارشل نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے یہ تجویزین اگرچہ کسی تجویز کے نہونے سے تو بدرجہا بہتر ہین لیکن یہ صرف حیلے بنا اور اپنے مقصود اصلی بہت ناقص طور سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اپنسے یہ خرابی لازم آتی ہے کہ ہر مقام خاص کا وہ فریق قلیل جو کل آبادی کے ایک ثلث سے کم ہو بلکہ وہ سب فریق قلیل جنمین انتخاب کنندون کے متعدد حلقون کے لوگ شامل ہون بلا قائم مقام رہ جائینگے (یعنی اُنکا کوئی قائم مقام پارلیمنٹ مین نہوگا) مگر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ انمین سے کوئی تجویز نہین عمل مین لائی گئی اور اگر انمین سے کسی تدبیر کا عمل درآمد کیا جاتا تو صحیح اصول قائم ہوجاتا اور اسکی تکمیل کی راہ نکل آتی لیکن واقعی قائم مقامی بدرجہ مساوی اُسوقت تک نہین حاصل ہوسکتی جب تک کہ انتخاب کنندون کے کسی گروہ کو جسکی تعداد بحساب اوسط کسی حلقہ کی تعداد کے برابر ہوجاتی ہے وہ ملک مین کسی مقام پر سکونت رکھتے ہون یہ اختیار نہ حاصل ہو کہ باہمی مشارکت سے اپنے قائم مقام کو منتخب کرین۔ ایسے کامل درجہ کی قائم مقامی عمل پذیر نہین معلوم ہوتی تھی یہانتک کہ ایک نہایت لائق و فائق اور وسیع النظر اور باریک بین صاحب نے جنکا نام مسٹر ٹامس ہیر ہے اسکا ممکن العمل ہونا اسطرح ثابت کردیا کہ ایک ایکٹ پارلیمنٹ کا مسودہ تیار کرکے جسکے عملدرآمد کی تدبیر اسمین لکھدی یہ تدبیر گویا بے مثل ہے اور بڑی صفت اسمین یہ ہے کہ گورنمنٹ یعنی حکمرانی کے ایک

بڑے اصول کی عملدرآمد کا ایسا طریقہ تجویز کیا ہے جو بہ لحاظ اُس امر خاص کے جو مطلوب ہے بے نظیر ہے اور اُسمین یہ خوبی بھی ہے کہ چند دیگر اہم اغراض بھی برآتے ہین۔

تجویز مذکورۂ بالا کا محصل یہ ہے کہ انتخاب کنندون کی وہ تعداد جو اس امر کی مستحق ہوگی کہ اُسکا ایک ممبر پارلیمنٹ مین بھیجے اوسط نکالنے کے معمولی طریقہ سے دریافت کی جائیگی یعنی انتخاب کنندون کی تعداد اُن جگہون کی تعداد پر تقسیم کیجائیگی جو پارلیمنٹ مین خالی ہین اور جو کوئی امیدوار اس تعداد کو حاصل کرے جو حاصل قسمت ہو وہ پارلیمنٹ کا ممبر قرار پائیگا اس سے بحث نہین کہ وہ تعداد کتنی مختص المقام انتخابی حلقون سے حاصل ہوئی ہے ووٹ مختص المقام امیدوار کو دیے جاسکینگے جیسا اب ہوتا ہے لکن ہر ایک انتخاب کنندے کو اختیار ہوگا کہ سارے ملک کے جس کسی حصہ مین کوئی شخص انتخاب کی امیدواری کرے اُسی کے موافق ووٹ دے اور جن انتخاب کنندون کو کسی مقام خاص کے امیدواران انتخاب کو اپنا قایم مقام مقرر کرنا منظور ہو اُنکو اختیار ہوگا کہ تمام ملک مین جس شخص کو سب سے زیادہ پسند کرین اور جو اپنے تئین ممبر منتخب کرانے پر راضی ہو اپنے ووٹ کی مدد سے اُسکو ممبر منتخب کرالین۔ اس تجویز سے یہ فائدہ ہے کہ فریق قلیل کو جو دوسرے ووٹ دینے کے حق سے محروم رہتا ہے حقوق انتخاب حاصل ہو جاینگے لکن یہ ضرور ہے کہ نہ صرف وہ لوگ جنھون نے کسی مختص المقام امیدوار کے موافق ووٹ دینے سے انکار کیا بلکہ وہ لوگ بھی جنھون نے اُنمین سے ایک امیدوار کے موافق ووٹ دیا مگر مغلوب ہوئے دوسرے مقام سے اپنے اُس قائم مقام کو منتخب کرین جو خود اُنکے ضلع مین اُنکو نہین میسر آیا۔ اسی غرض سے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ انتخاب کنندہ ایسی فہرست انتخاب داخل کر سکتا ہے جسمین سوا اُس شخص کے

نام کے جو اُسکو پسند ہے مگر اشخاص کے نام بھی لکھے ہون۔ اُسکا ووٹ صرف ایک امیدوار کے لیے محسوب ہوگا لکن اگر جس شخص کو اُسنے پہلے پسند کیا تھا وہ اسوجہ سے ممبر منتخب ہوا ہو کہ تعداد کافی ووٹون کی اُسکو نہ حاصل ہوئی ہو تو شاید دوسرے امیدوار کی خوش قسمتی سے اُس انتخاب کنندہ کا ووٹ اُسکو ملجائیگا وہ انتخاب کنندہ اپنی فہرست کو اِس سے بھی زیادہ امیدوارون کی تعداد پر موافق اپنی پسند کے حاوی کرسکتا ہے تاکہ جو نام فہرست کے سرے پر لکھے ہین اگر اُنسے تعداد معینہ ممبرون کی نہ حاصل ہوسکے یا بغیر اُسکے ووٹ کی تعداد معینہ حاصل ہوسکے تو بھی دوسرے امیدوار کے انتخاب مین وہ ووٹ معین ہوسکے۔ ہوس آف کامنس کی تکمیل کے لیے جتنے ممبرون کی ضرورت ہے اُنکی تعداد کو پورا کرنے کے لیے اور نیز اِس غرض سے کہ تقریبًا سب ووٹ اُنھین امیدواران انتخاب کو نہ ملجائین جو نہایت عوام پسند ہون یہ امر ضرور ہے کہ چاہے کوئی امیدوار کتنے ہی ووٹ کیون نہ حاصل کرے لکن تعداد معینہ سے زیادہ اُسکے انتخاب مین نہ محسوب کیجاے اور باقیماندہ انتخاب کنندون کے ووٹ انتخاب کی فہرستون مین جس امیدوار کا نام پہلے امیدوار کے بعد لکھا ہوا جسکو اُسکی ضرورت ہو اُسکے انتخاب مین محسوب کیے جائین اور اُن ووٹون کی مدد سے تعداد معینہ پوری کرلیجاے۔ متعدد طریقے اِس امر کے تصفیہ کرنے کے لیے تجویز ہوے ہین کہ جتنے ووٹ امیدوار انتخاب نے حاصل کیے ہون اُنمین سے کون ووٹ اُسکے انتخاب مین محسوب کیے جائین اور کون ووٹ دوسرے امیدوارون کے لیے لکھے جائین۔ اُن طریقون کی تصریح اِس مقام پر کرنا کچھ ضرور نہین ہے۔ ووٹ اُن سب اشخاص کے جنکے قائم مقامی پارلیمنٹ مین دوسرے

طریقہ سے ہوگی بہتیک اُس اُمیدوار کو ملینگے باقی ماندہ ووٹون کا تصفیہ قرعہ اندازی کے ذریعہ سے کرنے مین کچھ قباحت نہین ہے لیکن اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ ووٹ کی فہرستون کو صدر کے دفتر مین لیجاکر ووٹون کا شمار کیا جاوے اور پہلے۔ دوسرے۔ تیسرے اور دیگر ووٹ جو ہر ایک امیدوار کو ملے ہین دریافت کیے جائین اور تعداد معینہ ووٹون کی ہر ایک امیدوار کو دیجاوے جسنے وہ تعداد حاصل کی ہو یہانتک کہ تعداد ممبران ہوس کی پوری ہوجاوے اور پہلے ووٹون کو دوسرے ووٹون پر اور دوسرون کو تیسرون پر ترجیح دیجاوے اور علی ہذا القیاس۔ انتخاب کی فہرستین اور دیگر لوازم حساب عام دفترون مین رکھے جائین جہان اُن سب لوگون کی جنکو اس معاملہ سے کچھ تعلق ہے رسائی ہوسکے اور جس امیدوار نے تعداد معینہ ووٹون کی حاصل کی ہو گر ممبر نہ منتخب ہوا ہو اُسکو اختیار رہے کہ اس امر کو باآسانی ثابت کردے۔

تجویز مذکورۂ بالا کے خاص مراتب یہ ہین جو بیان کیے گئے۔ اسکی عملدرآمد کے ذریعے بہت آسان ہین اُنکی مفصل کیفیت ہیر صاحب کے رسالہ موسومہ انتخاب ممبران پارلیمنٹ[۵۱] سے اور ہنری فاسٹ[۵۲] صاحب کے اُس رسالے سے جسمین ہیر صاحب کے رفارم بل کی توضیح اور تسہیل کی ہے دریافت ہوسکتی ہے۔ اس آخر الذکر رسالہ مین ہیر صاحب کی تجویز کو بہت صاف اور واضح طور سے بیان کیا ہے اور اُسکے بعض مطالب اصلی کو نکال ڈالا ہے جو فی نفسہ تو مفید تھے مگر اس تجویز کی سادگی مین زیادہ تر مخل تھے

۵۱ مطبوعہ ۱۸۵۹ء ۱۲۶

۵۲ مطبوعہ ۱۸۶۰ء ۱۲۶

بہ نسبت اسکے کہ اسکے عملی فائدہ مین معین ہون - ان دونون رسالون کو جتنا غور سے دیکھیے اتنا ہی آپ کو یقین ہوتا جائیگا کہ یہ تجویز تجربی عمل پذیر ہے اور اس سے فوائد عظیم متصور ہین - اور یہ فوائد ایسے عظیم اور کثیر ہین کہ میرے یقین مین انکی وجہ سے مسٹر ہیر صاحب کی تجویز ایک بہت بڑی اصلاح منجملہ اُن اصلاحات کے ہوگئی ہے جو گورنمنٹ کے علم اور عمل مین اسوقت تک ہوئے ہین -

پہلی خوبی تو اس تجویز مین یہ ہے کہ انتخاب کنندون کے گروہ کے ہر ایک شعبہ کی قائم مقامی موافق انکی تعداد کے حاصل ہوسکتی ہے نہ یہ کہ صرف دو بڑے فریقون کے اور شاید خاص خاص مقامات مین چند قلیل فریقون کی قائم مقامی حاصل ہو بلکہ کل قوم مین ہر ایک فریق قلیل کو جسکی تعداد اتنی ہو کہ ازروے اصول انصاف قائم مقامی کا مستحق ہو اپنا قائم مقام پارلیمنٹ کے لیے منتخب کرنے کا موقع ملسکتا ہے - دوسری خوبی اس تجویز مین یہ ہے کہ کسی انتخاب کنندہ کا قائم مقام صرف براے نام وہ شخص نہ مقرر ہوگا جسکو خود اُسنے نہین پسند کیا ہے جیسا کہ بالفعل ہوتا ہے - بلکہ ہوس کا ہر ایک ممبر قائم مقام ایک جماعت متفقہ کا ہوگا یعنی ہزار دو ہزار پانچہزار یا دس ہزار یا جسقدر کہ تعداد انتخاب کنندوان کے قاعدہ کی روسے قرار پائی اُنکا قائم مقام ہوگا اور قائم مقام بھی ایسا جسکے انتخاب پر ہر ایک انتخاب کنندہ صرف ووٹ ہی نہین دیتا بلکہ سارے ملک مین اُسی کو چن لیتا نہ یہ کہ (مثلاً) دو تین سڑی ہوئی نارنگیون مین سے ایک کو پسند کر لیتا کیونکہ اگر وہ کسی مقام خاص مین انتخاب کرتا تو شاید اُسکو ایسا ہی کرنا پڑتا - اس تجویز کے باعث سے انتخاب کنندے اور اُسکے قائم مقام مین رشتہ یگانگیت ایسا مضبوط اور قیمتی ہوجائیگا جسکا تجربہ بالفعل ہمکو نہین ہے اور گویا ہر ایک انتخاب کنندے

اور اُسکے قائم مقام مین من تو شدم تو من شدی کی کیفیت ہو جائیگی - اور ہر ایک انتخاب کنندہ جو اُسکے واسطے ووٹ دیگا دو وجہ سے دیگا یا تو اسوجہ سے کہ منجملہ اُن تمام امیدواران انتخاب کے جنسے ایک گروہ انتخاب کنندون کا حُسنِ ظن رکھتا ہے وہی ایک ایسا شخص ہے جو خود اِس انتخاب کنندے کی رایون کو بہت عمدہ طور سے ظاہر کرتا ہے یا وہ ایسا شخص ہے جسکی لیاقت اور وضع کو انتخاب کنندہ سب سے زیادہ مانتا ہے اور جسکو وہ اپنا معتبر خیال کرتا ہے - اور وہ شخص قصبہ یا شہر کے باشندون کا قائم مقام ہوگا نہ کہ اُسکے اینٹ اور چونے کا قائم مقام ہو - اور صرف چند مشہور آدمیون کا قائم مقام نہوگا - بلکہ خاص خاص مقامات کی قائم مقامی مین جتنی خوبیان ہونی چاہئین وہ سب باقی رہینگی اگرچہ قومی پارلیمنٹ کو خالص قائم مقامی امور سے بہت کم تعلق رکھنا چاہیے تاہم جب اُسکو ایسے امور مین بھی دخل دینا پڑتا ہے تو ایسے ممبر بھی پارلیمنٹ مین ہونے چاہئین جو ہر ایک بڑے مقام کے امور کی نگرانی کرنے کے لیے خاص طور سے مقرر کیے جائین اور اِس تجویز کے موافق ایسے ممبر موجود ہونگے اور ہر ایک مقام خاص مین جہان انتخاب کنندون کی تعداد معینہ بہم پہونچ سکے اکثر لوگ عموماً یہی پسند کرینگے کہ اپنے زمرہ سے کسی کو اپنا قائم مقام بناوین اور وہ شخص ایسا ہو کہ اُس مقام خاص کے حالات سے آگاہ ہو اور وہین سکونت رکھتا ہو بشرطیکہ ایسا کوئی شخص امیدواران انتخاب مین پایا جاوے جو دوسرے طور سے بھی قائم مقامی کی عمدہ لیاقت رکھتا ہو - خاص کر فریق قلیل جب قائم مقامی ممبر کو منتخب کر سکیگا تو امیدوار انتخاب کی تلاش اور کہین کریگا مگر وہ امیدوار ایسا ہوگا کہ فریق مذکور کے ووٹون کے علاوہ اور ووٹ بھی حاصل کریگا -

منجملہ اُن تمام طریقون کے جنسے قومی قائم مقامی کے اصول کا قائم ہونا ممکن ہے یہ طریقہ ایسا ہے جس سے تحفظ کامل اس امر کا ہوجاتا ہے کہ قائم مقام وہ لوگ مقرر ہون جو مطلوبہ عقلی لیاقتین رکھتے ہون۔ بالفعل یہ امر سب کے نزدیک مسلم ہے کہ جو شخص صرف لیاقت خداداد اور قابلیت مکتسبہ رکھتا ہے اُسکو ہوس آف کامنس مین داخل ہونا روز بروز مشکل ہوتا جاتا ہے۔ اور صرف وہی اشخاص پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوسکتے ہین جو کسی مقام خاص مین رسوخ رکھتے ہین یا زرکثیر صرف کرکے اپنے تئین منتخب کرالیتے ہین یا جنکو دو بڑے پولٹیکل فریقون مین سے کوئی فریق یہ سمجھکر ہمارا فریق ہرحال مین اُنپر بھروسا کرسکتا ہے حسب مطلب تین چار سو داگردن یا اٹرنیون کے لندن کے کسی کلب سے بھیجدیتے ہین۔

ہیر صاحب کے قاعدہ کے موافق جو لوگ مقامی امیدوارون کو نہ پسند کرین یا جس مقامی امیدوار کو پسند کرتے ہین اُسکو منتخب کرانے مین کامیاب نہون اُنکو اختیار ہوگا کہ فہرست امیدواران انتخاب مین جن مشہور و معروف آدمیون کے نام لکھے ہین اور جنکے عام پولٹیکل اصول کے ساتھ وہ ہمدردی رکھتے ہین اُنمین سے جنکو چاہین اُنکا نام اپنی فہرستون مین لکھ لین۔ پس ہر شخص جسنے کسی طور سے اعزاز و امتیاز حاصل کیا ہو گو کسی مقام خاص مین رسوخ نہ رکھتا ہو اور کسی ملکی فریق سے بیعت بھی نہ کی ہو اُسکو عمدہ موقع اس بات کا ملیگا کہ ووٹون کی تعداد معینہ حاصل کرے اور جب لوگون کو یہ ترغیب دیجائیگی تو اِس کثرت سے امیدواران انتخاب پیدا ہوجائینگے جسکا اسوقت تک وہم و گمان بھی نہین ہے۔ صدہا لائق اور آزاد منش آدمی جنکے منتخب ہونے کا احتمال انتخاب کنندون کے کسی حلقہ مین کثرت کے ذریعہ سے

نہین ہے اپنی تصنیفات یا رفاہ عام کی کوششون کے باعث سے مشہور ہوگئے ہین اور انکو ملک کے ہر ایک ضلع مین چند اشخاص پسند کرتے ہین پس اگر ہر ایک ووٹ جو انکے موافق ہر ایک مقام پر دیا جائیگا انکے انتخاب مین محسوب کیا جاوے تو شاید وہ ووٹون کی تعداد معینہ کو پورا کر سکینگے - اور کسی طریقہ سے اس امر کا تعین نہین ہو سکتا ہے کہ پارلیمنٹ مین نہایت چیدہ اور برگزیدہ آدمی داخل ہو سکتے ہین

یہ قاعدہ انتخاب ممبران ہوس آف کامنس کی لیاقت علمی کو صرف قلیل فریقون کے ووٹون کے ذریعے سے زیادہ نہ کردیگا بلکہ اس قاعدہ سے فریق کثیر بھی اس بات پر مجبور ہو جائینگے کہ ایسے ممبرون کی فکر کرین جو ممبران مروجہ سے بہت زیادہ لیاقت رکھتے ہون جب فریق کثیر کے اشخاص کو دو باتون مین سے ایک بات خواہ مخواہ اختیار کرنی پڑیگی کہ یا تو اسی شخص کے موافق ووٹ دین جسکو انکے مقامی پیشواؤن نے پیش کیا ہے یا بالکل ووٹ ہی نہ دین اور جب اس شخص کو جسے پیشوایان مذکورین نے نامزد کیا ہے نہ صرف اس امیدوار کا مقابلہ کرنا پڑیگا جو فریق قلیل کی جانب سے پیش ہوا ہے بلکہ سارے ملک مین جتنے نامی وگرامی آدمی ہین اور جو اپنے ملک کی خدمت گذاری کرنا چاہتے ہین ان سبکا مقابلہ کرنا پڑیگا - تو یہ امر غیر ممکن ہو جائیگا کہ وہی شخص انتخاب کنندون کے سر منڈھ دیا جاوے جو اپنے پولٹیکل فریق کا کلمہ گو ہو اور تین چار ہزار پونڈ صرف کرنے کا مقدور رکھتا ہو اس صورت مین فریق کثیر جس امیدوار کو اپنی پسند کے لائق سمجھیگا اسی کو منتخب کریگا ورنہ اپنی ووٹون کو اور کہین لیجائیگا اور فریق قلیل غالب آجائیگا اور فریق کثیر جو اپنے زمرہ سے چند کم مایہ آدمیون کا مرید ہو جایا کرتا ہے یہ بات بھی نہ باقی رہیگی بلکہ مشہور آدمیون مین جو

سب سے زیادہ لائق و فائق ہونگے بہ ترجیح دیگر اشخاص پیش کیے جائینگے بلکہ اگر ممکن ہوگا تو وہ لوگ پیش کیے جائینگے جو اُن مقام خاص سے یا ہر بھی نیکنام مشہور ہین تاکہ انکی مقامی قوت اور جگہ کے اتفاق و ووٹون کے ذریعہ سے زیادہ ہوجائے - انتخاب کنندون کے حلقون مین امیدواران انتخاب کی نسبت باہم رقابت پیدا ہوجائیگی اور ایک دوسرے کی ضد پر اُن لوگون کو منتخب کرینگے جو علاوہ اسکے کہ مقامی حالات سے بخوبی واقف ہون دیگر وجوہ سے بھی لیاقت انتخاب کی رکھتے ہون -

پنچایتی گورنمنٹ اس زمانہ کی تہذیب و شائستگی کی طرح اعتدال مجموعی کیطرف مائل بالطبع ہے اور یہ میلان طبیعی حق انتخاب کو بڑھانے گھٹانے سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور اس حق کے گھٹانے بڑھانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اصلی حکومت اُن فرقون کے ہاتھ مین آجاتی ہے جو تعلیم کے اعلیٰ درجے سے نیچے گرے ہوئے ہین لیکن اگرچہ بڑے بڑے صاحبان لیاقت اور اہل علم کی تعداد جاہلون سے خواہ مخواہ بہت کم ہوتی ہے تاہم صاحبان لیاقت کا تعداد مین کم ہونا اور بات ہے اور یہ اور بات ہے کہ انکی کوئی بات سُنی جائے یا نہ سُنی جائے جھوٹی سلطنت جمہوری مین قائم مقامی کا حق سب کو نہین دیا جاتا ہے بلکہ کثیر مقامی فریقون کو دیا جاتا ہے پس ممکن ہے کہ ایسی سلطنت جمہوری میں تعلیم یافتہ فریق قلیل کی رائے کے اظہار کے ذریعے قائم مقامان قوم کی کمیٹی مین بالکل نہ موجود ہون

یہ مُسَلّم ہے کہ امریکا کی سلطنت جمہوری مین جو اس ناقص اساس پر قائم ہوئی ہے بڑے بڑے لائق آدمیون کو کمتر امید اس بات کی ہوتی ہے کہ کانگرس یا اضلاع کے

مجالس قانونی کے ممبر مقرر ہونگے لہذا وہ کمتر امیدواری کرتے ہین اور اگر انتخاب کی امیدواری کرتے ہین تو وہی لوگ کرتے ہین جو اپنی ذاتی رایون اور خیالات سے دست بردار رہنا جائز جانتے ہین اور جو اُنسے کم علم ہین اُنکے نقال بننا گوارا کرتے ہین۔ اگر کوئی ایسی تدبیر جیسی ہیر صاحب نے قرار دی ہے امریکا کی سلطنت جمہوری کے روشنضمیر اور وطن دوست بانیون کے ذہن مین حسن اتفاق سے خطور کرتے تو کانگرس مین اور نیز اضلاع کی مجالس قانونی مین اس قسم کے بہت سے ذی لیاقت آدمی ہوتے اور سلطنت جمہوری مین وہ خرابی نہوتی جو سب خرابیون سے زیادہ اُسکی بدنامی کا باعث ہے تخصیص قائم مقامی کا قاعدہ جو ہیر صاحب نے تجویز کیا ہے وہ اس مرض کے لیے گویا تریاق ہے اس قاعدہ کی روسے فریق قلیل ان تعلیم یافتہ اشخاص کا جو خاص خاص حلقون مین جابجا موجود ہین متفق ہوکر اپنی تعداد کے موافق ممبر انھین لوگون کو منتخب کریگا جو تمام ملک مین سب سے زیادہ لائق و فائق ہین اور نہایت قوی وجہ اس بات کی ہوگی کہ وہ ایسے ہی آدمیون کو منتخب کرے کیونکہ اُسکی قلت تعداد کی مکافات سوا اس طریقے کے اور کسی طریقہ سے ممکن نہین ہے اس قاعدہ کے اثر سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ فریق کثیر کے قائم مقامون کی لیاقت عمدہ ہوگی علاوہ اسکے سارا میدان انتخاب کا انھین کے ہاتھ نہ رہیگا۔ البتہ وہ اُنسے تعداد مین تو اُسی قدر زیادہ ہونگے جسقدر کہ انتخاب کنندون کا ایک فرقہ ملک مین دوسرے فرقہ سے زیادہ ہے وہ اپنے ووٹون سے اپنے رقیبون کو ہمیشہ مغلوب کرلینگے لیکن اتنا تو ہوگا کہ اُنکی موجودگی مین کلام کرینگے اور ووٹ دینگے

اور اُنکی نکتہ چینی اُٹھاینگے اور جب کوئی اختلاف ہوگا تو اُن چند تعلیم یافتہ
اشخاص کے دلائل کے جواب مین اُنکو ایسے وجوہ بیان کرنے پڑینگے جو اوّل
مراتب یا دی النظر مین ویسے ہی قوی ہونگے اور جیسا بعض لوگون کا قاعدہ ہے کہ جب
اُن اشخاص سے کلام کرتے ہین جنہین اتفاق راے ہو چکا ہے تو یہ فرض کر لیتے
ہین کہ ہمین حق پر ہین اُسطرح وہ لوگ یہ فرض نہ کر سکینگے کہ ہمین حق پر ہین لہذا
کبھی کبھی ایسا بھی ہوگا کہ خود اُنکو یقین ہو جائیگا کہ ہم باطل پر ہین - کیونکہ یہ لوگ عموماً نیک نیت
ہونگے (اور قومی قائم مقامون کا انتخاب اگر واجبی طور سے کیا جاے تو اتنی توقع تو
اُنسے ضرور ہو سکتی ہے) اور خود اُنکے دماغ اُن تعلیم یافتہ اشخاص کے فیض صحبت
بلکہ اُنکی مخالفت سے بھی روشن ہو جائینگے اور جو لوگ اُن مسائل کے مؤید ہین
جو عام پسند نہین ہین وہ اپنے دلائل کو صرف اُن کتابون اور اخبارون مین نہین
بیان کرینگے جو صرف اُنھین کے طرفدارون کی نظر سے گذرتے ہین اور جو لوگ باہم
مخالف ہونگے وہ دوبدو مقابلہ کرینگے اور اُنکی عقلی قوت کی آزمائش ملک کے روبرو بخوبی
ہوگی اُسوقت یہ ظاہر ہو جائیگا کہ وہ راے جو ووٹون کی گنتی کے وقت غالب رہی
تھی اُسوقت بھی غالب رہی تھی جبکہ ووٹ جانچے گئے اور شمار بھی کیے گئے تھے اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی لائق آدمی اپنی لیاقت کے اظہار کا ذریعہ پا جاتا ہے تو
عوام الناس اُسکو بخوبی پہچان جاتے ہین کہ یہ آدمی لائق ہے - اور اگر ایسے
آدمی کو اپنی پوری وقعت کا ایک جزو بھی نہ نصیب ہو تو اُسکا باعث وہ
آئین یا رواج ہے جسنے اُسکو محروم رکھا ہے - اگلے زمانے مین جو قومی سلطنتین
تھین اُنمین کوئی دستور ایسا نہ تھا جس سے کوئی لائق آدمی شہرت سے

محروم رہتا۔ شیر سلطنت ہونے کے لیے اُسکو کسی کی رضامندی کی ضرورت نہ تھی لیکن پنچایتی گورمنٹ مین ایسا نہین ہے اور ایسی گورمنٹ کے جو بہت بڑے دوست ہین وہ بھی اس اندیشہ سے خالی نہین ہین کہ وہ ڈما سٹھینیز یا تھمسٹاکلیس جسکے صائب مشورہ سے قوم کی جان بچ جاتی اپنی زندگی بھر پارلیمنٹ مین جگہ نہ پائیگا لیکن اگر قائم مقامون کی کمیٹی مین چند ہی اول درجہ کے روشن دماغ آدمی داخل ہو جائین اگرچہ باقی سب اوسط درجہ کی لیاقت کے آدمی ہون تاہم یہ ممکن نہین ہے کہ عام صلاح و مشورہ مین اُن اعلیٰ درجہ کی لیاقت کے آدمیون کا اثر بخوبی نہ محسوس ہو اگرچہ بعض امور کی نسبت اُنکی رائے رائے جمہور کے خلاف ہو۔ میرے خیال مین کوئی طریقہ ایسا نہین ہے جس سے ایسے عالی دماغ آدمیون کا پارلیمنٹ مین داخل ہونے کا یقین ہو جاے یہ امر صرف طریقہ مجوزہ ہیر صاحب سے متصور ہے۔

مجلس قانونی (پارلیمنٹ) کا یہ جز ایک مناسب اور موزون ذریعہ ایک بڑے بھاری تمدنی کام کا بھی ہو جائیگا جسکے کرنے کی کوئی تدبیر کسی موجودہ سلطنت جمہوری مین نہین کی گئی ہے مگر وہ تمدنی کام ایسا ہے کہ یہ ممکن نہین ہے کہ کسی گورمنٹ مین دواماً اُسکی تعمیل نہ کیجاے اور پھر اُس گورمنٹ مین تنزل اور انحطاط نہ ہو جاے اُس کام کا نام مخاصمت ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہر ایک گورمنٹ مین ایک قوت ایسی ہوتی ہے جو اور سب قوتون سے زبردست ہوتی ہے اور جو قوت سب سے زیادہ زبردست ہوتی ہے اُسکا میلان طبعی ہمیشہ وحدت کی طرف رہتا ہے یعنی وہ قوت ہمیشہ یہی چاہتی ہے کہ ایک اکیلی مین ہی باقی رہون) اور وہ قوت عمداً یا سہواً ہمیشہ ہی کوشش کیا کرتی ہے کہ اور سب میرے آگے سرنگون رہین اور سو وقت تک

مطمئن نہین ہوتی ہے جبتک کہ کوئی دوسری شے اُسکے مقابلہ پر آمادہ نہ ہو جسے کوئی
دوسری قوت اُس سے باطنی موافقت نہین رکھتی ہے اپنی اگر وہ قوت تمام
مخالف قوتون کو مغلوب کر لیتی ہین اور ہر چیز کو اپنے خاص سانچہ مین ڈھالنے مین
کامیاب ہوتی ہے تو جس ملک مین وہ قوت ہے اُسکی ترقی کا خاتمہ ہو جاتا ہے
اور اسمین تنزل ہونے لگتا ہے۔ انسانی ترقی بہت سے اسباب کے اجتماع کا نتیجہ
اور اِس وقت تک کوئی سلطنت ایسی نہین قائم ہوئی ہے جسمین وہ سب اسباب
جمع ہون حتی کہ سب سے زیادہ فیض رسان سلطنت مین بھی چند ہی لوازم فیض رسانی
کے جمع ہوتے ہین اور اگر ترقی کا سلسلہ جاری رکھنا منظور ہے تو نفع رسانی سکے
باقی ماندہ اسباب کو اور کسی ماخذ سے اخذ کرنا چاہیے۔ کوئی قوم ہمیشہ نہین ترقی کرتی رہی
الا اُس صورت مین جبکہ اُس قوم مین جو سب سے بڑی قوت ہے اُسمین اور
اُسکی کسی مخالف قوت مین ہمیشہ جھگڑا ہوا کیا ہے۔ مثلاً علماے دین اور حکام
و عمال مین۔ یا اہل فوج یا مالکان اراضی اور اہل حرفہ مین۔ یا بادشاہ اور
رعایا مین۔ یا پیروان دین رائج اور مصلحان دین مین۔ جب طرفین مین سے کسی کو
ایسی فتح مبین حاصل ہوئے کہ لڑائی کا خاتمہ ہو گیا اور پھر کوئی جھگڑا نہین باقی رہا تو پہلی
ترقی رک گئی اُسکے بعد زوال شروع ہو گیا۔ فریق کثیر کا غلبہ اور فریقون کے غلبہ کے
بہ نسبت کمتر خلاف انصاف اور مضر ہے لیکن فریق کثیر کے غلبہ سے بھی اسی قسم کی
خرابیون کا اندیشہ ہے کیونکہ جب گورنمنٹ ایک شخص[1] یا چند[2] اشخاص کے ہاتھ مین

---

[1] بادشاہ ۱۲

[2] امرا و ارکان دولت ۱۲

ہوتی ہے تو بہت سے **لوگ** (یعنی عام رعایا) اُنکی رقابت پر آمادہ رہتی ہے اور اگرچہ عام لوگ اتنی قوت نہ رکھتے ہون کہ حاکم یا حکام وقت کو اپنے قابو مین رکھین تاہم اُنکی رائے اور خیالات سے اُن سب اشخاص کو ایک اخلاقی بلکہ عملی تقویت حاصل رہتی ہے جو اختلاف رائے یا مخالفت اغراض کی باعث حکام وقت کے بعض افعال کے مخالف ہوتے ہین لیکن جب عام الناس کی حکومت سب پر غالب ہوتی ہے تو پھر ایک شخص یا چند اشخاص اتنی قوت ہی نہین رکھتے ہین کہ جن لوگون کو عوام کی رائے سے اختلاف ہے یا جنکے فوائد مین ضرر پہونچا ہے یا ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے وہ اُنپر بھروسا کرسکین سلطنت جمہوری مین بہت بڑی دقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس قوم مین ایسی سلطنت قائم ہے اُسمین وہ امر کیونکر حاصل ہوسکتا ہے جو علی اختلاف الاحوال اُن سب قومون مین حاصل ہوا ہے جو دیگر اقوام سے بہتر و برتر رہے ہین وہ امر قومی امداد ہے جسکے ذریعہ سے افراد قوم حکام وقت کا مقابلہ کرتے ہین۔ اِس قومی امداد سے حفاظت اور حمایت اُن آرا اور اغراض کی ہوتی ہے جنکو رائے غالب جمہور ناپسند کرتی ہے۔ اور اِسی کے نہونے کی وجہ سے قدیم قومین اور بعض جدید قومین بھی یا تو زوال پذیر ہوگئین یا اُنمین تنزل ہونے لگا اور اُنکے تنزل اور زوال کا باعث صرف یہ ہوا کہ تمدنی بہبود اور عقلی ترقی کے اسباب کا صرف ایک جزء غالب آگیا اور دیگر اجزاء مغلوب ہوگئے۔

پس واضح ہو کہ جہانتک اِس زمانہ کے حالات مقتضی ہین وہانتک شخصی قائم مقامی کے قاعدہ سے یہ بڑی ضرورت نہایت کامل طریقے سے رفع ہوسکتی ہے عوام کے فرقِ کثیر کی خواہشون کی تکمیل یا اصلاح کی توقع اگر ہوسکتی ہے تو خواص سے کے

فریق قلیل کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے لیکن سلطنت عوام کو قائم کرنے کا جو معمولی طریقہ ہے اُسمین اس فریق قلیل کی رائے کے اظہار کا کوئی آلہ یا ذریعہ نہین رکھا گیا ہے اور یہ ذریعہ ہیر صاحب کے مجوزہ قاعدے سے مہیا ہو گیا ہے۔ کیونکہ جن قائم مقامون کو مختلف فریق قلیل من حیث المجموع منتخب کر کے پارلیمنٹ مین بھیجینگے وہی اُنکے آراء کے اظہار کا آلہ بدرجہ اتم واکمل ہو جاینگے۔ تعلیم یافتہ فرقون کی ایک علٰحدہ کمیٹی مقرر کرنا اگر عمل پذیر ہو تو بھی نامناسب ہوگا اور اگر اُس کمیٹی سے لوگون کو ملال ہوگا تو صرف اسوجہ سے کہ وہ کچھ بھی رسوخ نہین رکھیگی۔ لیکن اگر ان تعلیم یافتہ فرقون کے چیدہ اور برگزیدہ لوگ پارلیمنٹ مین اُس استحقاق سے شریک ہون جس سے اور ممبر شریک ہوتے ہین یعنی اس استحقاق سے کہ یہ لوگ بھی قوم کی اُسی تعداد کے قائم مقام ہین اور قومی مرضی کے اُسی جزء عددی کے مظہر ہین جیسے اور لوگ ہین تو سابق الذکر اشخاص کا پارلیمنٹ مین شریک ہونا کسی کو ناگوار نہ گذریگا اور اُنکو نہایت عمدہ موقع اس بات کا ملیگا کہ تمام اہم اُمور کی نسبت اپنی رایون اور مشورون کی طرف پارلیمنٹ کو مخاطب کرین اور نیز اس امر کا کہ کار حکومت کے انصرام مین عملی شرکت کرین جسقدر کہ اُنکے تعداد کا مقتضی ہے غالباً اُس سے زیادہ گورنمنٹ کے اُمور انتظامی مین صرف بوجہ اپنی لیاقت کے اُنکو دخل ہو جائیگا جیسا کہ مثلاً اہل اتھنس[1] نے اُمور سلطنت کا انتظام کلیون و ہایپربولس کے سپرد نہین کیا بلکہ ملک کے اندر اور بیرونجات مین بھی نسیاز اور تھیرامنیز اور السیبیاڈیز سے برابر کام لیا گیا حالانکہ سب جانتے تھے کہ یہ لوگ سلطنت امراء کے جویان ہین سلطنت عوام کے خواہان نہین ہین تعلیم یافتہ فریق قلیل کا لحاظ

[1] پایۂ تخت یونان قدیم کا نام ہے۔

ووٹ دینے مین تو اُنکی تعداد کے موافق کیا جائیگا لیکن بسبب اُنکے علم کے اور اُن عیب داب کے جو وہ اورون پر رکھیگا اُنکی اخلاقی قوت اُنکی تعداد سے بہت زیادہ سمجھی جائیگی۔ اِس تجویز سے بہتر عقل انسانی کسی تدبیر کو اختراع نہین کرسکتی ہے جس سے عوام کی راے عقل اور انصاف کے دائرہ کے اندر رہے اور اُن اسباب تنزل سے محفوظ رہے جو سلطنت عوام پر موثر رہتی ہین۔ اُس قوم کو جو سلطنت جمہوری کو پسند کرتی ہے اِس طریقہ سے وہ نعمت حاصل ہو جائیگی جو دوسرے طریقہ سے ممکن نہین ہے یعنی اُنکو وہ پیشوا ملجائینگے جو خود اُس قوم سے زیادہ عالی دماغ اور با وضع ہونگے اور اِس زمانہ کی سلطنت جمہوری کو کبھی کبھی کوئی لائق و فائق مدبر بھی ملجائیگا جیسے اگلے زمانہ مین پرکلیس یونان مین تھا اور ایک گروہ روشن دماغ اور صائب الراے آدمیون کا ہمیشہ اُسمین موجود رہیگا۔

اِس مسئلہ کی تائید مین تو ایسے ایسے قوی دلائل بیان کیے گئے اب یہ دیکھنا چاہیے کہ اِسکی تردید مین کیا دلائل پیش ہوسکتے ہین۔ اگر اِس نئی بات پر لوگ خوب غور کرین تو کوئی وجہ وجیہ اِسکے خلاف اُنکو نہ ملیگی۔ شاید کچھ لوگ ایسے بھی ہون جو ظاہر مین تو یہ حیلہ کرتے ہین کہ سب کے ساتھ برابر انصاف کرنا چاہیے مگر باطناً یہ چاہتے ہین کہ دولتمندون کے بدلے غریبون کو غلبہ حاصل رہے۔ البتہ ایسے لوگ تو اُس تجویز کو ناپسند کرینگے جسمین امیر اور غریب دونون یکسان رکھے گئے ہین۔ مگر مجھے یقین نہین ہے کہ اِس ملک کے اہل حرفہ ایسی کوئی خواہش رکھتے ہین اگرچہ مین اُس اثر کا ذمہ دار نہین ہون جو موقع حاصل ہونے پر اور بہ لطائف الحیل پیدا ہوکر آیندہ ایسی خواہش کو

اہل حرفہ کے دل مین پیدا کریگا - ممالک متحدہ امریکا مین جہان اُس فریق کو جو کثرت عددی رکھتا ہے مدت سے حکومت مطلقہ یا مطلق العنانی پورے طور سے حاصل ہے غالباً فریق مذکور اپنی مجموعی خودسری سے دست بردار ہونا اُسی طرح منظور نہ کریگا جسطرح ایک بادشاہ مطلق العنان یا گروہ امرا اپنی حکومت مطلقہ سے دست کش ہونا نہ گوارا کریگا - مگر مین یقین کرتا ہون کہ انگلستان کی سلطنت جمہوری ابھی تک تو اسی کو غنیمت سمجھیگی کہ اور لوگون کے فریقی قانون سازی سے اُسکا تحفظ کیا گیا ہے اور اُس تحفظ کے اختیار کو خود عمل مین لانے کی مدعی نہو گی -

ہیر صاحب کی تجویز پر جن لوگون نے اعتراض کیا ہے اُنہین سے بعض کے زعم ناقص مین وہ تجویز عمل پذیر نہین ہے لیکن یہ وہ لوگ ہین جنھون نے اُسکی کیفیت اچھی طرح سُنی بھی نہین ہے یا یہ کہ اُسکو صرف نظر سرسری سے دیکھا ہے بعض آدمیون کو اُس چیز کا نقصان گوارا نہین ہے جسکو وہ قائم مقامی کے مخصوص المقام حیثیت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین - اُنکے نزدیک قوم آدمیون کے مجموع کا نام نہین ہے بلکہ افراد مصنوعی جو جغرافیہ اور نقشجات مردم شماری وغیرہ سے پیدا ہوئے ہین اُنکا نام قوم ہے اور اُنکی پارلیمنٹ مین قائم مقامی قصبات اور ضلاع کی ہونی چاہیے آدمیون کی نہین ہونی چاہیے - مگر قیاس اِسکا مقتضی ہے کہ قصبات اور ضلاع کی قائم مقامی اُسوقت ہوتی ہے جبکہ قائم مقامی اُن لوگون کی ہوتی ہے جو لوگ اُنکے باشندے ہین اور انسان بھی ہین مقامی جذبات موجود نہین ہوسکتے تا وقتیکہ کوئی ایسا انسان نہ موجود ہو جو اُنکا ادراک کرتا ہے نہ مقامی اغراض موجود ہوسکتے ہین بغیر اُس آدمی کے جنکے وہ اغراض ہین - اگر وہ افراد بشر جنکے جذبات

اوراغراض وہ ہین قائم مقامی مین کوئی حصہ رکھتے ہین تو وہ جذبات اوراغراض
اِن افراد بشر کے تمام دیگر جذبات اوراغراض کی مشارکت سے قائم مقامی کا پیرایہ
رکھتے ہین لیکن اسکی کوئی وجہ مجھے نہین معلوم ہوتی کہ صرف وہی جذبات اوراغراض جو
خاص خاص مقامات کے لوگون مین پائے جاتے ہین کیون قائم مقامی کے سزاوار ہین
یا اسکی کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ جو اور قسم کے جذبات اوراغراض کو زیادہ عزیز
سمجھتے ہین اُنکی پولٹیکل تفریق یعنی فرقہ بندی صرف آخرالذکر جذبات اوراغراض کے
موافق کیون کیجاسے یہ سمجھ لینا کہ ضلع یارک یا ضلع مڈل سکس اپنے باشندون کے
حقوق سے جداگانہ حقوق رکھتے ہین یا یہ کہ ضلع اکزیٹر اور ضلع لورپول پر بمقابلہ
اُنکے باشندون کے واضعان قانون کو خاص توجہ کرنی چاہیے ایک عجب قسم کا
مغالطہ ہے جو الفاظ سے پیدا ہوا ہے۔

مگر عموماً معترضین قصّہ کوتاہ کرکے صرف اتنا کہدیتے ہین کہ انگلستان کی خلقت
ایسے قاعدہ کو ہرگز نہین منظور کریگی۔ مین یہ نہین کہسکتا کہ انگلستان کے لوگ اُن
صاحبون کو کیا سمجھینگے جو ایسا سرسری فتویٰ اُنکے فہم وفراست کی نسبت
دیتے ہین اور یہ سوچنا فضول جانتے ہین کہ آیا فلان بات صحیح ہے یا غلط اور
پیشتر ہی سے انکار کردیتے ہین۔ مجھسے جو پوچھیے تو میرے نزدیک انگلستان کے لوگ
تاوقتیکہ اُنکی آزمائش نہ کیجاسے اِس الزام کے ہرگز مستحق نہین ہین کہ سخت لاعلاج تعصب
نسبت اُس امر کے رکھتے ہین جو خود اُنکے حق مین یا اورون کے حق مین مفید ثابت
ہوسکتا ہے۔ اور میرے نزدیک یہ بھی ہے کہ شدید تعصبات کا ہونا کسی شخص کا قصور
نہین ہے سواسے اُن لوگون کے جو ساری دنیا مین کہتے پھرتے ہین کہ یہ تعصبات

کسیطرح رفع نہین ہوسکتے پس ہمکو اُنکے رفع کرنے کی کوشش کرنا محض بیکار ہے۔ چاہے
کیسا ہی تعصب ہو علاج پذیر اُسوقت نہین باقی رہتا جبکہ وہ لوگ جو اُسمین
شریک نہین ہین اُس سے چشم پوشی کرتے ہین اور اُسکو قانون قدرت سمجھکر
قبول کرلیتے ہین مگر مین یقین کرتا ہون کہ جن لوگون نے اس مسئلہ کو سنا ہے
اُنمین اور کوئی مخالفت اسکی نسبت نہین ہے سوائے اُس صحیح اور جائز بدگمانی کے
جو اُن نئی باتون مین خواہ مخواہ ہوا کرتی ہے جنکو اسقدر شہرت نہین حاصل ہوئی ہے
کہ اُنکا مالہٗ اور ماعلیہ عموماً سب کو معلوم ہو گیا ہو۔ اسکا مانع قوی صرف عدم
واقفیت ہے۔ بیشک یہ بہت بڑا مانع ہے کیونکہ طبیعت اُس تغیر عظیم کو بہت جلد قبول
کرلیتی ہے جو کسی چیز کے جوہر مین ہو اور اُس تغیر خفیف کو دیر مین قبول کرتی ہے
جو کسی شے کی صورت یا نام مین ہو۔ لکن عدم واقفیت ایک ایسا نقص ہے
کہ اگر کوئی مضمون فی الواقع عمدہ ہے تو چند ہی مدت مین اُسکی نسبت عدم واقفیت کا
عیب رفع ہو جاتا ہے اور اس زمانہ مین کہ بحث اور مباحثہ کا ایسا رواج ہے
اور عموماً لوگون کو ترقی پر توجہ ہے جو امور سابق مین صدہا برس مین انجام پاتے تھے
اب وہ چند ہی سال کی مدت مین عمل پذیر ہوتے ہین۔

جب یہ رسالہ پہلی مرتبہ مشتہر ہوا تھا اُسوقت سے چند مخالفانہ نکتہ چینیان
ہیر صاحب کی تجویز پر ہوئی ہین جنسے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اس تجویز کے
اوصاف پر سابق سے زیادہ احتیاط اور معقولیت کے ساتھ غور کیا گیا ہے۔
بڑی بڑی اصلاحون پر اسطرح سے بحث بڑھتی جاتی ہے کہ پہلے تو عامیانہ تعصب
اُنکے سدراہ ہوتا ہے اور اُنکی تردید مین وہ دلائل پیش کیے جاتے ہین جنکی قدر کچھ

متعصب محض ہے خوب جانتے ہین مگر جون جون تعصب کم ہوتا جاتا ہے دلائل قوی ہوتے جاتے ہین کیونکہ جب اس تجویز کو لوگ اچھی طرح سے سمجھ لیتے ہین تو اُسکے عیوب کے ساتھ وہ خرابیان بھی کھلجاتی ہین جنکے باعث وہ فوائد جو اس سے پیدا ہوسکتے ہین فوراً نہین پیدا ہوتے۔ لکن جتنے اعتراضات مین کچھ شائبہ معقولیت کا پایا جاتا ہے اور جنکا علم مجھکو ہوا ہے اُنمین سے کوئی اعتراض بھی ایسا نہین ہے جو پہلے ہی نہ معلوم ہوگیا ہو اور جسپر اس تجویز کے مؤیدون سے غور کامل نہ کرلیا ہوا ور جو بے بنیاد نہ پایا گیا ہو یا جسکا جواب بیش یا افتادہ نہو۔

جو اعتراض بادی النظر مین سب سے زیادہ قوی ہے اُسکا جواب نہایت مختصر ہوسکتا ہے۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ دفتر صدر کی کارروائیون مین فریب سے اور فریب کے شبہہ سے بچنا محال ہوجائیگا۔ فریب سے بچنے کی تدبیر یہ قرار دی گئی ہے کہ اُس کارروائی کا اعلان کیا جائیگا اور انتخاب کے بعد ووٹ کی فہرستون کو دیکھنے کی اجازت کامل دیجائیگی مگر معترض کہتا ہے کہ یہ تدبیر کارگر نہوگی اسواسطے کہ ووٹ کی فہرستون کو جانچنے کے لیے ووٹ دینے والے کو وہ سب کام کرنا پڑیگا جسکو بہت سے کلارک یعنی محررون نے انجام دیا ہے۔ یہ اعتراض اُسوقت ہوتا کہ اگر اسکی ضرورت ہوتی کہ ہر ایک ووٹ دینے والا ووٹ کی فہرستون کی خود تصدیق کرے حالانکہ تصدیق کے معاملہ مین ووٹ دینے والے سے صرف اتنی توقع ہوسکتی ہے کہ اپنے خاص ووٹ کی فہرست کو جانچ لیا کرے کہ اُسکا استعمال کیونکر کیا گیا ہے اور یہ مقصد اسطرح حاصل ہوگا کہ ہر ایک فہرست ایک مدت مناسب کے بعد اُس مقام کو واپس کیجاے جہان سے آئی تھی لکن جو امر ووٹ دینے والے سے

نہو سکتا اُسکو نا کام امیدوار اُنکے کارندے کر لینگے - وہ امیدواران انتخاب جینا کام رہینگے اور جنکو یہ خیال ہوگا کہ ہمارا انتخاب وقوع مین آنا چاہیے تھا فرداً فرداً یا چند آدمی ملکر کسی کو اسلیے مقرر کرینگے کہ انتخاب کی کل کارروائی کی تصدیق کرے اور اگر وہ لوگ کوئی فاحش غلطی نکالینگے تو اُن کاغذات انتخاب کو ہوس آف کامنس کی ایک کمیٹی کے سپرد کرینگے جو کل انتخاب کی کارروائی کو جانچیگی اور تصدیق کریگی اور اُسمین دسوان حصہ اُس روپیہ اور اُسوقت کا صرف ہوگا جو قاعدہ موجودہ کے بموجب ایک ہی فہرست انتخاب کے جانچنے مین صرف ہوتا ہے جو انتخاب کی کمیٹی کے روبرو پیش ہوتی ہے -

فرض کیجیے کہ یہ تجویز عمل پذیر ہے تو بھی یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ دو طریقون سے اِسکے فوائد زائل ہو جائینگے اور اُنکے بڑے مضر نتائج پیدا ہونگے - پہلے تو یہ کہا گیا ہے کہ خاص خاص جماعتون اور جرگون اور مذہبی فرقون اور ان سوسائیٹیون کو جو خاص مقاصد کے لیے قائم ہوئے ہین جیسے مین لا لیگ وغیرہ ہے یا اُن جماعتون کو جنمین بسبب مشارکت اغراض دنیوی یا اتحاد مذہب کے اتفاق ہو گیا ہے اس تجویز سے غیر واجب اختیار حاصل ہو جائیگا - دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ یہ قاعدہ غرضی مقاصد کے لیے عمل مین لایا جائیگا یعنی ہر ایک پولٹیکل فریق کیجانب سے ایک فہرست چھ سو اٹھاون امیدواران انتخاب کی سارے ملک مین گشت کیجائیگی تاکہ ہر ایک حلقۂ انتخاب مین جتنے لوگ اُسکے مؤید ہین وہ سب اُسکے موافق ووٹ دین اور ان لوگون کے ووٹ تعداد مین اُن ووٹون سے بہت زیادہ ہو جائینگے جنکو ایک آزاد رائے امیدوار انتخاب حاصل کر سکیگا - پھر یہ بحث کیجاتی ہے کہ کٹ کے

قاعدے سے جیسا امریکا میں ہوا ہے ویسا ہی اس ملک میں بھی ہوگا کہ صرف بڑے بڑے
مرتب فریقوں کو اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ اُنکے ٹکٹوں کو لوگ آنکھ بند کرکے
لے لینگے اور پورے پورے ٹکٹوں کے موافق **ووٹ** دینگے اور اُنکے
ووٹوں سے زیادہ کسی کا **ووٹ** کبھی نہونے پائیگا سوائے اُن مذہبی
فرقوں یا جماعتوں کے جنمیں بسبب مشارکت اغراض دنیوی یا اتحاد مذہب کے
باہم اتفاق ہوگیا ہے جیسا سابق میں بیان کیا گیا -

اسکا دندان شکن جواب یہ ہے کہ کوئی اِسکا مدعی نہیں ہوا ہے کہ
ہیر صاحب کی تجویز یا دوسری تجویز کے موافق ترتیب سے کچھ کام نہ رہیگا منتشر
اور متفرق ارکان مقابلہ مرتب شدہ جماعتوں کے ہمیشہ خفیف رہتے ہیں اور
چونکہ **ہیر صاحب** کی تجویز فطری حالت کو تبدیل نہیں کرسکتی ہے لہذا اِس
بات کی توقع کرنی چاہیے کہ سب وہ فریق اور فرقے (خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے)
جنمیں تربیت اور انتظام موجود ہے اپنی قوت بڑھانے کے لیے **ہیر صاحب** کی
تجویز سے بخوبی مستفید ہونگے - مگر قاعدہ موجودہ کے بموجب تب جماعتیں سب کچھ ہیں
اور منتشر و متفرق ارکان کوئی چیز ہی نہیں ہیں یعنی وہ **ووٹ** دینے والے جو کسی بڑے
پولٹیکل یا مذہبی فریق کے وابستہ نہیں ہیں کوئی ذریعہ اِس بات کا نہیں رکھتے ہیں
کہ کوئی شخص اُنکے **ووٹ** سے مستفید ہوسکے - **ہیر صاحب** کی تجویز سے یہ ذریعہ
اُنکو ملجائیگا اور یہ اُنکے اختیار کی بات ہے کہ اِس تجویز کو زیادہ یا کم چالاکی سے استعمال میں
لائیں اور حکومت میں اپنا پورا حصہ یا اُس سے بہت کم حاصل کریں - مگر جو کچھ وہ حاصل
کرینگے اُس سے اُنکو فائدہ ہی ہوگا - اور جب فرض کرلیا گیا ہے کہ ہر ایک خفیف معاملہ یا دو اتفاق

جو کسی خفیف مقصد کے لیے ہوا ہو ترتیب یا اسلوب حاصل کر لیگا تو یہ کیون خیال کیا جائے کہ قومی عقل اور قومی وضع کا معاملہ جو سب سے زیادہ اہم ہے غیر مرتب یا غیر منتظم رہیگا۔ اگر ترک میخواری کے ٹکٹ یا غریبون کے اسکول کے ٹکٹ یا اس قسم کے اور ٹکٹ ہونگے تو کیا کسی حلقہ انتخاب مین ایک شخص بھی ایسا رفاہ جو سے خلائق نہ نکلیگا جو ایک لیاقت ذاتی کا ٹکٹ بنا کر اپنے تمام قرب و جوار مین اُسکو گشت کرائے؟ کیا ممکن نہین ہے کہ چند اشخاص لندن مین جمع ہو کر امیدوارون کی فہرست مین سب سے زیادہ ممتاز آدمیون کو بلا لحاظ خاص اختلافات رائے کے منتخب کر سکے اور تھوڑا خرچ گوارا کر کے تمام حلقہ ہاے انتخاب مین اُسکو مشتہر کرین؟ واضح ہو کہ بالفعل جو قاعدہ انتخاب کا جاری ہے اُسکے موجب دونون بڑے پولٹیکل فریقون کا اقتدار نا محدود ہے مگر ہیر صاحب کی تجویز سے انکا اقتدار محدود ہو جائیگا۔ اور نہ بڑے فریق نہ چھوٹے چھوٹے فریق اپنی اپنی تعداد کی بہ نسبت زیادہ ممبر منتخب کر سکینگے۔ امریکا مین ٹکٹ کے قاعدہ کا عملدرآمد اُن حالات مین ہوتا ہے جو ہمارے ملک کے بالعکس ہین۔ یعنی امریکا مین انتخاب کنندے فریقی ٹکٹون کے موافق ووٹ دیتے ہین کہ وہان انتخاب کا دارومدار محض کثرت عددی پر ہے۔ اور ووٹ اُس شخص کے واسطے دینا جسکی کثرت آرا حاصل کرنے کا یقین نہو اُس ووٹ کو ضائع کرنا ہے۔ لیکن ہیر صاحب کی تجویز کے موافق جو ووٹ اُس شخص کے واسطے دیا جاسے جسکی لیاقت مشہور ہے اُسکا مقصد حاصل ہونے کی بھی ویسی امید ہے جیسی اُس ووٹ کے جو کسی فریقی امیدوار کے واسطے دیا جاسے لہذا یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ لبرل یا کنسرویٹو جو علاوہ اپنے فریق کی خواہشون کے اپنی

ذاتی خواہشین بھی رکھتا ہے کم نام اور بے وقعت فریقی امیدوارون کو کاٹ کر
اُنکے بجاے اُن اشخاص کے نام فہرست انتخاب مین درج کریگا جو قوم کے افتخار کا باعث ہین
اور جب اِس بات کا ظن غالب اُن لوگون کو ہو جائیگا جو فریقی امیدوارون کی فہرستین
لکھا کرتے ہین تو اُنکو بڑا شوق اِس امر کا پیدا ہوگا کہ اپنے اپنے ٹکٹون پر صرف فریقی
امیدوارون کے نام نہ لکھین بلکہ اُن مشہور آدمیون کے بھی نام لکھین جو فریق ثانی کی بہ نسبت
اُنکے ساتھ زیادہ ہمدردی رکھتے ہون۔

اس تجویز کی عملدرآمد مین واقعی دقت یہ ہے کہ وہ ووٹ دینے والے جنکی
یہ خواہش ہے کہ اپنا ووٹ اِن لائق و فائق اشخاص کے واسطے دین جنکا کوئی مربی
یا سفارش کرنے والا نہو ایسے چند ہی اشخاص کا نام لکھکر باقی ماندہ فہرست انتخاب مین
صرف فریقی امیدوارون کے نام لکھدینگے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ فہرست مین فریقی امیدوارون
کی تعداد اُن لوگون کی تعداد سے زیادہ ہو جائیگی جنکو اپنا قائم مقام بنانا انتخاب کنندون کو
منظور ہوگا۔ اِس خرابی کے علاج کی اگر ضرورت ہوگی تو اِسکا علاج یہ ہے کہ ثانوی
یا احتمالی ووٹون کی ایک تعداد معین کر دی جاوے۔ کوئی آزادراے ووٹ
دینے والا چھ سو اٹھاون بلکہ ایک ہزار امیدوارون کے واسطے بھی ایسا ووٹ
نہ دیگا جو علم پر مبنی ہو۔ پس اسمین کچھ قباحت نہین ہے کہ اُسکا ووٹ بیس یا پچاس پر
یا جو کچھ تعداد اُن امیدوارون کی ہو جنکے انتخاب مین یہ گمان ہو کہ وہ اپنی ذاتی راے دیگا
اُس تعداد پر محدود کردیا جاوے یعنی یہ گمان ہو کہ وہ بحیثیت ایک شخص کے ووٹ دیگا
نہ یہ کہ کسی فریق کا مرید بنکر ووٹ دے۔ مگر ہم کہتے ہین کہ اِس قید کی بھی کچھ ضرورت
نہین ہے بلکہ جب یہ قاعدہ بخوبی سمجھ لیا جائیگا تو یہ خرابی خود بخود رفع ہو جائیگی

اس خرابی کو دفع کرنا اُن سب چھوٹے چھوٹے فریقون کو منظور ہیگا جنکے اقتدار کی اسقدر مذمت کی گئی ہے - انمین سے ہر ایک فریق ایک فریق اقل ہوگا جو اپنے ساتھیون سے یہ کہیگا کہ صرف اپنے خاص امیدوارون کے واسطے ووٹ دو یا نہین تو انکے نام سب کے اوپر لکھو تاکہ ہماری قوت عددی یعنی کثرت سے انکو پورا موقع اس بات کا ملے کہ پہلے ووٹون کے ذریعہ سے تعداد معینہ ووٹون کی حاصل کرین اور بالکل نیچے کے ووٹون پر نہ جھکنا پڑے - پس جو ووٹ دینے والے کسی خاص فرقہ یا جرگہ سے ہونگے وہ اس نصیحت سے مستفید ہونگے -

چھوٹے چھوٹے جرگون کو ٹھیک اُسقدر اقتدار حاصل ہوگا جسقدر ہونا چاہیے یعنی وہ اُسی قدر اقتدار کو عمل مین لاسکینگے جسکے مستحق بلحاظ تعداد اپنے ووٹ دینے والون کے ہونگے - اُس سے زیادہ ایک حبہ بھی نہ پائینگے - بلکہ اتنا بھی اقتدار حاصل کرنے کے لیے انکو ایک محرک اس بات کا پیدا ہوگا کہ اپنے خاص مقاصد کے اظہار کی غرض سے اُن امیدوارون کو پیش کرینگے جنمین اور قسم کے اوصاف ایسے ہونگے جنکے باعث اور ووٹ دینے والے بھی جو انکے فرقہ یا جرگہ کے نہین ہین اُنکے موافق ووٹ دینگے -

تعجب کا امر یہ ہے کہ موجودہ قاعدون کی تائید مین جو دلائل علی العموم لائے جاتے ہین جس قسم کا اعتراض اُنپر کیا جاتا ہے اُسی طرف وہ گھما دیے جاتے ہین چنانچہ چند ہی سال کا عرصہ گذرا ہے کہ اُسوقت جو قاعدہ قائم مقامی کا جاری تھا اُسکی تائید مین اکثر لوگ یہ دلیل لاتے تھے کہ اس قاعدہ سے تمام اغراض اور کل فرقون کی قائم مقامی عمل مین آتی ہے - اور بیشک یہی لازم ہے کہ تمام اغراض اور کل فرقون کی طرف سے وکلا پارلیمنٹ مین موجود ہون - مگر اس سے یہ استدلال کی گئی تھی

کہ اُس قاعدہ کی تائید کرنی چاہیے جس سے جزوی اغراض کی تائید کے واسطے نہ صرف وکلاء
بلکہ خود مجلس وکلاء (پارلیمنٹ) مل گئی ہے۔ اب ملاحظہ کیجیے کہ اس قاعدہ مین اور ہیر صاحب کی
تجویز مین کیسا فرق ہوتا ہے کہ اس تجویز سے یہ تو ممکن نہین ہے کہ جزوی اغراض کل پارلیمنٹ پر
محیط ہو جائین مگر انکی تائید کرنے کے لیے البتہ وکلاء ضرور موجود ہونگے لیکن تاہم اس تجویز کی
مذمت کی جاتی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ چونکہ فرقہ وار قائم مقامی اور عددی قائم مقامی
دونون کی عمدہ صفتین ہمین موجود ہین اسلیے اسپر طرفین نے ساتھی اعتراض کیا ہے۔

مگر قاعدہ مجوزہ ہیر صاحب کے قبول کرنے مین واقعی دقت ایسی اعتراضات کے
باعث سے نہین ہے بلکہ اصل دقت یہ ہے کہ اس قاعدہ کو نہایت پیچیدہ سمجھکر لوگون کو
یہ شک پیدا ہوا ہے کہ آیا یہ عمل پذیر ہے یا نہین ہے۔ اس اعتراض کا جواب شافی صرف
یہ ہے کہ اسکی آزمایش کر لیجیے۔ جب اس تجویز کی خوبیان خوب مشہور ہو جائینگی اور منصف مزاج
لوگ اسکی تائید پر بکثرت آمادہ ہو جائینگے اُسوقت یہ کوشش کرنی چاہیے کہ کسی
محدود رقبہ مین مثلاً کسی قصبہ کے میونسپل انتخاب مین یہ تجویز بطور آزمایش کے
جاری کیجاے۔ ایک موقع اسکی آزمایش کا تو اُسوقت جاتا رہا جبکہ یہ امر قرار پایا تھا
کہ ضلع یارک کے ٹکڑے اسلیے کیے جائین کہ اس ضلع کی طرف سے چار ممبر پارلیمنٹ مین
ہون۔ اُس موقع پر اس نئے اصول کی آزمایش اسطرح سے کرنی چاہیے تھی
کہ اس ضلع کے ٹکڑے نہ کیے جاتے بلکہ ووٹون کی مجموع تعداد کا چہارم جب کسی
امیدوار کو ملجاتا تو وہ ممبر منتخب کر لیا جاتا۔ ایسی آزمایشین ایک نہایت ناقص معیار اس
تجویز کی عمدگی کی ہوگی مگر اینسے یہ فائدہ ہے کہ اسکے عملدرآمد کا طریقہ معلوم ہو جائیگا اور
لوگون کو یہ ثابت ہو جائیگا کہ یہ تجویز عمل پذیر ہے۔ اور اسکے عملدرآمد کے ذریعہ سے واقف

ہوجائینگے اور کچھ مادہ اس امر کا تصفیہ کرنے کے لیے بہم پہونچیگا کہ جو دقتین بہت سخت سمجھی گئی ہین آیا وہ واقعی ہین یا محض خیالی ہین جس روز ہیر تجویز کی ایسی جزوی آزمایش کو پارلیمنٹ منظور کریگی میرے نزدیک وہ دن پارلیمنٹ کی اصلاح کی تاریخ مین یادگار ہوگا جس سے پنچایتی گورنمنٹ کی وہ شکل ہوجائیگی جو اُسکی ماہیت سے اور اُسکے عروج کے زمانہ سے مناسبت رکھتی ہے یعنی وہ زمانہ جبکہ پنچایتی گورنمنٹ اُس حقیقی مرحلہ کو طے کرجائیگی جسمین دنیا نے اسوقت تک اُسکو دیکھا ہے۔

اگرچہ ڈنمارک ہی ایسا ملک ہے جسمین شخصی قائم مقامی کا قاعدہ دستورات سلطنت مین داخل ہوگیا ہے تاہم اس مضمون کو اس زمانہ کے عقلا نے بہت جلد قبول کرلیا ہے[1]

---

[1] اس رسالہ کی طبع سابق اور طبع لاحق کے مابین جو زمانہ منقضی ہوا ہے اُسمین یہ امر معلوم ہوگیا ہے کہ جس تجویز کی آزمایش کی صلاح اس رسالہ مین دی گئی ہے اُسکا امتحان منیوسپل یا پرونشل درجے سے زیادہ درجہ پر کیا گیا ہے اور چند سال سے اُسکی آزمایش برابر ہورہی ہے چنانچہ ڈنمارک کی سلطنت مین قلیل فریقون کے مساوی حصہ کی قائم مقامی اُس تجویز کے موافق قرار دی گئی ہے جو ہیر صاحب کی تجویز سے ایسی مشابہت تامہ رکھتی ہے جس سے منجملہ اور مثالون کے ایک مثال اس بات کی بہم پہونچی ہے کہ وہ مضامین جنسے وہ مشکلین حل ہوجاتی ہین جو انسان کی پالٹکس یعنی طرز معاشرت کی عام حالت سے پیدا ہوتی ہین متعدد عالی دماغ آدمیون کو ایک ہی زمانہ مین کیسے معلوم ہوتے ہین۔ ڈنمارک مین جو قاعدہ انتخاب جاری ہے اُسکی اس صفت کو رابرٹ لٹن صاحب نے نہایت لیاقت اور وضاحت کے ساتھ لکھکر انگلستان کے پبلک یعنی خاص و عام کو خوب دکھا دیا ہے اور جن رپورٹون مین کیفیت لکھکر شامل کی ہے وہ سفارت انگریزی کے سکرٹریون کی رپورٹ ہین جو ہوس آف کامنس کے حکم سے ۱۸۶۴ء مین طبع ہوئی تھی۔ پس ہیر صاحب کی تجویز جسکو ایم اینڈری کی تجویز بھی کہسکتے ہین محض ایک خیالی منصوبہ کے درجہ کو طے کرکے ایک پولٹیکل واقعہ کی حد تک پہونچ چکی ہے۔

جن جن ملکون مین اب عام ووٹ کا قاعدہ ایک امر ضروری ولابدی سمجھا جاتا ہے اُنھین
یہ تجویز مقبول ہوتی جاتی ہے۔ سلطنت جمہوری کے مؤیدین اپنے اصول کا نتیجہ منطقی اِس
اصول کو تجویز کرکے اُسکو تسلیم کرتے ہین اور جو لوگ سلطنت جمہوری کو پسند تو نہین کرتے
مگر اُسکو بمجبوری قبول کرتے ہین وہ اِس تجویز کو اُن دقتون کا مصلح تصور کرتے ہین
جو سلطنت جمہوری سے پیدا ہوتی ہین اسکی ابتدا سوئٹزرلینڈ کے پولٹیکل عقلا سے
ہوئی ہے اور فرانس کے پولٹیکل محققین نے اُنکی تقلید کی۔ اورون کا ذکر کرنا کیا
ضرور ہے عرصہ قلیل مین فرانس کے دو نہایت معزز اور معتبر پولٹیکل مورخون نے
جنمین سے ایک معتدل رائے کا لبرل ہے اور دوسرا اکتّار ریڈیکل ہے اس تجویز سے
اپنا اتفاق ظاہر کیا ہے۔ جرمنی مین اِس تجویز کے مؤیدون مین سے ایک نہایت ممتاز پولٹیکل
مورخ ہے اور وہ گرانڈ ڈیوک آف بیڈن کے لبرل وزراء کی کونسل کا ممبر بھی ہے
اس مضمون کی شرکت پولٹیکل خیالات کی اُس ترقی مین بھی ہے جو امریکا کی سلطنت
جمہوری مین ہوئی ہے اور امریکا کی سلطنت جمہوری ایک نتیجہ اُس جنگ عظیم کا ہے
جو انسان کی آزادی کے لیے ہو رہی ہے۔ آسٹریلیا کی نوآبادبستیون مین
ہیر صاحب کی تجویز مجالس قانونی کے معرض غور مین ہے اور اگرچہ ہنوز اُسکو
قبول تو نہین کر لیا ہے مگر ایک قوی فریق اسکا مؤید موجود ہے اور ہمارے
ملک مین بھی اکثر کنسرویٹو اور ریڈیکل فرقہ کے لوگون نے اسکے اصول کو بخوبی سمجھ
لیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال محض بے بنیاد ہے کہ یہ تجویز اسقدر پیچیدہ ہے کہ
عموماً قابل فہم اور عمل پذیر نہین ہے۔ اِس تجویز اور اسکے فوائد کو عموماً سمجھانے کے لیے کوئی
اور بات ضرور نہین ہے بجز اسکے کہ وہ وقت آجائے کہ لوگ تکلیف کرکے اسپر توجہ واقعی فرمائین

آٹھوان باب

ووٹ (راے زنی) کی توسیع کے بیان مین

ایسی پنچایتی گورنمنٹ جسکی مختصر کیفیت سابق مین بیان کی گئی جسمین قائم مقام کل قوم کے موجود ہون نہ یہ کہ صرف فریق کثیر کے جسمین وہ اغراض ورد ہائمن اور وہ درجے عقل کے جو تعداد کم مین مجموع ہوسکین (یعنی اُنکے دلائل سُن تو لیے جاءین) اور اُنکو اپنے کمالات کی بدولت اور اپنے دلائل کی قوت کے باعث وہ رسوخ حاصل ہونے کا موقع ملے جو محض کثرت تعداد سے اُنکو نصیب ہوتا صرف ایسی ہی سلطنت جمہوری مساوی القوت اور جنبہ داری سے بری اور حکومت الکل علی الکل یعنی کل قوم کی حکومت اپنے نفس پر ہوگی سچی سلطنت جمہوری یا پنچایتی گورنمنٹ اسی کا نام ہے اور ایسی گورنمنٹ اُن سب بڑی خرابیون سے بری ہوگی جو اُن جھوٹی جمہوری سلطنتون مین پائی جاتی ہین جو بالفعل رائج ہین اور جنسے سلطنت جمہوری کا مضمون متعارف اخذ کیا گیا ہے۔ لیکن ایسی سلطنت جمہوری مین بھی حکومت مطلقہ فریق کثیر کو حاصل رہیگی اور اِس فریق مین ایک ہی فرقہ کے لوگ ہونگے جو ایک ہی قسم کے خیالات اور تعصبات وغیرہ رکھتے ہونگے اور اُس فرقہ کے لوگ ایسے نہونگے جو سب سے زیادہ ذی علم اور ذی شعور ہین پس ایسی گورنمنٹ سے اب بھی وہ سب خرابیان پیدا ہونگی جو فرقئی گورنمنٹ کو لازم ہین اگرچہ یہ خرابیان اُن خرابیون سے درجہ مین بہت کم ہونگی جو اُس گورنمنٹ سے پیدا ہوتی ہین جو کسی خاص فرقہ سے متعلق ہو اور فرقون کو اُسمین دخل ہی نہو۔ فی زماننا اسی کو سلطنت جمہوری کہتے ہین۔ اور اس سلطنت پر کوئی موثر قید یا روک نہین ہے بجز اسکے کہ جو فرقہ صاحب حکومت ہے وہ عقل سلیم اور اعتدال اور عفو و درگذر کو اپنا شعار گردانے۔ اگر اِس قسم کی قیدین کافی ہون تو پنچایتی گورنمنٹ کا فلسفہ صرف ایک ڈھکوسلا ہے

ف یہ ڈماکریسی کا ترجمہ ہے ۱۲

اس قسم کی گورنمنٹ کا اعتبار جو نہین کیا جاتا ہے تو اسوجہ سے نہین کیا جاتا ہے کہ ارکان دولت وصاحبان حکومت اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرینگے بلکہ اسوجہ سے کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اختیارات کا غلط استعمال نہ کر سکینگے سلطنت جمہوری عقلاً عمدہ ترین اقسام حکومت نہین ہے تا وقتیکہ یہ عیب دفع یا کم نہ کردیا جاے یعنی تا وقتیکہ وہ سلطنت اس نہج پر نہ ترتیب دیجاے کہ کسی فرقہ کو اگرچہ وہ تعداد مین کثیر ہو یہ ممکن نہو کہ سواے اپنے اور سب کو امور حکومت مین بالکل ناچیز بنادے اور وضع قوانین اور انتظامات صرف اپنے فرقہی اغراض کے موافق کرے پس غور طلب امر ہے کہ کس ذریعہ سے اس خرابی کا انسداد ہو سکتا ہے بغیر اسکے کہ سلطنت جمہوری کے مخصوص فوائد مین نقصان واقع ہو۔

یہ دونون ضرورتین اس تدبیر سے نہین رفع ہوسکتی ہین کہ ووٹ کا حق محدود کردیا جاے۔ جس سے کوئی حصہ آزاد رعایا کا امور سلطنت مین مشارکت سے جبراً محروم ہوجاے آزاد گورنمنٹ کے فوائد عظیمہ مین سے ایک فائدہ یہ ہے کہ سب سے ادنے درجے کے لوگون کو بھی انتظام امور سلطنت مین اتنا شعور او سلیقہ آجاے اور انکے خیالات ایسے درست ہوجائین کہ ان کا رد ہونا ہی دخل دیسکین جو انکے ملک کے اہم اعظم اغراض پر موثر ہین اس مسئلہ کو مین ایسے شد ومد سے بیان کرچکا ہون کہ اب اسکا اعادہ صرف اس خیال سے کرتا ہون کہ بہت کم لوگ ایسے ہین جو توعی سلطنتون اس نتیجہ کی وہ وقعت کرتے ہین جسکا یہ مستحق ہے۔ لوگون کو یہ خیال ہے کہ ایک سبب خفیف سے ایک اثر عظیم کی توقع کرنا خلاف عقل ہے یعنی یہ سمجھنا کہ پولیٹکل امور مین راے زنی کے حق کو عمل مین لانا ایک قوی ذریعہ مزدور پیشہ لوگون کی عقلی ترقی کا ہوگا ایک خیال خام ہے تاہم اگر عوام الناس کو واقعی عقلی ترقی کا حاصل ہونا محض خواب خیال نہین ہے تو اُس ترقی کے حصول کی یہی ایک سبیل ہے اگر کوئی شخص یہ خیال کرے

سلف اصل انگریزی مین کانسٹیٹیوشنل کا لفظ ہے جسکا مفاد دمآل پنچایتی گورنمنٹ یا سلطنت جمہوری ہے۔

کہ عوام الناس کی ترقی کی یہ سبیل نہین ہے تو ایم ڈی ٹاکویل کی باوقعت کتاب کے کل مضمون کو مین اپنے اِس دعوی کی دلیل گردانتا ہون علی الخصوص یہ امر کہ مصنف موصوف نے امریکا والون کی فہم و فراست کا کیا اندازہ کیا ہے - تقریبًا سب سیاحون کو یہ امر دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ ہر ایک باشندہ امریکا کسی نہ کسی معنی سے محب وطن بھی اور پڑھا لکھا بھی ہے - اور ایم ڈی ٹاکویل نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان اوصاف کو امریکا کے طرز سلطنت سے کیسا تعلق تام ہے - تعلیم یافتہ لوگون کے خیالات اور مذاق جیسا امریکا مین علی العموم نظر آتا ہے اور کسی ملک مین نہین دکھائی دیتا ہے بلکہ اور ملکون مین یہ کیفیت حاصل ہونا امکان سے باہر معلوم ہوتا ہے - مگر یہی کچھ نسبت اُس امر سے نہین رکھتا ہے

سلہ انتخاب ذیل نیویارک کی نمایشگاہ کے انگریزی کمشنر کی رپورٹ سے جو کیری صاحب کے رسالہ مسمی بہ اصول علم تمدن سے نقل کیا گیا ہے دلیل قطعی اِس دعوی کے ایک جزو کی ہے جو متن مین لکھا ہے - (ہیوز)

ہمارے ملک (انگلینڈ) مین چند بڑے بڑے انجنیر اور کاریگر اور ایک بڑا گروہ ہنرمند اہل حرفہ کا ہے مگر غالبًا کل امریکا کے باشندے اسی قسم کے لوگ ہو جائینگے - اب بھی امریکا کے دریاؤن مین اگن بوٹون کا ہجوم رہتا ہے اور وہان کارخانہاے صنعت و حرفت بکثرت موجود ہین اور امریکا کے قصبات مین جو سویڈن بلجیم ورہالینڈ اور انگلینڈ اور سوئٹزرلینڈ یا ہالینڈ کے نمونون پر گوے سبقت لیگئے ہین وہ سب ہنر موجود ہین جو فی زمانا قصبات کے باشندون کے امتیاز کا باعث ہے اور کوئی فن ایسا نہین ہے جو یورپ اور امریکا مین بدرجہ مساوی یا امریکا مین یورپ سے بہتر نہ برتا جاتا ہو اگرچہ وہ فن یورپ مین صدہا برس سے جاری اور ترقی پذیر ہے - اور قومون کو یہ سنکر بڑا تعجب ہوگا کہ آئندہ یہ امید ہے کہ امریکا کے سب باشندے ایسے کامل اور نامی وگرامی صناع ہو جائینگے جیسے فرینکلن یا سٹیونسن - اور واٹ تھے یورپ مین چند اشخاص اپنے اپنے فن مین چاہے کیسے ہی کامل اور حاذق ہون مگر وہان کے اکثر باشندون کی کاہل الوجودی اور بے علمی کے مقابلہ مین امریکا کے سب باشندون کا علی العموم بخوبی خواندہ ہونا ایک ایسا امر ہے جس پر سب لوگون کو توجہ کرنا لازم ہے ۱۲ منہ -

جسکی امید اُس گورنمنٹ سے ہوسکتی ہے جسمین اور جمہوری سلطنتون کے مانند رعایا علی العموم شریک ہے مگر جسکی ترتیب دیگر اعتبارات سے اورون سے بہتر ہے کیونکہ امریکا مین پولیٹکل زندگانی ایک نہایت مفید اسکول ہے مگر ایسا اسکول ہے جس سے بڑے بڑے لائق معلم خارج رکھے گئے ہین۔ یعنی اُس ملک مین جو لوگ سب سے زیادہ عالی دماغ ہین وہ قومی قائم مقامی سے اور عموماً امور حکومت مین مداخلت سے ایسے محروم ہین کہ گویا وہ اِس قابل ہی نہین ہین۔ علاوہ اِسکے چونکہ امریکا مین حکومت کا ماخذ صرف عوام ہین لہذا اُس ملک کے تمام خودغرضون اور حریصون کا میلان طبیعی عوام ہی کی طرف ہے یعنی جسطرح شخصی سلطنتون مین بادشاہ کی خوشامد اور چاپلوسی کیجاتی ہے اسی طرح امریکا مین عوام کی خوشامد کیجاتی ہے اور حکومت کے مخرب نتائج اُسکے مفید اور ترقی بخش تاثیرات کے ہم قدم رہتے ہین۔ پس اگر باوجود اِس نقص کے امریکا کی سلطنت جمہوری کی برکت سے وہان کے ادنے درجے کے باشندے بھی ایسی اعلی درجہ کی لیاقت عقلی رکھتے ہین جو انگلستان یا اور کسی ملک کے اُس طبقے کے لوگون کو نصیب نہین ہے تو امریکا کے لوگون کی اسوقت کیا کیفیت ہوتی کہ اگر وہان کی سلطنت کا اثر نیک بغیر اثر بد کے باقی رہ سکتا ؟ اور یہ بات ایک حد تک ہوسکتی ہے مگر یہ مقصد اسطرح سے نہین ہوسکتا ہے کہ امریکا کے باشندون کا وہ جز جو عقلی ترقی کے وسائل اور اور قسم کے محرکات بہت کم رکھتا ہے وسیع اور بعید اور پیچیدہ اغراض کے اُس بیش بہا علم سے محروم رکھا جاے جو پولیٹکل معاملات پر توجہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ مزدور پیشہ لوگ جو اپنے معمولی کام مین شب و روز مصروف رہتے ہین اور جنکا طرز معیشت اس قسم کا ہے کہ مختلف خیالات اور حالات سے اُنکو کچھ مطلب نہین اور دنیا اور مافیہا کی اُنکو کچھ خبر نہین ہے

صرف پولیٹکل معاملات پر بحث کرنے کے ذریعہ سے یہ امر معلوم کرسکتے ہین کہ بعید اسباب اور وہ سوانح جو بہت دور واقع ہوتے ہین اُنکے اغراض ذاتی پر بھی بدیہی اثر رکھتے ہین اور پولیٹکل امور پر بحث کرنے سے اور پولیٹکل کارروائی کو ہیئت مجموعی کرنے سے وہ شخص جسکے روزانہ اشغال ایک چھوٹے سے دائرہ کے اندر اُسکے اغراض کو محدود رکھتے ہین اپنے ہموطنون کے ساتھ ہمدردی اور اتفاق کرنا سیکھتا ہے اور اُسکو معلوم ہوتا ہے کہ مین بھی ایک بڑے گروہ کا شریک حال ہون - مگر پولیٹکل مباحثون سے اُن لوگون کو کیا سروکار ہے جو ووٹ یعنی رائے زنی کا حق نہین رکھتے ہین اور نہ اُسکو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین ایسے لوگون کی کیفیت بمقابلہ انتخاب کنندون کے ایسی ہے جیسے عدالت مین سامعین کی کیفیت بمقابلہ اُن بارہ آدمیون کے ہے جو جوری کے کٹہرے مین بند ہون - نہ تو اُن لوگون سے کوئی ووٹ مانگتا ہے نہ اُنکی رائے پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے - جو استغاثہ کیا جاتا ہے یا دلیلین بیان کیجاتی ہین وہ بھی اور لوگون سے بیان کیجاتی ہین اُنسے نہین بیان کیجاتین اور اُنکے فیصلہ پر کوئی امر موقوف نہین ہے نہ اُنکو کوئی ضرورت یا رغبت اسبات کی ہے کہ کوئی فیصلہ بجائے خود کرین سلطنت جمہوری مین جو کوئی شخص ووٹ نہین رکھتا ہے اور نہ ووٹ حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے یا تو وہ ہمیشہ اپنے ملک کا بدخواہ رہیگا یا یہ سمجھیگا کہ اپنے ملک کے معاملات سے مجھکو کچھ تعلق نہین ہے بلکہ میری جانب سے اور لوگ اُنکا انتظام کرتے ہین اور قوانین سے مجھکو سروکار نہین ہے بجز اسکے کہ اُنکی اطاعت کرون اور نہ عام اغراض اور معاملات سے مجھکو کچھ تعلق ہے بجز اسکے کہ اُنکی سیر دیکھا کرون یہ امر کہ ایسا شخص پولیٹکل امور کو کیا جانتا ہے اور اُنکی کیا پروا رکھتا ہے کسی قدر

یون سمجھ مین آسکتا ہے کہ ایک اوسط درجہ کی عورت اپنے شوہر یا بھائیون کے مقابلہ مین پولیٹکل معاملات کو کیا جانتی ہے اور اُنکی کیا پروا رکھتی ہے۔

علاوہ ان سب وجوہ کے کسی شخص کو اس معمولی حق سے محروم کرنا کہ ان معاملات کے انتظام مین جنسے وہ بھی ویسا ہی تعلق رکھتا ہے جیسا اور لوگ رکھتے ہین اُسکی راے کا لحاظ رکھا جاے اُس شخص سے ایک فی اتی ناانصافی کرنا ہے الا یہ کہ اس سے عظیم تر خرابیون کے انسداد کی غرض سے وہ شخص اس حق سے محروم رکھا جاے۔ اگر اُس شخص سے زبردستی ٹیکس وغیرہ لیا جاتا ہے۔ اگر وہ لڑائی بھڑائی پر مجبور ہو سکتا ہے اگر اُسکو قانون کی اطاعت بلا عذر و منت کرنی پڑتی ہے۔ تو وہ قانونًا اسکا مستحق سمجھا جاے کہ اُس سے کہدیا جاے کہ یہ سب اُسکو کیون کرنا پڑتا ہے اور اُسکی مرضی دریافت کیجاے اور اُسکی راے کی وہ وقعت کیجاے جسکی وہ مستحق ہے اُس سے زیادہ نہ کیجاے ایک کامل الخلقت اور مہذب قوم مین کوئی پریا یا سودر نہونا چاہیے نہ کسی شخص کو نا قابل سمجھنا چاہیے الا یہ کہ اُسکا نا قابل ہونا خود اُسکا قصور ہو۔ ہر شخص خواہ واقف ہو خواہ نہو اُسوقت حقیر ہوجاتا ہے جبکہ اور لوگ اُس سے پوچھتے بھی نہین اور اُسکے نیک و بد پر نامحدود اختیار حاصل کرلیتے ہین انسان کی عقل نے جہانتک ترقی کی ہے اُس سے بہتر اور برتر حالت مین بھی یہ ممکن نہین ہے کہ جن لوگون سے ایسا سلوک کیا جاے اُنکے ساتھ ویسا انصاف کیا جاے جیسا اُن لوگون کے ساتھ کیا جاتا ہے جو کچھ دخل اپنے ملک کے پولیٹکل معاملات مین رکھتے ہین حکام اور صاحب حکومت فرقون کو ضرور خیال اُن لوگون کے اغراض اور خواہشون کا رکھنا پڑتا ہے جو راے زنی کا حق رکھتے ہین لیکن جو لوگ اس حق سے محروم رکھے گئے ہین اُنکے باب مین حکام کو اختیار ہے کہ ایسا کرین

یا نہ کریں اور اگرچہ حکام کیسے ہی نیک نیت اور ایماندار ہون عموماً کار ہاے ضروری سے اُنکو اتنی فرصت نہین ملتی ہے کہ اُن امور کا خیال رکھ سکین جنپر توجہ نہ کرنا موجب الزام نہو پس **ووٹ** کے باب مین جو کچھ انتظام کیا جاے ہمیشہ کے لیے لائق اطمینان نہین ہوسکتا تا وقتیکہ کوئی شخص یا فرقہ اُس سے عمداً خارج رکھا جاے اور تا وقتیکہ انتخاب کا حق سب بالغ اشخاص پر جو اُسکے خواہان ہون عام نہ کردیا جاے۔

تاہم چند اشخاص کا اس حق سے محروم رہنا ایسے بدیہی وجوہ پر مبنی ہے جو اس اصول کے منافی نہین ہین اور اگرچہ اُنکی محرومی بجائے نفسہ کوئی اچھی بات نہین ہے مگر اُس سے کچھ چارہ بھی نہین ہے جبتک کہ وہ حالت جو اُنکی ہے جاتی نہ رہے۔ میرے نزدیک یہ امر ہرگز قابل تسلیم نہین ہے کہ کوئی شخص **ووٹ** مین شریک کیا جاے بغیر اِسکے کہ وہ پڑھا لکھا ہوا ور کچھ حساب بھی جانتا ہو۔ اگر **ووٹ** اسپر موقوف نہو تو بھی انصاف اسی کا مقتضی ہے کہ اِن ابتدائی کمالات کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہر شخص کے لیے خواہ مفت خواہ اُتنے خرچ سے جو اُس سے زیادہ نہو جو سب سے زیادہ غریب آدمی کے بھی مقدور سے باہر نہو مہیا کیا جاے۔ اگر فی الواقع ایسا ہوتا تو **ووٹ** کا حق ناخواندہ آدمی کو دینا ویسا سمجھا جاتا جیسا بے زبان بچے کو دینا۔ اور اُسکو قوم اُس حق سے محروم نہ رکھتی بلکہ خود اُسکی کاہل الوجودی اُسکی حرمان کا باعث ہوتی۔ جب قوم نے اپنا فرض نہین ادا کیا ہے اور اِس مقدار کی تعلیم کا ذریعہ سب کے لیے علی العموم نہین مہیا کردیا ہے تب البتہ کچھ دقت ہے مگر اِس دقت کی برداشت کرنا لازم ہے اگر قوم نے دو اہم فرضون کے ادا کرنے مین غفلت کی ہے تو اِن دونون مین جو فرض زیادہ تر ضروری اور لازمی ہے اُسکو پہلے ادا کرنا لازم ہے یعنی پہلے سب کے

علی العموم تعلیم دیجاے تب سب کو عموماً ووٹ کا حق دیا جاے - کوئی شخص سواے
اُن اشخاص کے جو عقل سلیم سے بے بہرہ ہین یہ نہ کہیگا کہ اورون پر بلکہ کل قوم پر حکومت
اُن لوگون کو دیدیجاے جنھون نے نہایت عام اور ضروری لوازم خود اپنے نفس کی
محافظت کے نہین حاصل کیے ہین اور جو خود اپنے مقاصد اور اپنے عزیزان قریب کے
معاملات کی جستجو عاقلانہ نہین کر سکتے ہین - اسمین شک نہین ہے کہ اس دلیل کو آگے بڑھاکر
بہت کچھ اس سے ثابت ہو سکتا ہے - نہایت مناسب ہے کہ نوشت وخواند اور
حساب کے علاوہ اور امور بھی ووٹ کے حق کو لازم کردیے جائین یعنی کچھ علم
جغرافیہ اور علم تواریخ اور اپنے ملک کے تاریخی حالات کا علم بھی انتخاب کنندون کے
لیے ضروری کردیا جاے - لیکن یہ علوم اگرچہ ووٹ کے عاقلانہ استعمال کے لیے لازم ہین
نہ اس ملک مین (انگلینڈ) اور نہ سواے ممالک متحدہ امریکا کے ضلاع شمالی کے اور
کسی ملک مین کل باشندون کو حاصل ہو سکتے ہین اور نہ کوئی معتبر ذریعہ اس بات کے دریافت
کرنے کا موجود ہے کہ آیا یہ علوم حاصل ہوئے ہین یا نہین - بالفعل اگر اسکے دریافت کرنے کی
کوشش کیجاے تو جنبہ داری اور دھوکا بازی اور ہر قسم کا فریب ہوگا ووٹ کے
حق کو بلا امتیاز دینا بلکہ بلا امتیاز نہ دینا بھی اس سے بہتر ہے کہ ایک سرکاری عہدہ دار کو
اختیار دیا جاے کہ جسکو چاہے یہ حق دے اور جسکو چاہے نہ دے - نوشت وخواند
اور حساب کے باب مین تو کچھ دقت نہین ہونی چاہیے - یہ آسان ہے کہ جو کوئی شخص
اپنا نام درج رجسٹر انتخاب کنندگان کرانا چاہے اُس سے کہا جاے کہ رجسٹرار کے
سامنے کسی انگریزی کتاب سے ایک جملہ کی نقل لکھے اور ایک حساب اربعہ متناسبہ کا
لگائے اور قواعد معینہ اور اعلان کامل کے ذریعہ سے یہ یقین کرلیا جاے کہ یہ آسان

معیار ایمانداری سے عمل مین لایا جاتا ہے جنکا صورتون مین بشرط عام ووٹ کے حق کے ساتھ مقرر کیجاے اور چند سال کے بعد اسکے باعث کوئی شخص بھی خارج نہوگا بجز اُن اشخاص کے جو اس حق سے ایسے بے پروا ہین کہ اگر اُنکا ووٹ دیا جاتا تو عموماً کسی واقعی پولٹیکل راے پر دلالت نہ کرتا۔

یہ بھی ضرور ہے کہ وہ کمیٹی جو عام یا خاص ٹکسون پر ووٹ دیتی ہے فقط اُن لوگون کے زمرہ سے منتخب کیجاے جو کچھ ٹیکس دیتے ہین۔ جو لوگ خود ٹیکس نہین دیتے ہین لگا اپنے ووٹ سے اور لوگون کا روپیہ خرچ کراتے ہین اُنکو فضول خرچی کا ہر ایک محرک موجود رہتا ہے اور کفایت شعاری کا کوئی باعث نہین ہوتا۔ جہانتک روپیہ کے معاملات متعلق ہین ایسے لوگون کو ووٹ کا اختیار دینا آزاد گورنمنٹ کے ایک اصل اصول مین فتور ڈالنا ہے اور تصرف اور نگرانی کے اختیار کو اُس چیز سے جدا کر لینا ہے جو اُس اختیار کے مفید استعمال کا باعث ہوتے۔ یہ بمنزلہ اسکے ہے کہ ایسے لوگون کو یہ اختیار دیا جاے کہ اورون کی جیب سے روپیہ نکالکر کسی ایسی بابت مین صرف کرین جسکو وہ اپنے زعم مین مفید عام سمجھتے ہین۔ ممالک متحدہ امریکا کے بعض بڑے شہرون مین اسی باعث سے نہایت ہی سنگین ٹیکس باندھا گیا ہے اور اُسکا بار صرف متمول فرقون کو اُٹھانا پڑا ہے۔ یہ امر انگلستان کے قواعد حکومت کے موافق ہے کہ قائم مقامی اُسی قدر وسیع ہونی چاہیے جسقدر ٹیکس عام ہو اور قائم مقامی کو ٹیکس کی حد سے گھٹنا یا بڑھنا نہ چاہیے۔ مگر ٹیکس کو قائم مقامی کی شرط قرار دیکر ان دونون کی تعمیم کے لیے یہ امر لازم ہے اور چند دیگر وجوہ سے بھی مناسب ہے کہ ٹیکس سب سے زیادہ مفلس فرقہ تک بھی ایسی صورت سے پہونچایا جاے جو محسوس

ہو سکے۔ اِس ملک (انگلینڈ) اور غالباً اور بہت سے ملکون مین بھی کوئی مزدور پیشہ خاندان ایسا نہین ہے جو چاے یا بُن یا شکر یا مخدر یا مسکر چیزین خرید کر ضمناً ٹیکس دیتا ہو۔ مگر مصارف سلطنت کے ایک جزو کو اس طور سے ادا کرنا لوگون کو ناگوار نہین ہوتا۔ ٹیکس دینے والا اگر تعلیم یافتہ اور فہمیدہ آدمی نہین ہے تو مصارف سلطنت کی کمی کی پروا اُسقدر نہین کرتا جسقدر اُس صورت مین کرتا کہ اگر کل روپیہ اُسی سے صریحاً یا براہ راست طلب کیا جاتا اور اگر فرض کر لیا جاے کہ وہ ایسا ہی کرتا ہے تو بھی اُسکو اِس امر کا تو ضرور خیال رہیگا کہ اُسکے **ووٹ** کے ذریعہ سے گورنمنٹ چاہے کیسی ہی فضول خرچی پر کمر باندھے مگر وہ خرچ کسی ایسے زائد ٹیکس سے نہ لیا جاے جو اُن اشیا پر باندھا گیا ہو جو خود اُسکے مصرف مین آتے ہین بہتر یہ ہوگا کہ قوم کے ہر ایک بالغ آدمی سے فی نفسہٖ کچھ ٹیکس لیا جاے۔ یا یہ کہ جب ایسا شخص تشخیص شدہ ٹیکس دینا گوارا کرے تب وہ انتخاب کنندون کے زمرہ مین شامل کیا جاے۔ یا یہ کہ ہر ایک انتخاب کنندہ سے جسکا نام درج رجسٹر انتخاب ہے کہا جاے کہ ایک قلیل رقم سالانہ جو ملک کے خرچ مجموعی کے موافق گھٹتی بڑھتی رہیگی دیا کرے۔ تاکہ ہر شخص کو یہ معلوم ہو کہ ایک جزو اُسی روپیہ کا جو اُسکے **ووٹ** کی شرکت سے دیا گیا ہے خود اُسکا ہے اور اُسکا فائدہ اسی مین ہے کہ اُسکی تعداد کو کم کرتا رہے۔

خیر یہ تو جو کچھ ہو سو ہو میرے نزدیک آزاد گورنمنٹ کے اصول اولیہ کا مقتضی ہے کہ ضلع کے خیراتی سرمایہ سے کچھ ملنا مانع قوی **ووٹ** کے حق کا سمجھا جاے۔ جو شخص خود محنت کر کے اپنا رزق نہین بہم پہونچا سکتا ہے وہ اورون کا روپیہ خرچ کرنے کا ہرگز مستحق نہین ہے۔ جب اُسنے اپنے رزق کا دارومدار افراد قوم کی خیرات پر رکھا

تو اُنکے حقوق کے مساوی حقوق کے دعوی سے دست بردار ہوگیا۔ وہ لوگ جنکی خیرات پر انکی زندگی موقوف ہے اُن مشترک معاملات کے انتظام کا واجبی دعوی کرسکتے ہین جنمین اُسکا کچھ شریک نہین ہے یا جتنا اُسنے شریک کیا ہے اُس سے زیادہ لے لیتا ہے پس ایسی حالت مین ووٹ کا حق اس شرط سے مشروط کیا جاے کہ جب اُس شخص کا نام رجسٹر انتخاب ہوا ہے مثلاً اُس سے پانچ برس قبل سے اُسکا نام ضلع کے رجسٹرون مین بطور خیرات پانے والے کے نہین درج ہے جس شخص کا دوالہ نکلا ہو اور عدالت سے اُسکو سارٹیفکٹ نہ ملا ہو یا جو شخص قانون دوالہ سے مستفید ہو چکا ہو اُسکو بھی ووٹ کے قابل اُ سوقت تک نہ سمجھا جاتا ہے جبتک کہ وہ شخص اپنا قرضہ ادا کردے یا اقل مراتب یہ ثابت کردے کہ ایک مدت مدید سے اُسکی معاش کا مدار خیرات پر نہین ہے۔ اگر کوئی شخص ٹکیس اتنی مدت تک عمداً نہ ادا کرے کہ یہ گمان نہو سکے کہ اُسنے غفلت اور بے پروائی سے ایسا نہین کیا ہے توجبتک وہ شخص ٹکیس نہ ادا کرے ووٹ کے قابل نہ سمجھا جاے مستثنیات فی نفسہ دائمی نہین ہین۔ بلکہ فقط ایسے شرائط قرار دیے گئے ہین جنکی تعمیل سب کرسکتے ہین یا سب کو کرنی لازم ہے بشرطیکہ اُنکا جی بھی چاہے۔ اِن شرائط کے بموجب ووٹ کا حق اُن سب لوگون کو مل سکتا ہے جو انسان کی معمولی حالت مین ہین اور اگر کسی کو یہ حق نہ ملے تو دو حال سے خالی نہین ہے یا تو اُس شخص کو اسکی اتنی پروا نہین ہے کہ اسکے واسطے وہ فعل کرے جسکا کرنا اُسپر فرض ہے یا وہ شخص ایک ایسی عام پریشانی اور تنزل کی حالت مین مبتلا ہے جسمین یہ خفیف اضافہ جو اورون کی حفاظت کے لیے ضرور ہے محسوس نہوگا اور جب وہ حالت جاتی رہیگی تو ذلت کی

علامت بھی اور علامات کے ساتھ معدوم ہو جائیگی۔

پس رفتہ رفتہ (اگر یہ فرض کر لیا جاے کہ سواے قیود متذکرہ بالا کے اور کوئی قیود ووٹ کے حق پر نہین ہین) ہمکو یہ توقع ہو سکتی ہے کہ باستثناء اس فرقہ کے جسکی تعداد روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور جسکو ضلع سے خیرات ملا کرتی ہے سب لوگون کو ووٹ کا حق ملجائیگا اور ذراسی تخفیف کے ساتھ یہ حق عام ہو جائیگا۔ اس طور سے ووٹ کا عام اور وسیع ہو جانا عمدہ گورنمنٹ کے وسیع اور عالی مضمون کو لازم بلکہ الزم ہے جیساکہ سابق مین بیان کیا گیا۔ لیکن اس حالت مین ایک جماعت کثیر ووٹ دینے والون کی اکثر ملکون مین علی الخصوص ہمارے ملک مین مزدورپیشہ ہوگی اور اب بھی دو باتون کا بڑا خوف رہیگا۔ ایک یہ کہ ووٹ دینے والون مین پولٹیکل لیاقت بہت کم ہوگی۔ دوسرے یہ کہ وضع قوانین مین ایک فرقہ کے فوائد اورون پر غالب رہینگے اب یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا ان خرابیون کو دفع کرنے کا کوئی ذریعہ ہے۔

ان خرابیون کا انسداد ممکن ہے بشرطیکہ لوگ دل سے چاہین۔ مگر کسی مصنوعی تدبیر سے انکا انسداد ممکن نہین ہے بلکہ اسواسطے ممکن ہے کہ جن امور سے انسان کی کوئی غرض نہین متعلق ہوتی ہے یا جنھین کوئی قدیم راے مخالف نہین ہوتی ہے اُنمین ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ انسان کی زندگی کا قدرتی انتظام جاری رکھا جاے۔ ہر شخص جو کوئی صریحی تعلق کسی معاملہ سے رکھتا ہے اور جو کسی دوسرے کی ولایت یا حراست مین نہین ہے اُس معاملہ مین دخل دینے کا بیشک حق رکھتا ہے اور جب اُس حق کو عمل مین لانا اور سب لوگون کی حفاظت کے منافی نہو تو اُس حق سے

اُسکو محروم رکھنا خلاف انصاف ہے ۔ یہ تو سچ ہے کہ ہر شخص کو ایسے معاملات مین دخل ہونا چاہیے مگر یہ دوسری بات ہے کہ ہر شخص کو ایسے امور مین اور دن کے ساتھ بدرجہ مساوی دخل ہونا چاہیے ۔ مثلاً اگر دو شخص کسی تجارت مین شریک ہون اور اُنمین باہم اختلاف رائے ہو تو کیا انصاف اسکا مقتضی ہے کہ دونون کی رائین مساوی الوزن سمجھی جائین ؟ اگر دونون نیکی مین تو برابر ہین لیکن ایک دوسرے سے علم اور عقل زیادہ رکھتا ہے یا یہ کہ دونون عقل مین برابر ہین مگر ایک دوسرے سے زیادہ نیک ہے تو جو شخص زیادہ نیک کردار اور ہوشیار ہے اُسکی رائے دوسرے کی رائے پر مقدم رکھی جاے اور اگر اُس ملک کا آئین سیاست ضمناً یہ دعوی کرے کہ اِن دونون کی رائین بدرجہ مساوی معتبر ہین تو اُسکا دعوی خلاف واقع ہے اِن دونون مین سے وہ جو دوسرے سے زیادہ دانا یا نیک بخت ہے زیادہ وقعت کا مستحق ہے مگر یہ دریافت کرنا مشکل ہے کہ اِن دونون مین سے کون شخص ایسا ہے دو شخصون مین سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا تو غیر ممکن ہے مگر انسان کی جماعتون مین اِس امر کا قیاس کسی قدر صحت کے ساتھ ہو سکتا ہے یہ قول اُس صورت مین نہ صادق آئیگا جسمین عقلاً یہ تصور ہو سکے کہ کوئی شخصی یا ذاتی حق شامل ہے ۔

جب کوئی معاملہ دو مین سے ایک شخص سے متعلق ہو تو وہ شخص اپنی راے پر عمل کرنے کا مستحق ہے گو وہ دوسرا شخص اُس سے کتنا ہی زیادہ عقلمند ہو ۔ مگر ہم اُن امور کا ذکر کر رہے ہین جو اُن دونون سے بدرجہ مساوی متعلق ہین اور اُنمین جو زیادہ جاہل ہے اگر وہ کسی مشترک معاملہ مین اپنا حصہ دوسرے شخص کی راے پر جو اُس سے زیادہ دانا ہے نہ چھوڑدے تو اِس دانا کو اپنا حصہ اُس نادان کی

راے پر چھوڑ دینا پڑیگا۔ اب غور طلب یہ امر ہے کہ اس مشکل کو حل کرنے کے ان دو طریقون مین سے کونسا طریقہ اُن دونون آدمیون کے حق مین زیادہ تر مفید ہے اور انتظام عالم سے بھی موافق ہے۔ اگر یہ امر خلاف انصاف سمجھا جاے کہ ان دونون مین سے ایک دوسرے کی متابعت کرے تو آیا یہ زیادہ خلاف انصاف ہے کہ دانا نادان کی راے پر عمل کرے یا یہ زیادہ خلاف انصاف ہے کہ نادان دانا کی راے پر چلے؟

واضح ہو کہ قومی معاملات کی ٹھیک یہی کیفیت ہے کہ اُنمین سب افراد قوم کی غرض مشترک ہے صرف فرق اتنا ہے کہ ایسے معاملات مین کسی شخص کو کبھی یہ ضرورت نہین ہوتی کہ اپنی راے کو اورون کے آرا پر تصدیق کردے بلکہ اُسکی راے کا ہمیشہ اندازہ اور شمار ہو سکتا ہے اور جن لوگون کی رائین زیادہ تر اعتبار کے قابل ہین اُنکی رایون کی زیادہ وقعت کیجاتی ہے۔ اس انتظام مین کوئی امر ایسا نہین ہے جو اُن لوگون کو خواہمخواہ ناگوار گذرے جنکے درجے پست رکھے گئے ہین۔ مشترک معاملات مین مطلقاً دخل نہ دینا اور بات ہے۔ اورون کو اُنمین زیادہ دخل دینا اس وجہ سے کہ وہ مشترک معاملات کے انتظام کی عمدہ تر قابلیت رکھتے ہین اور بات ہے۔ یہ دونون باتین صرف مختلف ہی نہین ہین بلکہ ہم پلہ بھی نہین ہین۔ ہر شخص یہ حق رکھتا ہے کہ اس بات کو اپنی ذلت سمجھے کہ اور لوگ اُسکو کوئی چیز ہی نہ سمجھین اور اُسکی کچھ ہستی ہی نہ جانین سواے بیوقوف آدمی کے اور بیوقوف بھی ایک خاص قسم کا کوئی شخص اس امر کو تسلیم کرنے سے رنجیدہ نہو گا کہ اور لوگ ایسے ہین جنکی راے بلکہ جنکی خواہش بھی اُسکی راے یا خواہش سے زیادہ عظمت کی مستحق ہے

جن معاملات مین آدمی کی غرض شامل ہو اُنمین دخل نہ دینا ایسا امر ہے جسکو
کوئی شخص برضا و رغبت نہ قبول کریگا لیکن جن معاملات مین اُسکی غرض دوسرے شخص کی غرض کے
ساتھ مشترک ہو اور وہ اُس دوسرے کو جانتا ہو کہ مجھسے بہتر اس مضمون کو سمجھتا ہے
تو اس صورت مین اگر دوسرے شخص کی رائے کا اعتبار اُسکی رائے سے زیادہ
کیا جاے تو اُسکے توقع کے موافق ہوگا اور اُس انتظام کے بھی خلاف نہوگا جسکو
اور معاملات دنیا مین وہ قبول کرلینے کا عادی ہے۔ صرف اتنی بات ضرور ہے
کہ دوسرے کی رائے کو اُسکی رائے پر اُن وجوہ سے ترجیح دیجاے جنکو وہ سمجھ سکتا ہے
اور جنکا قرین انصاف ہونا اُسکے ذہن مین آسکتا ہے۔

مین بلا تامل کہتا ہون کہ میرے نزدیک یہ امر ہرگز لائق تسلیم نہین ہے
کہ کسی شخص کو اُسکی ملکیت کے لحاظ سے عظمت بخشی جاے۔ اسکا مین انکار نہین کرتا کہ مال
ایک قسم کا معیار ہے اور اکثر ملکون مین غربا کی بہ نسبت امرا زیادہ تعلیم یافتہ
ہوتے ہین۔ مگر یہ معیار ناقص ہے۔ لوگون کی ترقی اور عروج مین لیاقت کی بہ نسبت
اتفاق کو زیادہ دخل ہے کسی کو یہ یقین ہرگز نہین ہوسکتا کہ جسقدر علم اور لیاقت
ہم حاصل کرینگے اُسی قدر ہمارے درجہ مین ترقی ہوگی۔ ان وجوہ سے حق
انتخاب کی یہ بنیاد (دولتمندی) ہمیشہ نہایت مکروہ و مذموم رہی ہے اور
رہیگی متعدد ووٹون کو کسی مالی قابلیت سے متعلق کرنا صرف فی نفسہ قابل اعتراض
نہوگا بلکہ اس اصول کی بدنامی کا باعث ہوگا اور اسکا قائم رہنا ناممکن ہو جائیگا اس ملک
(انگلینڈ) کی سلطنت جمہوری بالفعل ذاتی فضیلت کی دشمن تو نہین ہے
لیکن البتہ اُس عظمت کی مخالف ہے جو صرف تمول پر مبنی ہے۔ صرف ایک ہی صفت

ایسی ہے جس سے ایک شخص کی رائے کو ایک سے زیادہ کی رائے کے برابر شمار کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ وہ صفت لیاقت عقلی ہے۔ اب یہ دریافت کرنا چاہیے کہ کس ذریعہ سے اُس لیاقت کا اندازہ تقریباً ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی واقعی قومی تعلیم یا کوئی معتبر قاعدہ عام امتحان کا موجود ہوتا تو استعداد علمی کی آزمائش ہو سکتی۔ لیکن جب یہ ذریعہ نہین موجود ہے تو ہر شخص کے پیشہ کی نوعیت معیار اُسکی لیاقت کی ہو سکتی ہے مثلاً مزدور سے زیادہ اُسکا مالک لیاقت رکھتا ہے کیونکہ اُسکو علاوہ ریاضت بدنی کے مشقت دماغی بھی کرنی پڑتی ہے۔ چودھری عموماً مزدورون سے زیادہ فہمیدہ ہوتا ہے اور صناع دیگر اہل حرفہ سے زیادہ لیاقت رکھتا ہے۔ مہاجن تاجر۔ یا کاریگر غالباً دوکاندار سے زیادہ فہمیدہ ہوتا ہے اسواسطے کہ اُسکو بڑے بڑے پیچیدہ معاملات کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ ان سب صورتون مین لیاقت کا معیار صرف اعلیٰ درجہ کا کام قبول کرلینا نہین ہے بلکہ اُس کام کو کامیابی کے ساتھ انجام دینا ہے۔ پس اِس وجہ سے اور اِس سبب سے بھی کہ لوگ صرف برائے نام کوئی پیشہ فقط ووٹ کی خاطر نہ کرنے لگین یہ شرط قرار دینا مناسب ہے کہ اُس پیشہ کو ایک میعاد معین (مثلاً تین سال تک) برابر برتا ہو۔ اسی قسم کے چند شرائط کے ساتھ دو یا زیادہ ووٹ اُس شخص کو دیے جائین جو اُن میں سے کسی اعلیٰ درجہ کے کام کو کرتا ہے جب لبرل پروفشن یعنی آزاد پیشے[1] صرف برائے نام نہین بلکہ فی الواقع عمل مین لائے جاتے ہین تو بیشک اُن سے بھی اعلیٰ درجہ کی تعلیم پر دلالت کرتے ہین اور جب کسی پیشہ کو اختیار کرنے سے پیشتر ایک کافی امتحان پاس کرنا

[1] یہ تین پیشے ہین بارسٹری ڈاکٹری اور پادری کا کام ۱۲

پڑے یا دیگر اہم شرائط تعلیم کی تعمیل کرنی پڑے تو اُس پیشہ کے لوگون کو فوراً متعدد ووٹ دینے چاہییں یہی قاعدہ یونیورسٹیون کے گریجویٹ یعنی اُن اشخاص سے متعلق ہوسکتا ہے جو لائق اطمینان سارٹیفکٹ اس امر کے پیش کرین کہ کسی ایسے اسکول کے کورس کو ختم کرچکے ہین جسمین علم کے اعلےٰ شعبے پڑھائے جاتے ہین اور جسمین تعلیم قرار واقعی ہوتی ہے صرف برائے نام نہین ہوتی ہے آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیون نے جو ایک لوکل یا مڈل کلاس یعنی درجہ اوسط کا امتحان ایسوشیئیٹ کی ڈگری کے لیے جاری کیا ہے اور ایسی قسم کے اور امتحانات جنکو اور منتظم تعلیم جماعتین جاری کرین بشرطیکہ سب لوگ علی العموم اُنمین شامل ہوسکین اسکی وجہ قرار پا سکتی ہین کہ جن اشخاص نے یہ امتحانات پاس کیے ہین اُنکو متعدد ووٹ بڑے فائدہ کے ساتھ دیے جائین۔ ان سب تجویزون پر مفصل بحث ہوسکتی ہے اور ایسے وہ اعتراضات بھی ہوسکتے ہین جنکا پیش از وقوع ذکر کرنا بیکار ہے۔ ابھی وہ وقت نہین آیا ہے کہ ان تجویزون کی ایک عملی صورت قرار دیجاے اور نہ مین اُن خاص تجویزون کا پابند ہونا چاہتا ہون جو مین نے بیان کی ہین۔ لکن مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نیابتی گورنمنٹ کا سچا مضمون حاصل کرنے کی یہی سبیل ہے اور عمدہ ترین تدبیرات عملی سے ہے اور اسکے عملدرآمد کی کوشش کرنا سچے پولٹیکل ترقی کی راہ پر چلنا ہے۔

اگر یہ پوچھیے کہ یہ اصول کہانتک جاری ہوسکتا ہے یا آدمی کو کتنے ووٹ اُسکے کمالات علمی کی بنا پر مل سکتے ہین تو مین اسکا جواب یہ دیتا ہون کہ فی نفسہٖ سوال بالکل غیر ضروری ہے بشرطیکہ علمی درجے اور خطابات بیقاعدہ اور بلا دلیل نہ قرار دیے جائین بلکہ ایسے ہون جنکو عام لوگ سمجھ کر قبول کرلین لیکن یہ شرط نہایت

ضروری ہے کہ اُس حد سے تجاوز نہ کیا جائے جو موافق اُس اصول ضروری کے مقرر کی گئی ہے جو اس سے پیشتر کے ایک باب مین پنچایتی گورنمنٹ کی ترکیب کی عمدگی کی شرط قرار دی گئی ہے۔ متعدد ووٹون کے قاعدہ کو ہرگز اتنا نہ بڑھا دینا چاہیے کہ جن لوگون کو یا جس فرقہ کو متعدد ووٹ کا حق دیا جاسے وہ اُسکے ذریعہ سے جملہ افراد قوم کو مغلوب کرلین۔ تعلیم یافتہ آدمیون کو یہ امتیاز بخشنا فی نفسہ درست ہے اور ایک دلیل قوی اسکی تائید مین یہ بھی ہے کہ تعلیم یافتہ اشخاص اُن قوانین سے محفوظ رہینگے جنکو غیر تعلیم یافتہ لوگ اپنے فرقہ کے فوائد کے لحاظ سے بنائینگے۔ مگر اس امتیاز کو اتنا نہ بڑھانا چاہیے کہ تعلیم یافتہ اشخاص اپنے ہی فرقہ کے مطلب کے موافق قوانین بنانا شروع کردین۔ مجھکو یہ بھی بیان کرنا ضرور ہے کہ میرے نزدیک متعدد ووٹون کی تجویز کا جزو اعظم یہ امر ہے کہ کیسا ہی مفلس آدمی کیون نہو وہ بھی اس حق کا دعوی کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ یہ ثابت کردے کہ باوجود سب دقتون اور جملہ موانع کی علمیت کے لحاظ سے وہ متعدد ووٹون کا مستحق ہے ایسے امتحانات مقرر ہونے چاہییں کہ جو کوئی شخص اپنی خوشی سے اُنمین شریک ہو وہ اس امر کو ثابت کرسکے کہ اُس درجہ کا علم اور لیاقت رکھتا ہے جو کافی قرار دیا گیا ہے اور اسوجہ سے اُسکو متعدد ووٹون کا حق دیا جاسے۔ یہ ایک ایسا حق ہے جسکا انکار اُس شخص سے نہین کیا جاتا ہے جو یہ ثابت کرسکتا ہے کہ اُسنے اُن شرائط کی تعمیل کی ہے جنپر یہ حق عقلاً اور اصولاً مبنی ہے۔ اور غالباً کسی شخص کو یہ اصول خلاف انصاف نہ معلوم ہوگا لیکن یہ حق البتہ اُسوقت خلاف انصاف ہوگا جبکہ یہ محض قیاسی باتون کی بنا پر جو ہمیشہ غلطی سے بری نہین ہوتی

ہین دے دیا جاوے مگر ثبوت قطعی پیش ہونے پر نہ دیا جاوے۔

متعدد ووٹون کا استعمال اگرچہ اضلاع کی کمیٹیون کے انتخاب مین اور خیرات خانون کے متولیون کے انتخاب مین بھی کیا جاتا ہے لیکن پارلیمنٹ کے ممبرون کے انتخاب مین اس قاعدہ کا رواج بالکل نہین ہے اور غالباً یہ قاعدہ جلد یا برضا و رغبت نہین قبول کیا جائیگا۔ مگر چونکہ وہ زمانہ یقیناً آئیگا جبکہ دو باتون مین سے ایک بات ضرور اختیار کرنی پڑیگی یعنی یا ایک شخص کو متعدد ووٹون کا حق دینا پڑیگا یا ووٹ کے حق کو سب پر بدرجۂ مساوی عام کر دینا پڑیگا لہذا جو کوئی شخص دوسری شق کو نہین پسند کرتا ہے اُسکو لازم ہے کہ پہلی شق کو منظور کرے۔ اگرچہ بالفعل یہ تجویز عملی حیثیت نہین رکھتی ہے لیکن اس سے وہ امر معلوم ہو جائیگا جو اصولاً نہایت عمدہ ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ آیا کوئی ایسا ضمنی ذریعہ موجود ہے یا اختیار ہوسکتا ہے جس سے یہی مطلب بر آسکے گو کسی قدر ناقص طریقہ سے سہی۔ آدمی کو دو ووٹ اور ذریعہ سے بھی مل سکتے ہین بغیر اسکے کہ دونون ووٹ ایک ہی انتخاب مین دیے جائین۔ وہ دو مختلف انتخاب کے حلقون مین سے ہر ایک حلقہ مین ایک ووٹ رکھ سکتا ہے۔ اور اگرچہ یہ مخصوص حق بالفعل فضیلت مالی پر موقوف ہے نہ فضیلت علمی پر (یہ تونگری بہ ہنر است نہ بہ مال کے بالعکس معاملہ ہے) تاہم میرے نزدیک اس قاعدہ کو جہان یہ جاری ہے وہان موقوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ تا وقتیکہ ایک سچی معیار تعلیم یافتگی کی نہ مقرر کی جاوے مالی حالت سے جو معیار قائم ہوئی ہے گو وہ ناقص ہی سہی اُسکو ترک کر دینا خلاف عقل ہے۔ ایسا ذریعہ دریافت ہوسکتا ہے جس سے یہ حق اور زیادہ وسیع کر دیا جاوے اور اعلی درجہ کی تعلیم سے زیادہ تر

صراحت کے ساتھ متعلق کر دیا جاے یعنی آئندہ جو رفارم بل پارلیمنٹ مین پیش کیا جاے اسمین ووٹ کے مالی شرائط بہت کم کر دیے جائین اور یہ عاقلانہ شرط مقرر کیجاے کہ یونیورسٹیون کے سب ڈگری یافتہ اشخاص کو اور اُن سب لوگون کو جنھون نے اعلیٰ درجہ کے اسکولون مین لائق تعریف امتحان پاس کیا ہے اور لبرل (آزاد) پیشون کے سب آدمیون کو اور شاید بعض اور قسم کے لوگون کو بھی اجازت دیجاے کہ اپنی اپنی حیثیت اور پیشہ کے مطابق اپنے نامون کو رجسٹر ہاے انتخاب مین درج کرائین اور چاہے جس حلقۂ انتخاب مین اُنھون نے اپنا نام لکھایا ہے اُسی خاص حیثیت سے اُنھین ووٹ دین اور علاوہ اسکے جن مقامات مین وہ سکونت پذیر ہین اُنمین بھی اُنکے ووٹ محض بحیثیت آزاد رعایا کے قائم رکھے جائین۔

جبتک کوئی ایسا طریقہ متعدد ووٹون کا نہ ایجاد کیا جاے جس سے تعلیم یافتہ آدمیون کو باین حیثیت کہ وہ تعلیم یافتہ ہین وہ شرف حاصل ہو جاے جسکے وہ مستحق ہین اور تعلیم یافتہ آدمیون کی فضیلت علمی اُن لوگون کی کثرت عددی کی بخوبی مقاومت کر سکے جو سب سے کم تعلیم یافتہ ہین اور جبتک اُس طریقہ کو عام راے قبول و منظور نہ کرلے اُسوقت تک میرے نزدیک ووٹ کی تعمیم کے فوائد نہین حاصل ہو سکتے ہین بغیر اسکے کہ اُنسے زیادہ نقصانات کا احتمال رہے۔ فی الواقع یہ ممکن ہے (اور شاید یہ ایک درمیانی مرحلہ منجملہ اُن مرحلون کے ہے جنکو طے کرکے ہم ایک واقعی عمدہ پنچایتی گورنمنٹ تک پہونچ سکتے ہین) کہ وہ امور جو ووٹ کے مانع ہین بعض خاص خاص حلقہ ہاے انتخاب مین بالکل رفع ہو جائین اور اسوجہ سے اُن حلقون مین خاص کر مزدور پیشہ لوگ پارلیمنٹ کے لیے ممبرون کو منتخب کرین

اور موجودہ لیاقت انتخاب دیگر مقامات پر بحال خود قائم رکھی جاسکے۔ اگر اُنمین کچھ کمی
وبیشی کیجاے تو اُسکے ساتھہی انتخاب کے حلقون کی ترتیب ایسی رکھی جاے کہ مزدور پیشہ
فرقہ کو پارلیمنٹ مین غلبہ نہ حاصل ہو۔ مگر ایسے انتظام سے موجودہ قائم مقامی مین بیضابطگیان
صرف باقی ہی نہین رہینگی بلکہ اور زیادہ ہوجائینگی۔ لیکن یہ اعتراض قوی نہین ہے کیونکہ
اگر ملک سچے مقاصد کو ایک باقاعدہ طریقہ سے حاصل کرنا نہین پسند کرتا ہے تو اُسکو
اس امر پر اکتفا کرنی چاہیے کہ ایک بیقاعدہ طریقہ کو یہ سمجھکر اختیار کرے کہ اُس طریقہ سے
اولی ہے جسمین کوئی بے ضابطگی تو نہین ہے مگر اُس سے غلط مقاصد یا نتائج نکلتے ہین
یا جسمین بعض اغراض جو اُسی قدر ضروری ہین جیسے دیگر مقاصد مین فروگذاشت کیے گئے ہین
اس سے قوی تر اعتراض یہ ہے کہ یہ فیصلہ خاص خاص مقامات کے حلقہ ہاے
انتخاب کے باہمی مشارکت کے منافی ہے جو ہیر صاحب کی تجویز کے بموجب ہونی
چاہیے اور اس فیصلے سے یہ قباحت لازم آتی ہے کہ ہر ایک ووٹ دینے والا
ایک یا زیادہ حلقون مین جنکے رجسٹرون مین اُسکا نام لکھا ہے مقید رہیگا اور اُسکا
کوئی قائم مقام پارلیمنٹ مین نہوگا الا یہ کہ اُن مقامات کے امیدوارون مین سے
کسی امیدوار کو وہ اپنا قائم مقام بنانا منظور کرے۔

میرے نزدیک یہ ضرور ہے کہ جو لوگ ووٹ تو رکھتے ہین مگر اُنکے ووٹ
اس وجہ سے بیکار ہوگئے ہین کہ تعداد مین وہ اورون سے ہمیشہ مغلوب رہتے ہین
وہ اس قید سے رہا کیے جائین اور مجھکو حق اور عقل کی فطری قوت سے امید قوی ہے
کہ اگر اُنکی فریاد سُن لیجاے اور اُنکی نصرت و حمایت کما حقہ کیجاے تو حقاً و عقلاً ضرور
غالب آئینگے۔ اسلیے مجھکو مساوی اور عام ووٹ کے اثر سے مایوس نہونا چاہیے

بشرطیکہ اُنکی مساوات اور تقسیم اِس طور سے کیجاے کہ ہیر صاحب کی تجویز کے موافق سب قلیل فریقون کی قائم مقامی بلحاظ اُنکی تعداد کے عمل مین لائی جائے۔ لیکن اس باب مین جو قوی امیدین ہین اگر وہ یقین کے درجہ تک پہونچ جائین تو بھی مین متعدد ووٹون کے اصول کی تائید کرونگا۔ مین متعدد ووٹون کو اس خیال سے نہین تجویز کرتا ہون کہ اگرچہ یہ امر فی نفسہ نامناسب ہے مگر جسطرح قوم کے ایک جزو کو ووٹ سے خارج رکھنا جائز رکھا گیا ہے اُسی طرح متعدد ووٹون کا قاعدہ بھی چندروز کے لیے اِس مصلحت سے جائز ہوسکتا ہے کہ عظیم تر خرابیون کے انسداد کا باعث ہوگا۔ مساوی ووٹون کو مین فی نفسہ کوئی اچھی چیز نہین سمجھتا ہون بشرطیکہ اُنکین وہ دقتین نہ واقع ہون جنکا احتمال ہے۔ اس قسم کے ووٹ کو مین فقط بالنسبۃ اچھا سمجھتا ہون یعنی اُس غیر مساوی ووٹ سے کمتر لائق اعتراض ہے جو غیر متعلق یا اتفاقی امور پر مبنی ہو مگر غیر مساوی ووٹ اصولاً غلط ہے اسواسطے کہ اُس سے ایک غلط معیار کا تسلیم کرنا لازم آتا ہے اور ووٹ دینے والے کے دل پر اُسکا خراب اثر ہوتا ہے۔ یہ امر مفید نہین ہے بلکہ مُضر ہے کہ ہمارے ملک کے آئین سلطنت مین جاہل اور عالم دونون کو بدرجہ مساوی پولٹیکل اختیار دیا جاے۔ قومی انسٹیٹیوشنس یعنے آئین کو لازم ہے کہ جملہ امور متعلقہ کو ہر ایک آزاد رعیت کو اُسی صورت سے دکھائے جس صورت سے اُن امور کو دیکھنا اُسکے حق مین مفید ہو۔ اور چونکہ اُسکا فائدہ اسی مین ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ ہر شخص پولٹیکل معاملات مین کچھ دخل رکھنے کا مستحق ہے مگر دانا اور نیک آدمی اورون سے زیادہ ان امور مین مداخلت رکھنے کا مستحق ہے لہذا ضرور ہے کہ خود سرکار اس امر کا اقرار کرکے قومی انسٹیٹیوشنس (آئین) مین اُسکو داخل کرے

ہر ملک کے انسٹیٹیوشنس کا جوہر یا حسن باطنی یہی امور ہین اور یہی وہ جز انکے اثر کا ہے جسکا لحاظ عموماً اہل تحقیق علی الخصوص انگلستان کے محققین بہت کم کرتے ہین حالانکہ ہر ایک ملک مین جسمین عام یا پر ظلم عظیم نہوتا ہو انسٹیٹیوشنس کے باطن سے بہ نسبت ظاہر کے زیادہ اثر پیدا ہوتا ہے کیونکہ اسی باطنی اثر سے قومی کیرکٹر (حیثیت) قائم ہوتی ہے مثلاً امریکا کے انسٹیٹیوشنس نے اس ملک کے ہر ایک باشندے کے دل پر نقش کالحجر کر دیا ہے کہ سب گورے رنگ کے آدمی برابر ہین اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ غلط یقین بعض اُن امور سے تعلق رکھتا ہے جو امریکا والون کے کیرکٹر مین اچھے نہین ہین۔ یہ خرابی کیا کم ہے کہ اس قول کو کسی ملک کا آئین سلطنت منظور کرے کیونکہ اس قول کا قائل ظاہراً یا باطناً ہونا اخلاقی اور عقلی فضیلت کو ایسی قدر مضرت جیسا کوئی اور اثر ہو جو اکثر اقسام سلطنت سے پیدا ہوسکتا ہے۔

شاید یہ کہا جاے کہ وہ آئین سلطنت جسمین سب سے زیادہ اور سب سے کم تعلیم یافتہ آدمیون کو بدرجہ مساوی اختیار دیا گیا ہو ترقی کا باعث اسوجہ سے ہوتا ہے کہ جو لوگ سب سے کم تعلیم یافتہ ہین اُنسے ہمیشہ استغاثہ کیا جاتا ہے اور انکی دماغی قوتین ہمیشہ کام مین لائی جاتی ہین اور جو لوگ اُنسے زیادہ پڑھے لکھے ہین وہ ہمیشہ اُنکو تعلیم و تلقین کیا کرتے ہین اور انکی غلطیون اور تعصبات کو رفع کرتے رہتے ہین اور یہ سب امور قوی محرکات اُنکی عقلی ترقی کے ہین۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ جو لوگ کم پڑھے لکھے ہین اُنکو امور حکومت مین کم یا زیادہ شریک کرنے سے یہ نہایت مفید اثر ضرور پیدا ہوتا ہے بلکہ مین اس قول کی تائید بڑے شد و مد سے کر چکا ہون لیکن علم و عمل دونون اس بات پر شاہد ہین کہ جب ایسے لوگ بالکل مالک و مختار کر دیے جاتے ہین تو انکی ا مدہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ جو لوگ ہر چیز پر قادر ہون خواہ وہ ایک شخص (بادشاہ) ہو خواہ چند اشخاص (امرا) خواہ بہت سے لوگ (عوام) ہون اُنکو عقل کے حربون کی کچھ ضرورت

نہین باقی رہتی ہے بلکہ وہ محض اپنی مرضی کو غالب کر سکتے ہین اور جب کوئی انکا مقابلہ نہین کر سکتا ہے تو اُنکو اپنی رایون پر ایسا اطمینان کلی ہوجاتا ہے کہ اُنکو بدلنا نہین چاہیے اور نہ اُس شخص کا کہنا سنتے ہین جو اُنسے یہ کہتا ہے کہ آپ کی راے غلط ہے سو حالت سب سے زیادہ محرک قوی افزائش عقل کی ہے یہ ہے کہ حکومت تدریجًا حاصل کیجاے نہ یہ کہ بلطائف الحیل لیجاے - اور حکومت کے راستہ مین جتنی منزلین ہین خواہ وہ چندروزہ ہون خواہ دائمی اُنمین سے وہ منزل جسمین سب سے عمدہ صفتین ہوتی ہین اُن لوگون کی حالت ہے جو اتنی قوت رکھتے ہین کہ عقل کو غالب رکھتے ہین مگر اتنی طاقت نہین رکھتے ہین کہ خود عقل پر غالب آجائین - یہ وہ حالت ہے کہ موافق اُن اصول کے جنکو ہم بیان کرچکے ہین امیر اور غریب - کم اور زیادہ تعلیم یافتہ - اور سب مذہبی اور غیرمذہبی فرقے جنمین قوم منقسم ہے جہانتک ممکن ہو اسی حالت مین رکھے جائین - اور جب اس اصول کے ساتھ یہ منصفانہ اصول ملا دیا جاے کہ کمالات عقلی کو زیادہ رتبہ بخشا جاے تو ان دونون کے اجتماع سے ایک ایسا آئین سلطنت بنجائیگا جو کامل بالنسبتہ ہوگا اور اس عالم کون و فساد مین کمال نسبتی ہی حاصل ہو سکتا ہے -

سابق مین جو دلائل ووٹ کی تعمیم اور تدریج کے باب مین بیان کیے گئے ہین مرد اور عورت کا فرق نہین رکھا گیا ہے - میرے نزدیک فرق پولیٹیکل حقوق سے کچھ تعلق نہین رکھتا ہے جیسا کہ مرد اور عورت کے قد کا فرق اور اُنکے بالون کے رنگ کا تفاوت ایسے حقوق سے کچھ تعلق نہین رکھتا ہے - سب افراد انسان کو ایک ہی نوع کا فائدہ اچھی گورنمنٹ سے ہے اور اُسکا اثر سب کے رفاہ و بہبود پر ہوتا ہے اور سب کو برابر ضرورت اس امر کی لاحق ہے کہ گورنمنٹ مین اُنکو دخل دیا جاے تاکہ اُسکے فوائد مین

اپنا اپنا حصہ پائین۔ اگر کوئی فرق ہے تو مردون کی بہ نسبت عورتین اچھی گورنمنٹ کی
زیادہ ضرورت رکھتی ہین کیونکہ عورتین چونکہ ضعیف الخلقت ہین لہذا مردون کی بہ نسبت
قانون اور قوم کی حفاظت کی زیادہ محتاج ہین۔ مدت ہوئی کہ لوگون نے اُس صغرے
اور کبرے کو ترک کر دیا ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاے کہ عورتون کو ووٹ نہ دینے چاہیین
اب کوئی یہ نہین کہتا ہے کہ عورتون سے لونڈیون کا کام لیا جاے اور وہ کوئی خیال
یا خواہش یا شغل نہین رکھتی ہین بجز اسکے کہ اپنے شوہرون یا ماں باپ کی کنیزین بنی رہین۔
نا کتخدا عورتون کو تو یہ حق دے دیا گیا ہے اور کتخدا عورتون کو ملنے مین کچھ ہی کسر
رہ گئی ہے کہ جایداد رکھ سکتی ہین اور مالی معاملات اور داد و ستد اُسی طرح کر سکتی ہین
اسطرح مرد کرتے ہین۔ اور یہ بھی انسب و اولی خیال کیا جاتا ہے کہ عورتین پڑھین لکھین
اور اُستانیان بنین بجز اسکے کہ یہ امور تسلیم کر لیے جائین کوئی اصول نہین نظر آتا ہے
جس سے عورتون کی پولیٹکل نا قابلیت قائم ہو سکے۔ اس نئی دنیا کا سارا طرز تخییل
روز افزون تاکید کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ قوم کوئی حق اس بات کا نہین رکھتی ہے
کہ افراد قوم کی جانب سے یہ فیصلہ کرے کہ وہ کن امور کی لیاقت رکھتے ہین اور کنکی نہین
رکھتے ہین اور کس کام کی کوشش کرنے کی اجازت انکو دیجائیگی اور کسکی کوشش کرنے کی
اجازت نہ دیجائیگی۔ اگر فن سیاست جدید اور علم دولت کے اصول سے کچھ فائدہ ہے
تو یہ ہے کہ ان اصول سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ان امور کا فیصلہ شخص خود ہی خوب
کر سکتا ہے اور پوری آزادی کی حالت مین جہان کہین مختلف درجہ کی لیاقت ہوتی ہے
اکثر لوگ وہی امور اختیار کرتے ہین جنکی قابلیت تامہ رکھتے ہین اور اسکے خلاف روش
شاذ و نادر آدمی اختیار کرتے ہین۔ یا تو اس زمانہ کی تمدنی ترقیون سے بالکل غلط

نیجہ نکلتا ہے یا اِس نتیجہ کو وہان تک لیجانا چاہیے کہ جملہ تخصیصین اور ناقابلیتین جو کسی انسان کو کسی شغل مباح سے مانع ہین موقوف ہو جائین۔

مگر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ عورتون کو **ووٹ** ملنا چاہیے اتنی دلیل حجت کرنے کی بھی ضرورت نہین ہے۔ اگر یہ امر ویسا ہی صحیح ہوتا جیسا یہ غلط ہے کہ عورتون کا فرقہ ایک ادنیٰ فرقہ ہے جسکا اختیار امور خانگی پر محدود ہے اور جو خانگی حکومت کی محکوم ہین تو بھی عورتون کو اُتنی ہی ضرورت **ووٹ** کی باقی رہتی تاکہ وہ اُس خانگی حکومت کے ناجائز استعمال سے محفوظ رہین مرد اور عورت دونون کو پولیٹیکل حقوق کی ضرورت اسلیے نہین ہے کہ وہ حکمرانی کرین بلکہ اسلیے ہے کہ اُنپر کوئی حکومت بیجا نہ کرسکے۔ اکثر مردون کی یہ کیفیت ہے کہ عمر بھر کھیتون اور کارخانون مین مزدوری کیا کرتے ہین مگر اِس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ اُنکو **ووٹ** دینا مناسب نہین ہے اُنکا **ووٹ** کا استحقاق اِس سے کم نہین ہوجاتا ہے درآنحالیکہ یہ گمان نہو کہ وہ لوگ اپنے **ووٹ** کا استعمال ناجائز کرینگے۔ سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ عورتین اپنے اقربا ذکور کے حکم یا دباو سے **ووٹ** دے دیا کرینگی۔ اگر ایسا ہے تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہے اگر عورتین بجاے خود سوچین تو بڑا فائدہ ہوگا اور اگر بجاے خود نہ سوچین تو کچھ نقصان نہوگا۔ آدمی کے پاٗون کی بیڑیان کاٹ دینے سے اُسکو فائدہ ہی ہوتا ہے اگرچہ وہ چلنا پھرنا نہ چاہے۔ عورتون کی اخلاقی حالت مین بڑی اصلاح اِس امر سے ہوجائیگی کہ سب سے زیادہ اہم معاملات دنیا مین قانوناً راے زنی کے ناقابل اور ترجیح کے غیر مستحق نہ قرار دیجائین۔ ہر ایک عورت کو کچھ فائدہ اِس سے ہوگا کہ اُسکے اختیار مین ایک ایسی چیز کا عطا کرنا ہے جسکو اُسکے اقرباے ذکور اُس سے

زبردستی نہین دے سکتے ہین اگر اسکی خواہش رکھتے ہین۔ اور یہ بھی بڑے فائدہ کی بات ہے کہ شوہر اس مقدمہ مین اپنی زوجہ سے ضرور بحث کریگا اور ووٹ شوہر کا ذاتی معاملہ نہوگا بلکہ اسکی زوجہ بھی اسمین شریک ہوگی۔ لوگ اس امر پر غور کامل نہین کرتے ہین کہ ایسا خیال ہے کہ یہ عورت ایسی ہے کہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہوکر ایسی کارروائی کر سکتی ہے جسکا اثر سب پر پڑتا ہے اس عورت کا وقار و اعتبار عوام الناس کی نظرون مین ثبت ہوجائیگا اور اسکی عزت ایسی ہونے لگیگی کہ صفات ذاتی کی وجہ سے ایسا اعزاز اس عورت کا ہرگز نہ کیا جاتا جسکے تمدنی وجود کو اسکا شوہر بالکل اپنے تصرف مین رکھ سکتا ہے۔ خود مرد کے ووٹ مین بھی اصلاح ہوجائیگی کیونکہ وہ شخص اکثر اس بات پر مجبور ہوجائیگا کہ اپنے ووٹ کے ایسے وجوہ قوی پیدا کرے کہ ایک ایماندار اور منصف مزاج آدمی اس معرکہ مین اسکا ساتھ دینے پر آمادہ ہوجائے اور زوجہ کے دباؤ سے وہ شخص ہمیشہ اپنی سچی راے کا پابند رہیگا یہ تو ضرور ہے کہ اکثر اوقات وہ اپنا ووٹ عام اصول کی تائید مین دیگا بلکہ اپنے عیال کے خاص فائدہ یا اسکے طمع دنیوی کے موافق دیگا۔ مگر جہان زوجہ کا دباؤ اپنے خاوند پر ایسا ہے وہان اب بھی ایسا ہی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ خرابی کا یقین ہے کیونکہ موجودہ قانون اور رسم و رواج کے بموجب زوجہ فن سیاست سے باین معنی کہ یہ فن اصول رکھتا ہے ایسی ناواقف محض ہے کہ وہ اپنے دل مین یہ نہین سمجھ سکتی کہ سیاست مین عزت بھی ایک مقام رکھتی ہے اور اکثر لوگون کا قاعدہ ہے کہ جس بات مین انکی عزت پر حرف نہ آئے کہ اسمین اورون کی عزت کی بھی اتنی ہی کم پروا رکھتے ہین جتنی پروا ان لوگون کے

مذہبی اعتقادات کی پرکھتے ہین جنکا مذہب انکے دین کے خلاف ہے۔ مگر عورت کو جب ووٹ دیا جائیگا تو پولٹیکل عزت کا خیال اُسکو ضرور رہیگا اور وہ امور سیاست کو ایسی چیز سمجھیگی جسپر وہ اپنی ایک رائے قائم کرسکتی ہے اور جب کوئی شخص ایسے امور مین کوئی رائے رکھتا ہے تو اُسپر عمل کرنا لازم ہے۔ اُس عورت کو اِس معاملہ مین اپنی ذاتی ذمہ داری کا خیال پیدا ہوگا اور جیسا وہ اب سمجھتی ہے ویسا تب نہ سمجھیگی کہ چاہیے کیسا ہی خراب دباؤ وہ اپنے شوہر پر ڈالے اگر وہ اپنی بی بی کا کہنا مان لے تو پھر کیا پرواہ ہے اُسکے (شوہر کی) ذمہ داری جملہ امور پر حاوی ہے۔ لہذا عورت کو ترغیب دینی چاہیے کہ وہ اپنی ایک رائے قائم کرے اور اُن وجوہ کو اچھی طرح سے سمجھے جنکو ذاتی یا خاندانی فائدہ کی طمع پر ایا نا غالب آنا چاہیے۔ جب یہ کیا جائیگا تب ہی عورت اپنے شوہر کے پولٹیکل ایمان کو ڈاوان ڈول رکھنے سے باز آئیگی۔ اُسکی (عورت کی) مداخلت ضمنی سے پولٹیکل ضرر نہ پیدا ہونیکی صرف یہی تدبیر ہے کہ اُسکا مبادلہ مداخلت صریحی سے کیا جاوے۔

مین نے یہ خیال کیا ہے کہ ووٹ کا حق صفات ذاتی پر موقوف ہے اور جہان عمدہ حالت ہوگی وہان یہی ہوگا لیکن جہان ووٹ کا حق جائیداد پر مبنی ہے جیسا اِس ملک مین اور بہت سے اور ملکون مین بھی ہے وہان اِس سے بھی زیادہ مخالفت عقل سلیم کی لازم آتی ہے۔ یہ امر سراسر خلاف عقل ہے کہ جب کوئی عورت وہ سب ضمانتین دے سکتی ہے جو ایک مرد انتخاب کنندہ سے مطلوب ہین یعنی وہ عورت مستغنی ہے اور گرست اور رئیس خاندان بھی ہے اور ٹیکس بھی ادا کرتی ہے یا جو کچھ شرطین مقرر رکھی جائین اُنکی تعمیل کو موجود ہے

تو نفس اصول اور قاعدہ اُس قائم مقامی کا جو جایداد پر مبنی ہے باطل ہوجاتا ہے اور ایک خاص عدم قابلیت ذاتی اسلیے ایجاد کی جاتی ہے کہ عورت ووٹ سے محروم رہے۔ اور جب اسکے ساتھ یہ بھی دیکھا جاے کہ جس ملک مین ایسا کیا جاتا ہے وہان آج کل عورت ہی بادشاہ ہے اور اس ملک مین جو سب سے زیادہ نامی وگرامی بادشاہ گذرا ہے وہ بھی عورت ہی تھی تو بیعقلی اور ناانصافی کی پوری تصویر آنکھون مین پھر جاتی ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ جب خصوصیت بیجا اور ظلم کی عمارت بوسیدہ کے آثار وعلامات یکے بعد دیگرے منہدم کیے جاتے ہین تو یہی ظلم سب کے بعد دفع ہوگا اور بنتھیم صاحب اور سیموئیل بیلی صاحب اور ہیر صاحب اور اس ملک اور اس زمانہ مین جو اور زبردست محققین سیاست گذرے ہین اُنکی راے اُن سب لوگون کے دل مین سما جائیگی جنکو خود غرضی یا تعصب دیرینہ نے سنگدل نہین بنا دیا ہے اور ہنوز دوسری نسل تمام نہونے پائیگی کہ مرد وعورت کا فرق جو مثل گورے کالے کے فرق کے محض ایک فرق اتفاقی ہے وجہ کافی اس بات کی نہ سمجھی جائیگی کہ عورت ایک آزاد رعیت کے مساوی درجہ کی حفاظت اور منصفانہ حقوق سے محروم رکھی جاے فقط

نوان باب

اس بیان مین کہ انتخاب کے دو درجے ہونے چاہیین یا نہین

بعض پنچایتی گورنمنٹون مین یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ قائم مقامان قوم کی کمیٹی کے ممبرون کا انتخاب دو مرتبہ کیا جاتا ہے پہلے انتخاب کنندے دوسرے

سلہ شاید بلکہ الصابات اس سے مراد ہے ۱۲

انتخاب کنندون کو منتخب کرتے ہین اور یہ دوسرے انتخاب کنندے ممبران پارلیمنٹ کو منتخب کرتے ہین۔ اس تدبیر کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس کے جوش و خروش پر کچھ روک رہے اور **ووٹ** کا حق اور اسکے ساتھ پورا آخری درجہ کا اختیار عوام کو دیا جاوے مگر وہ اس بات پر مجبور کیے جائین کہ اُس اختیار کو ایسے چند آدمیون کے ذریعہ سے عمل مین لائین جنکی نسبت یہ خیال کیا گیا ہے کہ غضب خلائق کے ہوائے تند جھونکون کا اثر اُنپر بہ نسبت عوام الناس کے کم ہوگا۔ اور چونکہ انتخاب کنندے خود منتخب شدہ ہونگے لہذا اُنسے یہ توقع ہوسکیگی کہ علم و فضل مین اُن عام لوگون سے جنھون نے اُنکو منتخب کیا ہے بہتر ہونگے اور یہ دوسرے انتخاب کنندے غالباً زیادہ تر احتیاط اور نیز روشن ضمیری کے ساتھ انتخاب کرینگے اور اُنکو اپنی ذمہ داریون کا خیال بھی اِس مقدمہ مین عوام الناس کی بہ نسبت زیادہ ہوگا۔ یہ تدبیر جس سے عوام کا **ووٹ** ایک درمیانی جماعت کے ذریعہ سے مثل پانی کے مقطر کیا جاتا ہے بادی النظر مین قابل تائید معلوم ہوتی ہے کیونکہ ظاہرا یہ دلیل معقول ہے کہ اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے کہ ہمارے قرب و جوار کے آدمیون مین کون لوگ ایسے ہین جنپر پورا بھروسا ہوسکتا ہے کہ پارلیمنٹ کے لیے ایک لائق ممبر منتخب کرینگے کم تر عقل اور علم درکار ہے بہ نسبت اسکے کہ یہ تصفیہ کیا جاوے کہ کون شخص ممبری کی لیاقت سب سے زیادہ رکھتا ہے۔

اس انتظام مین پہلی خرابی تو یہ ہے کہ اگر اسکے باعث سے وہ نقصانات جو عوام کی حکومت کو لازم ہین کسی قدر کم ہوجاتے ہین تو اُسی قدر اُسکے فوائد بھی کم ہوجاتے ہین اور فوائد کا کم ہوجانا نقصانات کے کم ہوجانے کی بہ نسبت زیادہ یقینی ہے اس قاعدہ کا عملدرآمد حسب دلخواہ اُسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اُسی نیت سے

یہ عمل مین لایا جاوے جس نیت سے یہ ایجاد کیا گیا ہے اور انتخاب کنندے اپنے ووٹون کو اسطرح استعمال مین لائین جیسا اِس قاعدہ کا منشا ہے یعنی ہر ایک انتخاب کنندہ اپنے دل سے یہ نہ پوچھے کہ پارلیمنٹ کا ممبر کسکو ہونا چاہیے بلکہ یہ سوچے کہ وہ خود اپنی طرف سے ممبر کرنا کس شخص کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انتخاب بالواسطہ ہو تو اُسکے فوائد بمقابلہ انتخاب بلاواسطہ کے رکھتا ہے (جیسا کہ خیال کیا گیا ہے) وہ فوائد اسی وقت حاصل ہونگے جبکہ ووٹ دینے والے کے دل کی یہ کیفیت باقی رہے اور وہ اِس مسئلہ کو بسا غنیمت قبول کرے کہ اُسکا کام صرف یہ ہے کہ انتخاب کنندون کو منتخب کرے نہ یہ کہ ممبر پارلیمنٹ کو منتخب کرے۔ پس یہ فرض کرنا لازم آتا ہے کہ ووٹ دینے والا پولٹیکل رایون اور تجویزون یا پولٹیکل آدمیون کا خیال اپنے دل مین نہ لائیگا بلکہ کسی خاص شخص کا پاس ولحاظ اسقدر کریگا کہ وہ ایک مختارنامہ اُسکے نام لکھکر اپنی طرف سے کام کرنے کا مجاز اُسکو کریگا۔ اگر پہلے انتخاب کنندے اپنے منصب کو ایسا سمجھین تو جن اغراض سے انکو ووٹ کا حق دیا گیا ہے اُنمین سے ایک بڑی غرض فوت ہوجائیگی یعنی جو ملکی کام اُنسے لیا جاتا ہے اُس سے اُنکے دل مین رفاہ عام کی خواہش نہ پیدا ہوگی اور نہ پولٹیکل معاملات کو سمجھنے کا وقوف اُنکو آئیگا اور نہ وہ امور سلطنت پر کچھ توجہ کرینگے اور نہ اپنی دماغی قوتون کو اُنمین صرف کرینگے علاوہ اِسکے یہ ہے کہ اِس قیاس مین اضداد جمع ہین۔ کیونکہ اگر ووٹ دینے والے کو نتیجۂ آخری کی کچھ پروا یا فکر نہین ہے تو اُس سے یہ کیونکر توقع ہوسکتی ہے کہ جس عمل سے وہ نتیجہ پیدا ہوگا اُسکی پروا رکھتا ہے؟ ہر شخص کو جو ایک معتدل درجہ کا نیک اور ذی شعور آدمی ہے یہ خواہش کرنی ممکن ہے کہ ایک شخص اسکا قائم مقام پارلیمنٹ مین ہو

اور اس خواہش کا نتیجہ ضروری اس امر کی خواہش ہے کہ وہ شخص کسی انتخاب کنندے کو اسلیے پسند کرے کہ وہ اُس شخص خاص کو پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کرے۔ مگر جو شخص اسکی پروا نہین رکھتا ہے کہ کون آدمی منتخب کیا گیا ہے یا جو اس خیال کو ملتوی رکھتا اپنا فرض سمجھتا ہے اگر وہ کسی قسم کی توجہ کرکے سب سے لائق آدمی کو اسلیے نامزد کرے کہ وہ اپنی سمجھ کے موافق ایک دوسرے شخص کو پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کرے تو اُسکی یہ توجہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ایک ایسے امر مین سرگرمی کرتا ہے جو وہتاً امر حق ہے اور وہ اس اصول کا پابند ہے کہ فرض کو فرض سمجھکر بہ نیت خاص ادا کرنا چاہیے۔ یہ بات تو انھین لوگون سے ہوسکتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہین اور اُنکا اُسپر قادر ہونا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ اُسکے مستحق ہین کہ پولیٹکل اختیار بلا واسطہ یا براہ راست اُنکو دے دیا جاوے۔ جتنے پولیٹکل کام اُن افراد قوم کو ملسکتے ہین جو اورون کی بہ نسبت مفلس ہین اُن سب مین سے یہی کام ایسا ہے جسکا بہت ہی کم شوق اُنکو ہوتا ہے اور جسکی پروا کرنے کا باعث اُنکو بہت خفیف ہوتا ہے بجز اسکے کہ وہ اپنی نیک نیتی سے اس بات پر آمادہ ہون کہ جو کوئی کام ہمارے سپرد کیا جاوے ہمکو لازم ہے کہ اُسکو ایمانداری سے انجام دین۔ اور اگر انتخاب کنندے پولیٹکل معاملات کی اتنی پروا رکھتے کہ ایسے معاملات مین اسیقدر محدود مداخلت کو بھی غنیمت سمجھتے تو غالباً وہ راضی نہوتے تاوقتیکہ اُنکو پولیٹکل امور مین زیادہ مداخلت نہ دی جاتی۔

ثانیاً ہمنے مانا کہ جو شخص اتنا شعور نہین رکھتا ہے کہ پارلیمنٹ کے ممبر کے امیدوار کی لیاقتون کا بخوبی اندازہ کرسکے وہ اتنی تمیز تو رکھتا ہے کہ کسی اور شخص کی ایمانداری اور عام لیاقت کا اندازہ کرکے اُسکو اسلیے مقرر کرے کہ اُسکی طرف سے کسی کو پارلیمنٹ کا

ممبر منتخب کرے۔ اسکی نسبت میری گذارش ہے کہ اگر ووٹ دینے والا اپنی لیاقتون کے
اس اندازہ کو تسلیم کرے اور فی الواقع یہ چاہیے کہ اسکی طرف سے کوئی دوسرا شخص
جسکا وہ اعتبار کرتا ہے پارلیمنٹ کے ممبر کو منتخب کرے تو اس مقصد کے لیے کوئی
قاعدہ مقرر کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ بلکہ ووٹ دینے والا اس شخص سے جسکو
وہ معتبر سمجھتا ہے صرف اتنا پوچھ لے کہ آپ کس شخص کے موافق ووٹ
دینا مناسب جانتے ہین اس صورت مین انتخاب کے دونون طریقون سے نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے
اور انتخاب بالواسطہ سے جو جو فائدہ متصور ہے وہی انتخاب بلا واسطہ سے بھی
حاصل ہو سکتا ہے ان دونون طریقون کے عمل درآمد مین صرف اختلاف ہو گا
لیکن اگر یہ فرض کیا جاے کہ ووٹ دینے والا تو اپنی ہی راے سے اپنے
قائم مقام کو منتخب کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ قانوناً وہ انتخاب بلا واسطہ کا
مجاز نہین ہے یعنی کسی کو خود ممبر نہین منتخب کر سکتا ہے لہذا دوسرے شخص سے
ممبر کو منتخب کراتا ہے لیکن اگر اسکی طبیعت کی یہی کیفیت ہے اور اگر وہ قید جو
قانوناً مقرر ہوئی ہے اسکی مرضی کے خلاف ہے اور وہ ممبر کو خود اور بلا وساطت
کسی اور آدمی کے منتخب کرنا چاہتا ہے تو قانون کو بالاے طاق رکھکر وہ ایسا
کر سکتا ہے اسکو صرف اتنا کرنا پڑیگا کہ انتخاب کنندہ اس شخص کو منتخب کرے جو
اس امیدوار کا طرفدار مشہور ہے جسکو وہ ترجیح دیتا ہے یا اور کسی شخص کو منتخب کرے جو اقرار
کرے کہ اسی امیدوار کے موافق ووٹ دیگا۔ دو درجے کے انتخاب کا عملدرآمد
خواہ نخواہ اسی طریقہ سے ہوگا اور اسکے خلاف کارروائی کی امید نہین ہو سکتی ہے
الا اس حالت مین جبکہ لوگ پولیٹکل امور کی مطلق پروا نہ رکھتے ہون اور اسی طریقہ سے عاکف

متحدہ امریکا کی سلطنت جمہوری کا پریسیڈنٹ یعنی صدر نشین منتخب کیا جاتا ہے کہ اُسکا انتخاب
برائے نام بالواسطہ ہوتا ہے یعنی اُس ملک کے عام باشندے اُسکے انتخاب کیلئے ووٹ
نہیں دیتے ہین بلکہ اُن انتخاب کنندون پر ووٹ دیتے ہین جو پریسیڈنٹ کو
منتخب کرتے ہین۔ مگر ایک خاص انتظام کیا جاتا ہے جس سے وہی انتخاب کنندے
پسند کیے جاتے ہین جو کسی خاص امیدوار کے موافق ووٹ دین اور کوئی باشندہ
اُس ملک کا کسی انتخاب کنندے پر ووٹ اس وجہ سے کبھی نہیں دیتا ہے کہ
اُسکو وہی شخص مرغوب ہے بلکہ وہ لنکن صاحب یا کینج صاحب کے نام کے
ٹکٹ پر ووٹ دیتا ہے اور یہ امر ذہن نشین رہے کہ انتخاب کنندے اس غرض سے
نہیں نامزد کیے جاتے ہین کہ وہ سارے ملک مین تلاش کرکے سب سے زیادہ لائق
آدمی کو پریسیڈنٹ یا پارلیمنٹ کا ممبر مقرر کرینگے۔ اگر ایسا ہوتا تو خیر کچھ تائید اُس
طریقہ انتخاب کی ہوسکتی۔ مگر ایسا نہیں ہوتا ہے اور نہ اُسوقت تک ایسا ہونا ممکن ہے
جبتک عموماً بنی آدم افلاطون حکیم سے اس باب مین اتفاق رائے نہ کرین کہ حکومت
اُس شخص سے متعلق کرنی چاہیے جو ہرگز اُسکو قبول کرنا نہ چاہتا ہو۔ انتخاب کنندے
منجملہ امیدواران انتخاب کے ایک امیدوار کو پسند کر لیتے ہین اور جو لوگ انتخاب
کنندون کو منتخب کرتے ہین بیشتر ہی سے جانتے ہین کہ امیدواران انتخاب کون کون
لوگ ہین اور اگر اس ملک مین پولٹیکل جوش ہوتا ہے تو سب انتخاب کنندے جو ووٹ کی
کچھ بھی پروا رکھتے ہین پہلے ہی سے اپنے دل مین ٹھان لیتے ہین کہ ان امیدوارون
مین سے کن کن کو منتخب کرینگے اور ووٹ دینے مین فقط اسی امر کا خیال
رکھتے ہین اور ہر ایک امیدوار انتخاب کے طرفدار جو لوگ ہین وہ انتخاب کنندون

کی ایک ایک فہرست بنوا لیتے ہین اور سب یہ عہد کر لیتے ہین کہ اس شخص کے موافق
ووٹ دینگے اور ابتدائی انتخاب کنندے سے عملاً صرف یہ پوچھا جاتا ہے کہ
انہین سے کس فہرست کی تائید تم کروگے

وہ صورت جسمین دو درجہ کا انتخاب عملاً فائدہ مند ہے یہ ہے کہ انتخاب کنندے
نرے کورے انتخاب کنندے ہی نہ مقرر کیے جائین بلکہ اُنکو اور قسم کا اہم پولٹیکل کام
بھی کرنا پڑے جسکے باعث سے وہ صرف بطور ڈیلیگیشن کے نہین منتخب ہوسکتے ہین
کہ ایک خاص ووٹ دے دین باقی کچھ کام نہین ہے یہ دونون باتین امریکا
ایک اور کمیٹی مین جمع ہین جسکا نام ممالک متحدہ کے سینیٹ ہے۔ یہ مجلس جو امریکا کے
کانگریس مین بمنزلہ ہوس آف لارڈس کی ہے ممالک متحدہ کے باشندون سے
قائم مقام بلاواسطہ نہین سمجھی جاتی ہے بلکہ خود ان ممالک کی قائم مقام تصور
کی جاتی ہے اور اُنکے شاہانہ حقوق کے اُس جزو کی محافظ خیال کی جاتی ہے
جسکو اُنھون نے منتقل نہین کیا ہے۔ اور چونکہ ممالک مذکورہ مین سے ہر ایک
مملکت کی اندرونی حکومت مساوی درجہ کے اتحاد کی وجہ سے بدرجہ مساوی
واجب الاحترام ہے خواہ اُس مملکت کی وسعت یا عظمت کم ہو خواہ زیادہ لہذا
اُنہین سے ہر ایک کیجانب سے ایک ہی تعداد کے ممبر (یعنی دو دو) سینیٹ مین بھیجے جاتے ہین
اور اُنکی خردی اور بزرگی کا لحاظ بالکل نہین کیا جاتا ہے۔ ان ممبرون کو وہان کے
باشندے نہین منتخب کرتے ہین بلکہ ہر ایک مملکت کی مجلس قانونی اُنکو منتخب کرتی ہے اور
مجلس قانونی کے ممبرون کو ہر ایک مملکت کے باشندے منتخب کرتے ہین مگر چونکہ
مجلس واضع قوانین کا معمولی کام یعنی اندرونی قوانین بنانا اور عاملانہ صیغہ کی نگرانی کرنا

انھین مجالس قانونی کو کرنا پڑتا ہے لہذا انکے ممبرون کے انتخاب مین ان مقاصد کا لحاظ اور امور کی بہ نسبت زیادہ کیا جاتا ہے اور جب یہ مجالس قانونی دو شخصون کو اسلیے نامزد کرتی ہین کہ اُنمین سے کسی مملکت کی قائم مقامی سینیٹ مین کرین تو اکثر اوقات اپنی ہی رائے سے اُنکو نامزد کرتی ہین اور عام رائے کا صرف اتنا لحاظ رکھتی ہین جتنا ہر ایک سلطنت جمہوری مین گورنمنٹ کی سب کارروائیون کے لیے ضرور ہے جو انتخابات اس طور سے عمل مین لائے جاتے ہین اُنمین نمایان کامیابی ہوئی ہے اور ممالک متحدہ کے تمام انتخابات سے اولی و افضل ہین اور سینیٹ کے ممبر ہمیشہ وہ لوگ ہوتے ہین جنھون نے پولیٹکل معاملات مین بڑا امتیاز حاصل کیا ہے اور بڑا نام پیدا کیا ہے جب ایسی مثال موجود ہے تو یہ کون کہ سکتا ہے کہ انتخاب عام اگر بالواسطہ عمل مین آئے تو اُس سے کبھی کچھ فائدہ نہو گا بعض شرائط سے اس سے بہتر کوئی طریقہ انتخاب نہین ہے لیکن وہ شرائط عملاً نہین پائے جاتے ہین الا ایسی متحدہ گورنمنٹ مین جیسے ممالک متحدہ امریکا کی گورنمنٹ ہے جہان انتخاب خاص خاص مقامات کی کمیٹیون کے سپرد ہو سکتا ہے جنکو علاوہ انتخاب کے اور کام بھی اس قسم کا کرنا پڑتا ہے جو نہایت اہم قومی معاملات سے متعلق ہوتا ہے۔ اس ملک (انگلینڈ) مین اُنکے مانند جو کمیٹیان ہین یا ہو سکتی ہین وہ مینونسپل کمیٹیان یا اسی قسم کی اور کمیٹیان ہین جو مختص المقام مقاصد کے لیے قائم کی گئی ہین یا قائم ہو سکتی ہین لیکن بہت کم لوگ اس امر کو ہمارے پارلیمنٹ کی ترکیب مین اصلاح تصور کرینگے کہ شہر لندن کی طرف سے پارلیمنٹ کے ممبرون کو الڈرمین اور کامن کونسل منتخب کرین اور قصبہ میری لبون کی جانب سے ممبرون کو ضلعون کی کمیٹیان صریحاً منتخب کرین اگرچہ ضمناً تو اب بھی وہی منتخب کرتی ہین

اگر وہ کمیٹیان بحیثیت لوکل بورڈون کے ویسی لائق اعتراض نہوتین جیسی کہ فی الواقع
قابل اعتراض ہین تو بھی اُن اوصاف سے جنکے باعث وہ میونسپل یا ضلع کے
فرائض کو انجام دینے کے قابل ہو گئی ہین یہ نہین لازم آتا ہے کہ وہ کوئی خاص قابلیت
پارلیمنٹ کے ممبری کے امیدوارون کی نسبتی لیاقتون کا اندازہ کرنے کی رکھتی ہین
اِس کام کو وہ غالبًا اُس سے بہتر نہ انجام دینگی جیسا وہان کے باشندے بلاواسطہ ووٹ
دیکر اسکو انجام دیتے ہین۔ پھر اسکے برخلاف اگر اضلاعی یا قصباتی کمیٹیون کے ممبرن کے
انتخاب مین پارلیمنٹ کے ممبرن کو منتخب کرنے کی لیاقت ملحوظ رکھی جاے تو بہت سے
اشخاص جو اُس محدود کام کی لیاقت تامہ رکھتے ہین خواہ مخواہ اُس سے محروم رہینگے
اگرچہ اُنکی محرومی کا سبب صرف یہ ہو کہ اُن اشخاص کو منتخب کرنے کی ضرورت ہو
جنکے خیالات عمومًا پولٹیکل معاملات مین اُن ووٹ دینے والون کے خیالات سے
متفق ہون جنھون نے اُنکو منتخب کیا ہے۔ قصباتی کمیٹیون کو جو ضمنی پولٹیکل اقتدار حاصل ہے
اُسکے باعث سے میونسپل انتخاب اپنے مقاصد اصلی سے بہت منحرف ہو گئے ہین کیونکہ
اُنمین فریقی مخاصمت کو دخل ہو گیا ہے۔ اگر کسی شخص کے داروغہ کتب خانہ یا
خانساماں کے فرض منصبی کا ایک جزو یہ ہوتا کہ اُسکے لیے ایک طبیب کو منتخب
کرے تو یہ طبیب غالبًا اُس طبیب سے بہتر نہوتا جسکو خود وہ شخص مقرر کرتا حالانکہ
وہ شخص داروغہ کتب خانہ یا خانساماں اسی آدمی کو مقرر کرتا جسکے سپرد یہ دوسری
خدمت بھی ہو سکتی بغیر اسکے کہ اُس شخص کو اپنی صحت مین فتور پڑنے کا خوف ہوتا
پس معلوم ہوا کہ ہر ایک فائدہ جو انتخاب بالواسطہ سے حاصل ہو سکتا ہے انتخاب
بلاواسطہ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور جو فوائد انتخاب بلاواسطہ سے نہین حاصل

ہوسکتے ہین انتخاب بالواسطہ سے بھی نہین حاصل ہوسکتے ہین اور آخرالذکر انتخاب سے
بڑے بڑے نقصانات مقصود ہین جو اُس سے مختص ہین صرف یہی اعتراض یکلم ہے
کہ انتخاب بالواسطہ انتخاب کی کل مین ایک فضول پہیہ ہے اور محض بیکار ہے۔ یہ تو سابق مین
تفصیلاً بیان ہوچکا ہے کہ اس قسم کا انتخاب فاہ عام کی خواہش پیدا کرنے اور پولیٹکل
معاملات مین شعور حاصل کرنے کا محض ایک ادنی ذریعہ ہے اور اگر یہ عملاً بھی مؤثر
ہوا یعنی اگر ابتدائی انتخاب کنندے اپنے پارلیمنٹ کے قائم مقامون کو منتخب کرنا
کسی قدر بھی اُن لوگون کی راے پر موقوف رکھتے جنکو اُنھون نے نامزد کیا ہے تو
ووٹ دینے والا اُس شخص سے یکدلی اور یکجہتی نہ پیدا کرسکتا جو اُنکی طرف سے پارلیمنٹ کا
ممبر منتخب کیا گیا ہے اور یہ ممبر اپنے انتخاب کنندون کا مؤاخذہ دار ہونے کا بہت کم خیال کرتا
علاوہ ان سب امور کے جن لوگون کے اختیار مین پارلیمنٹ کے ممبر کو منتخب کرنا ہوتا اُنکی
تعداد کی کمی سے بہت بڑی گنجائش مفسدہ پردازی کی. اور ہر قسم کی رشوت ستانی کی جو
انتخاب کے مرتبہ اور حیثیت کے موافق ہوتی نکل آتی اور رشوت ستانی کی
آسانی کے لحاظ سے انتخاب کرنے والی کمیٹیون کی وہ کیفیت ہوجاتی جو بالفعل
چھوٹے چھوٹے قصبون کی ہے اور چند آدمیون کو اپنی طرف کرلینا ممبر منتخب ہونے کو
کافی ہوتا اگر یہ کہا جاے کہ انتخاب کنندے اُن لوگون کے جواب دہ ہوتے جنھون نے اُنکو
منتخب کیا تھا تو اسکا جواب ظاہر ہے کہ جب انتخاب کنندے عوام کی نظرون مین کوئی
عہدہ یا منصب نہین رکھتے تو اُنکو رشوت لیکر ووٹ دینے سے کچھ خوف نہوتا بجز اسکے
کہ وہ دوبارہ انتخاب کنندے نہ مقرر کیے جائینگے اور اسکی وہ کچھ پروا نہ کرتے
تب رشوت ستانی کی سزا پر بھروسا کرنا پڑتا اور چھوٹے چھوٹے حلقون مین اُس سزا کا

غیر مکتفی ہونا تمام دنیا مین مشہور و معروف ہے۔ یہ خرابی اُسی قدر ہوگی جسقدر انتخاب منتخب شدہ انتخاب کنندون کی رائے پر چھوڑ دیا جائیگا۔ غالبًا ایک ہی صورت ایسی ہوگی جسمین وہ خوف کے مارے اپنے ووٹ کا استعمال اپنی غرض ذاتی سے نہ کرینگے۔ وہ صورت یہ ہے کہ اُنسے ایک خاص عہد لیا جائے اور وہ گویا محض بطور ڈیلیگیٹون کے فقط اسلیے مقرر کیے جائین کہ جن لوگون نے اُنکو منتخب کیا ہے اُنکے ووٹون کو اُس مقام پر لیجائین جہان انتخاب ہوتا ہے۔ دو درجے کے انتخاب کا نتیجہ ابتدا ہی سے خراب ہوگا۔ اور یہ قول انتخاب بالواسطہ کے اصول پر چاہے وہ کسی طرح سے جاری کیا جائے صادق آتا ہے الا اُن حالات مین جو اُن حالات سے مشابہ ہون جنمین ممالک متحدہ امریکا کے سینیٹ کے ممبرون کا انتخاب ہوتا ہے۔

اِس پولیٹیکل تدبیر کی تائید مین سب سے عمدہ یہ دلیل بیان ہوسکتی ہے کہ بعض حالات مین متعدد ووٹون کی بہ نسبت دوہرے ووٹ کا قاعدہ عملًا زیادہ تر مفید اسلیے ہوگا کہ ہر فرد قوم کو کسی قسم کا ووٹ ملجائیگا بغیر اسکے کہ کوئی فریق صرف اپنی کثرت عددی کی وجہ سے پارلیمنٹ مین غالب رہے۔ مثلًا اگر اِس ملک کے موجودہ انتخاب کنندون کی تعداد مزدور پیشہ فرقون کے اُس حصہ اور کثیر حصہ کے شریک ہوجانے کی وجہ سے جسکو انھین کے ہم پیشہ آدمیون نے منتخب کیا ہو زیادہ ہوجائے تو شاید ایسی کیفیت پیدا ہو جس سے یہ تجویز ایک آسان طریقہ عارضی مصالحہ کا ہوجائے لیکن اِس سے کسی اصول کا عملدرآمد ایسی خوبی سے نہین ہوتا ہے کہ یہ گمان ہوسکے کہ کوئی فرقہ محققین فن سیاست کا اسکو ایک مستقل انتظام سمجھکر پسند کریگا فقط

دسوان باب

ووٹ دینے کے طریقے کے بیان مین

ووٹ دینے کے طریقون کی نسبت سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ آیا ووٹ اعلان سے یا اخفائسے دیا جاے۔ اِس مسئلہ کی تحقیق ذیل مین کیجاتی ہے اس مسئلہ مین حیلہ سازی یا بزدلی کی بحث کرنا بڑی غلطی ہے۔ اخفا یعنی پوشیدگی بہت سی صورتون مین جائز اور بعض صورتون مین واجب ہے اور جن خرابیون کا انسداد ایا نداری سے ممکن ہو اُنسے بچنے کی تدبیر کرنا بزدلی نہین ہے اور یہ حجت بھی معقول نہین ہے کہ ایسی صورتین ذہن مین نہین آتین جنمین پوشیدہ طور سے ووٹ دینا بالاعلان ووٹ دینے پر ترجیح رکھتا ہے۔ مگر مین یہ ضرور کہونگا کہ پولٹیکل معاملات مین ایسی صورتین شاذ ونادر وقوع مین آتی ہین ۔

جس امر کا ذکر ہو رہا ہے وہ منجملہ اِن امور کے ہے جنمین آئین سیاست کا منشاء یعنی وہ معنی جو ایک آزاد رعیت اپنے دل مین سمجھتی ہے جزاعظم اُسکی تاثیر کا ہے ووٹ بذریعہ بیلٹ[1] کا منشا یہ ہے کہ یہ ووٹ خود انتخاب کنندہ کو خاص اُسکے ذاتی استعمال اور فائدہ کے لیے دیا گیا ہے نہ یہ کہ خاص وعام کی طرف سے بطور امانت کے

---

[1] لفظ بلیٹ کے لغوی معنی وہ گیند ہے جو ووٹ دینے مین مستعمل ہوتا تھا۔ اور اصطلاحی معنی یہین کہ ایک خاص طریقہ ووٹ دینے کا ہے کہ بذریعہ ٹکٹ کے ووٹ دیا جاتا ہے اور اِس طریقہ کی مصلحت یہ ہے کہ ووٹ کی کارروائی مین ایک قسم کا اخفا رہے تاکہ رشوت وغیرہ سے محفوظ رہے جیسا کہ مصنف نے اِس کتاب مین مفصل اور مشرح بیان کیا ہے فقط ۱۲ مترجم

دیا گیا ہو - غالباً انتخاب کنندہ اپنے دل مین یہی معنی اپنے ووٹ کے سمجھتا ہے - کیونکہ اگر اُسکا ووٹ فی الواقع ایک امانت ہے اور خاص وعام اُسکا استحقاق رکھتے ہین تو کیا وہ اُسکو جاننے کے مستحق نہین ہین؟ اکثر لوگون کے دل پر یہی غلط اور مضر اثر ہوگا کیونکہ یہی اثر اکثر ان لوگون پر ہوا ہے جو چند سال کے عرصے ووٹ بذریعہ بیلٹ کے بڑے مشہور حامی اور موید ہین - اس مسئلہ کے یہ معنی اُسکے ابتدائی تائید کرنے والے نہین سمجھے تھے - مگر کسی مسئلہ کا اثر جو انسان کے دل پر ہوتا ہے اُن لوگون سے بخوبی نہین ظاہر ہوتا ہے جو اُسکی پیروی کرتے ہین برایٹ صاحب اور وہ حامیان سلطنت جمہوری جو اُنکے ہم مشرب ہین اپنے تئین مکلف اس بات کے کہنے کا سمجھتے ہین کہ ووٹ ایک حق ہے امانت نہین ہے - جب ایسا مضمون عوام کے ذہن مین راسخ ہو جاتا ہے تو ایسا اخلاقی ضرر اُس سے پیدا ہوتا ہے کہ بیلٹ سے چاہے کیسا ہی نفع عظیم تصور کیا جاوے تو بھی وہ نقصان اُس فائدہ سے تجاوز کر جاتا ہے - لفظ حق کی جو کچھ تعریف کیجاوے یا جو کچھ معنی سمجھے جاوین کوئی شخص یہ حق نہین رکھتا ہے (الا خاص قانونی معنی سے) کہ اورون پر اختیار حاصل کرے بلکہ ہر ایک ایسا اختیار جو اُسکو دیا گیا ہے اخلاقاً امانت بمعنی حقیقی ہے - مگر کسی پولٹیکل کام کو بحیثیت ایک انتخاب کنندہ یا ایک قائم مقام کے انجام دینا اورون پر اختیار رکھنا ہے - جو لوگ یہ کہتے ہین کہ ووٹ امانت نہین ہے بلکہ حق ہے اُن نتائج کو نہ قبول کرینگے جو اُنکے اُس قول سے نکلتے ہین اگر ووٹ ایک حق ہے اور ووٹ دینے والے کے ملک مین داخل ہے تو اگر وہ اُسکو فروخت کر ڈالے یا جس شخص کو خوش کرنے مین اُسکا اپنا نفع ذاتی متصور ہے اُسکو راضی کرنے کے لیے اپنے ووٹ کا استعمال کرے

تو کن وجوہ سے وہ مورد الزام ہوگا ؟ کسی شخص سے یہ توقع نہین ہو سکتی ہے کہ اپنے
مکان کو یا کسی تجارت مین اپنے تین روپیہ سیکڑہ کے سود کو یا اور کسی شے کو جسمین وہ کوئی
واقعی حق رکھتا ہے محض فائدہ عام کی نظر سے استعمال کریگا۔ چند وجوہ سے اُسکو ووٹ
ماننا واجب ہے اُنھین سے ایک وجہ یہ ہے کہ ووٹ خود اُسکی حفاظت کا ذریعہ ہوگا
کہ حفاظت اُس بدسلوکی سے جس سے وہ تنک جہانتک اُسکے ووٹ پر موقوف ہے
اپنے ہر ایک ہموطن کو بچانا اُسکو ویسا ہی فرض ہے جیسا اپنے نفس کی حفاظت کرنا
اُسکا ووٹ کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکے کرنے نہ کرنے کا اُسکو اختیار ہو ووٹ کو
اُسکی ذاتی خواہشون سے اُس سے زیادہ تعلق نہین ہے جو جوری کے آدمی کی رائے کو ہے
بلکہ ووٹ ایک فرض ووٹ دینے والے کا ہے اور اُسکو واجب ہے کہ نیک نیتی
و دین اللہ جس امر مین عام فائدہ سمجھے اُسپر اپنا ووٹ دے۔ جو کوئی شخص
ووٹ کے معنی اور کچھ سمجھا ہے وہ اُسکی لیاقت نہین رکھتا ہے۔ اور ووٹ کے
اثر سے اُسکی نیت درست نہین ہوتی بلکہ خراب ہو جاتی ہے۔ اور بعوض اسکے
کہ اُسکے دل مین حب الوطن اور فرض عام کا خیال پیدا ہو اُسکے مزاج کی
یہ خاصیت ہو جاتی ہے کہ ایک عام فائدہ کے کام کو اپنی غرض ذاتی یا خوشی
یا تلون طبع کے لیے انجام دیتا ہے۔ الغرض۔ اُسکے خیالات اور مقاصد
ویسے ہی ہوتے ہین جیسے ایک حاکم ظالم اور مطلق العنان کے ہوتے ہین۔
ایک معمولی درجہ کی آزاد رعیت جب کسی مفید عام عہدہ پر ہو یا جب اُسکو کوئی کام
کرنا پڑے تو مقتضے اُس عہدہ یا اُس کام کے جو فرائض اُسکو ادا کرنے پڑینگے اُنکی نسبت
وہ ٹھیک ویسا ہی سمجھے اور خیال کریگی جیسا سمجھکر یا خیال کرکے قوم نے اُسکو

وہ وعدہ یاد دلا دیا تھا۔ قوم کو جس امر کی توقع اُس سے ہے وہ ایک ایسی معیار ہے جس سے وہ تنزل کر سکتی ہے مگر ترقی شاذ و نادر کرے گی۔ پس پوشیدہ ووٹ دینے کے معنی وہ یہ قرار دیگی کہ مجھے یہ فرض نہین ہے کہ اپنا ووٹ دینے مین اُن لوگون کا کچھ بھی خیال رکھون جنکو یہ جاننے کی اجازت نہین دیگئی ہے کہ مین کیونکر ووٹ دونگا اور جیسا اُسکا جی چاہیگا اُسطرح ووٹ دیگی۔

یہی وجہ اس بات کی ہے کہ ووٹ بذریعہ بیلٹ کا استعمال جو کلبون اور پرائیویٹ سوسائیٹیون مین ہوتا ہے اُس سے یہ استدلال نہین ہو سکتے کہ پارلیمنٹ کے انتخابات مین بھی یہی طریقہ جاری کیا جاوے۔ کلب کے ممبر کو یہ واجب نہین ہے کہ اوس شخص کی خواہشون اور اغراض کا خیال رکھے لیکن انتخاب کنندہ اگر ایسا خیال کرے تو بڑی غلطی اُسکی ہے۔ کلب کا ممبر اپنے ووٹ کے ذریعہ سے صرف اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ کسی خاص شخص سے صحبت کم و بیش پوشیدہ طور سے رکھنا اُسکو منظور ہے یا نہین ہے یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جسکی نسبت ساری دنیا کہیگی کہ اُسکی مرضی یا خواہش کے موافق اسکا فیصلہ ہونا چاہیے۔ اور ہر شخص کے حق مین یہانتک کہ جو شخص کلب سے خارج کیا گیا ہے اُسکے حق مین بھی یہی بہتر ہے کہ وہ ممبر اپنی رائے کے موافق فیصلہ کرے اور کوئی لڑائی جھگڑا ہونے نہ پائے۔ ایسی صورتون مین بیلٹ کے لائق اعتراض نہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ خواہ مخواہ جھوٹ بولا جائیگا۔ کیونکہ جو لوگ کلب کے ممبر ہوتے ہین وہ ایک ہی طبقہ اور ایک ہی رتبہ کے ہوتے ہین اور اُنمین سے ایک شخص کو نازیبا ہے کہ دوسرے سے سوالات اس باب مین کرے کہ آپنے کیونکر ووٹ دیا تھا۔ مگر پارلیمنٹ کے انتخابات کی

اور یہی کیفیت ہے اور جبتک وہ تمدنی تعلقات باقی رہینگے جنکے باعث پبلک کی ضرورت ہوئی ہے اُسوقت تک یہی کیفیت رہیگی یعنی جبتک ایک آدمی دوسرے کا بزرگ اپنے تئین سمجھکر دوسرے سے حکماً کہیگا کہ اپنا ووٹ یون دو اور جب یہ صورت ہوئی تو سکوت یا ٹلنے کا جواب یقیناً اس امر کا ثبوت سمجھا جائیگا کہ جو ووٹ دیا گیا ہے وہ نہین ہے جسکی خواہش کی گئی تھی۔

ہر ایک پولٹیکل انتخاب مین حتی کہ جب ووٹ کا حق سب پر عام کردیا جاے تب بھی اور جب یہ حق بعض پر محدود رکھا جاے اُس صورت مین بھی ووٹ دینے والے پر فرض عین ہے کہ خاص و عام کے فائدہ کا خیال رکھے اپنے ذاتی نفع کا خیال نہ کرے اور اپنے نزدیک بہت سمجھ بوجھ کر اپنا ووٹ اسطرح دے کہ گویا وہی اکیلا ووٹ دینے والا ہے اور انتخاب اُسی کے ووٹ پر موقوف ہے۔ جب یہ تسلیم کرلیا گیا تو اُس سے اقل مراتب بادی النظرین تو ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ووٹ دینے کا فرض بھی مثل دیگر فرائض عامہ کے پبلک یعنی خاص و عام کے روبرو ادا کیا جاے تاکہ سب لوگ اسپر نکتہ چینی کرسکین کیونکہ اُس فرض کے ادا ہونے مین ہر شخص صرف دلچسپی ہی نہین رکھتا ہے بلکہ استحقاق کامل اس امر کا رکھتا ہے کہ اگر یہ فرض ایمانداری اور احتیاط کے ساتھ نہ ادا کیا جاے تو یہ سمجھے کہ میری بڑی حق تلفی ہوئی ہے۔ اِسمین شک نہین ہے کہ پولٹیکل اخلاق کا نہ یہ اصول اور نہ کوئی دوسرا اصول ایسا ہے جو کسیطرح منسوخ نہوسکے بلکہ یہ اصول اُن دلائل سے منسوخ ہوسکتا ہے جو اس سے بھی زیادہ قوی ہین۔ مگر یہ اتنی قوت رکھتا ہے کہ صرف نہایت مخصوص اور مستثنی صورتون مین اس سے عدول و انحراف جائز ہوسکتا ہے۔

بیشک یہ امر واقعی ہے کہ اگر اعلان کے ذریعہ سے ووٹ دینے والا اپنے
ووٹ کا جواب دہ پبلک یعنی خاص و عام سے کیا جاے تو عملاً وہ مواخذہ دار کسی
ایسے ذی اقتدار آدمی کا ہوگا جسکی غرض قوم کی عام غرض سے اُس سے زیادہ مخالف
ہوگی جتنی مخالف خود اُس ووٹ دینے والے کی غرض اُس صورت مین ہوتی کہ
اگر پوشیدگی کے باعث وہ ذمہ داری سے بالکل بری ہوجاتا۔ جب اکثر ووٹ دینے
والون کی یہ کیفیت ہے تو بلیٹ دو خرابیون مین سے چھوٹی خرابی ہے۔ جب
ووٹ دینے والے غلام ہون تو ہر ایک بات جائز ہوسکتی ہے جس سے وہ طوق
غلامی کو اپنی گردن سے اُتار سکین۔ ووٹ بذریعہ بلیٹ کی ضرورت سب سے
زیادہ اُس حالت مین ہے جبکہ چند آدمیون کا مضر اختیار بہت سے آدمیون پر
زیادہ ہوتا جاے سلطنت روم قدیم کے زوال کے زمانہ مین ووٹ بذریعہ بلیٹ کے
وجوہ ایسے قوی موجود تھے جنکا انکار نہین ہوسکتا کہ چند اشخاص جو صاحب حکومت تھے
روز بروز متمول اور ظالم ہوتے جاتے تھے اور رعایا مفلس اور مظلوم ہوتی جاتی تھی
لہذا یہ ضرور تھا کہ رفتہ رفتہ قوی موانع اِس امر کے مہیا کیے جائین کہ ووٹ کا ایسا
ناجائز استعمال نہوسکے کہ بے ایمان دولتمندون کے ہاتھ مین وہ ایک اور آلہ ظلم کا ہوجاے
اسمین بھی شک نہین ہے کہ جہانتک ووٹ بذریعہ بلیٹ کا قاعدہ اتھنس کی
سلطنت مین جاری تھا اُس ملک کے حق مین مفید ہوا۔ یونان قدیم کی جمہوری
سلطنتون مین جو سب سے کمزور اور غیر مستقل سلطنت تھی اُسمین بھی یہ کیفیت تھی کہ
اگر رعایا مین سے ایک شخص کا ووٹ بھی بے ایمانی سے حاصل کرلیا جاتا تھا
تو رعایا کی آزادی زائل ہوجاتی تھی اور اگرچہ اتھنس کا باشندہ ووٹ دینے والا ایسا گر

اسامی تو ہوتا تھا کہ کسی کے دبا‌ؤ سے عادةً ووٹ دے دیتا لیکن اکثر اہل متمول
اور معزز نوجوانون کے جتھے بندھے رہتے تھے پس یہ بات ممکن تھی کہ اُن بدمعاشون کے
کسی جتھے کی دھکی مین آکر یا رشوت لیکر ووٹ دینے والا اپنا ووٹ دے دیتا۔
الغرض ایسی حالت مین ہلیٹ ایک مفید ذریعہ بقاے انتظام کا تھا اور اُس
منصفانہ طرز سلطنت کا باعث ہوا جسکا تاریخی نام یونومیا ہے اور جسکی بدولت
اتھنس کی سلطنت اگلے زمانہ کی جمہوری سلطنتون مین ممتاز رہی۔
مگر جدید یورپ کی ترقی یافتہ سلطنتون مین اور علی الخصوص ہمارے ملک مین
ووٹ دینے والون پر دباؤ ڈالنے کی قوت زائل ہوگئی ہے اور زائل ہوتی
جاتی ہے اور اب اس امر کا اندیشہ کہ ووٹ دینے والا جن لوگون کے قابو مین ہے
اُنکے دباؤ سے یا بدنیتی سے ووٹ دے دیگا اسقدر نہین ہے جسقدر
اس بات کا خوف ہے کہ وہ خود اپنے یا اپنے ناجائز اغراض اور بیہودہ خیالات کے
موافق ووٹ دیگا۔ پس اگر وہ پہلی خرابی سے بچایا جاے اور دوسری خرابی سے
ہر ایک قید اُٹھا لیجاے تو یہ قباحت لازم آتی ہے کہ ایک چھوٹی خرابی کے بدلے
جو کم ہوتی جاتی ہے ایک بڑی خرابی جو زیادہ ہوتی جاتی ہے گوارا کرنی پڑیگی
اس مادہ مین بلکہ عموماً اس مسئلہ مین جس حیثیت سے کہ یہ انگلینڈ سے فی زمانا
متعلق ہوسکتا ہے ایک رسالہ مین جسکا موضوع بحث پارلیمنٹ کی اصلاح ہے
مین نے اپنی رائے کو ایسے الفاظ مین بیان کیا ہے کہ اُس سے بہتر مجھسے ممکن
نہین ہے لہذا اُس عبارت کو بعینہ ذیل مین نقل کرتا ہون۔
وہ تیس ۳۰ برس پیشتر یہی یہ بات سچ تھی کہ ممبران پارلیمنٹ کے انتخاب مین

بڑی خرابی وہ ہے جسکا انسداد بیلٹ کے ذریعہ سے ہوجائیگا۔ وہ خرابی یہ ہے کہ مالکان اراضی اسامیون پر اور مزدورون کے مالک مزدورون پر اور گاہک دوکاندارون پر ووٹ کے باب مین جبر کرتے ہین۔ میرے نزدیک اِس سے بھی بڑی خرابی خود ووٹ دینے والے کی خود غرضی یا خود غرضانہ جنبہ داری ہے جسکا یقین کلی اِس بات کا ہے کہ خراب اور مضر ووٹ ووٹ دینے والے کی غرض ذاتی یا کسی فرقہ کی غرض سے یا خود اُسکے کینہ پن سے بشیتر دیا جاتا ہے اور دون کے خوف سے کمتر دیا جاتا ہے۔ پس بیلٹ کے باعث ووٹ دینے والا ان سب امور کو گوارا کریگا اور اُسکو ذرا بھی شرم نہ آئیگی اور نہ اپنی ذمہ داری کا خیال آئیگا۔

اُسکو ابھی بہت عرصہ نہین گذرا ہے کہ اعلی اور متمول طبقون کے لوگ بالکل گورمنٹ پر قابض تھے اور ہر کہ ومہ کو اُنکی حکومت کی شکایت رہتی تھی اور مالک یا مالک اراضی کے حکم سے ووٹ دینے کی عادت ایسی مضبوط ہوگئی تھی کہ اُسکو کسی چیز سے لغزش نہین ہوسکتی تھی الا اُس جوش سے جو عوام مین کمتر پیدا ہوتا ہے الا امر حق مین۔ پس ان اسباب کے مقابلہ مین جو ووٹ دیا جاتا تھا وہ عموماً ایمانداری اور عام فائدہ کے خیال سے دیا جاتا تھا لکن بہرکیف اُس ووٹ کا محرک چاہیے جو کچھ ہوتا ہو اُسکے اچھے ہونے مین کلام نہین ہوسکتا کیونکہ وہ ووٹ ایک بہت بڑی خرابی کی تردید مین دیا جاتا تھا۔ وہ خرابی یہ ہے کہ حکومت چند آدمیون کی ہوگئی تھی جنکے آگے کسی کی دال نہ گلتی تھی۔ اگر اُس زمانہ مین ووٹ دینے والے کو اپنی جان کا خطرہ نہوتا اور اپنے حق کو آزادی سے عمل مین لاتا گو ایمانداری یا دانائی کے ساتھ عمل مین نہ لاتا تو بھی یہ امر بہت بڑے پولٹیکل اصلاح کا باعث ہوتا

کیونکہ اسکے سبب سے اُس فرقہ کا زور ٹوٹ جاتا جو اُس زمانہ مین اس ملک (انگلینڈ) مین حکومت کرتا تھا۔ یہ وہ فرقہ تھا کہ جتنی خرابیان اس ملک کے آئین اور انتظام مین تھین وہ اسی فرقہ کی حکومت کے باعث سے تھین۔ یہ فرقہ مالکان اراضی کا تھا۔"

اُس زمانہ مین بلیٹ کا طریقہ نہین جاری تھا مگر زمانہ کی ترقی نے اس مقدمہ مین بلیٹ کا کام کیا ہے اور کر رہی ہے۔ اب اس ملک کی پولٹیکل حالت اور سوشل یعنی تمدنی حالت دونون بدل گئی ہین اور روز بدلتی جاتی ہین اور اب اعلیٰ طبقون کے لوگ مالک الملک نہین ہین۔ اُس شخص نے زمانہ کے رنگ کو نہین پہچانا جو یہ خیال کرتا ہے کہ اوسط طبقون کے لوگ اعلیٰ طبقون کے لوگون کے ایسے مطیع ہین یا یہ کہ اہل حرفہ اعلیٰ اور اوسط طبقہ کے لوگون سے ایسے دست نگر ہین جیسے پچیس برس ادھر تھے۔ ان پچیس برس کے عرصہ مین جو واقعات گذرے ہین اُنسے ہر فرقہ کو اپنی قوت مجموعی کی کیفیت ہی نہین معلوم ہوگئی ہے بلکہ ادنیٰ درجہ کے آدمیون کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ اعلیٰ طبقہ کے لوگون سے سابق کی نسبت اب بہت کم دیتے ہین۔ اکثر صورتون مین انتخاب کنندون کا ووٹ خواہ اُنکے مالکون کی خواہش کے موافق ہو خواہ مخالف اب جبراً نہین دیا جاتا ہے بلکہ اُنکے ذاتی یا پولٹیکل جنبہ داریون کا مظہر ہوتا ہے۔ موجودہ قاعدہ انتخاب کے عیوب بھی اس دعوی کا ثبوت ہے۔ رشوت ستانی کی شدت جسکی بڑی شکایت سنی جاتی ہے اور اس مرض متعدی کا اُن مقامات تک پہونچ جانا جو سابق مین اس سے محفوظ تھے یہ دونون باتین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ مختص المقام صاحب اب غلبہ کلی نہین

رکھتے ہیں اور انتخاب کنندے خود اپنے نفس کو خوش کرنے کے لیے ووٹ دیتے ہیں اور لوگوں کی خاطر سے نہیں دیتے ہیں ہمیں شک نہیں ہے کہ بعض ضلاع اور چھوٹے چھوٹے قصبوں میں مطیعانہ دست نگری کی کیفیت ابتک بہت کچھ باقی ہے گر زمانہ کا رنگ اسکے خلاف ہے اور زمانہ کے انقلاب سے یہ کیفیت کم ہوتی جاتی ہے اب اچھا اسامی یہ خیال کرسکتا ہے کہ مالک اراضی کو میری ویسی ہی قدر کرنی چاہیے جیسی مجھکو اُنکی کرنی چاہیے اور آسودہ حال دوکاندار کسی خاص گاہک کی پروا نہیں رکھتا ہے اور ہر ایک انتخاب میں ووٹ ووٹ دینے والوں کے ذاتی ہوتے جاتے ہیں اور اب انکی اوقات سے بہت زیادہ ضرورت انکے طبائع کو آزاد کرنے کی ہے۔ اب وہ اور لوگوں کی مرضی کے اظہار کے بےحس و حرکت آلات نہیں ہیں کہ حکومت چند آدمیوں کو پکڑا دیں اور خود الگ ہوجائیں بلکہ اب انتخاب کنندے خود وہ حکومت حاصل کرتے جاتے ہیں جو سابق میں چند آدمیوں سے مخصوص رہتی تھی۔

جسقدر انتخاب کنندے کے ووٹ میں خود اُسکی مرضی کو دخل ہو اور دوسرے کی رائے کے تابع نہو جو اُسکا مالک ہے اُسی قدر اُسکی حالت پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت کے مشابہ ہے اور اُسکے ووٹ کا اعلان پر ضرور ہے کیونکہ جبتک کوئی جسم قوم کا قائم مقامی سے محروم رہیگا اُسوقت تک فرقہ چارٹسٹ کی دلیل اُس حیلے کی تردید میں جو ایک محدود ووٹ کے ساتھ ہوا جواب رہیگی اور بالفعل جو انتخاب کنندے ہیں وہ اور اُنکے علاوہ جو انتخاب کنندے غالباً کسی فارم طلب کے ذریعہ سے مقرر ہونگے وہ بھی اوسط طبقہ کے لوگ ہیں اور رہونگے اور انکے فریقی اغراض میں ویسا ہی تفاوت ہے جیسا کہ مالکان اراضی یا بڑے بڑے

صناعون کے اغراض مین ہے اور اگر ووٹ کا حق سب صناعون اور کاریگرون پر عام کر دیا جاوے تو اُنکے فریقی اغراض بھی مزدور پیشہ لوگون کے اغراض سے علیحدہ ہونگے یا ہو سکتے ہین - پس فرض کیجیے کہ یہ حق سب فرقون کو علی العموم دیدیا جاوے اور یہ بھی فرض کر لیجیے کہ جس چیز کو سابق مین عام ووٹ کے غلط لفظ سے تعبیر کرتے تھے اور جسکو اب بالغون کے ووٹ کے حماقت آمیز لقب سے ملقب کیا ہے وہ قوت قانونی حاصل کرے تو بھی انتخاب کنندون کے فریقی اغراض عورتون کے اغراض سے علیحدہ رہینگے اور فرض کیجیے کہ واضعان قوانین کے سامنے کوئی ایسا مسئلہ پیش ہو جو خاص کر عورتون سے تعلق رکھتا ہو مثلاً یہ مسئلہ کہ آیا عورتون کو یونیورسٹیون کی ڈگریان حاصل کرنے کی اجازت دیجاوے یا نہین اور آیا وہ خفیف سزائین جو اُن بدمعاشون کو دیجاتی ہین جو اپنی بیبیون کو مارتے مارتے بیدم کر دیتے ہین زیادہ تر شدید تعزیرات سے مبدل کیجائین یا نہین - یا فرض کیجیے کہ کوئی شخص برٹش پارلیمنٹ مین وہ تجویز پیش کرے جو ممالک متحدہ امریکا مین صرف قانون ہی مین نہین شامل کی گئی ہے بلکہ اُنمین سے ہر ایک مملکت کے ترمیم شدہ آئین کی ایک شرط قرار دی گئی ہے وہ تجویز یہ ہے کہ جن عورتون کی شادی ہو گئی ہے اُنکی ذاتی جائداد مین اُنکو ایک حق ملنا چاہیے - پس کیا کسی کی بی بی یا بہنین یہ امر دریافت کرنے کی مستحق نہین ہین کہ آیا اُس شخص کا شوہر یا بھائی اُس امیدوار کے موافق یا مخالف ووٹ دیگا جو اِن تجویزات کی تائید پارلیمنٹ مین کریگا ؟

یہ اعتراض ضرور کیا جائیگا کہ یہ سب دلائل اُسوقت قوت رکھتے ہین جبکہ

یہ فرض کر لیا جاوے کہ ووٹ کی موجودہ حالت خلاف انصاف ہے۔ یہ بھی کہا جائیگا کہ جو لوگ انتخاب کنندے نہین ہین اگر انکی راے سے انتخاب کنندے اپنے ووٹ زیادہ تر ایمانداری یا فائدہ کے ساتھ دینگے بہ نسبت اسکے کہ وہ خود اپنی راے سے ووٹ دین تو جو لوگ انتخاب کنندے نہین ہین وہ انتخاب کنندون سے زیادہ مستحق اس بات کے ہین کہ انتخاب کنندے مقرر کیے جائین اور انکو ووٹ کا حق دیا جاوے۔ اور جو کوئی شخص انتخاب کنندے پر حاوی ہو وہ خود اس لائق ہے کہ انتخاب کنندہ مقرر کیا جاوے اور جن لوگون کے جوابدہ اور ماخوذ دار ووٹ دینے والے ہین خود انکو ووٹ کا حق دینا لازم ہے اور جب انکو یہ حق دیا جاوے تو اسکی حفاظت بیلٹ کے ذریعہ سے کیجاوے تاکہ وہ ذی اقتدار اشخاص یا فرقے جنکا مواخذہ دار انکو ہونا چاہیے اُنپر داب ناجائز کو عمل مین نہ لاسکین۔

یہ دلیل بادی النظر مین عمدہ معلوم ہوتی ہے اور ایک زمانہ مین مین اسکو قطعی سمجھتا تھا مگر اب مجھکو اس دلیل مین مغالطہ معلوم ہوتا ہے۔ انتخاب کنندون پر حاوی ہونے سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ جتنے لوگ انپر حاوی ہین وہ خود انتخاب کنندے ہونے کی لیاقت رکھتے ہین کیونکہ انتخاب کنندے غیر انتخاب کنندون سے زیادہ پولٹیکل اختیار رکھتے ہین اور جن لوگون کو اعلی درجہ کا پولٹیکل اختیار بغیر کسی خدشے نہین مل سکتا ہے وہ ادنے درجہ کے پولٹیکل اختیار کی لیاقت رکھتے ہین اور سب سے زیادہ مفلس اور جاہل فرقہ کے مزدور پیشہ لوگون کی رائین اور خواہشین اس اعتبار سے بہت مفید متصور ہو سکتی ہین کہ منجملہ دیگر امور کے انکا اثر بھی ووٹ دینے والون اور ممبران پارلیمنٹ دونون کے طبایع پر ہوتا ہے تاہم یہ امر نہایت مضر ہوگا کہ انکی

موجودہ اخلاقی اور عقلی حالت مین پورا حق ووٹ کا انکو دے دیا جاے جس سے انکو غلبہ کامل حاصل ہو جاسے۔ جو لوگ ووٹ کا اختیار نہین رکھتے ہین انکا ایک خفی دباو اُن لوگون پر رہتا ہے جو یہ اختیار رکھتے ہین اور جون جون یہ دباو زیادہ ہوتا جاتا ہے ووٹ کے اختیار کی تعمیم مین آسانی ہوتی جاتی ہے یہانتک جب اسکی تعمیم کا وقت آجاتا ہے تو بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے ووٹ کی توسیع کیجاتی ہے لیکن اس سے بھی زیادہ باریک وہ مضمون ہے جس سے قطع نظر پولیٹکل مسائل کی تحقیق مین ہرگز نہ کرنی چاہیے۔ یہ قول فی نفسہ باطل اور بے بنیاد ہے کہ اعلان اور پبلک یعنی خاص و عام کا ذمہ دار نہونے کا خیال یہ دونون باتین بیکار ہین تاوقتیکہ خود خاص و عام ایک صحیح راے قائم کرنے کی لیاقت نہ رکھتے ہون خاص و عام کی راے کو یہ سمجھنا کہ اُس سے فائدہ اُسی وقت ہوتا ہے کہ جب وہ ایسی زبردست ہو کہ اُسکو خواہ مخواہ اور بلا دلیل تسلیم ہی کر لینا پڑے اُسکے فائدہ مندی کی نسبت بالکل غلطی راے قائم کرنا ہے۔ اورون کے زیر نگاہ رہنا اور اپنے نفس کو اورون کے حملہ سے بچانا کسی کو اتنا لازم نہین ہے جتنا اُن لوگون کو ہے جو اورون کی راے کے خلاف کارروائی کرتے ہین کیونکہ اس سے انکو اپنی راے کے وجوہ قطعی پیدا کرنا واجب ہوجاتا ہے اور کسی چیز کا اثر ایسا مضبوط کرنے والا نہین ہوتا ہے جیسا دباو کے خلاف کارروائی کرنے کا اثر ہوتا ہے غضب آمیز گھبراہٹ ایک عارضی کیفیت ہے جب آدمی کی یہ کیفیت ہو تو اور بات ہے ورنہ وہ کام نہ کریگا جس سے اپنے ملزم ہونے کا اندیشہ اُسکو ہو اور اگر ایسا کام کریگا تو اُسکی غایت و غرض پہلے ہی سوچ چکا اور مقرر کرچکا ہوگا

اور یہ ہمیشہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ شخص جو کام کرتا ہے خوب سوچ سمجھکے کرتا ہے اور اُسکے مآل اور ماعلیہ کو خوب دیکھ لیتا ہے اور خبیث آدمیون کے سوا اور سب لوگون میں یہ کیفیت بالکل سچی اور نہایت مضبوط اعتقادات سے پیدا ہوتی ہے صرف اتنا ہی امر کہ ہمکو اپنے کردار کی جوابدہی کرنی پڑیگی ایک محرک قوی اس بات کا ہوتا ہے کہ آدمی اُس کردار کو اختیار کرتا ہے جسکی کچھ بھی جواب دہی کر سکے۔ جو کوئی شخص یہ خیال کرے کہ صرف وضع کی پابندی کا فرض ایک بہت بڑی روک حکومت کے استعمال ناجائز پر ہے اُسکو کبھی توجہ اُن لوگون کے افعال پر نہین ہوئی ہے جو اُس قید یا روک کی پابندی کوئی امر ضروری نہین سمجھتے ہین - اعلان ایک نہایت مفید چیز اُس حالت مین بھی ہے جبکہ اُس سے اور کوئی فائدہ نہو بجز اسکے کہ اُس خرابی کا مانع ہو جسکی تائید کسی طرح ممکن ہی نہین ہے یعنی اعلان لوگون کو مباحثہ پر مجبور کر دیتا ہے اور ہر شخص کو کوئی کارروائی کرنے سے پیشتر یہ سوچ لینا پڑتا ہے کہ اگر اس کارروائی کی بازپرس کیجائیگی تو وہ کیا جواب دیگا۔

لیکن خیر اب نہین تو آیندہ جب سب لوگ ووٹ پانے کے قابل ہو جائینگے اور جب سب عورتون اور مردون کو ووٹ کا اختیار بلحاظ اُنکی لیاقت کے دیا جائیگا تب ایسی قانون سازی کا خوف نہ باقی رہیگا جس سے کسی خاص فرقہ کا فائدہ ہو اور چونکہ ساری قوم انتخاب کنندہ ہو گی لہذا اُنکی کوئی ایسی غرض نہو گی جو عام غرض سے علحدہ ہو اور اگرچہ خاص خاص اشخاص تب بھی اپنے فوائد ذاتی یا اپنے فرقہ کی رعایت سے ووٹ دینگے تاہم

فریق کثیر کو تو ایسی کوئی ترغیب نہو گی اور چونکہ اسوقت غیر انتخاب کنندے
نہونگے جنکا مواخذہ دار انتخاب کنندون کو ہونا چاہیے لہذا ایلیٹ کا نتیجہ سراسر
مفید ہوگا اور اُسکے فائدہ سے سوائے شریر آدمیون کے کوئی محروم نہ رہیگا۔

مگر مین اس سے بھی اتفاق راے نہین کرتا۔ میرے نزدیک یہ ہے
کہ اگر اس ملک کے لوگ عام ووٹ کے لائق ہون اور اُسکو حاصل کرلین تو بھی
بیلٹ کا طریقہ مناسب نہین ہے پہلی دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ ایسی
حالت مین اسکی کچھ ضرورت ہی نہو گی۔ اب اُس کیفیت کا تصور اپنے ذہن مین کیجیے
جو فرض کی گئی ہے یعنی سب لوگ علی العموم تعلیم یافتہ ہین اور ہر ایک بالغ آدمی ایک
ووٹ رکھتا ہے باوجودیکہ آج کل صرف ایک جزو قلیل اس ملک کے باشندون کا
انتخاب کنندہ ہے اور جمہور کثیر تقریباً غیر تعلیم یافتہ ہے تاہم عام راے سب سے
اعلے درجہ کا اختیار شاہی رکھتی ہے تب یہ فرض کرلینا کہ جس قوم مین سب کے سب
تعلیم یافتہ ہون اور سب کے سب ووٹ رکھتے ہون اُسپر مالکان اراضی
اور اہل دول اُسکی مرضی کے خلاف ایسا حاکمانہ اختیار حاصل کرلینگے جس سے
پیچھا چھڑانا اُسکو مشکل ہو جائیگا محض ایک خیال خام ہے۔ اُسوقت اگرچہ
حفاظت بذریعۂ اخفا کے ضرورت نہ باقی رہیگی مگر تصرف بذریعۂ اعلان کے
ضرورت جب بھی ویسی ہی ہوگی جیسی اب ہے۔ ساری دنیا کے لوگون کا
مشاہدہ بالکل غلط ہے اگر صرف یہ امر کہ کوئی شخص صرف ایک فرد از افراد قوم
سے ہے اور اُسکے اغراض اور سب لوگون کے اغراض سے مخالفت تامہ نہین
رکھتے ہین کسی مفید عام کام کی انجام دہی کو کافی ہو جاسے اور جو ترغیب یا روک

ہمارے ابنائے جنس کی رائے سے پیدا ہوتی ہے اُسکی ضرورت نہ باقی رہے۔ آدمی کا جو خاص ذاتی حصہ کسی فائدہ عام مین ہو اور اُسکا کوئی فائدہ ذاتی ایسا نہ ہو جو اُسکو اُس فائدہ عام کی مخالفت پر آمادہ کرے وہ بھی تو عموماً اسلیے کافی نہین ہوتا ہے کہ وہ شخص اپنے فرض کو نسبت عامہ خلائق کے بغیر کسی قسم کی خارجی ترغیب یا تحریک کے ادا کرے۔ اور یہ امر بھی نہین تسلیم ہو سکتا کہ اگر سب لوگون پاس ووٹ ہوتے تو وہ اپنے ووٹ اخفا اور اعلان دونون طریقون سے ایمان داری کے ساتھ دیتے۔ اگر غور کیجیے تو اِس قضیہ کے کچھ معنی ہی نہین ہین کہ جب ساری قوم انتخاب کنندہ ہو جائیگی تو کوئی غرض اُسکی ایسی نہو گی جس سے وہ قوم کے فائدہ کے خلاف ووٹ دیگی کیونکہ اگرچہ قوم من حیث المجموع غرض مجموعی کے سوائے کوئی غرض نہین رکھ سکتی ہے تاہم کوئی یا ہر ایک فرد قوم ایسی غرض رکھ سکتا ہے۔ آدمی کی غرض یا فائدہ اُس چیز مین ہے جسمین وہ دلچسپی رکھتا ہے۔ ہر شخص کے جتنے خیالات اور رغبتین اور نفرتین خود غرضانہ یا فیاضانہ ہوتی ہین اُتنے ہی اغراض ہوتے ہین۔ یہ کوئی نہین کہہ سکتا ہے کہ اِن سے کوئی چیز بالانفراد اُسکی غرض ہے بلکہ اُسکا اچھا یا بُرا آدمی ہونا اُسپر موقوف ہے کہ وہ عمدہ یا خراب اغراض کو پسند کرتا ہے مثلاً جو شخص اپنے گھر مین ظلم کرتا ہے وہ باہر بھی ظلم کو پسند کریگا بشرطیکہ خود اُسپر ظلم نہ کیا جائے۔ اور ظلم کی مدافعت کو تو ہرگز نہ پسند کریگا۔ حاسد آدمی ارسٹاڈیز کے برخلاف ووٹ اسلیے دیگا کہ اُسکا لقب تاریخ مین عادل ہے۔ خود غرض آدمی کو اگر ادنیٰ فائدہ ہو تو جو حصہ اُسکا اُس فائدہ مین ہے جو اُسکے ملک کو کسی عمدہ قانون سے حاصل ہو گا اُسپر اِس نفع ذاتی کو ترجیح دیگا اسواسطے کہ اُسکی طبیعت کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ جو فوائد اُسکی ذات سے مخصوص ہین

انھین پر متوجہ ہوتی ہے اور انھین کا اندازہ بخوبی کر سکتی ہے۔ انتخاب کنندے بہ تعداد کثیر دو قسم کے فوائد کو پسند کرینگے۔ ایک قسم کے فوائد اغراض ذاتی پر اور دوسری قسم کے فوائد اغراض عامہ پر مبنی ہین۔ مگر انتخاب کنندہ آخر الذکر اغراض کا اعلان کرنا پسند کریگا۔ آدمی کی حیثیت کا سب سے عمدہ پہلو وہ ہے جسکو وہ اُن لوگون کو بھی جو اُس سے بہتر نہین ہین دکھانا پسند کرتا ہے۔ لوگ بہ طمع زر یا عداوت یا بغض یا رقابت سے بلکہ اپنے فریق یا فرقہ کے تعصبات یا اغراض سے بھی جھوٹا یا کمینہ ووٹ علانیہ دینے کے بہ نسبت پوشیدہ طور سے دینا پسند کرتے ہین۔ اور ایسی صورتین بھی ہین شریر آدمیون کے فریق کثیر کی بے ایمانی پر صرف اتنی روک ہوتی ہے کہ ایماندارون کے فریق قلیل کی رائے کا پاس ولحاظ انکو ناچار کرنا پڑتا ہے۔ امریکائے شمالی کے بعض ممالک مین کیا بے ایمان ووٹ دینے والے پر یہ روک نہین ہے کہ ایماندار آدمی کا مُنھ دیکھنے سے اُسکو شرم آتی ہے؟ چونکہ یہ سب فائدہ بیلٹ کیوجہ سے اُس حالت مین بھی جاتا رہیگا جسمین یہ طریقہ بخوبی چل سکتا ہے لہٰذا اُسکی ضرورت جن دلائل سے ثابت کی گئی ہے اُنسے قوی تر دلائل کا محتاج یہ دعوی ہے کہ اِس قاعدہ کو قبول کر لینا مناسب ہے۔ اور یہ دعوی روز بروز ضعیف ہوتا جاتا ہے۔

ووٹ دینے کے طریقے سے متعلق جو امور بحث طلب ہین اُنکے بیان مین طول دینا کچھ ضرور نہین ہے۔ شخصی قائم مقامی کا قاعدہ جو ہیر صاحب نے مرتب کیا ہے اُس سے ووٹ کی فہرستون کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ ضرور ہے کہ انتخاب کنندہ کے دستخط اُس فہرست پر کسی انتخاب خانۂ عام مین یا اگر ایسے

کسی مقام تک لوگون کی رسائی بآسانی نہو سکے تو کسی ایسے دفتر مین جسکو ساری دنیا دیکھ سکے اور ایک ذمہ دار افسر سرکاری کی موجودگی مین کرائے جائین۔ مین اس تجویز کو نہایت مضر خیال کرتا ہون کہ ووٹ دینے والے ووٹ کی فہرستون کی خانہ پری اپنے مکان پر کر دیا کرین۔ کیونکہ یہ فعل اُس حالت مین ہوگا جب کہ کوئی مفید سبب نہ موجود ہوگا بلکہ سب مضر اسباب جمع ہونگے۔ مثلاً اُس پوشیدگی کی حالت مین رشوت دینے والا اپنے معاملہ کو اپنی آنکھون کے سامنے طے ہوتے دیکھیگا اور دھمکانے والا اپنے حکم کی تعمیل اُسی مقام پر زبردستی کرا لیگا مگر اسکے برخلاف جو مفید اثر اُن لوگون کی موجودگی سے ہوتا جو ووٹ دینے والے کے واقعی خیالات اور رایون سے خوب واقف ہین اور اُسکے فریق یا اُسکی راے کے لوگون کی ہمدردی سے جو تقویت اُسکو ہوتی وہ نہو گی۔

جن مقامات پر ووٹ دیا جاتا ہے اُنکی اتنی کثرت ہونی چاہیے کہ ہر ایک ووٹ دینے والا بآسانی وہان تک پہونچ سکے اور کسی حیلے سے امیدوار انتخاب سے سواری کا خرچ نہ دلایا جاے اور کمزور آدمی جب ڈاکٹر کا سارٹیفکٹ پیش کرین تب ہی اُنکو ایک مناسب سواری پر آنے کا حق دیا جاے اور اُسکا کرایہ سرکار سے اور اُس مقام خاص سے دلایا جائے۔ انتخاب کے مقامات اور کلرک یعنی محرر اور جتنی چیزین انتخابات کے لیے ضروری ہون وہ سب سرکاری خرچ سے مہیا کیجائین۔ امیدوار انتخاب سے انتخاب کا خرچہ طلب کرنا تو درکنار اُسکو کسی قسم کا خرچہ دینے کی اجازت بھی نہ دیجاے ہان بہت قلیل خرچہ کا مضائقہ نہین ہے ہیر صاحب لکھتے ہین کہ میرے نزدیک مناسب ہے کہ جو کوئی شخص فہرست امیدواران انتخاب مین اپنا نام لکھوائے

اُس سے پچاس پونڈ لیے جائین تاکہ جن لوگون کی کامیابی کی امید نہین ہے اور
جو کامیابی حاصل کرنے کی کوشش بھی نہین کرنا چاہتے ہین وہ اپنے بیہودہ پن سے
اور ناموری کی تمنا سے امیدوار انتخاب نہ بنجائین اور شاید چند ایسے ووٹ نہ اُڑا لیجائین
جو زیادہ سنجیدہ امیدواران انتخاب کے لیے درکار ہون مگر ایک خرچ ایسا ہے
جو خود امیدوار یا اُسکے طرفدارون کو گوارا کرنا لازم ہے اور جسکی نسبت پبلک
یعنی خاص و عام سے یہ توقع نہین ہوسکتی کہ جو امیدوار اُسکو طلب کرے اُسکو خزانہ
سرکاری سے دلایا جائے اس سے وہ خرچہ مراد ہے جس سے امیدوار انتخاب کا
استحقاق انتخاب کنندون کو بذریعہ اشتہارات اور سرکلرات کے معلوم ہوجائے۔
اس قسم کے سب مصارف کے لیے پچاس پونڈ جو ہیر صاحب نے تجویز کیے ہین (اور اگر
ضرورت ہو تو خیر سو پونڈ تک) کافی ہونے چاہیین۔ اگر امیدوار انتخاب کے احباب
کمیٹیون وغیرہ مین اپنے پاس سے خرچ کرنا گوارا کرین تو اُنکو ممانعت کرنے کا کوئی ذریعہ
نہین ہے لیکن اگر ایسے مصارف کو امیدوار اپنی جیب خاص سے دینا چاہے یا اور قسم کے مصارف
جو پچاس (یا ۵۰) پونڈ سے زیادہ ہون ناجائز اور قابل سزا قرار دیے جائین۔ اگر اسکا
گمان ہو کہ عام رائے دروغگوئی سے چشم پوشی نہ کریگی تو ہر ایک ممبر سے جب وہ اپنے عہدہ کی
کرسی پر بیٹھے حلف یا عزت کی قسم اس مضمون کی لیجائے کہ اُسنے پچاس پونڈ سے زیادہ
یا پچاس پونڈ کی مالیت سے زیادہ اپنے انتخاب کے مقاصد کے لیے صریحًا یا ضمنًا
نہ صرف کیا ہے نہ کریگا۔ اور اگر یہ قول اُسکا غلط ثابت کر دیا جاوے یا یہ ثابت ہوجائے
کہ اُسنے عہدشکنی کی ہے تو دروغ حلفی کی سزا کا مستوجب قرار دیا جائے۔ غالبًا اس سزا سے
لوگون کو معلوم ہوجائیگا کہ واضعان قانون نے خوب سوچ بچار کر یہ سزا مقرر کی ہے

اور عام رائے اسی طرف رجوع کریگی اور اس جرم عظیم کو خفیف سمجھیگی۔ جب ایک مرتبہ یہ اثر پیدا ہو جائیگا تو پھر اسمین شک کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ اقرار علفی یا عزت کی قسم کی پابندی واجب سمجھی جائیگی۔" عام رائے جھوٹے انکار کو صرف اُسوقت جائز رکھتی ہے جب اُس چیز کو جسکا انکار کیا گیا ہے جائز رکھتی ہے" یہ مقولہ انتخاب سے متعلق رشوت ستانی پر بخوبی صادق آتا ہے۔ ارباب سیاست نے کبھی کوشش بابخ رشوت ستانی کے انسداد کی اسوجہ سے نہین کی ہے کہ یہ خواہش کبھی نہین کی گئی ہے کہ انتخابات مین بہت روپیہ نہ خرچ ہونے پائے۔ جو لوگ خرچ کثیر کے متحمل ہو سکتے ہین انکو انتخابات مین زیادہ روپیہ صرف کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ انکے بہت سے رقیب انتخاب سے خارج ہو جاتے ہین۔ اور چاہے کوئی چیز کیسی ہی خراب کیون نہو اگر وہ پارلیمنٹ کی ممبری کو دولتمندون پر محدود کر دیتی ہے تو اُسکی قدر اسلیئے کیجاتی ہے کہ اس سے ایک کنسرویٹیو اثر پیدا ہوا ہے یہ خیال ہمارے ملک کے لبرل اور کنسرویٹو دونون فریقون کے واضعان قانون کے ذہن مین خوب جما ہوا ہے اور صرف اسی امر مین مین انکو بدنیت سمجھتا ہون۔ جب تک انکو اس بات کا یقین رہتا ہے کہ ووٹ کسی کے موافق نہ دیا جائیگا سوائے اُن اشخاص کے جو خود انکے فرقہ کے ہین اُسوقت تک انکو اسکی پروا نہین ہوتی کہ کون ووٹ دیگا وہ جانتے ہین کہ ہم اپنے فرقہ کے لوگون کی ہمدردی پر بھروسا کر سکتے ہین اور ووٹ چاہے کیسا ہی عام کر دیا جائے جب تک عوام دوست اشخاص پارلیمنٹ کی ممبری سے ممنوع ہو سکین اُسوقت تک دولتمندون کے فریقی اغراض اور فریقی خیالات کو صدمہ پہونچنے کا اندیشہ نہین ہے۔ لیکن اگر خود انھین صاحبون کی

نظر سے دیکھا جائے تو بھی ایک فائدہ کو دوسرے فائدہ کے ساتھ جمع کرنے کے بدلے ایک نقصان کو دوسرے نقصان سے وزن کرنا ایک نہایت زشت حکمت عملی ہے بلکہ یہ امر مدنظر رکھنا چاہیے کہ فریقین مین جو سب سے عمدہ ممبر ہین وہ ایسے ضابطہ کے پابند کردیے جائین کہ فریقی مقاصد کو بالاے طاق رکھکر ایک دوسرے کی شرکت سے وہ راہ اختیار کرین جسمین فریقین کی بھلائی متصور ہو اور ایسا نہ کرین کہ عوام کے فریقی خیالات انتخاب کنندون کی کمیٹیون مین خوب آزادی سے ظاہر ہون مگر ان کمیشون کے پانؤن مین یہ بیڑی پڑی ہو کہ انکو اُن اشخاص کے ذریعہ سے کارروائی کرنی پڑے جنکے دل مین خواص کے فریقی خیالات سمائے ہوئے ہین۔

کوئی طریقہ ایسا نہین ہے جس سے پولیٹکل آئین سے ایسی اخلاقی مضرت پیدا ہوتی ہے جیسے یہ ظاہر کرنے سے پیدا ہوتی ہے کہ پولیٹکل عہدے کسی کو رعایۃً عطا کیے جائین یعنی پولیٹکل کام کوئی ایسی چیز نہین ہے کہ جس شخص کو یہ کام دیا گیا ہے وہ اپنے فائدہ ذاتی کے لیے اسکی خواہش کرے بلکہ اُسکے واسطے اپنا روپیہ بھی خرچ کرے گویا یہ کام اُسکو روپیہ کمانے کے لیے دیا گیا ہے۔ لوگ اسکی تمنا نہین رکھتے ہین کہ اپنا زرکثیر صرف کرکے کسی منفعت طلب کام کے کرنے کی اجازت حاصل کرین۔ افلاطون حکیم عمدہ گورمنٹ کے معنی بہت صحیح سمجھا تھا جب اُسنے یہ کہا تھا کہ پولیٹکل اختیار اُن لوگون کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر دینا چاہیے جو اُس سے نفرت کلی رکھتے ہین اور سب سے زیادہ لائق آدمی جو حکومت کی مشقتون اور جیجانکاہیون کو گوارا کرتے ہین تو صرف اس خوف سے کہ مبادا اُنکے بدتر آدمی

اُنپر حکومت نہ کرنے لگین - انتخاب کنندہ اسوقت کیا خیال کریگا جب یہ تماشا دیکھیگا کہ تین چار صاحب جنکو پیشتر کسی نے نیک کامون مین اپنا روپیہ دل کھولکر خرچ کرتے نہ دیکھا تھا ایک دوسرے کے مقابلہ مین زر کثیر فقط اس طمع مین صرف کرتے ہین کہ ایم پی (ممبر پارلیمنٹ) کا لفظ اُنکے نام کے بعد لکھا جائے - کیا وہ انتخاب کنندہ یہ سمجھیگا کہ ان حضرات نے اتنا روپیہ میرے ہی خاطر صرف کیا ہے - اور اگر وہ ان صاحبون کی شرکت سے اس معاملہ مین بدگمان ہوجائیگا تو اسمین اپنی شرکت کو کیسا اخلاقی فرض سمجھیگا ارباب سیاست اس امر کو محض ایک خیال خام سمجھتے ہین کہ انتخاب کنندون کا گروہ کبھی رشوت ستانی سے باز رہیگا - یہ سچ ہے کہ جب تک خود ارباب سیاست کی یہ کیفیت رہیگی انتخاب کنندون کی بھی یہی حالت رہیگی کیونکہ انتخاب کنندے ہمیشہ امیدوارون انتخاب کے اخلاق کی پیروی کرتے ہین اور جب تک منتخب شدہ ممبر کسی طریقہ سے اپنا روپیہ خرچ کرکے پارلیمنٹ کی ممبری حاصل کریگا اُسوقت تک کوئی کوشش اس باب مین کارگر نہوگی کہ انتخاب کے کام مین خودغرضی کو دخل نہونے پائے اور جب تک خود امیدوار انتخاب اور دنیا کا دستور پارلیمنٹ کے ممبر کے کام کو ایک ایسا فرض نہ سمجھیگا جسکا ادا کرنا واجب ہے بلکہ اُسکو ایک ذاتی مروت اور رعایت کا کام تصور کرکے اُسکی التجا کریگا اُسوقت تک کوئی کوشش اس باب مین مؤثر نہوگی کہ ایک معمولی قسم کے انتخاب کنندے کے دل پر یہ نقش ہوجائے کہ پارلیمنٹ کے ممبر کو منتخب کرنا بھی ایک فرض ہے اور وہ اس بات کا مجاز نہین ہے کہ لیاقت ذاتی کے سوا اور کسی امر کے خیال سے اپنا ووٹ دے -

جس اصول سے یہ لازم آتا ہے کہ جو شخص پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کیا جاے اُس سے مقاصد انتخاب کے لیے روپیہ نہ لیا جاے اور نہ اُسکو ایسا روپیہ دینے کی اجازت دیجاے اُسی اصول سے ایک اور بھی نتیجہ نکلتا ہے جسکی تاثیر تو ظاہرا اور ہے مگر دونون کا مقصد واقعی واحد ہے۔ اِس سے وہ تجویز باطل ہو جاتی ہے جسکو اکثر لوگون نے ذریعہ اِس بات کا قرار دیا ہے کہ پارلیمنٹ مین سب درجون اور ہر حیثیت کے لوگ بھرتی ہوسکین۔ وہ تجویز یہ ہے کہ ممبران پارلیمنٹ کو تنخواہین دیجائین۔ اگر اِس ملک مین بھی بعض ممالک نوآباد کی طرح ایسے لائق اشخاص نہین ہین جو اتنی مقدرت رکھتے ہون کہ کسی کام کو بلا تنخواہ انجام دیسکین تو اُنکو جو روپیہ دیا جاے اُنکے وقت یا روپیہ کے نقصان کے تاوان کے طور پر دیا جاے تنخواہ کے طور پر نہ دیا جاے۔ اگر یہ سمجھا جاے کہ تنخواہ کی طمع سے بہت سے لوگ پارلیمنٹ کی ممبری کے خواہان ہو جائینگے تو یہ محض خیال خام ہے کیونکہ چاہے اِس عہدہ کا کیسا ہی معاوضہ یا اُجرت کیون نہ مقرر کی جائے وہ لوگ اسپر ہرگز نہ راغب ہونگے جو کثیر النفع پیشون مین مصروف رہتے ہین اور اُنہین کامیابی کی امید رکھتے ہین۔ لہذا پارلیمنٹ کے ممبر کا کام فی نفسہ ایک پیشہ ہو جائیگا اور اور پیشون کی طرح اس پیشہ کو بھی لوگ آمدنی کی طمع سے کرینگے اور چونکہ پارلیمنٹ کی ممبری کمیاب ہے لہذا بہتون کی نیت اُسکے لیے ڈانوان ڈول رہیگی۔ اور ادنیٰ طبقہ کے کمینے آدمی اُسکی ہوس کرینگے اور چھ سو اٹھاون ممبر ہوس آف کامنس مین ہمیشہ رہتے ہین اور اُنکے دہ چند آدمی ہمیشہ اُنکی ممبری کے امیدوار رہتے ہین یہ سب لوگ انتخاب کنندون کے ووٹون کو اپنی طرف اسطرح کھینچینگے کہ اُنسے سب باتون کا وعدہ کرینگے خواہ وہ ایمان داری کی باتین ہون خواہ بے ایمانی کی اور خواہ ممکن ہون خواہ

تاکہ اور عوام الناس مین جو سب سے زیادہ کمینے ہین اُنکے جاہلانہ تعصبات
اور بیہودہ خیالات کو ترقی دینے مین رقیبانہ کوشش کرینگے۔ ایسا آئین انسان کی
طبیعت کے عصبیت پسند پہلو پر اُس مرہم کا اثر پیدا کریگا جس سے بدن پر پھپھوسے پڑجاتے ہین
اور یہ بمنزلہ اسکے ہوگا کہ چھ سو اٹھاون انعامات اُن لوگون کو دیے جائین جو قوم مین
سب سے زیادہ خوشامدی اور مفسدہ پرداز ہین۔ کسی سلطنت مطلق العنان مین
بھی ایسا مسلسل اور مرتب طریقہ زراعت کا جس سے خوشامدیون کی فصل اس افراط سے
پیدا ہو نہین جاری ہوا ہے۔ جب کوئی شخص اعلیٰ درجہ کی لیاقتین رکھتا ہو لیکن
کوئی جائداد نہ رکھتا ہو نہ کوئی پیشہ یا حرفہ کرتا ہو جو اُسکی آزادی اور استغنا کا باعث
تو ایسے شخص کو پارلیمنٹ مین داخل کرنا اسلیے مناسب ہے کہ جو خدمات اُس سے
ادا ہونگے اور کسی ممبر سے نہین ادا ہو سکینگے اور اُسکی تدبیر یہ ہے کہ اُسکی خاطر
عام طور سے چندہ کیا جائے اور جب تک وہ پارلیمنٹ مین رہے جن لوگون کی
جانب سے وہ ممبر ہے وہ اُسکی خبرگیری اور تکفل چندہ سے کرتے رہین جیسا اَنڈریو مارول
کے مقدمہ مین ہو چکا ہے۔ یہ طریقہ ایسا ہے جسپر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا ہے۔ ایسی عزت
محض خوشامدی آدمیون کی ہرگز نہ کیجائیگی کیونکہ عام کمیٹیان سب خوشامدیون کو برابر
سمجھتی ہین پس یہ ممکن نہین ہے کہ کسی خاص خوشامدی آدمی کو محض اُسکی خوشامد کی
طمع سے اپنے پاس سے خرچ دے کر پارلیمنٹ مین رکھین۔ ایسی امداد صرف اُن
صفات جلی یا خفی کے خیال سے دیجائیگی جو قومی قائم مقام کی لیاقت کا ثبوت قطعی تو
نہین ہے لیکن اس لیاقت پر ضمناً تو ضرور دلالت کرتے ہین بہر کیف اِن اوصاف کے باعث
اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ یہ شخص ایک آزاد رائے اور بے لوث آدمی ہے

گیارھوان باب

پارلیمنٹ کے اجلاس کی مدت کے بیان مین

کتنی مدت کے بعد ممبران پارلیمنٹ کا انتخاب دوبارہ ہونا چاہیے۔ یہ مسئلہ جس اصول پر متضمن ہے وہ تو ظاہر ہے فقط اس اصول کے استعمال مین دقت ہے طول مدت کے خلاف تو یہ دلیل ہے کہ پارلیمنٹ کی ممبری اتنے عرصہ تک رہنی چاہیے کہ ممبر اپنی ذمہ داری کو بھول جائے اور اپنے فرائض کو آسان سمجھنے لگے اور اُنکو اپنی ذاتی فائدہ کے خیال سے انجام دے اور اپنے موکلون یا انتخاب کنندگان کو بالاعلان صلاح ومشورہ کرنے مین غفلت کرے عام اس بات سے کہ وہ اُنسے اتفاق یا اختلاف رائے رکھتا ہو کیونکہ پنچایتی گورنمنٹ کے فوائد مین سے یہ بھی ایک بڑا فائدہ ہے۔ قصر مدت کے مخالف یہ دلیل ہے کہ ممبر کو اپنے عہدہ پر اتنی مدت تک قائم رہنے کی امید ہو کہ اُسکی لیاقت وغیرہ کی کیفیت صرف اُسکی ایک کارروائی سے نہین بلکہ بہت سی کارروائیون سے معلوم ہوسکے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ اُسکی ذاتی رائے اور اختیار کو اتنی وسعت دیجائے جو عوام کے اُس تصرف و نگرانی کے خلاف نہو جو آزاد گورنمنٹ کو لازم ہے۔ اسلیے ضرور ہے کہ عوام کا تصرف اُسوقت عمل مین لایا جائے جبکہ اس ممبر کو کافی مہلت اس بات کی مل چکی ہو کہ وہ اپنی سب لیاقتون کو ظاہر کر چکا ہو اور یہ ثابت کرچکا ہو کہ مطیعانہ ووٹ دینے اور اپنے موکلون کی رایون کی تائید کرنے کے سوائے اور کوئی طریقہ بھی ایسا ہے جس سے وہ ایک مناسب موزون اور لائق تعریف قائم مقام اپنے ہموطنون کا پارلیمنٹ مین بن سکتا ہے۔

کسی قسم کے عام قاعدہ سے ان اصولون مین ایک حد اوسط نکالنا غیرممکن ہے
جب آئین سیاست مین عوام کا اختیار ضعیف اور مضمحل ہو اور اُسکی تقویت کی ضرورت ہو
اور جب عوام کا وکیل یا قائم مقام اپنے موکلون سے رخصت ہوتے کے ساتھ ہی
بادشاہ یا امرا کے دربار مین داخل ہو جنکی صحبت کے اثر سے اُسکی روش عوام کے طریقہ سے
برخلاف ہو جاسے اور عوام کے مفید جو خیالات پیشتر اُسکے دل مین تھے اُنمین خفت ہو جاے
اور جن لوگون نے اُسکو ممبر منتخب کیا تھا اُنکی خواہشون کو وہ بھول جائے اور اُنکے
اغراض کے حصول مین سرگرمی نہ کرے تو اس حالت مین ضرور ہے کہ وکیل مذکور اپنے
موکلون کے پاس اکثر واپس جاکر اپنی وکالت کی تجدید اُنسے کرائے تاکہ اُسکا مزاج اور
کردار موافق مقصود باقی رہے۔ ایسی حالت مین تین سال کی مدت بھی بہت ہے
اور اس سے زیادہ میعاد توکسی طرح منظور کرنے کے لائق نہین ہے۔ لیکن جب اسکے
برخلاف امور سیاست مین عوام کی قوت غالب ہو اور غالب ہوتی جاتی ہو
اور اُسکو معتدل کردینے کی ضرورت ہو تاکہ وہ حد اعتدال سے تجاوز نہ کرجاسے
اور جب نا محدود اعلان اور حاضر و ناظر اخبارات کی وجہ سے عوام کے قائم مقام کو
اس امر کا یقین ہو جائے کہ جن لوگون نے اُسکو ممبر منتخب کیا ہے وہ اُسکے ہر ایک
فعل کو فوراً معلوم کرکے اُسپر بحث کرینگے اور اُسکو جانچینگے اور وہ ہمیشہ اُنکی نظرون سے
گرتا جاتا ہے یا وقعت حاصل کرتا جاتا ہے اور اعلان اور اخبارات کے ذریعہ سے
عوام کے خیالات کی قوت اور تمام مفید عام قوتین ہمیشہ اُسکے ذہن مین مرتکز
اور مستحضر رہتی ہین تو ایسی حالت مین پانچ سال سے کم مدت نہونی چاہیے
تاکہ اُس ممبر کو بُزدلانہ اور خوشامدانہ روش نہ اختیار کرنی پڑے۔ ان سب امور کی

نسبت انگلستان کا آئین سیاست بدل گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ چالیس برس اُدھر تو نامور مصلحان ملک کا یہ مذہب تھا کہ ہر سال ایک نئی پارلیمنٹ قائم ہوا کرے مگر اب کوئی اُسکی پروا نہین رکھتا ہے بلکہ اِسکا ذکر بھی نہین کرتا ہے۔ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ پارلیمنٹ کی مدت خواہ قلیل ہو خواہ کثیر اُسکے آخری سال مین ممبرون کی وہی کیفیت ہو جاتی ہے جو اُس صورت مین ہوتی کہ اگر اُسکی مدت سال ہی بھر کی ہوتی پس اگر اُسکی میعاد بہت کم ہوتی تو بھی اکثر اوقات سالانہ پارلیمنٹ کی کیفیت حاصل رہتی۔ لکن موجودہ حالت مین سات برس کی مدت اگرچہ غیر ضروری ہے مگر اسمین کمی و بیشی کرنے سے کوئی فائدہ نہین متصور ہے علی الخصوص جب یہ خیال کیا جائے کہ جب ممبرون کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ پارلیمنٹ بہت جلد شکست کر دیجاوے اور ایک نئی پارلیمنٹ قائم ہو تو وہ خواہ مخواہ انتخاب کنندہ کمیٹیون کو خوش رکھنے کی تاک مین رہتے ہین۔

پارلیمنٹ کے قیام کی مدت چاہیے جو کچھ قرار دیجائے یہ امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ جب ممبر کے انتخاب کی تاریخ سے وہ مدت ختم ہو جائے تو وہ ممبر اپنے عہدہ سے ہٹا دیا جائے اور کل ہوس کی تجدید عموماً نہ کیجائے یعنی سب ممبر از سر نو نہ منتخب کیے جائین۔ اگر اِس قاعدہ سے کوئی عملی فائدہ متصور ہوتا تو اُسکی تائید مین بہت کچھ تقریر ہو سکتی تھی۔ مگر اسکی تائید کی بہ نسبت اسکی تردید مین بہت قوی وجوہ بیان ہو سکتے ہین۔ ایک وجہ تو یہی ہے کہ جو فریق کثیر پارلیمنٹ مین ایسا وتیرہ اختیار کریگا جو قوم کو ناگوار گذرے اُسکو جلد دفع کرنے کا کوئی

وزریعہ نہ باقی رہیگا یہ امر تو یقینی ہے کہ ایک میعاد معین کے بعد جو قریب الاختتام ہے انتخاب عام ہوگا اور یہ بات ممکن ہے کہ وزیر اعظم خود اپنی خاطر سے یا اس خیال سے کہ اس فعل کے باعث ملک اس سے راضی اور خوشنود رہیگا انتخاب عام کا خواہان ہو اور ان دونون باتون کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کے خیالات اور ملک کے خیالات مین وہ اختلاف نہین ہونے پاتا جو اس صورت مین باقی رہتا کہ اگر کثر ممبرون کی ممبری کی میعاد گذرنے مین چند سال ہمیشہ باقی رہتے یعنی اگر پارلیمنٹ مین نئے نئے ممبر ایک ایک کرکے داخل ہون تو غالبا جس گروہ مین وہ شامل ہوتے ہین اُسکے اوصاف اختیار کر لینگے نہ یہ کہ اُن اوصاف کو متغیر کردین یہ امر کہ ہوس کی رائے عموماً قوم کی عام رائے سے متفق ہو اسی قدر ضرور ہے جسقدر یہ بات ضرور ہے کہ معزز و موقر اشخاص اُن خیالات کو جو عموماً لوگون کو سخت ناپسند ہین آزادی سے ظاہر کرین بغیر اسکے کہ انکی ممبری تشریف لیجائے۔ اس سے بھی زیادہ ایک وجہ قوی اس بات کی کہ قائم مقامان قوم کی مجلس مین شرکا سے جدید رفتہ رفتہ اور ایک ایک کرکے کیون نہ داخل کیے جائین یہ ہے کہ یہ امر مفید ہے کہ ایک میعاد معین کے بعد مخالف قوتون کا جائزہ لیا جائے جس سے عموماً قوم کے خیالات کی کیفیت کا اندازہ ہو سکے اور یہ بات بخوبی تحقیق ہو جائے کہ مختلف فریق اور رائین ایک دوسرے کے مقابلہ مین کتنی قوت رکھتے ہین۔ یہ مقصد تجدید جزئی یعنی نئے ممبرون کو ایک ایک کرکے بھرتی کرنے سے اُس صورت مین بھی بخوبی نہین حاصل ہو سکتا جسمین ممبران پارلیمنٹ کا ایک بڑا گروہ مثلاً ایک خمس یا ایک ثلث فوراً برخاست ہو جاتا ہے جیسا فرانس کی پارلیمنٹ کا دستور ہے۔

عاملانہ صیغہ یعنی وزراء کو پارلیمینٹ کے توڑ دینے کا اختیار کیون دیا جاے اسکے وجوہ آیندہ ایک باب مین بیان کیے جائینگے جسمین یہ تحقیق کیا جائیگا کہ پنچایتی گورنمنٹ مین عاملانہ صیغہ کی کیا ترکیب اور کیا کیا کام ہوتا ہے۔

بارھوان باب

اِس بیان مین کہ ممبران پارلیمنٹ سے عہد یا قسم لینی چاہیے یا نہین

کیا مجلس واضع قوانین یعنی پارلیمنٹ کے ممبر کو اپنے موکلون یا منیبون کی ہدایت کا پابند رہنا فرض ہے؟ کیا وہ اُنکے خیالات کے یا اپنے ذاتی خیالات کے اظہار کا آلہ ہے اور اُنکا قاصد یا ایلچی کانگرس یعنی پارلیمنٹ مین ہے یا اُنکا ایسا مختار ہے جو اُنکی طرف سے صرف کارروائی کرنے کا مجاز نہین ہے بلکہ یہ فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے کہ کیا کارروائی کرنی چاہیے؟ پنچایتی گورنمنٹ مین واضعان قوانین کے فرائض کے باب مین یہ دو قول ہین اور انہین سے ہر ایک قول کے مویدین موجود ہین اور بعض گورنمنٹون مین یہ دونون قول مسلم اور معمول بہ ہین۔ چنانچہ ملک ہالینڈ کے پارلیمنٹ کے ممبر صرف ڈلیگیٹون یعنی مختارون کی حیثیت رکھتے تھے یہانتک کہ اگر کوئی ایسا اہم مسئلہ پیش آتا تھا جسکی نسبت اُنکے موکلون نے کچھ ہدایت نہین کی تھی کہ اُنکو کیا کرنا چاہیے تو اُنکو اپنے موکلون سے دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا ٹھیک اسی طور سے جیسے کوئی قاصد یا ایلچی اُس گورنمنٹ سے دریافت کرے جسکا وہ ایلچی ہے مگر اِس ملک مین (انگلینڈ) اور بعض اور ملکون مین بھی جہان پنچایتی گورنمنٹ کا طریقہ جاری ہے پارلیمنٹ کا ممبر قانوناً اور رواجاً اِس امر کا مجاز ہے کہ چاہیے اُسکی راے مین اور اُسکے موکلون کی راے مین کیسا ہی اختلاف ہو مگر جو امر اُسکی

نزدیک حق ہو اسی کے موافق اپنا ووٹ دے لیکن اسکے خلاف بھی بعض لوگون کا خیال ہے جسکا عملی اثر ممبران پارلیمنٹ پر بھی بہت ہے اور جسکی باعث وہ ہر دل عزیز ہونے یا دوبارہ ممبر منتخب ہونے کی پروا نہین رکھتے ہین بلکہ اپنا فرض ایمانی اس بات کو سمجھتے ہین کہ جن امور کی نسبت اُنکے موکلون کی ایک قطعی راے قائم ہو چکی ہے اُنمین اُنکی راے کے موافق کارروائی کرتے ہین اپنی راے کو دخل نہین دیتے ہین۔ اگر قانون حقیقی اور کسی خاص قوم کے قدیم دستورات سے قطع نظر کرکے دیکھا جاے تو پارلیمنٹ کے ممبر کے فرض کی نسبت جو یہ دو قول ہین انمین سے کون قول سچا ہے۔

برخلاف اُن مسائل کے جنکی تحقیق سابق مین ہو چکی ہے یہ مسئلہ وضع قوانین سے متعلق نہین ہے بلکہ اخلاق سیاست یعنی پنچایتی گورنمنٹ کے اخلاق سے متعلق ہے اور یہ آئین سیاست سے چندان تعلق نہین رکھتا ہے بلکہ اس امر سے علاقہ رکھتا ہے کہ انتخاب کنندون کو کس نیت سے اپنے فرائض ادا کرنے چاہئین اور اُنکے اخلاقی فرائض کی نسبت کیا خیالات مروج ہونے چاہئین۔ کیونکہ قائم مقامی کا قاعدہ چاہے جو کچھ ہو اگر انتخاب کنندے چاہین تو اُسکو صرف مختاری یا کارندہ گری بنا سکتے ہین اور جب تک اُنکو ووٹ دینے نہ دینے کا اختیار رہیگا اُسوقت تک کوئی مانع اسکا نہین ہے کہ اپنے ووٹ کی جو شرط وہ قرار دے لین۔ جب اُنکو یہ اختیار حاصل ہے کہ جو شخص اُنکی تمام رایون کی پابندی کا عہد نہ کرے اور کسی اہم امر جسکا علم نتیجہ سے نہوا اپنا ووٹ دینے سے قبل اُنسے استصواب کر لے اُسکو اپنی طرف سے پارلیمنٹ کا ممبر نہ منتخب کرین تو وہ اپنے قائم مقام کو صرف اپنا مُنہ چڑھانے والا بنا سکتے ہین

اور اگر وہ اس حیثیت سے انکا قائم مقام بنانا منظور کرے تو اسکو ممبری سے استعفا دینے پر مجبور کر سکتے ہین اور جب وہ اس فعل کا اختیار رکھتے ہین تو پنچایتی گورنمنٹ کا اصول اسی کا مقتضی ہے کہ یہ امر فرض کر لیا جاے کہ جس شخص کو پولیٹکل اختیار دیا جائیگا وہ اپنے خاص مقاصد کے لیے اسکا ناجائز استعمال کریگا۔ اسکی وجہ یہ نہین ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے بلکہ یہ وجہ ہے کہ ایسا ہونے کا احتمال قوی ہے اور اس احتمال کا انسداد کرنا آزاد آئین سیاست کا خاص کام ہے۔ اگرچہ ہمارے نزدیک انتخاب کنندون کا یہ فعل کہ اپنے قائم مقام کو صرف ایک ڈلیگیٹ یا کارندہ بنا دین کیسا ہی غلط اور حماقت آمیز ہو مگر چونکہ یہ امر خلاف قیاس نہین ہے کہ انتخاب کنندے اپنے اختیار انتخاب کو بہانتک بڑھا دینگے لہذا اسکے انسداد کی ایسی تدبیرین کرنی چاہیین کہ گویا یہ بات یقینی ہے کہ وہ ایسا ہی کرینگے۔ ہم امید کرتے ہین کہ ووٹ کے استعمال کے اس مضمون پر انتخاب کنندے عمل نہ کرینگے لیکن لازم ہے کہ پنچایتی گورنمنٹ کا قاعدہ ایسا بنایا جاے کہ اگر انتخاب کنندے ایسا کرین تو بھی وہ فعل نہ کر سکین جسکے کرنے کا اختیار انسانون کی کسی جماعت کو نہونا چاہیے وہ فعل یہ ہے کہ خاص اپنے ہی فرقہ کے فائدہ کے لیے قوانین بنایا کرین۔

جبتک کہا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ صرف اخلاق سیاست سے تعلق ہے تو اسکی عظمت مین فرق نہین پڑتا ہے کیونکہ اخلاق سیاست سے جو مسائل متعلق ہین وہ علی الخصوص اہم ان مسائل سے نہین ہین جو نفس آئین سیاست سے متعلق ہین بعض گورمنٹون کا نفس وجود اور بعض گورمنٹون کے لوازم وجود اخلاق سیاست کے مسائل کی علی پابندی پر موقوف ہین اور اخلاق سیاست سے مراد وہ قدیم خیالات

جو چند ارباب سیاست کے ذہن مین رہتے ہین اور جنکی وجہ سے وہ اپنے
اختیارات کو اعتدال کے ساتھ عمل مین لایا کرتے ہین غیر متعدل گورنمنٹون مین یا
یعنی خالص سلطنت شخصی یا خالص سلطنت امرا یا خالص سلطنت عوام مین صرف
ایسے ہی قواعد ایسی گورنمنٹ کو اس امر سے مانع ہوتے ہین کہ جس جانب اسکا
میلان فطری ہے اُس جانب بہت بے اعتدالیان نہین کرسکتی ہے۔ نیم معتدل
وہ گورنمنٹین ہین جنمین کچھہ کوشش اس امر کی کی جاتی ہے کہ جو چیز سب سے زیادہ
قوی ہے اُسکے زور کو روکنے کے لیے کچھ قانونی قیود مقرر کردیے جائین
مگر وہ قوت ایسی عظیم ہوتی ہے کہ اُن حدود سے تجاوز کرجاتی ہے اور قلیل مدت
چند روز تک تو مواخذہ اور سزا سے محفوظ رہتی ہے۔ پس ایسے گورنمنٹون مین
اگر ان قیود اور حدود کا کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے تو اخلاق سیاست کے اُن مسائل کی
وجہ سے رکھا جاتا ہے جنکو عام راے نے تسلیم کرکے قائم رکھا ہے۔ کامل الاعتدال
وہ گورنمنٹین ہین جنمین حکومت مطلقہ یا اختیار شاہی چند شرکا پر منقسم ہوتا ہے اور ہر ایک
شریک کو دیگر شرکا کی دست درازیون سے بچنے کی یہی سبیل ہے کہ اُسکے پاس
آلات حفاظت ایسے قوی رہتے ہین جیسے اُسکے مخالفین کے پاس حملہ آوری کے
حربے ہین۔ پس ایسی گورنمنٹون مین گورنمنٹ کا کام صرف اسی طور سے چل سکتا ہے
کہ سب شرکاے حکومت اُن شدید اختیارات کو نہایت اعتدال اور
بُردباری کے ساتھ عمل مین لائین الا اُس صورت مین جبکہ ایک شریک
حکومت دوسرے شریک پر اس درجہ کا تشدد کرے کہ اُس شریک کو اپنے
شدید اختیارات عمل مین لانے پڑین۔ اور ایسی صورت مین یہ کہنا بالکل

صحیح ہے کہ اگر گورنمنٹ قائم رہ سکتی ہے تو صرف اسوجہ سے قائم رہ سکتی ہے کہ اخلاق سیاست کے مسائل کا لحاظ کامل کیا جاتا ہے۔ ممبران پارلیمنٹ سے عہد لینے کے مسئلہ کو پنچایتی گورنمنٹون کے وجود اور بقا سے چندان تعلق نہین ہے البتہ یہ مسئلہ اُنکے مفید اثر سے تعلق تام رکھتا ہے۔ قانون انتخاب کنندون کو وہ اصول نہین بتا سکتا ہے جسکے موافق اُنکو انتخاب کرنا لازم ہے مگر عملاً دیکھا جاے تو یہ اور بات ہے کہ وہ اپنے نزدیک کن اصول کے موافق انتخاب کرنا واجب جانتے ہین اور اس سارے مسئلہ کا مضمون اس سوال مین موجود ہے کہ آیا انتخاب کنندون کو یہ شرط مقرر کردینی چاہیے کہ ہمارا قائم مقام وہی شخص ہوگا جو اُن رایون کی پابندی کرے جنکو ہمنے مقرر کردیا ہے۔

اس رسالہ کے ناظرین کچھ شک اس باب مین نہین کرسکتے ہین کہ اس مقدمہ مین کیا نتیجہ اُن عام اصول سے نکلتا ہے جو سابق مین بیان کیے گئے ہمنے ابتدا ہی مین یہ بیان کیا تھا اور ہمیشہ ہی ہمارے مدنظر رہا ہے کہ گورنمنٹ کو دو باتین بدرجۂ مساوی لازم بلکہ لازم ہین۔ ایک اُن لوگون کا ذمہ دار ہونا جنکے فائدہ کے لیے پولٹیکل اختیار کو عمل مین لانا چاہیے اور ظاہرا ہمیشہ عمل مین لایا جاتا ہے۔ دوسرے گورنمنٹ کی عملی کارروائی کرنے کے لیے اعلی درجہ کے لائق آدمیون کو جو اسی خاص کام مین ہمیشہ غور و خوض کرتے رہے ہون اور اسمین مشاق ہون بہم پہونچانا۔ اگر یہ آخرالذکر مقصد اس قابل ہے کہ حاصل کیا جاے تو اسمین جو کچھ صرف ہو وہ گوارا کرنا چاہیے۔ ایسی عالی دماغی اور باریک بینی کس کام کی کہ آدمی کبھی کبھی اُن نتائج سے نہ اختلاف کرے جو اُن لوگون نے نکالے ہین جو نہ عالی دماغ

نہ وسیع النظر۔ اور اگر یہ بات منظور ہے کہ قائم مقام وہ اشخاص مقرر کیے جائین جو اوسط درجہ کے انتخاب کنندون سے زیادہ لیاقت علمی رکھتے ہین تو یہ بھی مان لینا پڑیگا کہ جو قائم مقام ایسا ہوگا وہ بعض اوقات اپنے اکثر موکلون سے ضرور اختلاف رائے کریگا اور جب وہ اختلاف کریگا تو اسی کی رائے اکثر صحیح نکلیگی۔ پس اس سے یہ لازم آتا ہے کہ انتخاب کنندون کی نادانی ہے کہ وہ اس بات پر اصرار کرین کہ پارلیمنٹ کے ممبر ہونے کی شرط یہ ہے کہ ممبر ہماری رایون کی متابعت کلی کرے۔

یہان تک تو یہ اصول بدیہی ہے مگر اسکے استعمال مین واقعی دقتین ہین جنکو ہم بہت قوت کے ساتھ بیان کرینگے۔ اگر یہ ضرور ہے کہ انتخاب کنندے اس شخص کو اپنا قائم مقام مقرر کرین جو خود اُنسے بہت زیادہ ذی علم ہو تو یہ بھی لازم ہے کہ یہ شخص جو اُنسے زیادہ عاقل ہے اُنکا ذمہ دار رہے یعنی انتخاب کنندے اس امر کا قیاس کرلین کہ وہ اپنے فرض کو کس طریقہ سے ادا کرتا ہے اور اسکا قیاس وہ کیونکر کرسکتے ہین بجز اسکے کہ اپنی خاص رایون کو معیار قرار دین۔ صرف کسی شخص کی ظاہری لیاقت کو دیکھکر اُسکو منتخب کرنا نہین کافی ہوگا۔ وہ معیار جس سے ایک معمولی قسم کا آدمی محض لیاقت کا اندازہ کرسکتا ہے بالکل ناقص ہے۔ اور اُسکا حصر خوش بیانی پر ہے لیکن جو مضمون بیان کیا گیا ہے اُسکی عمدگی سے اُسکو کچھ تعلق نہین ہے مضمون کی عمدگی خوش بیانی سے نہین ثابت ہوسکتی پس اگر انتخاب کنندے اپنی خاص رایون کو دخل نہ دین تو کیا دلیل اُنکے پاس ہے کہ یہ شخص عمدہ طور سے حکومت کرنے کی لیاقت رکھتا ہے۔ اور اگر وہ سب سے زیادہ لائق آدمی کو دریافت کرنے مین کبھی خطا نہ کرین تو بھی اُنکو یہ نہین چاہیے کہ بالکل اُسی کی رائے پر حصر کردین

اور اپنی رائے کو کبھی دخل ہی نہ دین - جائز ہے کہ سب سے لائق جو امیدوار
انتخاب ہے وہ کنسرویٹو ہو اور انتخاب کنندے لبرل ہون یا اسکے بالعکس ہو
اور یہ بھی جائز ہے کہ اسوقت جو پولٹیکل مسائل درپیش ہون وہ کلیسا یعنی
مذہب سے متعلق ہون اور امیدوار انتخاب کا مذہب انتخاب کنندون کے
مسلک کے خلاف ہو - پس ایسی صورتون مین ممکن ہے کہ امیدوار انتخاب صرف
اپنی لیاقتون کی وجہ سے زیادہ ترکدا ورکاوش اور زیادہ تر مؤثر کارروائی اُن
امور مین کرے جنکو انتخاب کنندے اپنا غلط سمجھتے ہین اور وہ اس امر کو کہ جو شخص ہمارا
قائم مقام ہو وہ ان امور کی نسبت اُسی رائے کا پابند رکھا جائے جو ہمارے نزدیک
فرض کا مقتضی ہے زیادہ تر اپنا فرض ایمانی سمجھین بہ نسبت اسکے کہ اُنکا قائم مقام وہ شخص ہو
جو اوسط درجہ کی لیاقت سے زیادہ رکھتا ہے. انتخاب کنندون کو صرف اسی امر پر
غور کرنا لازم نہین ہے کہ سب سے لائق کون شخص ہے جسکو وہ اپنا قائم مقام مقرر کرین
بلکہ اُنکو اسمین یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ اُنکی خاص اخلاقی حیثیت اور اُنکا مافی الضمیر کیونکر
ظاہر ہو - جب ایک خیال مین بہت سے لوگ شریک ہون تو اُسکا اثر واضعان
قوانین پر ضرور پڑنا چاہیے اور جب یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ آئین سیاست مین یہ
شرط موجود ہے کہ ہر قسم کے مخالف خیالات کے ظاہر کرنے والے ممبر پارلیمنٹ مین
موجود رہین تو ممکن ہے کہ کسی موقع خاص پر انتخاب کنندون کو سب سے زیادہ
توجہ اس امر پر کرنی پڑے کہ اُنکے خاص خیالات کو مناسب طور سے کون شخص
ظاہر کریگا - اور بعض صورتون مین یہ بھی ممکن ہے کہ اس امر کی ضرورت انتخاب کنندون کو
ہو کہ اپنے قائم مقام کے ہاتھ باندھ دین یعنی اُسکو ایسا مقید کر دین کہ اُنکے خاص اغراض کی

یا یہ کہیے کہ عام اغراض کی جس حیثیت سے کہ وہ اُنکو سمجھے ہین سچے دل سے تائید کیا کرین -
اسکی ضرورت انتخاب کنندون کو اُس حالت مین نہوگی کہ جب کوئی ایسا پولیٹیکل قاعدہ
جاری کیا جائے جس سے ایماندار اور غیر متعصب امیدواران انتخاب بکثرت
بہم پہونچ سکین لیکن انتظام موجودہ کے بموجب انتخاب کنندے مصارف انتخاب
اور عام تمدنی حالت کی وجہ سے اس امر پر مجبور ہو جاتے ہین کہ اپنے قائم مقام اُن
لوگون کے زمرہ سے منتخب کرین جو اُنکے ہمپایہ نہین ہین اور جنکے فریقی اغراض
انتخاب کنندون کے اغراض سے مختلف ہین پس ایسی حالت مین کون کہہ سکتا ہے
کہ انتخاب کنندون کو لازم ہے کہ اپنے قائم مقام کی راے پر اپنے پولیٹیکل امور کو
چھوڑ دین (بقول شاعر بیت سپردم بتو مایۂ خویش را * تو دانی حساب کم و بیش را)
جو انتخاب کنندہ غریب آدمی ہو اور جسکو صرف تین چار متمول آدمیون مین سے ایک کو
اپنا قائم مقام منتخب کرنا پڑے کیا اُسپر الزام عائد ہوسکتا ہے کہ جس امیدوار کے موافق
اُسنے ووٹ دیا ہے اُس سے اِس بات کا عہد کیون لے کہ اُنھین قوانین کی
تائید کریگا جنکو وہ انتخاب کنندہ دولتمندون کے فریقی اغراض سے گلوخلاصی کا معیار
تصور کرتا ہے - علاوہ اسکے انتخاب کنندون کی جماعت کے بعض ممبرکار کو اکثر
ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اسی شخص کو اپنا قائم مقام منتخب کرنا پڑتا ہے جسکو اُنکے فریق کے
اکثر آدمیون نے پسند کیا ہے - لیکن جس امیدوار کو وہ پسند کرتے ہین اگرچہ اُسکے
منتخب ہونے کا احتمال ہوتا ہم اُنکو اپنے ووٹ اُسی امیدوار کے انتخاب پر
دینے پڑتے ہین جسکو اور لوگ پسند کرتے ہین - پس ایسے امیدوار کے مابعد کے
افعال کو اپنی مرضی کے تابع رکھنے کا ایک ہی ذریعہ اُنکے پاس ہوسکتا ہے

وہ یہ ہے کہ اسکی تائید کرنا اس امر پر موقوف رکھین کہ وہ بعض شرائط کی پابندی کا عہد کرلے۔

یہ دلائل تائیدی اور تردیدی باہم تعلق تام رکھتے ہین لیکن بہرکیف یہ ضرور ہے کہ انتخاب کنندے اُن لوگون کو اپنا قائم مقام منتخب کرین جو خود اُنسے زیادہ فہمیدہ وسنجیدہ ہون اور اُنکی فہم وفراست پر عمل کرنا منظور کرین گو یہ بھی غیر ممکن ہے کہ اگر انتخاب کنندے کوئی رائے رکھتے ہین تو اس رائے کو اس امر کے تصفیہ مین دخل نہ دین کہ کون شخص ایسا فہم وفراست رکھتا ہے اور کہان تک اُسنے اپنی مفروض دانشمندی کو اپنے افعال سے ثابت کر دیا ہے۔ پس اِن سب امور پر نظر کرکے کہا جاتا ہے کہ کوئی خاص قاعدہ مقرر کرکے انتخاب کنندون کو اسکا پابند کر دینا غیر ممکن ہے۔ اور نتیجہ انتخاب کسی خاص قاعدہ یا دستور پر یا پولیٹکل اخلاق کے کسی واجب العمل مسئلہ پر اسقدر موقوف نہوگا جیسا اس امر پر موقوف ہوگا کہ گروہ انتخاب کنندہ اہل کمال اور عقلا کا کتنا پاس ولحاظ کرتا ہے وہ اشخاص اور وہ قومین جو اعلیٰ درجہ کے عقلا کے بڑے قدرشناس ہین غالبًا اُنکی قدردانی اس علامات سے کرینگے نہ اِس علامت سے کہ اِن دونون کے خیالات مین مطابقت کلی ہے بلکہ باوجود اختلاف رائے کے بھی اُنکی قدردانی کرینگے اور جب وہ اُنکی لیاقت کو پہچان جاتے ہین تو یہی چاہتے ہین کہ جہان تک ممکن ہو اُنکو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دین اور یہ نہین چاہتے ہین کہ اپنی ذاتی رائے کا پابند اُن اشخاص کو کردین جنکو وہ اپنی بہ نسبت زیادہ عقلمند سمجھتے ہین۔ برخلاف اسکے بعض اشخاص کی طبیعت کا یہ خاصہ ہوتا ہے

کر کسی کو کچھ نہین سمجھتے مین اور کسی کی رائے کو اپنی رائے سے بہتر نہین جانتے ہین بلکہ اپنی رائے کو پانسو یا ہزار آدمی کی رائے کے برابر تصور کرتے ہین جب انتخاب کنندون کی طبیعت کی یہ خاصیت ہوتی ہے تو کسی کو نہین منتخب کرتے الا اُس شخص کو جو اُنکے خاص خیالات کی تصویر ہے یا اقل مراتب ایسا ظاہر کرتا ہے اور اُسکو پارلیمنٹ کا ممبر اُسوقت تک رکھتے ہین جبتک کہ اُن خیالات کا عکس با پر تو اُسکے افعال مین نظر آتا ہے اور جو لوگ پولٹیکل عزتون کے خواہان ہین وہ بقول افلاطون حکیم کے عوام الناس کی رفتار اختیار کرتے ہین اور جہانتک ممکن ہوتا ہے اُنکی تقلید کرتے ہین۔ اسکا انکار نہین ہو سکتا ہے کہ مکمل سلطنت جمہوری مین استعداد کامل اس امر کی ہوتی ہے کہ انتخاب کنندون کے خیالات کو اس سانچہ مین ڈھال لیتی ہے۔ سلطنت جمہوری تعظیم و تکریم کی عادت کو نہین پسند کرتی ہے۔ بلکہ اس پاس و لحاظ کو جو محض خاندانی اعزاز پر مبنی ہو مٹا دیتی ہے اور اسکے اس اثر کو اچھا سمجھنا چاہیے بُرا نہ جاننا چاہیے اگرچہ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جہانتک انسانی تعلقات مین تعظیم و تکریم کا باعث خاندانی عزت ہوتی ہے اور وہ بالکل تشریف لیجاتی ہے۔ لیکن سلطنت جمہوری کی یہ بھی خاصیت ہے کہ اُن امور کی زیادہ تر طالب ہوتی ہے جنمین سب کا خیال بدرجۂ مساوی رکھنا لازم ہے بہ نسبت اُن امور کے جنمین ایک شخص کا لحاظ دوسرے سے زیادہ رکھنا پڑتا ہے یہانتک کہ ذاتی فضیلت کا بھی لحاظ غالبًا کم کیا جاتا ہے اسی وجہ سے میری دانست مین یہ ضرور ہے کہ اس ملک کے آئین سیاست مین تعلیم یافتہ آدمیون کی رائے کو کم علم آدمیون کی رائے سے زیادہ وقعت اور اعتبار بخشا جائے اور مین اب بھی

یہی کہتا ہون کہ جن لوگون کی لیاقت علمی کی تصدیق ہوگئی ہے اُنکو متعدد ووٹ کا
حق دیا جاے اگرچہ صرف اسلیے کہ عام خیال مضبوط ہوجاے عام اس بات سے
کہ کوئی صریحی پولٹیکل نتائج پیدا ہون یا نہون۔

جب کسی انتخاب کنندہ گروہ کو دو شخصون کی لیاقت مین غیر معمولی فرق کا
ادراک صحیح ہوتا ہے تو اُسکو بہت سے علامات سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ہمارے
مقاصد کے لیے کون اشخاص سب سے زیادہ قابلیت رکھتے ہین سب سے بڑی علامت
یا دلیل لیاقت کی یہ ہے کہ یہ شخص کن کن ملکی خدمات کو بجا لایا ہے اور کن عہدہاے جلیلہ پر
مقرر ہوکر کیا کیا کارہاے نمایان اسنے کیے ہین جنکے نتائج سے اسکی عقلمندی ثابت ہوگئی ہے
اور کیا کیا تدبیرین اسنے اختراع کی ہین جنکے نتائج سے اسکا خوش فکر ہونا ثابت ہوگیا ہے
اور کیا کیا پیشین گوئیان اسنے کی ہین جنکی تصدیق اکثر واقعات سے ہوگئی ہے
اور جنکی تکذیب کمتر بلکہ کبھی نہین ہوئی ہے یا اُسنے کونسا ایسا مشورہ دیا ہے
جسپر عمل کرنے سے عمدہ نتائج پیدا ہوے ہین اور جسپر عمل نہ کرنے سے خراب
نتائج مترتب ہوے ہین۔ اسمین شک نہین ہے کہ عقلمندی کے یہ علامات کچھ یقینی
نہین ہین مگر ہم اُن علامات کی تحقیق کررہے ہین جنپر ایک اوسط درجہ کا فہمیدہ
آدمی عمل کرسکتا ہے بہتر تو یہی ہے کہ کسی ایک علامت پر بھروسا نہ کیا جاے
تاوقتیکہ اُسکی تائید دیگر علامات سے نہوئی ہو۔ اور جب کسی عملی کوشش کی کامیابی
یا عمدگی کا اندازہ کیا جائے تو اُن لوگون کی عام راے کا لحاظ کامل رکھا جائے
جو بالکل بے غرض اور بے لوث ہین اور اس مضمون سے خوب واقف ہین۔ یہ معیار جسکا
ذکر ہو رہا ہے صرف آزمودہ اشخاص سے متعلق ہوسکتی ہے۔ اور اسمین اِن لوگون کو بھی

داخل سمجھنا چاہیے جنکی آزمائش عملاً تو نہین ہوئی مگر علماً ہو چکی ہے اور جنھون نے عالمانہ تصنیفون یا اخبارات وغیرہ مین پولیٹکل معاملات پر ایسے طریقہ سے بحث کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انپر غور کامل کر چکے ہین۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایسے اشخاص فن سیاست کے عامل نہین تو عالم ہون اور اسی قدر اعتبار کے مستحق ہون جسکے مستحق وہ اشخاص ہین جو عملاً مدبران ملک ہین یعنی انکی عملی لیاقت فن سیاست مین ثابت ہو چکی ہے۔ جب یہ ضرور ہو کہ وہ اشخاص منتخب کیے جائین جنکی آزمائش بالکل نہین ہوئی ہے تو اس صورت مین سب سے عمدہ شناخت یہ ہے کہ انکی لیاقت اُن لوگون مین مشہور ہو جو اُنسے ذاتی واقفیت رکھتے ہین اور جن اشخاص سے امید ہے وہ انکا اعتبار اور اُنکی سفارش کرین۔ جو انتخاب کنندے لیاقت علمی کی قدرشناسی کرتے ہین اور اُسکی تلاش مین رہتے ہین وہ اسی قسم کے علامات سے ان اشخاص کو پا جاتے ہین جو اوسط درجہ سے زیادہ لیاقت رکھتے ہین اور اکثر ایسے لوگ اُنکو ملجاتے ہین جنپر یہ بھروسا ہو سکتا ہے کہ معاملات سلطنت کا انتظام اپنی آزاد اور غیر مقید عقل کے موافق کرینگے اور اُنسے یہ کہنا کہ جو لوگ اُنسے علم مین کم ہین اُنکے حکم سے اپنی آزاد رائے کو بالاے طاق رکھینگے اُنکو ذلیل و حقیر کرنا ہے اگر ایسے لوگ تلاش کیے سے نہ ملین تب البتہ انتخاب کنندون کو اور قسم کی تدبیرین کرنا جائز ہے کیونکہ اُنسے یہ توقع نہین ہو سکتی کہ اپنی رایون کو ملتوی رکھینگے الا اس صورت مین کہ انکی قائم مقامی کرنے کے لیے کوئی ایسا شخص ملجائے جو اُنسے زیادہ ذی علم ہو۔ بلکہ اس صورت مین بھی اُنکو یاد رہے کہ جب وہ کسی شخص کو اپنا قائم مقام مقرر کرلین اور وہ اپنے فرض منصبی کے بجا لانے مین مصروف رہے تو اُنکو اس فیصلہ کے

صحیح کرنے کا جو دراصل غلط ہے زیادہ تر موقع ملیگا بہ نسبت اکثر انتخاب کنندون کے
اس امر کا خیال کرکے انتخاب کنندون کو لازم ہے کہ اپنے قائم مقام سے اس بات کا
عہد نہ لیا کرین کہ وہ اپنی رائے کو نہ بدلیگا یا اگر بدلیگا تو پارلیمنٹ کی ممبری سے استعفا
دیگا الا اس صورت مین جبکہ انتخاب کنندے بمجبوری اس شخص کو ممبر منتخب کرین جسکا وہ
اعتبار کامل نہین کرتے ہین۔ لکن جب کوئی گمنام شخص جسکی لیاقت کی تصدیق
کسی بڑے مستند القول آدمی نے نہ کی ہو پہلی ہی دفعہ منتخب کیا جاوے تو انتخاب کنندہ
سے یہ امید نہین ہوسکتی کہ اپنے خاص خیالات کی پابندی کو جزو اعظم انتخاب کا نہ قرار دیگا
یہی غنیمت ہے کہ اگر بعد ازان وہ خیالات بدل دیے جائین اور اُنکے بدلنے کے
وجوہ صاف صاف بیان کر دیے جائین تو اُسکو انتخاب کنندہ اپنا اعتبار
اُٹھا لینے کی وجہ کافی نہ قرار دے۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ قائم مقام کی لیاقت بخوبی آزمودہ ہے اور اُسکا کیرکٹر
(وضع) مسلم الثبوت ہے تب بھی یہ لازم نہین ہے کہ انتخاب کنندے اپنی ذاتی راؤن کو
بالکل معطل کر دین کیونکہ لیاقت علمی کا پاس و لحاظ اتنا نہ کرنا چاہیے کہ اپنی ذاتی رائے کو
آدمی کالعدم کر دے لکن جب اختلاف رائے اصول اولیہ سیاست کی نسبت نہو تو
اگرچہ انتخاب کنندہ کی ذاتی رائے کیسی ہی قطعی ہو تاہم اُسکو غور کرنا چاہیے کہ جب
کوئی لائق آدمی اُس سے اختلاف رائے کرے تو احتمال قوی ہی ہے کہ
اُسکی (انتخاب کنندہ کی) رائے غلط ہے اور اگر ایسا نہو تو بھی اُسکو لازم ہے کہ اپنی رائے سے
ان امور کی نسبت جو بہت ضروری نہین ہین اسلیے دست بردار ہو جائے کہ اُسکو
یہ شرف حاصل ہے کہ اکثر مقدمات مین جنمین وہ کوئی رائے قائم کرنے کی

لیاقت نہین رکھتا ہے اسکی طرف سے کارروائی کرنے والا ایک لائق آدمی ہے۔
ایسی صورتون مین انتخاب کنندہ چاہتا ہے کہ ہم خرما و ہم ثواب کا نقشہ ہو یعنی دونون کی
بات رہ جائے اور اُس لائق آدمی کو ترغیب دیتا ہے کہ اختلافی امور مین وہی رائے سے
دست بردار ہو جائے۔ لیکن اگر وہ لائق آدمی اس مصالحہ کو قبول کرلے تو اُسنے اپنے
خاص عہدہ سے دغا کی اور لیاقت عقلی کے خاص فرائض کو ترک کیا جنمین سے ایک
فرض یہ ہے کہ جس معاملہ مین لوگ ناحق شور وغل مچائین اُس سے دست بردار نہو
اور اپنی خدمات سے اپنی اُن رایون کو محروم نہ رکھے جو سب سے زیادہ اُن خدمات کی
محتاج ہین۔ ایماندار اور لائق آدمی کو اس امر پر اصرار کرنا چاہیے کہ اُسکو پوری آزادی
دیجائے کہ وہ جو اپنی دانست مین جو کارروائی مناسب سمجھے اُسکو کرے۔
سوائے اسکے اور کسی قسم کے شرائط پر اُسکو کام کرنا نہ چاہیے۔ مگر انتخاب کنندے
یہ بات جاننے کے مستحق ہین کہ اسکا ارادہ کیونکر کارروائی کرنے کا ہے اور
کیا امور کی نسبت جو اُسکے فرض عام سے متعلق ہین کن رایون پر وہ چلنا
چاہتا ہے۔ اگر اُنمین سے بعض کی رائین انتخاب کنندون کو ناپسند ہین تو
اُسکو لازم ہے کہ اُنکا اطمینان کردے کہ باوجود اسکے بھی وہ اُنکا قائم مقام ہونے کا
مستحق ہے اور اگر انتخاب کنندے عقلمند ہین تو اُس شخص کی عام لیاقت پر نظر کرکے
اکثر اُن اختلافات سے چشم پوشی کرینگے جو اُسکی اور خود اُنکی رایون مین ہین مگر بعض
اختلافات ایسے ہین جنسے انتخاب کنندے چشم پوشی نہین کرسکتے ہین کیونکہ جو کوئی
شخص اپنے ملک کی حکومت پر اسقدر توجہ کرتا ہے جسقدر ایک آزاد آدمی کو شایان ہے
وہ قومی معاملات کی نسبت بعض ایسے اعتقادات رکھتا ہے جنکو اپنی جان کے برابر

عزیز رکھتا ہے۔ اور اُنکی سچائی کا ایسا یقین کلی رکھتا ہے کہ اُنکے باب مین ہرگز مصالحہ نہین کرسکتا ہے نہ کسی دوسرے شخص کی رائے کو چاہے وہ اُن سے کیسا ہی افضل ہو اپنی رائے پر مقدم رکھ سکتا ہے۔ ایسے اعتقادات جب کسی قوم یا اسکے جز معتدبہ کے دل مین موجود ہون تو صرف اُنکا موجود ہونا ہی اسکا مقتضی ہے کہ اُنکا لحاظ کامل رکھا جائے خواہ اُنکی سچائی کا ظن غالب ہو خواہ نہو۔ کسی قوم پر عمدہ طور سے حکومت نہین ہوسکتی اگر وہ حکومت اُن ابتدائی خیالات کے مخالف ہے جو امر حق کی نسبت وہ قوم رکھتی ہے گو وہ خیالات بعض اعتبارات سے غلط ہون۔ حاکم اور محکوم مین جو تعلق ہونا چاہیے اگر اسکا صحیح اندازہ کیا جائے تو اُس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ انتخاب کنندے اُس شخص کو اپنا قائم مقام بنانا منظور کرین جسکا یہ ارادہ ہو کہ اُنکے اعتقادات ضروری کے خلاف اُنپر حکمرانی کرے اگر انتخاب کنندے دیگر امور مین اُسکی لیاقتون سے اُس ہنگام مین مستفید ہون جبکہ وہ امور جنکی نسبت اُنکی رائے اور اُسکی رائے مین اختلاف عظیم ہے معرض بحث مین نہون تو انتخاب کنندون کو جائز ہے کہ جب کوئی ایسی بحث پیش ہو جسمین وہ امور بھی شامل ہون اور جس بات کو وہ حق جانتے ہین اُسپر غلبہ آرا کا ایسا یقین کلی نہو کہ اگر وہ شخص اختلاف رائے کرے تو کچھ نقصان نہوگا اسی وقت اُسکو موقوف کردین۔ اِس مطلب کی توضیح اس مثال سے ہوسکتی ہے جو رائین مسٹر کاب ڈن اور مسٹر برائیٹ کی اس باب مین تھین کہ انگلستان کو غنیم کے حملہ سے بچانے کا سامان کیا جائے اُنسے چشم پوشی جنگ کریمیا کے زمانہ مین ہوسکتی تھی کہ اُسوقت قوم مین غلبہ آرا اس رائے کے خلاف تھا لیکن اگر ایسی ہی

رائے ان صاحبون کی محاربۂ چین کے زمانہ مین ہوئی اور انتخاب کنندے انکو اپنا قائم مقام بنانا نہ منظور کرتے تو کچھ بیجا نہوتا کیونکہ چند مدت تک یہ امر غور طلب رہا کہ انھین کی رائے اس مقدمہ مین کیون نہ مان لیجائے۔

تقریر مذکورۂ بالا سے عام نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امیدوار ان انتخاب سے واقعی عہد لینا چاہیے الا اس صورت مین کہ تمدنی حالات کی ناموافقت یا آئین سیاست کے ناقص ہونے کی وجہ سے انتخاب کنندون کا دائرہ انتخاب ایسا تنگ ہو کہ بمجبوری انکو وہ شخص منتخب کرنا پڑے جسپر ان خیالات کا غلبہ ہو جو انکی اغراض کے منافی ہون۔ اور انتخاب کنندے امیدوار انتخاب کے پولیٹکل آرا اور خیالات کے جاننے کا استحقاق کامل رکھتے ہین اور صرف استحقاق ہی نہین رکھتے ہین بلکہ انپر فرض ہے کہ اُس امیدوار کو نہ منتخب کرین جو اُن چند اعتقادات مین جسپر اُنکے پولیٹکل مذہب کی بنا ہے اُنسے اختلاف رائے رکھتا ہے۔ اور جسقدر کہ کسی امیدوار کی لیاقت علمی سے حسن ظن رکھتے ہون اُسی قدر اُنکو لازم ہے کہ کچھ تعرض اس بات کا نہ کرین کہ جو امور انکے اصول اعتقادات مین نہین داخل ہین اُنکی نسبت اُسنے ایسی رائین ظاہر کین یا اُن رایون پر عمل کیا جو اُنکی رائے کے مخالف ہین اور انتخاب کنندون کو یہ بھی لازم ہے کہ بکمال تجسس اور تفحص کرکے ایسے لائق شخص کو اپنا قائم مقام مقرر کرین جسپر یہ بھروسا ہو سکے کہ جس بات کا حکم خود اسکی عقل کریگی اُسی پر عمل کریگا۔ اور یہ بھی اُنکو واجب ہے کہ اپنے ہموطنون کا فرض اپنے نفس پر اس امر کو سمجھین کہ حتے الامکان کوشش بلیغ کرکے اسی صفت کے لوگون کو کونسل واضع قوانین یعنی پارلیمنٹ مین داخل کرین

اور یہ بھی سمجھے رہین کہ ایسے شخص کو اپنا قائم مقام مقرر کرنا خود اُنکے حق مین اِس سے بہتر ہے کہ اُس شخص کو اپنا قائم مقام بنائین جو اُنکی اکثر رایون سے اتفاق ظاہر کرے کیونکہ اُس شخص کی لیاقت کے فوائد تو یقینی ہین مگر یہ فرض کرلینا کہ اختلافی امور مین اُسکی رائے غلط اور ہماری رائے صحیح ہے ایک نہایت مشکوک امر ہے۔

مین نے اِس مسئلہ مین بحث اِس تقدیر پر کی ہے کہ قاعدۂ انتخاب جہانتک آئین سیاست پر موقوف ہے اُن اصول کے موافق ہے جو ابواب سابق مین مقرر کیے گئے۔ اس تقدیر پر بھی قائم مقامی کو محض سفارت یا کارندہ گری قرار دینا میرے نزدیک غلط ہے اور اسکا عملی نتیجہ خراب پیدا ہوتا ہے اگرچہ اس صورت مین اسکا ضرر بعض حدود کے اندر محدود رہیگا۔ لکن اگر اُن امور کو جنھین مین نے قائم مقامی کے اصول کا ضامن یا محافظ قرار دیا ہے آئین سیاست تسلیم کرے اور اگر قلیل فریقون کی قائم مقامی کا کوئی قاعدہ نہ مقرر کیا جائے اور نہ ووٹ دینے والون کی مقدار لیاقت کی ایک معیار کے موافق اُنکے دوٹون کی تعدادی قیمت مین کچھ فرق رکھا جائے تو اِس صورت مین قائم مقام کو غیر مقید اختیار دینے کا اصول جسقدر مبالغہ کے ساتھ بیان کیا جائے وہ کم ہے کیونکہ جب ووٹ کا اختیار علی العموم سب کو دے دیا جائیگا تو صرف یہی ایک ایسا طریقہ ہے جس سے فریق کثیر کی رایون کے علاوہ اور فریقون کی رائین بھی پارلیمنٹ مین مسموع ہوسکتی ہین۔ اُس جھوٹی سلطنت جمہوری مین جسمین حکومت واقعی صرف اہل حرفہ کرتے ہین اور اُنکے سوائے اور کسی فرقہ کی جانب سے نہ قائم مقامی ہوتی ہے نہ کسی کی کچھ سماعت ہوتی ہے سب سے بدتر فریقی قانون سازی اور پولٹیکل جہالت کے

بیچ کی صرف یہی سبیل ہے کہ غیر تعلیم یافتہ لوگ تعلیم یافتہ آدمیون کو اپنا قائم مقام بنایا کرین اور اُنکی رایون کا پاس و لحاظ کیا کرین - اعلی توقع عوام سے ہوسکتی ہے اور ہر ایک امر اسی پر موقوف ہے کہ اس خیال کو اُنکے طبائع مین جہانتک ممکن ہو ترقی دیجاے - لیکن اگر اہل حرفہ کو ایک مرتبہ اعلی درجہ کے پولٹیکل اختیارات دے دیے جائین اور وہ اس طریقہ سے یا اور کسی طریقہ سے اپنی خود رائی اور خودمختاری کو بالکل مقید اور محدود کردینا منظور کرین تو اُنسے زیادہ عقلمند کوئی فرقہ نہین ہے جسکو نشۂ حکومت رہا ہے یا رہیگا - فقط

تیرھوان باب

دوسرے محکمہ (ہوس آف لارڈس) کی ضرورت کے بیان مین -

پنچایتی گورنمنٹ کے مسئلہ سے متعلق جتنے مضامین ہین اُنمین سے کسی مسئلہ پر ممالک یورپ مین اُس سے زیادہ بحث نہین ہوئی ہے جتنے دو محکمون کے مسئلہ پر ہوئی ہے محققین فن سیاست کو جتنی توجہ اس مسئلہ پر رہی ہے اس سے دس حصہ زیادہ اہم جو مسائل ہین اُنپر بھی نہین رہی ہے - اور اسکو ایک قسم کی کسوٹی سمجھے ہین جس سے محدود اور نامحدود سلطنت جمہوری کے طرفدارون مین فرق معلوم ہوجاتا ہے میری ذاتی راے یہ ہے کہ کچھ حقیقت اُس روک کی نہین ہے جو دوسرا محکمہ اُس سلطنت جمہوری پر مقرر کرسکتا ہے جسپر اور کوئی روک نہین ہے - اور میری دانست مین اگر اور امور متعلقہ آئین سیاست کا صحیح فیصلہ کردیا جاے تو یہ مسئلہ کچھ ایسا اہم نہین ہے کہ آیا پارلیمنٹ کے دو محکمے ہونے چاہئین یا ایک ہی محکمہ کافی ہے -

اگر دو محکمے ہین تو دو حال سے خالی نہین ہے یا اُن دونون کی ترکیب

ایک ہی ہے یا ایک ہی نہین ہے اگر ایک ہی ہے تو دونون پر ایک ہی قسم کا اثر ہوگا اور جب امر پر کثرت رائے ایک محکمہ مین ہوگی غالباً اُسی پر کثرت رائے دوسرے محکمہ مین بھی ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ کسی قانون کے پاس کرنے مین دنون محکمون کی منظوری کی ضرورت بعض اوقات ترقی کی مانع قوی ہوتی ہے کیونکہ فرض کیجیے کہ دونون محکمے قائم مقامی کی حیثیت رکھتے ہین اور دونون تعداد مین بھی برابر ہین توبھی اگر کل ممبرون کی تعداد کے ایک ربع سے کچھ بھی زیادہ ووٹ کسی بل یعنی مسودۂ قانون کے خلاف آئینگے تو وہ پاس نہوگا لیکن اگر ایک ہی ہوس یعنی محکمہ ہو تو دو ہی تین ووٹون کے زیادہ آنے سے وہ بل پاس ہوجائیگا مگر یہ صورت جو فرض کی گئی ہے محض ذہنی ہے خارجی نہین ہے یعنی عملدرآمد مین ایسا کم ہوتا ہے کہ جب دو محکمون کی ترکیب ایک سی ہو تو جتنا اتفاق ایک مین ہو اُتنا ہی اختلاف دوسرے مین ہو اور اگر ایک محکمہ مین کثرت رائے سے کوئی قانون نامنظور ہو تو دوسرے محکمہ مین بھی ایک فریق کثیر اُسکے مخالف موجود ہو۔ پس اگر اس سے کسی اصلاح مین حرج واقع ہوگا تو اُسی اصلاح مین واقع ہوگا جسپر کل گروہ مین کثرت رائے بہت قلت کے ساتھ ہوگی اور بدتر سے بدتر نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ اس بل کا پاس ہونا چند روز تک ملتوی رہیگا یا یہ کہ انتخاب کنندون کی طرف دوبارہ رجوع کرنی پڑیگی اور یہ دریافت کرنا پڑیگا کہ جس فریق کی تھوڑی سی کثرت پارلیمنٹ مین ہے آیا ملک مین بھی اسی کی جانب کثرت ہے یا نہین ہے اور اس صورت مین تاخیر سے جتنا نقصان ہوگا تقریباً اُتنا ہی فائدہ قوم کے رجوع کرنے مین ہوگا۔

میرے نزدیک یہ دلیل کچھ وقعت نہین رکھتی کہ دو محکمون سے یہ فائدہ متصور ہے کہ بہت جلدی نہونے پائیگی اور ہر امر پر دوبارہ غور کرنا پڑیگا کیونکہ قائم مقامان قوم کی وہ مجلس بالکل ناقص ہے جسمین کام کرنے کے معین طریقون کے موافق و مباحثون سے زیادہ کی ضرورت نہو۔ میرے نزدیک سب سے زیادہ دلیل قوی دو محکمون کی تائید مین یہ ہے کہ صاحب حکومت خواہ ایک شخص ہو خواہ ایک گروہ ہو جب وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہمکو کسی دوسرے کے مشورہ پر عمل کرنا پڑیگا تو اُس خیال کا خراب اثر اُسکے دل پر ہوتا ہے لہذا یہ ضرور ہے کہ بڑے بڑے اہم معاملات مین کسی خاص گروہ کے امکان مین یہ بات نہ رہے کہ بغیر کسی دوسرے شخص سے پوچھے گچھے اپنی رائے سے جو چاہے کرگذرے۔ جب ایک ہی مجلس مین فریق کثیر ایک دائمی حیثیت حاصل کرلیتا ہے اور جب اس فریق مین ایک ہی قسم کے لوگ ہوتے ہین جو ہمیشہ ملکر کام کیا کرتے ہین اور اس بات کا یقین رکھتے ہین کہ ہماری خاص مجلس مین ہماری فتح ہمیشہ ہوگی تو ایسا فریق کثیر خودسر او مطلق العنان اور مغرور اسوجہ سے ہوجاتا ہے کہ اسکو یہ سوچنے کی ضرورت نہین ہوتی کہ آیا کوئی اور حاکم بھی ہماری کارروائیون سے اتفاق کریگا یا نہ کریگا جس وجہ سے قدیم رومیون کو دو کانسل یعنی صوبہ دار رکھنے پڑے اسی وجہ سے ہمکو دو محکمون کا رکھنا مناسب ہے۔ وہ وجہ یہ ہے کہ ان دونون مین سے کوئی محکمہ غیر منقسم حکومت کے نشہ مین سال بھر تک بھی سرشار نہ رہ سکے سیاست عمل کے لوازم ضروریہ مین سے ایک امر صلح پسندی ہے اور صلح پسندی کے یہ معنی ہین کہ مخالفین کی کسی بات کو تسلیم کرلینا اور عمدہ قوانین کو ایسے پیرایہ مین لانا کہ مختلف الرائے اشخاص کو بہت کم ناگوار گذرین اس صفت کی ضرورت آزاد سلطنتون مین خاص کر ہے۔ اور اس نیک عادت کا برتاؤ کہ کچھ تم دو اور کچھ ہمسے لو" پارلیمنٹ کے دونون محکمون یعنی ہوس آف لارڈز

اور ہوس آف کامنس مین ہمیشہ رہتا ہے۔ اسکا فائدہ اب بھی محسوس ہوتا ہے اور جب پارلیمنٹ کی ترکیب مین عوام کو اب سے زیادہ دخل ہو جائیگا اُسوقت اور زیادہ محسوس ہوگا۔

لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ دونون محکمون کی ترکیب ایک سی ہو۔ بلکہ وہ اس غرض سے قائم کیے جائین کہ ایک کی روک دوسرے پر رہے اور جب ایک محکمہ عوام فرض کیا گیا ہے تو دوسرے کی ترکیب خواہ مخواہ ایسی رکھی جائیگی کہ محکمہ عوام پر کچھ روک رہے مگر دوسرے محکمہ کا موثر ہونا بالکل اسپر موقوف ہے کہ پارلیمنٹ سے باہر قوم اُسکی تائید کرے۔ وہ مجلس جسکی بنا قومی طاقت پر نہ قائم ہو اس مجلس کے سامنے ہیچ ہے جو قومی قوت پر مبنی ہے امرا کی مجلس یا کمیٹی وہان صاحب اقتدار ہوتی ہے جہان خود امرا ذی اقتدار ہوتے ہین۔ ایک زمانہ مین ہوس آف لارڈس ہمارے ملک مین سب سے زیادہ قوت رکھتا تھا اور ہوس آف کامنس صرف ایک روکنے والا محکمہ تھا۔ مگر یہ اُسوقت تھا جبکہ پارلیمنٹ کے باہر یعنی ملک مین بیرن یعنی روسا سب سے زیادہ ذی اقتدار تھے۔ مین یاد نہین کر سکتا کہ جہان عوام کا غلبہ ہو وہان ہوس آف لارڈس سے کچھ عملی فائدہ ہوسکتا ہے یا وہ عوام کی حکومت کو معتدل رکھ سکتا ہے۔ جب ایک جانب قوی اور دوسری ضعیف ہو تو جانب قوی کی قوت کے اظہار کا یہ طریقہ نہین ہے کہ دونون کو میدان جنگ مین ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر کے زور آزمائی کی جاوے کیونکہ ایسی حرکت سے جانب ضعیف کو شکست فاش ہو جائیگی۔ فریق ضعیف کی کارروائی سے اگر فائدہ ہوسکتا ہے تو یون ہوسکتا ہے کہ وہ فریق قوی سے علٰحدگی

نہ اختیار کرے اور ہر شخص کو اسپر مجبور نہ کرے کہ اُسکے ساتھ موافقت یا مخالفت ظاہر کرے اور عوام مین شامل ہو جاوے نہ یہ کہ اُنسے مخالفت کرے اور جو لوگ کسی امر پر اُس سے اتفاق کر سکین اُن سب کو اپنی طرف کھینچ لائے اور اپنے تئین دشمن کے پیرایہ مین نہ ظاہر کرے کہ سب کے سب یکبارگی اُسپر ٹوٹ پڑین بلکہ سب کے ساتھ مل جل کر کام کرے اور اپنا رنگ سب پر جما جاے اور اپنے زور کو شامل کر کے جز ضعیف کو قوی بنا دے۔ سلطنت جمہوری کی معدل رکھنے والی جو قوت ہے وہ **ہوس آف کامنس** کے اندر اور اُسکے ذریعہ سے فعل کرتی ہے۔

سابق مین بیان کر چکا ہون کہ ہر ایک گورنمنٹ مین ایک مرکز مقابل یا مد مقابل اِس قوت کا جو سلطنت مین غلبہ رکھتی ہے ہونا ضرور ہے۔ اسکو مین ایک اصل اصول گورنمنٹ کا سمجھتا ہون۔ اگر کوئی قوم جسمین عوام کی قائم مقامی کا اصول جاری ہے اپنے واقعات تاریخی کی وجہ سے ایسے مرکز تقابل کو بصورت دوسرے محکمہ یا **ہوس آف لارڈس** کے رکھنا چاہتی ہے تو یہی وجہ کافی اِس بات کی ہے کہ اُس قوم مین اسی صورت سے دوسرا محکمہ قائم کیا جاے۔ مگر میرے نزدیک یہ صورت سب سے عمدہ نہین ہے اور نہ یہ سب سے عمدہ تدبیر مقصد برآری کی ہے۔ اگر دو محکمے ہون اور اُنمین سے ایک عموماً قوم کا قائم مقام ہو اور دوسرا ایک خاص فرقہ کا قائم مقام ہو یا کسی کا بھی قائم مقام نہو تو میرے نزدیک جس ملک مین حکومت عوام کی ہے اُسمین دوسرے محکمہ کو اتنی بھی لیاقت نہو گی کہ پہلے محکمہ کی غلطیون کو روک سکے صرف عادت اور قدامت کے خیال سے یہ دوسرا محکمہ قائم رکھا جاے تو خیر ورنہ اُس سے پہلے

محکمہ پر کچھ مؤثر روک نہوگی ۔ اگر دوسرا محکمہ اپنی آزاد مرضی کو عمل مین لائے تو اُسی عام فائدہ کی نظر سے اُسکو اپنی مرضی عمل مین لانی پڑیگی جیسا کہ پہلا محکمہ کرتا ہے اور اُسی طرح سے عوام پسند ہونا پڑیگا اور صرف اسپر اکتفا کرنی پڑیگی کہ مجلس واضع قوانین (پارلیمنٹ) کے عام پسند شعبہ (ہوس آف کامنس) کی اتفاقی غلطیون کو صحیح کیا کرے یا رفاہ عام کی تدبیرات مین اسکا مقابلہ کیا کرے ۔

فریق کثیر کے غلبہ پر کسی واقعی روک کا عمل پذیر ہونا اسپر موقوف ہے کہ حکمرانی کرنے والے گروہ کے عوام پسند شعبہ مین قوت برابر تقسیم کیجائے ۔ سابق مین مین اس طریقہ کو بیان کرچکا ہون جس سے میری رائے ناقص مین قوتون کی مساوات محکمہ عوام (ہوس آف کامنس) مین فائدہ کے ساتھ قائم رہ سکتی ہے ۔ یہ بھی مین ثابت کرچکا ہون کہ اگر اُس فریق کو جسکی تعداد ملک مین زیادہ ہے غلبہ کامل اسطور سے بخشا جائے کہ پارلیمنٹ مین بھی اسی تعداد کا فریق کثیر قائم کیا جائے اور ساتھی اسکے قلیل فریقون کو اجازت دیجائے کہ سلطنت جمہوری کے اصول کے موافق جو حق اُنکو حاصل ہے اُس سے بدرجہ مساوی متمتع ہون یعنی پارلیمنٹ مین اُنکے قائم مقامون کی تعداد خود اُنکی تعداد کے موافق ہو تو اس تدبیر سے یہ فائدہ ہے کہ ہوس آف کامنس مین اعلی درجے کے بہت سے عقلا ہمیشہ موجود رہینگے اور وہ اور ممبرون سے علحدہ نہ رہینگے نہ کوئی خاص حق اُنکو دیا جائے جو اورون کو ناگوار گذرے بلکہ اُنکو ایک ذاتی اعتبار اور وقار ایسا حاصل رہیگا جو اُنکی تعدادی قوت سے زیادہ ہوگا اور اُنھین عقلائے سے وہ اخلاقی مرکز تقابل بنجائیگا جسکی ضرورت ہے پس معلوم ہوا کہ ایسی

مقصد کے لیے دوسرے محکمہ کی ضرورت نہین ہے اور نہ اس سے یہ مقصد برآئیگا بلکہ بعض وجوہ سے اُسکے حصول کا مانع ہوگا۔ لیکن اگر اُن وجوہ سے جنکا ذکر سابق مین کیا گیا ہے یہ قرار دے لیا جائے کہ دوسرا محکمہ ضرور ہونا چاہیے تو مناسب ہے کہ یہ محکمہ ایسے ارکان سے مرکب کیا جائے جنپر یہ الزام نہ عائد ہو سکے کہ ایسے فریقی اغراض رکھتے ہین جو فریق کثیر کی اغراض کے مخالف ہین اور جو اس محکمہ کو فریق کثیر کے فریقی اغراض کی مخالفت پر آمادہ کرین اور اُسکو اس قابل بنا دین کہ فریق کثیر کے اغلاط اور عیوب کا اعلان بزور و بشور کیا کرے۔ ظاہر ہے یہ شرائط اس مجلس مین نہین پائے جاتے ہین جسکے ارکان ایسے ہین جیسے ہمارے ہوس آف لارڈس کے ہین۔ جب اعزاز قدیم اور تمول ذاتی کا خوف ہمارے ملک کے عوام کو جاتا رہیگا ہوس آف لارڈس حقیر و ناچیز ہو جائیگا۔

منجملہ اُن سب اصول کے جنکے موافق ایک دانشمند مجلس اُمرا جو عوام کے غلبہ کو معتدل اور مقید رکھے قائم مقام ہو سکتی ہے وہ اصول جسپر روم قدیم کے سنیٹ مبنی تھے سب سے عمدہ معلوم ہوتا ہے سینٹ فی نفسہٖ ایک ایسی دور اندیش اور دانشمند مجلس تھی کہ شاید اس سے بہتر منتظم امور سیاست کوئی کمیٹی نہین گذری ہے۔ جو عیوب اُس مجلس عام مین ہون جو عوام کی قائم مقام ہے وہ خود عوام کے عیوب ہین اور وہ عیوب خاص لیاقت اور خاص واقفیت کا نہونا ہے۔ پس اُن عیوب کا دفعیہ یہ ہے کہ مجلس عام کے ساتھ ایک ایسی مجلس خاص شریک کر دی جائے جسکے ارکان لیاقت خاصہ اور واقفیت مخصوصہ رکھتے ہون اور اگر ایک ہوس (محکمہ) عام خیالات کا مظہر ہو تو دوسرا ہوس اُس لیاقت ذاتی کا

مرکز ہو جسکی آزمائش اور تصدیق واقعی ملکی ضرورت کی انجام دہی سے ہو چکی ہو اور جسکی مضبوطی عملی تجربہ سے ہو گئی ہو۔ اگر ایک قومی محکمہ ہو تو دوسرا ارکان سلطنت اور مدبران ملک کا محکمہ ہو اور ایسی کونسل ہو جسمین سب منتظمان ملک جو بڑے بڑے ملکی خدمات اور عہدون پر مامور رہے ہین شامل ہون۔ ایسی کونسل کی لیاقت صرف اتنی ہی نہوگی کہ محکمہ عوام کو اعتدال کی حالت مین رکھے بلکہ اس سے بہت زیادہ لیاقت ہوگی۔ وہ فقط روکنے والی قوت نہوگی بلکہ چلانے والی قوت بھی ہوگی اُسکے ذریعہ سے عوام کو روکے رہنے کا اختیار اُن اشخاص کو دیا جائیگا جو سب سے زیادہ لائق ہونگے اور جو عوام کو ہر ایک راہ نیک مین آگے بڑھالیجانا چاہینگے۔ وہ کونسل جس سے عوام کی غلطیون کو صحیح کرنے کا کام متعلق کیا جائیگا اس فرقہ کی قائم مقام نہوگی جسکی نسبت یہ یقین کیا گیا ہے کہ عام فائدہ کی مخالف ہے بلکہ اسمین وہ اشخاص ہونگے جو خود عوام کے رہبر ترقی کی راہ مین ہین اس سے بہتر اور مؤثر ترکیا ترکیب اُس کونسل کی ہوگی جسکا کام عوام کو معتدل رکھنا ہے جو مجلس اصلاحات کے میدان مین سب سے پیش قدمی کرے اسپر یہ الزام لگانا غیر ممکن ہوگا کہ یہ صرف ایک بھربھنڈ کرنے والی کمیٹی ہے گو اُسنے کیسی ہی خرابی کو روک دیا ہو۔

فرض کیجیے کہ اگر ایسی جگہ انگلستان مین خالی ہوتی تو اسمین ایسے لوگ بھرتی ہو سکتے جیسے مثلاً وہ سب اشخاص جو اس قانونی کمیشن کے ممبر رہے ہون جسکا ذکر مین سابق مین کر چکا ہون اور جنکا ایک خوش ترکیب سلطنت جمہوری مین ہونا میرے نزدیک پُرضرور ہے۔ وہ سب اشخاص جو چیف جسٹس یا عہدہاے عالیہ کے افسر رہے ہون۔ وہ سب لوگ جو پانچ برس تک

پیونی جج کے عہدے پر رہتے ہون وہ سب اشخاص جو دو برس تک کسی عہدہ وزارت پر رہے ہون۔ مگر یہ لوگ ہوس آف کامنس مین بھی بھرتی ہوسکتے ہین اور اگر اُسکے ممبر منتخب کیے جائین تو اُنکا خطاب امارت یا جو عہدہ وہ سینٹ مین رکھتے ہین ملتوی رکھا جاے۔ میعاد کی شرط اسلیے ضرور ہے کہ لوگ وزرا صرف اس غرض سے نہ مقرر کر دیے جائین کہ انکو سینٹ مین جگہ مل جاے اور دو برس کی میعاد اسواسطے رکھی گئی ہے کہ وہی میعاد جو انکو پنشن کا مستحق کر دیتی ہے سینٹ مین داخل ہونے کا بھی مستحق انکو کردے۔ وہ سب اشخاص جو کمانڈر ان چیف یعنی سپہ سالار اعظم کے عہدہ پر مامور رہے ہون اور وہ سب لوگ جنھون نے فوج بری یا بحری کی کمان کی ہو اور جنکے فتوحات بری یا بحری کا شکریہ پارلیمنٹ نے ادا کیا ہو۔ وہ سب اشخاص جو دس برس تک اول درجے کے عہدہ ہاے سفارت پر رہے ہون۔ وہ سب جو ہندوستان یا برٹش امریکا کے گورنر جنرل رہے ہون اور وہ سب جو دس برس تک ممالک نوآبادی کے گورنر رہے ہون۔ ممبران سول سروس بھی ایسی کونسل کے ممبر کیے جائین اور وہ سب ایسے بھرتی کیے جائین جو دس برس تک انڈر سکرٹری خزانہ یا سکرٹری آف سٹیٹ یا اور ایسی ہی اعلی اور ذمہ داری کے عہدون پر رہے ہون یہ سب تو اہل عمل ہین اور انتظام امور سلطنت مین عملی تجربہ رکھتے ہین اگر انکے ساتھ کچھ اہل علم بھی شریک کر دیے جائین تو بہتر ہے اور غور طلب یہ امر ہے کہ جو لوگ کالجون وغیرہ مین چند سال تک پروفسری کے عہدے پر رہے ہون آیا انکو ایسی کونسل مین شامل کرنا مناسب ہے یا نہین۔ محض علوم عقلیہ اور فن ادب مین کامل ہونا تو ایک نامحدود

اور قابل بحث چنین ہے۔ ایسا کمال احق انتخاب پر دلالت کرتا ہے مگر اور قسم کے کمالات اپنے نفس پر خود دال ہین مثلاً اگر وہ تالیفات جنکے باعث سے شہرت حاصل ہوئی ہے فن سیاست سے کچھ تعلق نہین رکھتے ہین تو وہ مطلوبہ کمالات یا لیاقتون کی دلیل نہین ہو سکتے اور اگر فن سیاست سے تعلق رکھتے ہین تو یہ قباحت متصور ہے کہ جو جو وزرا جسوقت برسر کار ہونگے وہ پارلیمنٹ مین اپنے ہی فریق والون کو داخل کرینگے۔

انگلستان کے حالات ماضیہ پر نظر کرنے سے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اگر موجودہ آئین سیاست مین کوئی ایسا انقلاب عظیم ہو جائے جسکا گمان نہین ہے تو اور بات ہے ورنہ دوسرا محکمہ اس ملک مین اگر قائم ہو سکتا ہے تو اُس بنیاد پر قائم ہو سکتا ہے جسپر ہوس آف لارڈس قائم ہے۔ عملاً دیکھا جائے تو یہ خیال مین نہین آسکتا کہ اس محکمہ کو موقوف کرکے اسکے مقام پر کوئی ایسی کونسل جسکی تعریف مین نے لکھی ہے یا اور کوئی کونسل قائم کیجائے۔ مگر جن فرقون یا قسمون کا ذکر ابھی ہو چکا ہے اُنکو بحیثیت امرائے ذو الخطاب ہوس آف لارڈس مین داخل کرنے مین شاید ویسی دقت عظیم نہوگی جیسی اُسکے موقوف کر دینے مین ہوگی اس تقدیر پر شاید یہ تدبیر آخر الامر کرنی پڑیگی کہ وہ امرا جو موروثی خطابات رکھتے ہین بذریعہ اپنے قائم مقامون کے نہ اپنی ذات خاص سے اس محکمہ مین حاضر ہوا کرین۔ یہی قاعدہ **اسکاٹ لینڈ** اور **آیرلینڈ** کے امرائے ذو الخطاب کے باب مین جاری ہو چکا ہے اور جب آئندہ ایسے امرا کی بہت کثرت ہو جائیگی تو یہی قاعدہ غالباً جاری کرنا پڑیگا۔ اگر ہیر **صاحب** کی تجویز جاری کر دیجائے

تو وہ امراے ذو الخطاب جو قائم مقامی کی حیثیت رکھتے ہین صرف اُسی فریق کے قائم
مقام نہ باقی رہینگے جسکی کثرت امراے ذو الخطاب کے فرقہ مین ہے مثلاً اگر دس دس
امراے ذو الخطاب کا ایک قائم مقام منظور کیا جاے تو اُنکے گروہ کے کوئی دس
آدمی اپنا ایک قائم مقام منتخب کر سکتے ہین اور اُنکو اختیار ہو گا کہ اس مقصد کے لیے
جسطرح چاہین اپنی ٹولیان باندھ لین - انتخاب اس ترکیب سے عمل مین آسکتا ہے
کہ وہ امراے ذو الخطاب جو اپنے فرقہ کی قائم مقامی کے امیدوار ہون اپنے اس
ارادہ کا اعلان کرین اور اپنے نام ایک فہرست مین لکھدین - ایکدن اور مقام معین پر
وہ امرا جو ووٹ دینا چاہتے ہین اصالتاً یا وکالتاً جیسا پارلیمنٹ مین دستور ہے
حاضر ہون اور ووٹ لیے جائین اور ہر ایک امیر ذو الخطاب صرف
ایک شخص کے لیے ووٹ دے اور جس امیدوار کو دس ووٹ تک
ملجائین وہ منتخب شدہ قرار دیا جاے - اگر کسی شخص کو دس سے زیادہ ووٹ
ملین تو سواے دس آدمیون کے اور سب لوگ اپنے ووٹون کو واپس
کرلین یا انمین سے دس آدمیون کا انتخاب بذریعہ قرعہ اندازی کے کیا جاے
ان دس آدمیون کی کمیٹی اُسکو انتخاب کرے اور باقی لوگون نے جو اُسکے انتخاب پر
ووٹ دیا ہے اُنکو اختیار دیا جاے کہ اپنے ووٹون کو کسی اور امیدوار کے لیے
از سر نو دین - یہی کارروائی برابر کیجاے یہانتک کہ ہر ایک امیر ذو الخطاب
جو وہان اصالتاً یا نیابتاً موجود ہو اُسکا ایک قائم مقام مقرر ہو جاے - جب دس سے
کم آدمی باقی رہ جائین تو اگر پانچ تک ہون تب بھی اُنکو اجازت دیجاے کہ باہم
اتفاق کرکے کسی کو اپنا قائم مقام بنالین - اگر پانچ سے کم ہون تو اُنکے ووٹ

بیکار سمجھے جائین یا اُنکو اجازت دیجاے کہ اپنے ووٹ کسی اور شخص کے موافق دین جسکا انتخاب ہو چکا ہو۔ باستثنا ان نفسے چند کے ہر ایک امیر ذوالخطاب جو قائم مقامی کی حیثیت رکھتا ہے اپنے فرقے کے اُن دس آدمیون کا قائم مقام ہوگا جنہون نے اُسکے موافق صرف ووٹ ہی نہین دیا ہے بلکہ بہت سے امیدوارون مین سے اُسکو چھانٹ کر اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ جو امراے ذوالخطاب اپنے فرقہ کے قائم مقام نہ منتخب کیے جائین اُنسے اسکی مکافات یہ کی جاے کہ ہوس آف کامنس مین بھرتی کے قابل سمجھے جائین۔ یہ ایک ایسا انصافی امر ہے جس سے اسکاٹ لینڈ کے امراے ذوالخطاب اور آیرلینڈ کے امراے ذوالخطاب اپنے خاص ملک مین بالفعل محروم رکھے گئے ہین اسطرح یہ ہے کہ سواے اُس فریق کے جسکی کثرت امراے ذوالخطاب کے فرقہ مین ہے اسکاٹ لینڈ اور آیرلینڈ دونون کے امرا ہوس آف لارڈس مین قائم مقامی کے حق سے محروم رکھے گئے ہین۔

جو طریقہ ایسی سلینٹ یعنی کونسل کو مرکب کرنے کا سابق مین بیان کیا گیا وہ صرف فی نفسہ سب سے عمدہ نہین ہے بلکہ اُسکی تائید مین تاریخی نظیر اور نمایان کامیابی بھی موجود ہے۔ مگر صرف ایک ہی عمل پذیر تجویز نہین ہے بلکہ ایک اور طریقہ بھی دوسرے محکمہ کو قائم کرنے کا ممکن ہے۔ وہ یہ ہے کہ دوسرے محکمہ کے ممبرون کو پہلے محکمہ کے ممبر منتخب کیا کرین مگر یہ شرط کر لیجاے کہ آخر الذکر ممبر اپنے زمرہ سے کسی کو دوسرے محکمہ کے لیے نامزد نہ کرین ایسی کونسل کی نسبت جو امریکہ کے سنیٹ کے مانند عوام پسند سے مقرر ہوگی یہ نہ سمجھا جائیگا کہ سلطنت جمہوری کے لوازم کے خلاف ہے

بلکہ غالباً جمہور مین اُسکو بڑا رسوخ حاصل ہو جائیگا - اور اُسکے ممبرون کو نامزد کرنے کا ایسا طریقہ رکھا گیا ہے کہ یہ گمان نہین ہے کہ محکمہ عوام اُسپر رشک حسد کریگا یا اُسکی مخالفت پر آمادہ ہوگا علاوہ اسکے دوسرے محکمہ کی ترکیب بہت عمدہ ہوگی (بشرطیکہ فریق قلیل کی قائم مقامی کا قاعدہ مقرر کردیا جائے) اور اُسمین اعلی لیاقت کے اُس قسم کے لوگ شریک ہونگے جو سوء اتفاق سے یا محض نمایشی اوصاف کے نہونے کی وجہ سے عوام کے ووٹ حاصل کرنے پر آمادہ نہین ہوئے یا اُنکو حاصل نہ کرسکے۔

دوسرے محکمہ کی سب سے عمدہ ترکیب وُہ ہے جسمین سب سے زیادہ تعداد اُن ارکان کی ہو جو فریق کثیر کے فریقی اغراض اور تعصبات سے بری ہون مگر خود اُنمین کوئی ایسی صفت نہو جو عوام کو ناپسند ہو۔ لیکن مین مکرر عرض کرتا ہون کہ کسی قسم کے دوسرے محکمہ پر یہ بھروسا نہین ہوسکتا کہ فریق کثیر کے غلبہ کو معتدل رکھیگا۔ پنچایتی گورنمنٹ کی حیثیت محکمہ عوام کی ترکیب سے قائم ہوتی ہے اور اس مسئلہ کے مقابل مین اور سب مسائل متعلقہ اقسام گورنمنٹ ہیچ اور ناچیز ہین۔ فقط

چودھوان باب

پنچایتی گورنمنٹ کے عاملانہ شعبہ کے بیان مین

اس رسالہ مین اس مسئلہ پر بحث کرنا بے موقع ہے کہ گورنمنٹ کا عاملانہ کام کتنے صیغون یا شعبون پر منقسم ہوسکتا ہے اس مقدمہ مین مختلف گورنمنٹون کو مختلف ضرورتین رہتی ہین۔ اور اس بات کا بہت کم گمان ہے کہ گورنمنٹ کے کامون کی تقسیم مین

بڑی غلطی ہوگی اگر لوگ کام وہان سے شروع کرین جہان سے شروع کرنا چاہیے اور اُن اتفاقات کا پابند اپنے تئین نہ سمجھین جنکی وجہ سے ایسی قدیم گورنمنٹ مین جیسی ہمارے ملک کی ہے سلطنت کے کامون کی تقسیم موجودہ عمل مین آئی ہے۔ اتنا بیان کرنا کافی ہے کہ اہلکارون کی تفریق کام کے اقسام کے موافق کیجاے اور ایسے متعدد صیغے نہ مقرر کیے جائین جنمین سے ایک دوسرے کا محتاج نہو اور جنکو مجموع واحد کے مختلف حصون کی نگرانی کرنی پڑے جیسی کیفیت ہماری فوج کے انتظام کی چند مدت اُدھر تک تھی اور اب بھی کچھ ویسی ہی کیفیت ہے جب وہ مقصد جسکا حاصل کرنا منظور ہے واحد ہو (جیسے مثلاً ایک عمدہ اور کارگزار فوج کا ہونا) تو اُسکے انتظام کے لیے بھی ایک ہی حاکم کو مقرر کرنا چاہیے۔ ایک مقصد کے حصول کے جتنے ذریعے مہیا کیے جائین وہ سب مین حیث المجموع ایک ہی شخص کے اختیار اور ذمہ داری مین رہین کیونکہ اگر وہ ذریعے چند خودسر حکام مین تقسیم کردیے جائینگے تو ہر ایک حاکم اپنے نزدیک اُنکو اغراض سمجھنے لگیگا وسائل نہ سمجھیگا اور سواے اُس شخص کے جو گورنمنٹ کا افسر اعلیٰ ہے اور جو غالباً ہر ایک صیغہ کا تجربہ کامل نہین رکھتا ہے اور کسی کا یہ کام نہین ہے کہ غرض اصلی کا خیال رکھے کسی عام مضمون کی پابندی سے مختلف قسم کے وسائل جمع نہین کیے جاتے نہ اُنمین باہمی مناسبت پیدا کیجاتی ہے اور چونکہ ہر ایک صیغہ اپنی ہی خاص ضرورتون کو پیش کرتا ہے اور صیغون کی ضرورتون کا خیال نہین کرتا لہذا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کام تو خوب چلا جاتا ہے مگر اُس کام کا مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

عام اصول یہ ہے کہ ہر ایک عاملانہ کام کو خواہ وہ اعلیٰ درجہ کا ہو خواہ ادنیٰ قسم کا کسی خاص شخص سے بطور اُسکے فرض معین کے متعلق کر دیا جاہیے تاکہ ساری دنیا پر واضح ہو جاے کہ کون شخص سب کام کرتا ہے اور کس کے قصور سے کوئی کام بگڑ گیا ہے۔ جب کوئی شخص یہ نہین جانتا ہے کہ ذمہ دار کون ہے تو ذمہ داری کوئی چیز ہی نہین رہتی ہے اور جب ذمہ داری واقعی ہو تب بھی تقسیم ہونے سے ضرور ضعیف ہو جاتی ہے۔ ذمہ داری کو اعلیٰ درجہ پر رکھنے کے لیے ضرور ہے کہ ایک ہی شخص ذمہ دار کیا جاے تاکہ اگر کام اچھی طرح سے ہو تو وہی ساری تعریف کا مستحق ہو اور اگر کام بُرے طور سے ہو تو بھی سارا الزام اُسی کے سر رہے تاہم ذمہ داری کو تقسیم کرنے کے دو طریقے ہین ایک طریقے سے تو ذمہ داری ضعیف ہو جاتی ہے اسکی صورت یہ ہے کہ ایک ہی کام مین ایک سے زیادہ اہلکارون کے اتفاق راے کی ضرورت ہو جب متعدد اشخاص سے ذمہ داری متعلق کیجاے تو اُنمین سے ہر ایک فی الواقع ذمہ دار رہتا ہے اور اگر کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو اُنمین سے کوئی یہ نہین کہہ سکتا ہے کہ مین نے یہ غلطی نہین کی ہے کیونکہ وہ اس غلطی مین ویسا ہی شریک ہے جیسا کوئی آدمی کسی جرم مین شریک ہو اگر کوئی قانونی جرم اُنسے سرزد ہو تو اُن سب کو قانونی سزا مل سکتی ہے اور یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو سزا اُنکو دیجاے اُس سزا سے کم ہو جو صرف ایک ہی فرد واحد آدمی کو دیجاتی مگر رائے کی سزا اور جزا دونون کی یہ کیفیت نہین ہے۔ یہ سزا اور جزا تقسیم ہونے سے ہمیشہ کم ہو جاتی ہے۔ جب کوئی محدود قانونی جرم نہ صادر ہوا ہو اور نہ رشوت ستانی یا بدنظمی کا گمان ہو بلکہ صرف خطا یا سہو کے قبیل سے کوئی فعل ہو گیا ہو تو ہر ایک شریک اپنے نفس کے

اور دنیا سے یہ عذر کر سکتا ہے کہ میرے ساتھ اور لوگ بھی تو اسمین شریک ہین کوئی چیز
ایسا تنک کہ امانت مین خیانت کرنی بھی ایسی چیز نہین ہے جس سے لوگ اپنے تئین
محض بگیناہ ٹھہرائین اگر وہ اشخاص جنکا فرض اُس فعل کو روکنا یا اُسکی شکایت
کرنا ہے نہ اُسکو روکین اور نہ اُسکی شکایت کرین اور اگر وہ اُسکو باضابطہ طور سے
منظور کرلین تو اور زیادہ غضب ہے۔

اِس صورت مین اگرچہ ذمہ داری کمزور ہو جاتی ہے مگر بالکل فنا تو نہین
ہو جاتی کیونکہ ہر ایک شریک اپنی حیثیت شخصی سے اس فعل مین شریک رہا ہے
اور اُسکو منظور کرچکا ہے۔ خرابی اُسوقت زیادہ ہوتی ہے جب خود وہ فعل صرف ایک
فریق کثیر کا فعل ہو مثلاً کوئی بورڈ کسی بات پر دروازہ بند کرکے بحث کرے اور کسی
شخص کو یہ معلوم ہو کہ آیا فلان ممبر نے فلان فعل کے موافق یا مخالف ووٹ دیا ہے
اس صورت مین ذمہ داری فقط برائے نام ہے بنتھام صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے
کہ بورڈ مانند پردون کے ہین اور بورڈ جو کام کرے وہ کسی کا کام نہین ہے اور
اُسکا محاسبہ کسی سے نہین لیا جاتا اور اگر بدنامی بھی ہوتی ہے تو من حیث المجموع
سارے بورڈ کی ہوتی ہے اُسکے ممبر فرداً فرداً اُسکو اپنی بدنامی صرف اُسی قدر
سمجھتے ہین جسقدر اپنے ساتھیون کی بدنامی کو اپنی بدنامی جانتے ہین یہ خیال
اُسوقت بہت قوی ہوتا ہے جبکہ بورڈ ایک مستقل حیثیت رکھتا ہو اور جبکہ اُسکا
ہر ایک ممبر اُسکی بھلائی برائی مین اپنے تئین شریک سمجھے مگر فی زمانناسرکاری
محدون مین تغیر و تبدل ایسا متواتر ہوا کرتا ہے کہ اتنی مہلت ہی نہین ملتی ہے
کہ ایسا خیال پیدا ہو سکے اور اگر یہ خیال ہے تو ماتحتون مین جو گمنام ہونے ہین

لہذا بورڈ عاملانہ کام کے لائق نہین ہین اور انسے عاملانہ کام لینا صرف اُس صورت مین جائز ہے جبکہ ایک ہی وزیر کو پورا اختیار دے دنیا اور سارا کام اسی کی رائے پر چھوڑ دینا دیگر وجوہ سے اِس سے بھی بدتر ہو کہ وہ کام بورڈ کے سپرد کیا جاے۔

برخلاف اسکے یہ بھی تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ مشیرانِ سلطنت کے زیادہ ہونے مین سراسر حکمت اور مصلحت ہے۔ جب آدمی صرف اپنی ذاتی واقفیت پر عمل کرتا ہے یا ایک آدھ مشیر سے بھی مشورہ لیتا ہے تو اُسکی رائے اُسکے ذاتی معاملات مین بھی بکمتر صحیح نکلتی ہے چہ جائیکہ معاملات سلطنت مین۔ اس اصول اور دوسرے اصول مین کچھ منافات نہین ہے۔ یہ امر آسان ہے کہ ایک شخص کو اختیار کامل اور پوری ذمہ داری دے دیجاے اور عند الضرورت اُسکے لیے مشیر مقرر کر دیے جائین اور ہر ایک مشیر جو رائے دے اُسکا ذمہ دار رہے۔

عموماً عاملانہ گورنمنٹ کے ہر ایک صیغہ کا افسر اعلی جو شخص ہوتا ہے وہ محض سیاست دان ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اچھا سیاست دان اور لائق آدمی ہو اور اگر ایسا نہو تو گورنمنٹ خراب ہوتی ہے۔ مگر اُسکی عام لیاقت اور ملک کی عام اغراض سے جو واقفیت اُسکو ہونی چاہیے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ اُسکے ساتھ ہی وہ کافی اور خاص علم اُس صیغہ کا بھی رکھتا ہو جسکا افسر اعلی وہ مقرر کیا گیا ہے۔ لہذا ضرور ہے کہ وہ اشخاص اُسکے مشیر قرار دیے جائین جو اُس صیغہ کے حالات سے خاص واقفیت رکھتے ہون۔ جب اور تجربہ اور لیاقت علمی کافی ہو اور جب وہ صفتین جو مشیر خاص مین ہونی چاہیین ایک ہی چیدہ آدمی مین جمع ہون جیسے مثلاً مشیر قانونی ہے تو اُس صورت مین ایک ہی ایسا شخص عام مقاصد کے لیے

اور چند کلارک اسلیے کہ اُنکو جزئیات سے واقف کرتے رہین کافی ہین - مگر اکثر یہ
کافی نہین ہوتا ہے کہ وزیر صرف ایک لائق آدمی سے مشورہ کرلیا کرے اور جب
خود کسی مضمون سے واقف نہو تو اُس شخص کی رائے پر باقاعدہ عمل کرے - اسکو یہ ضرورت
ہوتی ہے کہ کبھی کبھی نہین بلکہ اکثر اوقات مختلف رایون کو سُن لیا کرے اور خیر خواہان
صلاح کارون کی ایک کمیٹی مین بحث کرکے ہر امر سے واقفیت حاصل کرے -
مثلاً اسکی ضرورت فوجی اور جہازی معاملات مین بہت ہوتی ہے - لہٰذا ضرور ہے
کہ فوج بری اور فوج بحری کے منتظم وزیرون کے اور اور وزرا کے سلیے بھی
ایک کونسل مقرر کیجاے جسکے ممبر لائق اور تجربہ کار اور واقفکار ہون اور یہ ممبران
کونسل مستقل طور سے مقرر کیے جائین اور ہر ایک تبدیل شدہ وزارت مین عمدہ سے
عمدہ آدمی اس مقصد کے سلیے مل سکین مستقل مقرر ہونے سے میری مراد یہ ہے
کہ اُنسے یہ توقع نہ کی جاے کہ منتظمان فوج بحری کی طرح وہ بھی اُن وزرا کے ساتھ
استعفا دے دینگے جنھون نے اُنکو مقرر کیا ہے - مگر یہ قاعدہ عمدہ ہے کہ جو لوگ
بڑے بڑے عہدون تک بذریعہ انتخاب پہونچ گئے ہون معمولی ترقی کے ذریعے
سے نہ پہونچے ہون وہ لنپے عہدون پر ایک مدت معینہ تک رہنے پائین الا اُس
صورت مین کہ اُنکا تقرر از سرنو عمل مین آئے - اس قاعدہ سے یہ فائدہ ہے
کہ عہدے فریبی کارروائی سے کمتر ہاتھ آتے ہین اور جن نالائقون کو رکھنا
فضول ہے وہ نکالدیے جاتے ہین اور اُنکا نکلنا کسی کو ناگوار بھی نہین ہوتا اور اُنکی
جگہہ پر بڑے بڑے لائق اور نوجوان آدمی مقرر ہوتے ہین اور اگر یہ انتظار
کیا جاے کہ جب کوئی مرجاے یا استعفا دے تب وہ اُسکے خالی عہدہ پر مقرر

سکیے جائین تو اُن بیچارون کے تقرر کی نوبت شاید کبھی نہ آئیگی۔

یہ کونسلین صرف مشورہ دیا کرین اور فیصلۂ آخری خود وزیر کی رائے پر موقوف رہے اور کسی کی رائے کو ائین دخل نہو۔ مگر یہ کونسلین لاشی محض بھی نہ ہون جائین نہ وہ خود اپنے تئین ایسا سمجھین کہ جب وزیر کا جی چاہے ہمکو لاشی محض کرسکتا ہے جو وزیر زبردست اور خودسر ہو اُسکے مشیر ایسے شرائط کے ساتھ مقرر کیے جائین کہ مشیرون کو اپنی رائے کے اظہار سے باز رہنا غیر ممکن ہو اور وزیر کو اُنکی رائے کا نہ سننا اور اُنکی سفارشون پر غور کرنا عام اس بات سے کہ اُنکو قبول و منظور کرے یا نہ کرے ناممکن ہو اور اگر وزیر یا اُسکے مشیر ایسا کرین تو دونون کو اپنی بدنامی کا خوف ہو۔ جو تعلق افسر اعلی مین اور اس قسم کے مشیرون مین ہونا چاہیے وہ ہندستان کے گورنر جنرل اور گورنرون کی کونسلون کی ترکیب سے خوب ظاہر ہے۔ ان کونسلون کے ممبر وہ اشخاص ہوتے ہین جو ہندوستان کے معاملات سے ایک خاص واقفیت رکھتے ہین مگر خود گورنر جنرل اور گورنر ایسی واقفیت نہین رکھتے ہین اور ایسی واقفکاری اُنکے لیے لازمی قرار دینا مناسب نہین ہے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر ایک ممبر کونسل سے یہ توقع ہوتی ہے کہ ایک رائے دیگا اور وہ رائے اکثر موافق ہی ہوتی ہے لیکن اگر اختلاف رائے ہو تو ہر ایک ممبر کو اختیار رہے کہ اپنی رائے کے وجوہ علیحدہ تحریر کرے اور علیحدرآمد مین بھی ہمیشہ یہی ہوتا ہے اور گورنر جنرل یا گورنر بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ معمولی صورتون مین فیصلہ کثرت رائے پر ہوتا ہے لہذا کونسل کی قرار واقعی شرکت گورنمنٹ مین رہتی ہے لیکن گورنر جنرل یا گورنر کو اختیار ہے کہ اگر مناسب سمجھے تو ممبران کونسل کی متفق رائے کو

منسوخ کرکے اُس منسوخی کی وجوہ تحریر کرے۔ نتیجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کا افسر اعلیٰ گورنمنٹ کے ہر ایک فعل کا ذمہ دار بذات خود اور کامل طور سے ہے اور ممبران کونسل صرف مشورہ دینے کے ذمہ دار ہین۔ مگر وہ کاغذات ہمیشہ پیش ہو سکتے ہین اور جب پارلیمنٹ یا عام رائے طلب کرتی ہے اُسی وقت پیش کر دیے جاتے ہین جنسے ہمیشہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر ایک ممبر نے کیا مشورہ دیا ہے اور اپنی رائے کے کیا وجوہ بیان کیے ہین اور اپنے منصب عالی کا خیال کرکے اور اسوجہ سے بھی کہ گورنمنٹ کی جملہ کارروائیون مین ظاہرا شریک رہتے ہین ممبران کونسل گورنمنٹ کا کام ایسا دل لگا کے کرتے ہین اور اُسکے ہر ایک جزو پر ایسا سمجھ بوجھ کر رائے قائم اور ظاہر کرتے ہین کہ گویا گورنمنٹ کی کل ذمہ داری اُنھین سے متعلق ہے۔

اعلیٰ عہدہ کے انتظامی کام کو انجام دینے کا یہ طریقہ ایک ایسی عمدہ مثال وسائل اور اغراض کی مناسبت باہمی کی ہے کہ اس سے بہتر کوئی مثال اُس پولیٹیکل تاریخ مین نہین پائی جاتی ہے جسمین اسوقت تک ایسی صنعتین اور اختراعات کثرت سے نہین نظر آتے ہین۔ یہ ایک نعمت منجملہ اُن نعمتون کے ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی بدولت فن سیاست کو نصیب ہوئی ہین اور اسی قسم کی اور عاقلانہ تدبیرون کی طرح جنسے ہندوستان مین انگلستان کی حکومت قائم رہی ہے اور جنسے اُس ملک پر ایسی خوبی اور خوش اسلوبی سے حکومت ہو رہی ہے جو وہان کے حالات اور اسباب پر نظر کرکے فی الواقع حیرت انگیز ہے غالباً یہ تدبیر بھی اُس آگ مین جلکر خاک ہو جائیگی جو گورنمنٹ ہند کے روایات اور دستورات مین لگنے والی ہے کیونکہ ہندوستان کے انتظامات انگلستان کے جہلا اور مغرور ارباب سیاست کی رائے پر چھوڑ دیے گئے ہین

چنانچہ بالفعل غل مچا ہوا ہے کہ یہ کونسلیں موقوف کردی جائیں کہ گورنمنٹ کے پہیوں پر یہ ایک فضول روک ہے اور انمیں بیکار اتنا روپیہ صرف ہوتا ہے اور مدت سے یہ بھی غل مچا ہوا ہے اور بڑے آدمی اسکی تائید کر رہے ہیں کہ وہ سول سروس موقوف کردیجاے جسکے ممبران کونسلوں کے ارکان ہیں اور جسکے وجود پر انکی فائدہ مندی موقوف ہے۔

سلطنت جمہوری میں عمدہ گورنمنٹ کا ایک اصل اصول یہ بھی ہے کہ عمال اور نظام عام ووٹ کے ذریعہ سے نہ مقرر کیے جائیں یعنی نہ خود رعایا کے ووٹوں سے اور نہ انکے قائم مقاموں کے ووٹوں سے گورنمنٹ کا سارا کام ہنرمندی پر موقوف ہے اور اس کام کو کرنے کی لیاقتیں اس قسم خاص کی ہیں جنکا اندازہ صرف وہی اشخاص کر سکتے ہیں جنمیں خود وہ لیاقتیں پائی جاتی ہیں یا جو انکا کچھ عملی تجربہ رکھتے ہیں۔ سرکاری عہدوں کیلیے سب سے لائق آدمیوں کو تلاش کرنا بڑا مشقت طلب کام ہے اور اس کام کیلیے بڑی نازک خیالی اور ایمان داری درکار ہے۔ اور اس سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ سب سے اچھا امیدوار جو ہو وہ منتخب کر لیا جاے بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ بہتر سے بہتر آدمی تلاش کیا جاے اور جو جو لائق اشخاص ملتے جائیں انکا خیال رکھا جاے تاکہ جب انکی ضرورت ہو فوراً مل سکیں۔ مگر کوئی سرکاری کام ایسا نہیں ہے جو عموماً ایسے خراب طریقہ سے انجام دیا جاتا ہے اور نہ کوئی سرکاری کام ایسا ہے جسمیں جہانتک ممکن ہو ذاتی ذمہ داری لازم گردانی جاے اور سب صیغوں کے افسران اعلی پر یہ کام ایک خاص فرض منصبی قرار دیا جاے اور وہ

افسرانِ ماتحت جو کسی عام امتحان مقابلہ کے ذریعہ سے نہین مقرر کیے جاتے ہین اس وزیر کی صریح ذمہ واری سے مقرر کیے جائین جسکی ماتحتی مین وہ کام کرتے ہین وزیر اعظم کے سوا اور سب وزرا کو وزیر اعظم خواہ مخواہ منتخب کریگا اور وزیر اعظم کو اگرچہ پارلیمنٹ نامزد کرتی ہے مگر شاہی گورنمنٹ مین اسکا باضابطہ تقرر بادشاہ وقت کیجانب سے عمل مین آنا چاہیے۔ جو عہدہ دار اپنے ماتحتون کو مقرر کرے صرف اُسی کو یہ اختیار دیا جاے کہ جو ماتحت برطرفی کا مستوجب ہو اُسکو برطرف کرے اور اکثر ماتحتون کو برطرف نہ کرنا چاہیے الا بد اعمالی کی علت مین۔ کیونکہ یہ امید کرنا فضول ہے کہ وہ گروہ جس سے کل کاروبار سلطنت کی جزئیات کا انصرام متعلق ہے اور جسکی لیاقتون کی ضرورت خاص و عام کو وزیر کی لیاقتون سے زیادہ ہے اپنے پیشہ مین مصروف ہوگا اور وہ علم و ہنر حاصل کریگا جسپر خود وزیر کو اکثر پورا بھروسا کرنا پڑتا ہے اگر وزیر کے امکان مین یہ بات ہو کہ اپنی طبیعت کو خوش کرنے کے لیے یا اپنا پولٹیکل وقار بڑھانے کے لیے اپنے جس ماتحت کو جسوقت چاہے بے قصور موقوف کرکے دوسرے شخص کو اُسکے مقام پر مقرر کردے۔

ایک سوال یہ بھی ہے کہ آیا سلطنت جمہوری مین عاملانہ شعبہ کے افسر اعلیٰ یعنی وزیر اعظم کو اُس اصول سے مستثنیٰ کرنا چاہیے جسکے بموجب افسران انتظامی کو انتخاب عام کے ذریعے سے مقرر کرنا معیوب اور ممنوع ہے؟ آیا یہ قاعدہ جو امریکا مین جاری ہے اچھا ہے کہ چار چار برس کے بعد پریسیڈنٹ کو اُس ملک کے کل باشندے منتخب کرتے ہین؟ یہ سوال وقت سے خالی نہین ہے۔ امریکا جیسے ملک مین اس قاعدہ سے بیشک کچھ فائدہ ہے کیونکہ وہان کچھ اندیشہ

اِس بات کا نہین ہے کہ وزیر اعظم آئین سیاست کی رو سے مجلس قانونی سے بے نیاز کردیا جائے اور گورنمنٹ کے دونون شعبے یعنی قانون ساز اور انتظامی دراصل اور اپنی اپنی ذمہ داری کے لحاظ سے عوام کی مرضی پر موقوف رہین اور پھر ایک شعبہ دوسرے پر ایک مؤثر روک ہے۔ یہ تدبیر اسلیے کی گئی ہے کہ اختیارات حکومت کا انبار کا انبار ایک ہی گروہ کے ہاتھ مین نہ آجائے اور یہ ایک خاص صفت اُس طرز سلطنت کی ہے جو ممالک متحدہ امریکا مین جاری ہے۔ مگر اس صورت مین جتنا فائدہ سمجھا گیا ہے اُتنا نفس الامر مین نہین ہے۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ سلطنت جمہوری مین حاکم اعلی کو قائم مقام ان قوم کی کمیٹی صریحاً مقرر کرے جسطرح سلطنت شخصی باقاعدہ مین اُسکو وہی کمیٹی ضمناً مقرر کرتی ہے۔ اول تو جو شخص اسطور سے پریسیڈنٹ مقرر کیا جائے وہ یقیناً زیادہ تر لائق آدمی ہوگا اور جس فریق کی کثرت پارلیمنٹ مین ہے اکثر اوقات وہ اپنے ہی پیشوا کو وزیر اعظم مقرر کریگا اور جو شخص ارباب سیاست مین سب سے اعلی و افضل ہوتا ہے اکثر وہی پیشوا ہوتا ہے۔ لیکن برخلاف اسکے جب سے بانیان سلطنت جمہوری ممالک متحدہ امریکا کا آخری یادگار نظرون سے غائب ہوگیا اُسوقت سے ممالک مذکورہ کا پریسیڈنٹ یا تو کوئی گمنام آدمی ہوتا ہے یا وہ شخص ہوتا ہے جسنے اگر شہرت حاصل کی ہے تو اور فنون مین حاصل کی ہے فن سیاست مین نہین حاصل کی ہے۔ اور یہ کیفیت اتفاقیہ نہین ہے بلکہ اُس ملک کی حالت کا مقتضی طبیعی یہی ہے جب کوئی انتخاب عام سارے ملک پر حاوی ہو تو امیدواران انتخاب مین کسی فریق کے نامی و گرامی آدمی کمتر میسر آتے ہین۔ کیونکہ سب سے مشہور آدمی لوگون کو اپنا دشمن بنا دیتے ہین یا کوئی ایسا فعل کرتے ہین یا کوئی ایسی رائے ظاہر

کرتے ہین جو کسی مقام خاص کے باشندون کو یا قوم کے کسی بڑے حصہ کو ناگوار ہوتی ہے اور جسکا نہایت مضر اثر ووٹون کی تعداد پر ہوتا ہے۔ لکن جس شخص کے حالات شخصیہ کوئی بھی نہین جانتا ہان صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ کسی فریق کا کلمہ گو ہے اُس فریق کے لوگ ملکر اسکے موافق اپنے ووٹ دیتے ہین۔ ممالک متحدہ کے پریسیڈنٹ کے انتخاب مین دوسری بڑی خرابی یہ ہے کہ دو انتخابون کے مابین کوئی سکون کا زمانہ نہین ہے۔ یعنی جب گورنمنٹ کے افسر اعلی کا تقرر چار برس کے بعد عوام کے ووٹ سے ہوتا ہے تو یہ ساری چار برس کی مدت دوادوش مین گذر جاتی ہے اور خود پریسیڈنٹ اور وزرا اور پولٹیکل فریقون کے پیشوا اور اُنکے پیرو یہ سب کے سب انتخاب جدید کے لیے دوڑ دھوپ کرتے رہتے ہین اور ساری قوم کی توجہ صرف جزئیات پر رہتی ہے اور ہر ایک پولٹیکل مسئلہ کی روداد پر کمتر بحث اور فیصلہ کیا جاتا ہے بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ پریسیڈنٹ کے انتخاب سے اُسکو کیا تعلق ہے اگر کوئی ایسا قاعدہ ایجاد کیا جاتا جس سے فریقی جنبہ داری جملہ معاملات سلطنت کی کارروائی کا اصل اصول ہو جاتا اور جس سے لوگون کو اس بات کا شوق پیدا ہوتا کہ ہر ایک مسئلہ کو نہ صرف ایک فریقی مسئلہ بنا دیتے بلکہ نئے نئے مسائل اس غرض سے بنا لیتے کہ انکی بنا پر پولٹیکل فریق قائم کیے جائین تو جو طریقہ امریکا مین جاری ہے اُس سے بہتر کوئی ذریعہ اس مقصد کے حصول کا پیدا کرنا مشکل ہوتا۔

یہ تو مین نہین کہتا کہ جملہ اوقات اور کل مقامات پر یہی مناسب ہے کہ گورنمنٹ کے عاملانہ شعبہ کا افسر اعلی کمیٹی قائم مقامان قوم (پارلیمنٹ) کے ووٹون کا ایسا محتاج ہو جیسا انگلستان کا وزیر اعظم ہے اور اس سے کوئی دقت یا خرابی نہین

لازم آتی ہے۔ اگر اس خرابی سے بچنا اولی و انسب خیال کیا جاوے تو اگرچہ وزیر اعظم کو پارلیمنٹ نے مقرر کیا ہو تاہم ممکن ہے کہ ایک مدت معینہ تک وہ اپنے عہدہ پر پارلیمنٹ کے ووٹ کے بغیر قائم رہے اور یہی قاعدہ امریکا مین جاری ہے صرف فرق اتنا ہے کہ وہان انتخاب عام سے خرابیان پیدا ہوتی ہین۔ ایک اور طریقہ بھی ایسا ہے جس سے گورنمنٹ کے افسر اعلی کو مجلس قانونی (پارلیمنٹ) سے اسقدر بے نیازی حاصل ہوکتی ہے جو آزاد گورنمنٹ کے لوازم ضروریہ کے خلاف نہو۔ انگلینڈ کے وزیر اعظم کو عملاً یہ اختیار حاصل ہے کہ پارلیمنٹ کو شکست کرکے قوم سے رجوع کرے۔ اگر یہی اختیار امریکا کے پریسیڈنٹ کو دے دیا جاوے تو اسکو پارلیمنٹ کے ووٹ پر غیر واجب بھروسا کبھی نہ کرنا پڑے۔ یعنی اگر بعوض اسکے کہ مخالف ووٹ کے ذریعہ سے وہ اپنے عہدہ سے معزول ہو جاتا ہے اسکو درصورت مخالف ووٹ کی دو شقون مین سے ایک شق اختیار کرنی پڑے۔ یا تو وزارت سے استعفا دے یا پارلیمنٹ کو شکست کرے تو پارلیمنٹ کے ووٹ کا اتنا محتاج نہ رہے اور پارلیمنٹ کو شکست کرنے کا اختیار لیا ہے جو میرے نزدیک وزیر اعظم کو اس قاعدہ سے بھی حاصل رہنا چاہیے جس سے وہ خود اپنے عہدہ پر مدت معینہ تک رہتا ہے۔ لازم یہ ہے کہ اس امر کا امکان بھی نہ باقی رہے کہ پریسیڈنٹ اور مجلس قانونی مین کوئی جھگڑا ہو اور چند سال تک نہین ہے کسی کو کوئی قانونی ذریعہ اپنے حریف کو نکالدینے کا نہ ملے اور اس جھگڑے سے کاروبار سلطنت مین ابتری اور خرابی واقع ہو۔ اس چند سال کی مدت کا گذر جانا بے اسکے کہ طرفین ایک دوسرے پر یا دونون یکبارگی حملہ کرین اسپر موقوف ہے کہ آزادی کی محبت کے

ساتھ نفس کُشی کی عادت جمع ہو اور یہ صفتین اسوقت تک تو بہت کم قومون مین پائی گئی ہین - اور اگرچہ یہانتک نوبت پہونچے تو بھی یہ امید کرنا کہ یہ دونون حاکم ایک دوسرے کی کارروائی کو باطل اور بیکار نہ کردینگے گویا یہ سمجھ لینا ہے کہ اس ملک کے ارباب سیاست مین باہم عفو و درگذر اور صلح پسندی کی خصلت ہمیشہ باقی رہیگی اور نہایت شدید فریقی جھگڑون سے بھی اسمین خلل نہ پڑیگا ممکن ہے کہ ایسی خصلت موجود ہو مگر جہان یہ موجود ہے وہان بھی اسپر زیادہ زور ڈالنا خلاف عقل ہے -

اور وجوہ سے بھی مناسب ہے کہ کسی ذی اختیار حاکم کو ہر وقت یہ اختیار رہے کہ پُرانی پارلیمنٹ کو شکست کرکے نئی پارلیمنٹ قائم کرے - جب یہ امر مشکوک ہو کہ دو مخالف فریقون مین سے کس فریق کی طرف لوگون کی زیادہ کثرت ہے تو ضرور ہے کہ کوئی باقاعدہ ذریعہ اس امر کو فوراً جانچکر تصفیہ کرنے کا موجود رہے - جب تک یہ امر منقح نہو جاوے اُسوقت تک یہ گمان نہین ہے کہ اور کسی پولٹیکل مضمون پر توجہ کیجائیگی اور یہ بے اعتنائی کا زمانہ قانونی اور انتظامی اصلاح کے لیے گویا طوائف الملوکی اور بدنظمی کا زمانہ ہے کہ فریقین مین سے کوئی فریق بھی اپنی طاقت پر اتنا بھروسا نہین رکھتا ہے کہ اُن امور کی کوشش کرے جنمین اُن لوگون کی مخالفت کا اندیشہ ہو جو اُس جھگڑے مین ہو رہا ہے صریحاً یا ضمناً کچھ دخل رکھتے ہین -

مین نے اُس صورت کو نہین بیان کیا ہے جسمین اُن اختیارات وسیع کے باعث جو حاکم اعلیٰ یعنی وزیر اعظم کو دیے گئے ہین اور اسوجہ سے بھی کہ عوام الناس

آزاد آئین ریاست سے بخوبی مانوس نہین ہین اس امر کا احتمال ہوتا ہے کہ حاکم مذکور سلطنت کو منقلب کر کے اختیارات شاہی کو غصب کریگا۔ جب یہ خوف ہو تو ایسا کوئی حاکم اعلیٰ نہ منظور کیا جاے جسکو پارلیمنٹ ایک ہی ووٹ کے ذریعے معزول کر کے خانہ نشین نہ بنا سکے۔ جہان یہ کیفیت ہو جس سے کسی کو اُس خیانت مجرمانہ جسارت پیدا ہو جو سب سے زیادہ بے حیائی اور شرارت پر دلالت کرتی ہے وہان پارلیمنٹ کی مداخلت تاسہ بھی ملک کی حفاظت کے لیے کافی نہین ہے۔

تمام عہدہ داران گورنمنٹ مین سے حکام جوڈیشل وہ لوگ ہین جنکے تقرر مین عوام کے ووٹ کو دخل دینا نہایت مضر ہے۔ جب کسی قسم کے عہدہ داران گورنمنٹ ایسے نہین ہین جنکے خاص پیشہ کی لیاقتون کا اندازہ کرنے کی لیاقت عوام اُس سے کمتر رکھتے ہین جتنے حکام جوڈیشل کی قابلیت کا اندازہ کرنے کی لیاقت رکھتے ہین تو ایسے عہدہ داران گورنمنٹ بھی نہین ہین جنکو جنبہ داری سے بالکل بَری ہونا اور اہل سیاست یا اُنکے فریقون سے کوئی تعلق مطلقاً نہ رکھنا ایسا لازم ہو جیسا جوڈیشل حکام کو ہے۔ بعض محققین کی (جنہین سے ایک بنتھام صاحب ہین) یہ رائے ہے کہ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ججون کا تقرر بذریعہ عوام کے ووٹ کے عمل مین لایا جاے تاہم جن اضلاع کے وہ جج ہین اُنکے باشندون کو یہ اختیار دینا چاہیے کہ کافی تجربہ کے بعد اُنکو برخاست کرین۔ اسکا انکار نہین ہو سکتا ہے کہ کسی سرکاری عہدہ دار کا جسکے سپرد بڑے بڑے امور کیے گئے ہین قابل برطرفی نہونا فی نفسہ ایک خراب بات ہے اور ہرگز مناسب نہین ہے کہ ایک خراب یا نالائق جج کو دفع کرنے کا کوئی ذریعہ نہو الا اُس بداعمالی کی علت مین جسکی جوابدہی اُسکو عدالت فوجداری مین

کرنی پڑتی ہے اور وہ عہدہ دار جسپر عدالت کا بہت سا کام موقوف ہے اپنے دل مین یہ سمجھے کہ سواے عام راے اور اپنے ایمان کے اور کسی کا ذمہ دار اور جوابدہ نہین ہے مگر بحث طلب یہ امر ہے کہ جب جج کی خاص حالت کا لحاظ کیا جاے اور یہ فرض کر لیا جاے کہ جہانتک ممکن تھا کمال احتیاط اس بات مین کی گئی ہے کہ اُسکا تقرر ایمانداری سے عمل مین آئے تو آیا جج کا چال چلن اسوجہ سے کمتر خراب نہین ہو جاتا ہے کہ سوا اپنے نفس اور عام راے کے اور کسی کا مؤاخذہ دار نہین ہے بہ نسبت اسکے کہ وہ گورنمنٹ یا عام ووٹ کا ذمہ دار کیا جاے ۔مدت کے تجربہ سے اس امر کا فیصلہ جہانتک گورنمنٹ کا ذمہ دار ہونا متعلق ہے بصیغۂ اثبات ہوا ہے اور یہی قول بمقابلہ اس صورت مین بھی صادق آتا ہے کہ جب انتخاب کنندون کے ووٹون کے ذریعے سے ذمہ داری نافذ کرائی جاے سلیم الطبع اور منصف مزاج ہونا جج کی خاص صفتین ہین مگر انتخاب کنندون کے اوصاف مین یہ صفتین نہین شمار کی گئی ہین۔ امور سلطنت مین عوام کے ووٹون کی مداخلت آزادی کو لازم ہے گر اس مداخلت کے لیے یہ صفتین نہین درکار ہین عدل وہ صفت ہے جسکی ضرورت سب دنیاوی امور مین ہے اور انتخاب کنندون مین بھی یہ صفت ہونی ضرور ہے مگر کسی انتخاب عام کا فیصلہ عدل پر نہین موقوف ہے۔

پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کرنے کے لیے عدل و انصاف کی ایسی کم ضرورت ہے جیسی اور کسی دنیاوی معاملہ مین ہو سکتی ہے۔ انتخاب کنندون کو کوئی ایسی چیز نہین دینی پڑتی ہے جسکا کوئی امیدوار انتخاب حق رکھتا ہے نہ اُنکو امیدواران انتخاب کی عام لیاقت کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اُنمین سے کس شخص پر وہ ذاتی اعتبار رکھتے ہین یا کون شخص اُنکے پولیٹکل اعتقادات کو

نہایت عمدہ طور سے ظاہر کر سکتا ہے جج کو فرض ہے کہ اپنے پولٹیکل دوست یا
اور کسی آشنا سے بعینہ وہی برتاو کرے جیسا اور لوگون سے کرتا ہے لیکن اگر کوئی
انتخاب کنندہ ایسا کرے تو اُسکی حماقت ہے اور اُسنے اپنے فرض کے خلاف کیا۔
اس مقدمہ مین یہ کوئی دلیل نہین ہو سکتی ہے کہ عام رائے کا اخلاقی اثر ججون پر
اور اور عہدہ دارون پر مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ جب جج جوڈیشل کے عہدہ کے لائق
ہوتا ہے تو اُسکی کارروائیون پر جس چیز کا فی الواقع مفید اثر ہوتا ہے وہ عموماً
قوم کی رائے نہین ہے بلکہ اُن لوگون کی رائے ہے جو اُسکے افعال اور
اوصاف کا واجبی اندازہ کر سکتے ہین اور وہ لوگ اُسکی عدالت کے بارسٹر
وغیرہ ہین اس سے کوئی صاحب میرا مطلب یہ نہ سمجھین کہ عدالت کے انتظام مین
خاص و عام کا شریک ہونا کچھ ضرور نہین ہے۔ اُنکی شرکت اس کام مین بھی ضرور ہے
مگر کیونکر اور کس طریقہ سے؟ اس طریقے سے کہ جوڈیشل کے کام کے ایک جز کو بحیثیت
اہل جوری کے کیا کرین۔ یہ منجملہ اُن چند صورتون کے ایک صورت ہے
جنمین لوگون کا خود اصالتاً کام کرنا اس سے بہتر ہے کہ وکالتاً یا قائم مقامون کے
ذریعہ سے کام کرین۔ الا تقریباً یہی ایک صورت ایسی ہے جسمین صاحب حکومت
آدمی کی غلطیون کو برداشت کرنا اس سے بہتر ہے کہ اُن نتائج کا تحمل کیا جاوے
جو اُسکو اُن غلطیون کا ذمہ دار قرار دینے سے پیدا ہون۔ اگر عام ووٹ کے
ذریعہ سے جج کو برطرف کر دینا ممکن ہو جاوے تو جو کوئی شخص اُسکے نکالدینے پر
آمادہ ہو وہ اُسکے سب فیصلون کی خوب ہی چھان بین کریگا اور جہانتک اُسکے
امکان مین ہوگا اُن سب فیصلون کا ایک بیقاعدہ اپیل اُس عام رائے کے

اجلاس مین پیش کریگا جو اُسکی سماعت کی بالکل لیاقت نہین رکھتی ہے خواہ اسوجہ سے کہ اُسنے اُس مقدمہ کی کیفیت نہین سنی ہے خواہ اِس سبب سے کہ اُسکی کیفیت سُنی تو ہے مگر وہ احتیاط اور وہ انصاف پسندی اور ناجنبہ داری اُسمین نہین ہے جو جوڈیشل کی کارروائی کے لیے ضرور ہے اور وہ شخص عوام الناس کے غصہ اور تعصب کو جہان موجود پائیگا افروختہ کریگا اور جہان موجود نہ پائیگا عمداً کوشش کر کے اُسکو پیدا کریگا۔ اور اگر وہ مقدمہ دلچسپ ہوا اور وہ شخص خوب محنت کرے تو اُسمین ضرور کامیاب ہوگا الا اُس صورت مین کہ جج اور اُسکے احباب خود اکھاڑے مین کود پڑین اور دوسری طرف سے بھی اُسی قوت کے ساتھ اپیل یا کر اس اپیل دائر کرین۔ ججون کا قطعی تمام ہو جائیگا جب وہ یہ خیال کرینگے کہ جب کوئی ایسا مقدمہ ہمارے سامنے پیش ہو جسمین عوام کو زیادہ دلچسپی ہے اُسکے فیصلہ سے ہماری برطرفی کا اندیشہ ہے پس ہمکو انصاف پر نظر رکھنی کچھ ضرور نہین ہے بلکہ ہمکو یہ دیکھنا لازم ہے کہ کیسے فیصلہ کی تعریف خاص و عام سب کرینگے یا کیسے فیصلہ کی ہجو و مذمت لوگ بہت کم کرینگے۔ بعض ممالک متحدہ امریکا مین یہ قاعدہ جاری ہوا ہے کہ ایک میعاد معین کے بعد جوڈیشل حکام کا دوبارہ انتخاب عام ووٹون کے ذریعے سے کیا جاتا ہے۔ میرے نزدیک اِس سے زیادہ خطرناک کوئی غلطی کسی سلطنت جمہوری مین نہین ہوئی مگر ممالک مذکورہ کے باشندے عقل سلیم سے بالکل خالی نہین ہین اور سُنا جاتا ہے کہ اُنکو اِس غلطی پر تنبیہ ہوتا جاتا ہے اور عنقریب اُسکو دفع کرینگے ورنہ اِس غلطی کو یہ سمجھنا کہ سلطنت جمہوری کے تنزل کی یہ پہلی تدبیر ہے کچھ بیجا نہین ہے۔

اُس عظیم الشان گروہ کی نسبت جسپر سرکاری خدمات کی دائمی قوت کا دارومدار ہے؟

یعنی وہ افسران گورنمنٹ جو ملکی تغیرات سے متغیر نہین ہوتے ہین بلکہ اپنے اپنے عہدون پر باقی رہتے ہین اور ہر ایک وزیر کی امداد اپنے تجربہ اور دستورات سے کرتے ہین اور اپنی کارگزاری سے اُسکو مطلع کرتے ہین اور اُسکی زیر نگرانی سرکاری کام کرتے ہین المختصر وہ پیشہ ور ملازمان سرکاری جو نوجوانی مین سرکاری نوکری کرتے ہین اور یہ امید رکھتے ہین کہ رفتہ رفتہ ترقی کرکے اعلی عہدون پر پہونچ جائینگے اُنکی نسبت یہ ہرگز جائز نہین ہے کہ وہ کبھی نکالدیے جائین اور اپنی خدمات سابقہ کے پورے فائدہ سے محروم کیے جائین الا اس صورت مین کہ اُنکی سخت بداعمالی ثابت کردیجاے۔ اُس جرم کی علت مین بھی اُنکو نکالدینا نہین جائز ہے جسکا مواخذہ اُنسے قانوناً ہوسکتا ہے بلکہ اپنے فرض منصبی مین عمداً غفلت کرنا یا کوئی ایسا فعل کرنا جس سے اُنکی بے اعتباری ان امور مین جو اُنکو تفویض کیے گئے ہین ثابت ہو باعث اُنکی برطرفی کا ہوسکتا ہے۔ الغرض۔ جب یہ ثابت ہوگیا ہے کہ تاوقتیکہ وہ لوگ قابل سزا نہ قرار دیے جائین اُنسے اُسے چھٹکارے کی اور کوئی سبیل نہین ہے بجز اسکے کہ اُنکو پنشن دیکر خاص وعام پر اُسکا بار ڈالا جاے تو ضرور ہے کہ ابتدا ہی مین اچھے اچھے آدمی سرکاری عہدون پر مقرر کیے جائین۔ پس یہ امر غور طلب ہے کہ تقرر کا کیا طریقہ اختیار کیا جاے جس سے یہ مقصد بہت اچھی طرح سے برآوے۔

ابتداے تقررات کو عمل مین لانے مین مقرر کرنے والون کی بے ہنری اور لاعلمی سے توچندان اندیشہ نہین ہے البتہ اُنکی جنبہ داری اور ذاتی یا پولٹیکل غرضمندی سے بڑا خوف ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ سرکاری عہدون پر لوگ ابتدا لے شباب مین

مقرر کیے جاتے ہین نہ اسلیے کہ وہ اپنے پیشہ کے کام کو سیکھ چکے ہین بلکہ اس غرض سے کہ وہ اُس کام کو اب سیکھینگے۔ پس وہ چیز جس سے سب سے زیادہ لائق امیدوارون کی شناخت ہوسکتی ہے یہ ہے کہ وہ آزاد تعلیم کے معمولی شعبون مین تکمیل کر چکے ہین اور اس بات کو دریافت کرنا کچھ مشکل نہین ہے بشرطیکہ وہ لوگ جو اس امر کو تحقیق کرنے کے لیے مقرر کیے جاتے ہین بخوبی محنت کرین اور جانبداری کو دخل نہ دین۔ کسی وزیر سے ان باتون کی امید نہین ہوسکتی کیونکہ وزیر کو بالکل سفارشون پر بھروسا کرنا پڑتا ہے اور گو اُسکی ذاتی خواہشین کیسی ہی بے لوث ہون تاہم وہ اُن اشخاص کی منت و سماجت سے کبھی نہین بچ سکتا ہے جو خود اُسکے انتخاب پر اثر ڈالنے کی قدرت رکھتے ہین یا جنکی پولٹیکل مشارکت کی ضرورت اُن وزراء کو ہے جنکے زمرہ سے وہ وزیر ہے انھین وجوہ سے یہ دستور قرار دیا گیا ہے کہ ابتدائی عہدون کے امیدوارون کا امتحان لیا جاتا ہے اور اُنکا امتحان وہ لوگ لیتے ہین جو امور سیاست سے کچھ سروکار نہین رکھتے ہین اور اسی قسم اور اسی صفت کے آدمی ہوتے ہین جیسے یونیورسٹیون مین آنرس کی ڈگری کے مستحق ہوتے ہین۔ غالباً یہ تدبیر ہر قسم کی گورنمنٹ مین سب سے عمدہ ہے اور ہمارے ملک کی پارلیمنٹری گورنمنٹ مین تو صرف ایک ہی تدبیر ایسی ہے جس سے ایمانداری سے تقرر کا ہونا تو مشکل ہے لیکن خیر ایسے تقررات تو عمل مین نہین آسکتے ہین جو بالبداہتہ بے ایمانی اور دغابازی پر محمول ہوسکین۔

یہ بھی بہت ضرور ہے کہ امتحانات مقابلہ کے ہون اور عہدے اُن لوگون کو دیئے جائین جنھون نے سب سے زیادہ کامیابی حاصل کی ہو۔ کیونکہ صرف امتحان

کر لینے سے اور کچھ نہین ہوتا بجز اسکے کہ جو اشخاص بالکل نالائق اور بیوقوف ہین وہ
خارج ہو جاتے ہین۔ جب ممتحن کے دل مین دو باتون کا خیال ہوتا ہے ایک
یہ کہ مبادا کسی کی امیدین خاک مین ملجائین دوسرے یہ کہ ایسا نہو کہ اُس فرض مین
جو خاص و عام کا اُسکے ذمہ ہے غفلت ہو جاوے حالانکہ اُسکو وہ کچھ ایسا ضرور نہین سمجھتا ہے
اور جب ممتحن کو یقین ہوتا ہے کہ امر اول کے کرنے سے بجبر بڑی فضیحت سیاست ہوگی
اگر امر دوم کی نسبت نہ تو کوئی یہ جانیگا اور نہ اسکی پروا کریگا کہ آیا مین نے اُسکو کیا ہے
یا نہین کیا ہے تو غالباً ممتحن کی طبیعت نیکی کرنے کی طرف مائل ہوگی ہان یہ اور
بات ہے کہ وہ کچھ عجیب وغریب قسم کا آدمی ہو۔ اگر ایک شخص سے نرمی کیجاتی ہے
تو اوروں کا ایک حق قائم ہوجاتا ہے اور جتنی زیادہ رعایت کیجاتی ہے اُتنا ہی
اُنکے حق کو روکنا مشکل ہوجاتا ہے اور جون جون لوگون سے رعایت کیجاتی ہے
اوروں کے لیے ایک نظیر قائم ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ لیاقت علمی کا درجہ
گھٹتے گھٹتے بہت ہی کم رہ جاتا ہے۔ ڈگریون کے لیے جو امتحانات اکسفورڈ
اور کیمبرج یونیورسٹیون مین ہوتے ہین اُنکے شرائط ویسے ہی خفیف ہین
جیسے آنرس کے امتحانات کے شرائط سخت ہین۔ جب سب سے کم تعداد سے
بڑھنے کا کوئی محرک نہین ہوتا ہے تو وہی تعداد سب سے بڑی تعداد ہوجاتی ہے
اور بعض آدمی ایسے ہوتے ہین جو ہر ایک علم مین وہ کمال نہین حاصل کرسکتے
جو اُنکو مقصود ہوتا ہے لیکن بعض اشخاص ایسے بھی ہوتے ہین کہ چاہے
لیاقت کا درجہ کیسا ہی گھٹا دیا جاوے اُس درجہ تک بھی نہین پہونچ سکتے ہین
لیکن برخلاف اسکے جب نوکریان بہت سے امیدوارون مین سے اُن

اشخاص کو دیجاتی ہین جنھون نے سب سے زیادہ امتیاز حاصل کیا ہے اور
جب کامیاب امیدوارون کی درجہ بندی اُنکی لیاقت کے موافق کیجاتی ہے
تو ہر ایک امیدوار کو صرف یہی شوق نہین پیدا ہوتا ہے کہ حتے الامکان خوب
جی توڑکر کوشش کرے بلکہ اسکا اثر سارے ملک مین اُن مقامات پر محسوس
ہوتا ہے جہان لبرل اجیوکیشن یعنی آزادیا جامع تعلیم کا رواج ہے
اور ہر ایک اسکول ماسٹر کو یہ حوصلہ پیدا ہوتا ہے کہ اُسکے اسکول سے ایسے
طلبہ نکلین جنھون نے ان امتحانات مین سب سے بڑا درجہ حاصل کیا ہو
اور اسکے سوا اور کوئی طریقہ نہین ہے جس سے سرکار اس ملک کی
تعلیم گاہون کو عمدہ بنادینے کی کوشش کرسکتی ہے۔ اگرچہ امتحان مقابلہ کے
اصول کو اس ملک مین جاری ہوئے ابھی بہت کم مدت گذری ہے اور
اسکا عملدرآمد بھی ابھی بہت کم ہوا ہے اور صرف ہندوستان کی ملازمت
سرکاری مین یہ اصول پورا پورا جاری ہوا ہے تاہم اوسط درجہ کی تعلیم گاہون پر
اسکا اثر خوب ہوچکا ہے باوجودیکہ اس ملک مین تعلیم کی حالت موجودہ ایسی
خراب ہے کہ اس اصول کو جاری کرنے مین بڑی بڑی دقتین پیش آئی ہین
اور انھین امتحانات کی بدولت تعلیم کی کمی اس ملک مین بخوبی ظاہر ہوگئی ہے
جو امیدواران ملازمت سرکاری وزیر کے نامزد کرنے سے امیدواری کرنے کے
مستحق ہوجاتے ہین وہ ایسے کم استعداد ہوتے ہین کہ اُنکے امتحان مقابلہ کا نتیجہ اُس سے
بھی خراب ہوتا ہے جیسا اُس امتحان کا ہوتا ہے جسمین صرف پاس ہونا مقصود ہوتا ہے
کیونکہ کوئی شخص یہ خیال نہ کریگا کہ اس قسم کے امتحان کے شرائط ایسے خفیف مقرر کیے جاتے ہین

کہ ایک نوجوان امید وار اپنے ساتھی امید وارون پر گوئے سبقت لیجاسے اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہر سال امید وارون کی استعداد کم ہوتی جاتی ہے اور اسیلیے کوشش کم کیجاتی ہے کہ سابق کے امتحانات کے نتایج سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ اُس زمانہ مین اُس سے زیادہ کوشش کی گئی تھی جتنی کوشش سے یہ مقصد حاصل ہو جاتا۔ پس کچھ تو کمی کوشش کی وجہ سے اور کچھ اس باعث سے بھی کہ جن امتحانات مین یہ ضرور نہین ہے کہ امید وار پیشتر سے نامزد کردیے جائین اُنہین بھی امتحان دینے والون کو چونکہ اپنی جہالت کا یقین ہوتا ہے لہذا اُنکی تعداد بہت ہی کم ہوتی ہے ایسا اتفاق ہوا ہے کہ اگرچہ چند آدمی امتحان مین بہت ذی استعداد اور لائق نکلے ہین تاہم کامیاب امیدوارون مین سے وہ اشخاص جنکے نام فہرست کے اخیر مین لکھے ہین بالکل معمولی درجہ کی لیاقت کے آدمی ہین اور تعلیمی کمیشن کے ممبرون کا یہ بیان ہے کہ جو لوگ امتحان مین ناکام رہتے ہین اُنکی ناکامی کی وجہ یہ نہین ہے کہ علم کے اعلیٰ شعبون سے ناواقف ہین بلکہ یہ سبب ہے کہ اُسکے ادنے شعبون سے یعنی املا نویسی اور حساب سے بھی نہین واقف ہین۔

مجھے افسوس ہے کہ بعض اخبارات مین جوان امتحانات کی شکایتین کیجاتی ہین وہ معترضین کی نیک نیتی اور دانشمندی دونون کے خلاف ہین اول تو وہ اُس قسم کی جہالت کو جوان امتحانات مین ناکامی کا باعث ہوتی ہے غلط بیان کرتے ہین اور سب سے زیادہ مشکل سوالات کو جوان امتحانات مین کیے جاتے ہین تمثیلاً پیش کرکے یہ دکھلانا چاہتے ہین کہ گویا ان سب سوالات کے

جوابات کا بالکل صحیح ہونا کامیابی کی شرط قرار دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ کہتے کہتے ہماری زبان تھک گئی ہے کہ صاحب ایسے سوالات یہ سمجھکر نہین کیے جاتے ہین کہ ہر شخص انکا پورا جواب دیگا بلکہ اس غرض سے کیے جاتے ہین کہ جولیکے جوابات دیسکتا ہے اسکو اپنے علم کے اُس جزو کو ثابت کرنے اور اُس سے مستفید ہونے کا پورا ذریعہ حاصل ہو۔ اور یہ موقع اسلیے نہین دیا جاتا ہے کہ امتحان دینے والے پر اعتراض کرنے کی ایک وجہ نکل آئیگی۔ اسواسطے دیا جاتا ہے کہ اُسکو کامیابی کا ایک زائد ذریعہ ملجائے۔ پھر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان سوالات سے جس قسم کا علم مفہوم ہوتا ہے اُس سے امیدوار کو بعد اسکے کہ وہ اپنے مقصد کو حاصل کرلیگا کیا فائدہ ہوگا۔ اسمین لوگون کی رائے مختلف ہے کہ کس قسم کا علم سودمند ہے۔ چنانچہ بعض اشخاص ایسے موجود ہین (دفارن سکرٹری سابق بھی انھین مین سے ہین) جو انگریزی املا کو جاننا اُس شخص کے لیے جو غیر سلطنت مین ہمارا سفیر ہو یا اُس کلرک کے لیے جو کسی سرکاری دفتر مین ملازم ہو بے سود مند سمجھتے ہین۔ البتہ معترضین کا اس باب مین اتفاق معلوم ہوتا ہے کہ اور جو چاہے جس چیز کی ضرورت ہو مگر ان نوکریون مین عام لیاقت علمی سے کچھ فائدہ نہین ہے لیکن مین کہتا ہون کہ اگر یہ یا اور کسی قسم کی تعلیم مفید ہے تو اسکی آزمائش ایسی معیار کے ذریعہ سے کرنی چاہیے جس سے غالباً یہ معلوم ہوجائے کہ آیا امیدوار وہ علم رکھتا ہے یا نہین۔ یہ امر دریافت کرنے کے لیے کہ آیا اُسنے عمدہ تعلیم پائی ہے یہ ضرور ہے کہ اُس سے اُن چیزون مین سوالات کیے جائین جنسے اگر وہ عمدہ تعلیم یافتہ آدمی ہے تو ضرور واقف ہوگا اگرچہ اُن سوالات کو

اُس کام سے صرف کی علاقہ نہو جسپر وہ مقرر ہونے والا ہے۔ جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہین کہ امیدوارون سے قدیم زبانون اور علم ریاضی کے سوالات کیون کیے جاتے ہین اُنسے یہ پوچھا جاے کہ جس ملک مین صرف ریاضی اور قدیم زبانین باقاعدہ طور سے سکھائی جاتی ہین وہان اگر انمین سوالات نہ کیے جائین تو پھر کس چیز مین کیے جائین مگر مشکل یہ ہے کہ اگر امیدوارون کا امتحان ان چیزون مین لیا جاے تو بھی اعتراض ہے اور اگر انکے سواے اور چیزون مین لیا جاے تو بھی اعتراض ہے اگر کمشنران تعلیم یہ چاہتے ہین کہ سرکاری ملازمت کا دروازہ اُن لوگون پر کھولدیا جاے جنھون نے معمولی طور سے کسی اسکول مین نہین پڑھا ہے یا اگر کسی اسکول مین پڑھا ہے تو بہت کم پڑھا ہے اور اس کم علمی کی مکافات اس سے بھی زیادہ علم حاصل کرنے سے کردی ہے اور اس نظر سے اُس امیدوار کو جو اور کسی علم مین استعداد کامل رکھتا ہے نمبر دے دیتے ہین تو بھی اُن بیچارون پر ملامت کیجاتی ہے۔ الغرض معترضین کو کسی بات سے تسکین نہو گی بجز اسکے کہ سرکاری عہدون پر محض جاہل مقرر کیے جائین۔

ہمسے لوگ بڑے فخر سے کہتے ہین کہ لارڈ کلائیو اور ڈیوک آف ولنگٹن یہ دونون نامی و گرامی جرنیل اُس امتحان کو پاس نہ کرسکتے جو انجینیری کے امیدوارون کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اس سے تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ ان دونون صاحبون نے چونکہ اُس امتحان کو نہین پاس کیا جسکے پاس کرنے کی ضرورت اُنکو نہ تھی لہذا اگر اسکے پاس کرنے کی ضرورت اُنکو ہوتی تب بھی نہ پاس کرسکتے۔ اگر معترض کا مطلب اس سے یہ ہے کہ بغیر ان چیزون کے ایک بڑا جرنیل

ہونا ممکن ہے جیسے لارڈ کلایو اور ڈیوک آف ولنگٹن بڑے جرنیل ستھے۔
تو ہم کہتے ہین کہ اسپر کیا موقوف ہے بہت سی ایسی چیزین ہین جنکے بغیر آدمی ایک
بڑا جرنیل ہوسکتا ہے حالانکہ وہ چیزین بڑے بڑے جرنیلون کو بہت مفید ہین
مثلاً اسکندر اعظم نے کبھی وابن کے قواعد کو نہین سُنا تھا اور نہ جولیس قیصر روم
فرانسیسی زبان سے واقف تھا۔ یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ جو لوگ کتاب کے
کیڑے ہوتے ہین اُنکے قوائے بدنی نہین درست ہوتے ہین نہ اُنکی عادات
بھلے مانسون کی سی ہوتی ہین اور کتاب کا کیڑہ یہ لوگ اُس شخص کو کہتے ہین
جسکو ذراسا بھی کتابی علم ہوتا ہے۔ یہ اعتراض حمقا کا ہے۔ لکن بیوقوف آدمی
جو چاہین سمجھین بھلے مانسون کی عادات اور قوت بدنی کا حصر کچھ اُنپر نہین ہے
جہان کہین ان چیزون کی ضرورت ہوائی تحقیق کرکے انکے لیے ایک علٰحدہ قاعدہ
مقرر کیا جاے اور اس سے لیاقت علمی خارج نہ کی جاے بلکہ اُسپر اضافہ کیجاے
مین نے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ اُس فوجی اسکول مین جو بمقام ووِلچ ہے
جو لوگ امتحان مقابلہ پاس کرتے ہین ان امور مین اور اور امور مین بھی اُن شخاص سے
افضل ہین جو پرانے قاعدہ کے موافق بھرتی کیے گئے ہین یہانتک کہ وہ
فوجی قواعد بھی جلد سیکھ لیتے ہین اور کیونکر نہو کہ پڑھا لکھا آدمی اَن پڑھ کی نسبت سب
چیزون کو جلد سیکھ لیتا ہے۔ اور یہ بھی سُنا ہے کہ ان نئے آدمیون کی چال ڈھال
پُرانون کی بہ نسبت بہت اچھی ہے یہانتک کہ اسکول مذکور کے منتظم جو لوگ ہین
وہ خدا سے چاہتے ہین کہ وہ دن جلد آئے کہ پُرانے آدمی جو ذرا ذہو رہا قی
رہ گئے ہین وہ بھی نہ دکھائی دین۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے اور یہ دریافت

کرنا آسان ہے کہ آیا ایسا ہے یا نہین ہے) تو امید ہے کہ اب اسکے بعد یہ بھی سننے مین آئیگا کہ پیشہ سپاہ گری اور اور پیشیون کے لیے بھی جہل علم سے بہتر ہے اور کوئی عمدہ صفت جو ظاہرا جامع تعلیم سے کچھ علاقہ نہین رکھتی ہے اُس تعلیم کے نہونے کی وجہ سے ترقی پاسکتی ہے۔

اگرچہ سرکاری عہدون پر پہلی مرتبہ مقرر ہونا امتحان مقابلہ پر موقوف رکھا جائے لیکن اکثر صورتون مین غیر ممکن ہے کہ مابعد کی ترقی بھی اسی امتحان کو پاس کرنے پر موقوف رکھی جائے۔ بلکہ مناسب ہے کہ ترقی قدامت اور انتخاب دونون کے مجموع پر موقوف رکھی جائے جیساکہ بالفعل قاعدہ ہے۔ جن لوگون کو معمولی قسم کا سرکاری کام کرنا پڑتا ہے وہ قدامت کے لحاظ سے اُس درجہ تک پہنچا دیے جائین جہانتک وہ صرف اُس قسم کے کام سے پہونچ سکتے ہین مگر جن اشخاص کے سپرد ایسا کام کیا جائے جسمین ایک خاص اعتبار اور خاص قابلیت درکار ہے اُنکی نسبت ہر محکمہ یا دفتر کے افسر اعلیٰ کو اختیار دیا جائے کہ اپنے ماتحتون مین سے ایک کو منتخب کر لے اس انتخاب کو افسر مذکور عموماً دیانتداری سے عمل مین لائیگا بشرطیکہ اصل تقررات بذریعہ امتحان مقابلہ عمل مین آئے ہون۔ کیونکہ اس قاعدہ سے اُسکے اہل عملہ مین عموماً وہ اشخاص ہونگے جنسے اگر سرکاری تعلق نہو تو وہ افسر اعلیٰ محض ناواقف ہوتا۔ اگر اہل عملہ مین کوئی شخص ایسا ہو جسپر اُسکا افسر یا اُسکے پولیٹکل دوست یا مددگار کچھ توجہ رکھتے ہین تو صرف کبھی کبھی اور اُسوقت ایسا ہوگا جبکہ علاوہ اس سرکاری تعلق کے لیاقت واقعی مین اقل مراتب وہانتک جہانتک کہ ابتدائے امتحان سے دریافت ہوسکتی ہے وہ شخص مساوات کا درجہ رکھتا ہو۔ اُس صورت کا تو ذکر نہین ہے جسمین کوئی محرک قوی

ان تقررات کی نسبت غیر واجب رعایت کرنے کا موجود ہو ورنہ ایسے عہدون پر ہمیشہ وہی لوگ مقرر کیے جاتے ہین جو سب سے زیادہ لائق ہوتے ہین اور جو اپنے افسر کو نہایت سودمند مدد دیتے ہین اور اُسکو بہت سی تکلیف اور محنت سے بچاتے ہین اور جنکی اعانت سے اُسکو وہ نیکنامی حاصل ہوتی ہے جو خواہ مخواہ اُسکے مزید اعتبار کا باعث ہوتی ہے اگرچہ یہ نیکنامی اُسکو اپنے ماتحتون کے حسن لیاقت و کارگزاری سے حاصل ہوتی ہے۔

پندرھوان باب

مختص المقام قائم مقام کمیٹیون کے بیان مین

ہر ملک مین سلطنت کے کام کے ایک نہایت جزو قلیل کو حکام صدر انجام دیسکتے ہین یا اُسکی کوشش کرسکتے ہین۔ یہانتک کہ ہمارے ملک مین بھی جہان اور ممالک یورپ کی بہ نسبت حکام صدر بہت کم اختیارات رکھتے ہین حکومت کنندہ گروہ کا قانونی شعبہ مختص المقام معاملات کے انتظام مین بشدت مصروف رہتا ہے اور اعلیٰ درجہ کے اختیارات حکومت کو اُن عقدون کے کھولنے مین صرف کرتا ہے جنکے کھولنے کے لیے اس سے بہتر ذریعہ درکار ہے۔ سب اہل خبرت اور ارباب بصیرت کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ خرابی زیادہ ہوتی جاتی ہے کہ پارلیمنٹ کا وقت بہت سے نجی کام مین صرف ہوتا ہے اور اُسکے خاص خاص ممبرون کے خیالات اُنکو اُن اشغال سے باز رکھتے ہین جنمین ہماری قوم کی ایسی عظیم الشان کونسل کو مشغول ہونا مناسب ہے۔ اس رسالہ مین اُس وسیع مسئلہ پر بحث کرنا جو ہر چند کہ گورنمنٹ سے کسی طرح مخصوص

نہین سے مناسب نہین ہے سو وہ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کی کارروائی کے مناسب حدود کیا ہین۔ مین نے دوسرے مقام پر اپنی رائے نسبت اُن امور کے لکھدی ہے[1] جو ان اصول کو لازم ہین جنکے موافق گورنمنٹ کی کارروائی کی حد کو تجویز کرنا چاہیے۔ لیکن جس کام کو اکثر یورپ کی گورنمنٹین انجام دیتی ہین جب اُنمین سے وہ کام نکالڈالا جاے جسکو انجام دینا افسران سرکاری کو لازم نہین ہے۔ تو بھی مختلف قسم کا کام اس کثرت سے باقی رہ جاتا ہے کہ اگر اور نہین تو تقسیم محنت کے اصول ہی کے موافق بھی اُسکو حکام صدر اور حکام مختص المقام کے درمیان تقسیم کردینا لازم ہے۔ مختص المقام کام کے لیے صرف علیحدہ علیحدہ حکام انتظامی ہی درکار نہین ہین بلکہ اُن حکام پر عوام کی نگرانی اور تصرف صرف ایک جداگانہ آلہ سے فایدہ کے ساتھ عمل مین آسکتا ہے۔ اُنکو ابتداءً مقرر کرنا اور اُنکے کام کی نگرانی کرنا اور اُنکی کارروائیون کے لیے جسقدر روپیہ درکار ہے اُسکو مہیا کرنے کا فرض یا اُسکو نہ دینے کا اختیار یہ سب امور قومی پارلیمنٹ یا وزراسے نہین متعلق ہونے چاہیین بلکہ اُس مقام خاص کے باشندون سے متعلق کرنے چاہیین۔ ملک نیو انگلینڈ کے بعض صوبون مین اس کام کو وہان کے باشندے کمیٹی مین جمع ہوکر خود کرتے ہین اور سُنا جاتا ہے کہ جیسے نتایج کی امید ہوسکتی ہے اُس سے بہتر نتایج پیدا ہوتے ہین وہان کے باشندے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہین اور لوکل گورنمنٹ کے اس ابتدائی طریقہ سے ایسے مطمئن ہین کہ اسکا مبادلہ اُس قائم مقامی کے قاعدہ سے نہین

[1] یعنی اس رسالہ مین جسکا موضوع بحث آزادی ہے اور پولٹیکل اکانومی کے آخری باب مین مصنف نے اپنی راے اس باب مین لکھدی ہے ۱۲-

کرنا چاہتے ہین جس سے وہ بخوبی واقف ہین اور جسکے بموجب سب قلیل فرقون کو ووٹ کا اختیار دیا گیا ہے۔ لکن اس انتظام کا عملدرآمد صرف نہایت مخصوص حالات مین ہو سکتا ہے اور عموماً مختص المقام معاملات کے انتظام کے لیے تکمی پارلمینٹون یا مقامی کمیٹیون کو قائم کرنا لازم ہے۔ یہ کمیٹیان انگلستان مین موجود ہین مگر بالکل ناقص اور بے قاعدہ اور بے ترکیب ہین بلکہ ہمارے ملک کی نسبت بعض اور ملکون مین جہان عوام کو معاملات سلطنت مین کمتر دخل ہے ایسی کمیٹیون کی ترکیب زیادہ تر معقول ہے۔ انگلینڈ مین آزادی تو ہمیشہ زیادہ رہی ہے مگر انتظام ہمیشہ خراب رہا ہے اور اور ملکون مین انتظام اچھا ہے مگر آزادی کم ہے۔ لہذا ضرور ہے کہ قومی پارلمینٹ کے علاوہ مینونسپل اور صوبہ دار کمیٹیان مقرر کیجائین پس اب جن دو مسئلون کو حل کرنا باقی ہے وہ یہ ہین کہ مختص المقام انتظامی کمیٹیون کی کیا ترکیب قرار دی جائے اور اُنکے کام کی کیا حد مقرر کیجائے۔

ان دونون مسئلون پر غور کرنے مین دو باتون کا لحاظ بدرجہ مساوی رکھا جائے اول یہ کہ مختص المقام کام کے کرنے کا سب سے عمدہ کیا طریقہ ہے۔ دوم یہ کہ اس کام کے کرنے سے امور رفاہ عام کے انتظام کی عادت کیونکر لوگون کو پڑ سکتی ہے اور اُنکے فہم و فراست مین اسکے ذریعہ سے کیونکر ترقی ہو سکتی ہے۔ سابق مین اپنی رائے کو اس باب مین بڑے زور و شور سے بیان کر چکا ہون کہ آزاد رعایا کی تعلیم و تربیت آزاد گورنمنٹ کے کام کا جزو اعظم ہے۔ اور اس کام کے کرنے کا خاص ذریعہ مختص المقام انتظامی کمیٹیان ہین۔ عموماً رعایا کو بہت کم موقع اس بات کا ملتا ہے کہ اپنے ملک کے تمام معاملات کے انتظام مین بذات خود شریک ہوسکین

بجز اسکے کہ کبھی کبھی بطور اہل جوری کے عدالت کے کام کو انجام دیتے ہین - دو
پارلیمنٹون کے انتخاب کے مابین جو مدت گذرتی ہے اسمین لوگ معاملات
سلطنت کے انتظام مین صرف اسقدر شرکت کرتے ہین کہ اخبارات کو پڑھا کرتے ہین
اور شاید انمین مضامین بھی لکھتے ہین اور عام کمیٹیان کیا کرتے ہین اور صیغۂ پولیٹیکل
کے حکام کو مختلف قسم کی درخواستین بھیجا کرتے ہین - اگرچہ یہ کارروائیان آزادی کی
محافظ اور عام تعلیم و تربیت کا ذریعہ بیشک ہین اور اس حیثیت سے انکی تعریف مین
جتنا مبالغہ کیا جاوے وہ کم ہے کہ اُنکے باعث سے عمل کی بہ نسبت علم زیادہ حاصل
ہوتا ہے یعنی آدمی کو سوچنے کی قوت آتی ہے مگر عملی کارروائی کی ذمہ داریون کے
بچا رہتا ہے اور اسکا اثر اکثر لوگون پر یہ ہوتا ہے کہ دوسرے شخص کے خیالات کو
جھٹکے سے قبول کر لیتے ہین - لیکن مختص المقام کمیٹیون سے یہ فائدہ ہے کہ انمین
لوگ صرف اورون ہی کو نہین منتخب کرتے ہین بلکہ کبھی کبھی خود بھی منتخب ہوجاتے ہین
اور بہت سے آدمی خواہ بذریعہ انتخاب خواہ بالمبادلہ اکثر مختص المقام
انتظامی عہدون پر مقرر کیے جاتے ہین - اور ان عہدون پر اُنکو عام
فائدہ کے لیے کام کرنا اور سوچنا اور بولنا پڑتا ہے اور یہ سب بذریعہ قائم مقام یا
وکیل کے نہین ہوسکتا ہے - علاوہ اسکے مختص المقام کام کے کرنے کی خواہش
اعلی طبقہ کے لوگ عموماً نہین رکھتے ہین اور اسکے ذریعہ سے پولیٹیکل تعلیم ادنی طبقہ کے
لوگون تک پہونچ جاتی ہے - اور چونکہ دماغ سوزی کی ضرورت مختص المقام
معاملات کے انتظام مین عام معاملات سلطنت کی بہ نسبت زیادہ ہے اگرچہ
مختص المقام امور کے انتظام کی خوبی پر ایسے اہم اغراض نہین موقوف ہین جیسے

معاملات سلطنت کی خوش انتظامی پر موقوف ہین لہذا پہلی قسم کے معاملات کو مقدم سمجھنا چاہیے اور اُنکی خاطر دوسری قسم کے معاملات اکثر اوقات ملتوی رہ سکتے ہین البتہ عام قوانین کے بنانے اور شاہی معاملات کے انتظام مین امر اول امر ثانی پر ترجیح رکھتا ہے۔

مختص المقام انتظامی کمیٹیون کی ترکیب مین کچھ دقت نہین ہے۔ جو اصول قومی کمیٹی یعنی پارلیمنٹ سے متعلق ہین اُنین اور مختص المقام کمیٹیون کے اصول مین کچھ فرق نہین ہے پارلیمنٹ کی طرح ان کمیٹیون کو بھی انتخاب عام پر موقوف رکھنا واجب ہے اور دونون مین عوام کی مداخلت کے وجوہ ایک ہی ہین بلکہ انتظامی کمیٹیون مین اُنکی مداخلت تامہ کے وجوہ اور زیادہ قوی ہین اور ایک مین دوسرے کی بہ نسبت خطرے کم ہین مگر عام تعلیم اور تہذیب کے لحاظ سے انتظامی کمیٹیون کے فوائد بعض اعتبارات سے قومی کمیٹی یعنی پارلیمنٹ سے بھی زیادہ ہین چونکہ مختص المقام کمیٹیون کا خاص کام مقامی ٹیکسون کو مقرر کرنا اور انکے روپیہ کو خرچ کرنا ہے لہذا انتخاب کا حق اُن سب کو دینا چاہیے جو مقامی ٹیکسون مین شریک ہین اور جو لوگ اس قسم کا ٹیکس نہین دیتے ہین اُنکو اس حق سے محروم رکھنا چاہیے۔ مین نے یہ فرض کیا ہے کہ کوئی ضمنی ٹیکس نہین لیا جاتا ہے اور نہ چونگی کا محصول لیا جاتا ہے یا اگر یہ محصول لیے جاتے ہین تو اُن لوگون سے لیے جاتے ہین جنسے صریحی ٹیکس بھی لیا جاتا ہے۔ پارلیمنٹ کی طرح انتظامی کمیٹیون مین بھی قلیل فریقون کی قائم مقامی کا قاعدہ جاری کرنا لازم ہے اور ان کمیٹیون مین متعدد ووٹون کے حق کو مالی لیاقت پر موقوف رکھنا اسقدر ممنوع

نہین ہے جسقدر پارلیمنٹ مین ہے کیونکہ پارلیمنٹ کی بہ نسبت انتظامی کمیٹیون کا زیادہ تر یہ کام ہے کہ روپیہ کو ایمانداری اور کفایت سے خرچ کرین لہذا انصاف اور مصلحت دونون اسی کے مقتضی ہین کہ جن لوگون کو روپیہ کا جوکھم زیادہ ہے اُنکو ایسی کمیٹیون مین زیادہ دخل دیا جاوے۔

ہمارے ملک مین جو مختص المقام انتظامی کمیٹیان چند مدت سے قائم ہوئی ہین اُنمین سے بورڈ آف گارجینس مین ضلع کے جسٹس آف دی پیس غیر سرکاری حیثیت منتخب شدہ ممبرون کے ساتھ اجلاس کرتے ہین اور اُنکی تعداد قانوناً کل ممبرون کی تعداد کی ایک ثلث قرار دی گئی ہے انگلستان کے مخصوص طرز معاشرت پر نظر کرنے سے مجھکو کچھ شک نہین ہے کہ اس قاعدہ سے مفید اثر پیدا ہوگا کیونکہ اسکی بدولت ان کمیٹیون کو وہ تعلیم یافتہ ممبر نصیب ہوتے ہین جو شاید دوسرے طور سے نہ میسر آتے اور چونکہ سرکاری ممبرون کی تعداد کے محدود ہونے کی وجہ سے ایسے ممبرون کو وہ غلبہ نہین حاصل ہو سکتا ہے جو کثرت تعداد سے حاصل ہوتا اور چونکہ وہ ایک دوسرے فرقہ کی قائم مقامی کی حیثیت رکھتے ہین جنکے اغراض بعض اوقات باقی ماندہ ممبرون کے اغراض سے مختلف ہوتے ہین لہذا وہ کسانون یا چھوٹے چھوٹے دوکانداروں کے فریقی اغراض کو جو ایسی کمیٹیون مین بکثرت ہوتے ہین ایسی ہی تعریف ان بورڈون کی ترکیب کی نہین ہوسکتی ہے جو ہمارے ملک کے ہر صوبہ مین ہین اور جنکا نام کوارٹر سشنس ہے ان بورڈون کے ممبر صرف جسٹس آف دی پیس ہوتے ہین جنکو علاوہ جوڈیشل کام کے بعض نہایت اہم انتظامی کام بھی کرنا پڑتا ہے ان بورڈون کو قائم کرنے کا طریقہ بالکل بے قاعدہ ہے کیونکہ انکے ممبر نہ تو

منتخب کیے جاتے ہین اور نہ جسے نامزد کرنا کہتے ہین اُس معنی سے نامزد کیے جاتے ہین بلکہ اگلے زمانہ کے امرا کی طرح یہ اہم کام اُنکو حق زمینداری کے لحاظ سے دیا جاتا ہے اور اُنکو بادشاہ وقت مقرر کرتا ہے بلکہ عملاً دیکھا جاوے تو اُنھین مین کا ایک شخص یعنی لارڈ لفٹنٹ اُنکو مقرر کرتا ہے اور اُنکا تقرر صرف اس بات کا ذریعہ گردانا جاتا ہے کہ جس شخص کی نسبت یہ گمان ہے کہ بورڈ کو بدنام کریگا یا جو اُس پولٹیکل فریق کا طرفدار ہے جو باطل پر سمجھا جاتا ہے وہ بورڈ مین داخل نہونے پاوے ان بورڈون سے زیادہ امارت کا اصول انگلستان کی کسی عام کمیٹی مین نہین جاری ہے یہانتک کہ ہوس آف لارڈس مین بھی اب امارت کا غلبہ ایسا نہین رہا ہے جیسا ان بورڈون مین ہے۔ کیونکہ یہ بورڈ کسی عام کمیٹی کی مشارکت سے عوام کا روپیہ نہین دیتے ہین اور اہم معاملات عام کا انتظام نہین کرتے ہین بلکہ ان کارروائیون کو اکیلے اور بلا شرکت غیر کرتے ہین۔ ہمارے ملک کے امرا کے فرقے ان بورڈون سے ایسے چمٹے ہوئے ہین کہ کسی طرح اُنکو نہین چھوڑتے مگر ظاہر ہے کہ یہ بورڈ اُن سب اصول کے خلاف ہین جنپر پنچایتی گورنمنٹ کی بنا قائم ہے۔ ضلع کے بورڈ مین چند سرکاری ممبرون کو منتخب شدہ ممبرون کے ساتھ شریک کرنے کی اُتنی وجہ بھی نہین ہے جتنی بورڈ آف گارجینس مین ہے کیونکہ ضلع کا کام کثرت سے ہوتا ہے اور ضلع کے شرفا اُسکا شوق اور اُسکی جانب رغبت ہوتی ہے لہذا اپنے تئین بورڈ کا ممبر منتخب کرا لیتے ہین اُنکو اس سے زیادہ دقت نہین ہوتی ہے جتنی ضلع کی طرف سے اپنے تئین پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کرا لینے مین ہوتی ہے۔

مختص المقام انتظامی کمیٹیون کے ممبرون کو جو انتخاب کنندون کے حلقے منتخب کرتے ہین اُنسے صرف ایک ہی اصول یعنی مختص المقام اغراض مشترکہ کا اصول متعلق ہوسکتا ہے اگرچہ پارلیمنٹ کے انتخاب سے اس اصول کو بطور ایک خاص اور غیر متغیر قاعدہ کے متعلق کرنا نامناسب ہے مختص المقام قائم مقامی تو یہی مقصود ہے کہ جن لوگون کے مقامی اغراض مشترک ہین مگر عموماً ملک کے اغراض سے علیحدہ ہین اُن مشترک اغراض یا معاملات کا انتظام خود کرسکین اور یہ مقصد اُسوقت فوت ہوجائیگا کہ اگر مختص المقام قائم مقامی کی تقسیم اور کسی قاعدہ سے کیجاے مشترک معاملات کی تفریق کے قاعدہ سے نہ کیجاے ہر ایک قصبے کے کچھ خاص معاملات یا اغراض ہوتے ہین خواہ وہ قصبہ بڑا ہو خواہ چھوٹا اور وہ اغراض اُسکے سب باشندون مین مشترک ہوتے ہین - لہذا ہر قصبہ مین خواہ بڑا ہو خواہ چھوٹا ایک خاص مینونسپل کمیٹی ہونی چاہیے - ایک ہی قصبہ کے مختلف محلون کے اغراض مین کبھی تفاوت عظیم نہین ہوتا ہے بلکہ سب محلون کو ایک ہی قسم کی چیزون اور ایک ہی قسم کے مصارف کی ضرورت ہوتی ہے - اور سواے گرجاؤن کے جنکے انتظام کو پادریون پر چھوڑ دینا مناسب ہے ایک ہی قسم کے انتظامات سب محلون کے لیے کافی ہوسکتے ہین مثلاً پختہ سڑکین بنوانا اور اُنپر روشنی کرنا اور پانی مہیا کرنا اور موری نالے بنوانا اور بندرگاہون اور بازارون کے لیے قواعد بنانا ان سب امور کا انتظام اگر ایک ہی قصبہ کے مختلف محلون کے لیے مختلف کیا جاے تو بہت سا روپیہ فضول صرف ہو اور بڑی دقت پڑے - شہر لندن چھ یا سات خود مختار ضلعون پر منقسم ہے اور ہر ایک ضلع کے خاص کام کا

بند وبست علٰحدہ کیا گیا ہے اور بعض ضلاع کا خاص اندرونی انتظام بھی یکسان نہین ہے۔ اس سے یہ خرابیان لازم آتی ہین کہ مشترک مقاصد کے لیے مسلسل اور باقاعدہ کارروائی نہین ہوسکتی ہے اور مقامی کام کو انجام دینے کے لیے کوئی یکسان اصول نہین قرار پاسکتا اور مشترک گورنمنٹ کو ان امور کا انتظام کرنا پڑتا ہے جنکو مختص المقام حکام پر چھوڑ دینا بہتر ہوتا اگر ایسے حکام ہوتے جنکی حکومت ساری دارالسلطنت (لنڈن) پر محیط ہوتی۔ الغرض۔ انتظام موجودہ سے اور کوئی فائدہ نہین ہے بجز اسکے کہ وہ مضحکہ انگیز کمیٹی جسکا نام کارپوریشن آف دی سٹی آف لنڈن ہے اور جسمین اس زمانہ کا دخل فصل اور اگلے زمانہ کی بیہودہ آرائش ونمائش کوٹ کوٹ کے بھری ہے ابتک قائم اور برقرار ہے۔

ایک اور اصول ضروری یہ ہے کہ ہر ایک حاطہ یا حلقہ کے اندر ایک ہی منتخب شدہ کمیٹی سب قسم کے مقامی کام کے لیے رہنی چاہیے اور اس حلقے کے مختلف حصون کے لیے مختلف کمیٹیان نہونی چاہئین تقسیم کام کے یہ معنی نہین ہین کہ ہر ایک کام کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیے جائین بلکہ یہ معنی ہین کہ جتنے کام ایک ہی قسم کے آدمیون سے ہوسکتے ہین وہ سب جمع کر لیے جائین اور جتنے کام ایسے ہین کہ مختلف اشخاص سے عمدہ طور سے ہوسکتے ہین وہ علٰحدہ علٰحدہ کر لیے جائین ہر مقام خاص کے عاملانہ کام کو مختلف صیغون مین تقسیم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسواسطے کہ یہ کام مختلف قسم کا ہوتا ہے اور ہر قسم کے کام کے لیے ایک خاص علم درکار ہے اور جب وہ کارکن جو ایک خاص قسم کی لیاقت رکھتا ہے تمام تر توجہ اُسی کام پر کرے تب ہی وہ اچھی طرح سے انجام پاسکتا ہے۔ مگر تقسیم کام کے وہ وجوہ

جو عاملانہ صیغہ پر صادق آتے ہین نگرانی کنندہ صیغہ پر نہین صادق آتے ہین منتخب شدہ کمیٹی (یا پارلیمنٹ) کا کام یہ نہین ہے کہ خود کسی کام کو کرے بلکہ اُسکا کام اِس امر کی نگرانی کا کرتا ہے کہ ہر کام مناسب طور سے کیا جاتا ہے اور کوئی کار ضروری ناقص نہین چھوڑ دیا جاتا ہے - اس کام کی تکمیل سب صیغون کے لیے ایک ہی نگرانی کنندہ کونسل کر سکتی ہے اور اس نگرانی کے لیے نظر مجموعی اور وسیع بہ نسبت باریک بینی اور جزرسی کے بہتر ہے - یہ امر کہ ہر ایک مزدور کے کام کی نگرانی ایک علٰحدہ نگرانی کنندہ کیا کرے معاملات سلطنت مین بھی ویسا ہی مہمل ہے جیسا ذاتی امور مین ہے - شاہی گورنمنٹ کے بہت سے صیغے یا سررشتے ہوتے ہین اور اُنکے انتظام کے لیے بہت سے وزرا ہین لیکن اُنہین سے ہر ایک وزیر کے کام کی نگرانی کرنے کے لیے ایک ایک پارلیمنٹ علٰحدہ نہین ہے - قومی پارلیمنٹ کی طرح مختص المقام کمیٹی کا بھی خاص کام یہ ہے کہ اُس مقام کے باشندون کے معاملات مین حیث المجموع کا انتظام کرے اور اُس مقام کے جتنے حصے ہین وہ سب باہم مناسبت رکھتے ہون اور ہر ایک حصہ کی عظمت کے موافق اُسکے امور پر توجہ کیجاے ہر مقام خاص کے سارے کام کو ایک ہی کمیٹی سے متعلق کر دینے کی ایک دلیل قوی یہ بھی ہے کہ مختص المقام کمیٹیون مین ایک بہت بڑا نقص یہ ہے اور یہی اکثر اُنکی ناکامی کا باعث ہوتا ہے کہ ان کمیٹیون کے ممبر اکثر کم لیاقت آدمی ہوتے ہین اور ان کمیٹیون کا فائدہ مند ہونا اسپر بھی موقوف ہے کہ انکے ممبر مختلف قسم کے لوگ ہون اور خاص کر اسی وجہ سے ایسی کمیٹی ایک قسم کا اسکول ہے جسمین لوگون کو پولیٹیکل قابلیت اور عام لیاقت حاصل ہوتی ہے مگر اسکول مین مدرس

اور طالب العلم دونون ہوتے ہین اور تعلیم کی فائدہ مندی زیادہ تر اس امر پر موقوف
کہ کم لیاقت آدمیون کو اعلیٰ درجہ کی لیاقت والون سے سابقہ رہتا ہے اور یہ
سابقہ اور لوگون کو بہت کم نصیب ہوتا ہے اور اسی کے نہونے کی وجہ سے
عموماً لوگ جاہل رہ جاتے ہین۔ علاوہ اسکے یہ اسکول محض بیکار ہے اور اس سے
نفع کے بدلے نقصان ہے اگر واجب نگرانی نہونے کی وجہ سے اور اس باعث سے
کہ اسمین اعلیٰ درجہ کے لائق آدمی نہین ہین اسکی کارروائی ایسی ذلیل ہوجاے
کہ اسکے ممبر صرف اپنے ذاتی فائدہ کی جستجو مین رہا کرین۔ اس بات کی توقع رکھنا
محض فضول ہے کہ عالی خاندان یا عالی دماغ آدمی کسی قصبہ کی انتظامی کمیٹی کی
ممبری قبول کرکے اسکے امور کے انتظام مین شرکت گوارا کرینگے یعنی مثلاً
پختہ سڑکین بنوانے والے بورڈ یا مہریون کو صاف کروانے والی کمیشن کا
ممبر بننا منظور کرینگے اور تضیع اوقات اور دماغ سوزی اُس کام مین کیون کرینگے
جبکو وہ جانتے ہین کہ ہمسے کم لیاقت آدمی ہمساہی ہی ذمہ داری کے پردہ مین
بے ایمانی کرسکینگے۔ تعمیرات سرکاری کا منتظم بورڈ یقین ہے کہ اُس قسم کے
آدمیون سے مرکب ہوگا جیسے لندن کی اضلاعی کمیٹیون مین ہوتے ہین اور نہ تو
یہ ممکن ہے اور نہ مناسب ہے کہ ایسے اشخاص کی کثرت ان کمیٹیون مین نہو لیکن مقامی
کمیٹیان خواہ اس مقصد سے قائم کی گئی ہین کہ اپنے خاص کام کو دیانتداری اور
روشنضمیری سے انجام دین خواہ اس غرض سے مقرر کی گئی ہین کہ قوم کی
پولیٹکل دانشمندی یا عقل سیاست کو ترقی دین بہرکیف یہ ضرور ہے کہ ایسی ہر
کمیٹی مین چند آدمی ایسے ہون جو اُس مقام خاص کے باشندون مین سب سے

زیادہ لائق ہون اور اُنکو کم لیاقت آدمیون سے ہمیشہ سابقہ رہے اور اُنسے
اُس مقام خاص کے کوائف وحالات کو دریافت کرتے رہین اور اُسکے عوض مین آپ اپنے
وسیع خیالات اور عالی اور عاقلانہ مقاصد کو اُنکے دلون مین راسخ کرتے رہین۔

دیہہ یا گانون میونسپل کمیٹی کا مستحق نہین ہے۔ گانون سے میری مراد وہ تمام
جسکے باشندے پیشہ یا تمدنی تعلقات کے لحاظ سے قرب وجوار کے دیہات کے
باشندون سے فرق بین نہ رکھتے ہون اونکی خاص ضرورتون کے لیے وہی
انتظام کافی ہو جو قرب و نواح مین کیا گیا ہے ایسے دیہات مین کمتر ایسے لوگ
ہوتے ہین جنسے میونسپل کمیٹی قائم ہو سکے اور اگر اُنکے باشندون مین ایسی لیاقت
یا علم ہوتا ہے جو عام معاملات کے انتظام مین بکار آمد ہو تو غالباً ایسی لیاقت
یا علم ایک ہی شخص مین جمع ہوتا ہے جو اُسکی بدولت اُس گانون کا مالک
بنجاتا ہے بہتر ہے کہ ایسے دیہات ایک بڑے حلقہ مین شامل کرلیے جائین بیرونی
اضلاع کی قائم مقامی خواہ مخواہ حدود جغرافیہ کے لحاظ سے قرار دیجائیگی اور اُن
سرحدیون کا بھی خیال رکھا جائیگا جنکی اعانت سے افراد بشر باہم ملکر کام کرتے ہین اور
جو کسی قدر حدود تاریخی کے تابع ہین جیسے اضلاع اور صوبجات کے حدود اور کسی قدر
مشارکت اغراض اور پیشہ کے تابع ہین جیسے زراعتی۔ بحری۔ صنعتی۔ یا معدنی اضلاع۔
مختلف قسم کے مقامی کامون کے لیے مختلف رقبات قائم مقامی کی ضرورت ہے۔
مثلاً متحدہ اضلاع نہایت مناسب بنیاد خیراتخانہ کی کمیٹیون کی قرار دی گئی ہے
اور رستون یا جیلخانون یا پولیس کے انتظام کے لیے اوسط درجہ کے ضلع کا رقبہ
مقدار کافی سے زائد نہین ہے اور بڑے بڑے ضلعون کے باب مین یہ کلیہ ترمیم

طلب ہے کہ جو منتخب شدہ کمیٹی کسی مقام خاص مین قائم ہوئی ہو اسکے اختیارات کل
اُن معاملات پر جو اُس مقام سے متعلق ہون حاوی ہونا چاہیے - اِس کلیہ مین ترمیم
ایک اور اصول سے کرنی چاہیے اور نیز اس خیال سے کہ مختص المقام کام کو انجام
دینے کے لیے جہانتک ممکن ہو اعلی درجہ کے لائق آدمی دستیاب کیے جاین
مثلاً اگر قوانین متعلقہ خیرات کے مناسب انتظام کے لیے یہ ضرور ہے کہ خیراتی
ٹیکس کا رقبہ اُس سے زیادہ نہو جتنا اکثر اضلاع متحدہ کا رقبہ اب ہے تو اس اصول سے
یہ لازم آتا ہے کہ ہر ایک ضلع کے لیے ایک بورڈ آف گارجینس مقرر کیا جاے
لکن چونکہ ضلع کے بورڈ کے لیے ایسے اشخاص دستیاب ہو سکتے ہین جو بورڈ آف
گارجینس کے ممبرون سے بہت زیادہ لیاقت رکھتے ہین لہذا مناسب ہے کہ
ضلع کے بورڈون سے بعض وہ اعلی قسم کا کام متعلق کیا جاے جسکا انتظام
اضلاع متحدہ بجاے خود آسانی سے کر سکتے ہین -

علاوہ نگرانی کنندہ کونسل یا لوکل سب پارلیمنٹ کے مختص المقام کام
کے لیے ایک خاص عاملانہ صیغہ بھی درکار ہے اور اُس صیغہ کی نسبت بھی وہی
سوالات ہو سکتے ہین جو کل سلطنت کے انتظامی حکام کی نسبت ہو سکتے ہین اور
اکثر ان سوالات کے وہی جوابات ہین - کیونکہ خلق اللہ کی امانتون[1] سے جتنے اصول
متعلق ہین وہ سب منطبق ایک ہین اول تو انتظامی افسر ایک ہی ہونا چاہیے اور جو کام اُس کے
متعلق کیا گیا ہے اُسکا ذمہ دار اکیلا اور بلا شرکت غیر کیا جاے - دوسرے یہ کہ وہ
نامزد کیا جاے منتخب نہ کیا جاے - یہ امر قابل مضحکہ ہے کہ افسر پیمائش یا افسر حفظان صحت

---

[1] اس سے کل خدمات عامہ مراد ہین ۱۲ مترجم

یا ٹکیسون کا کلکٹر عام ووٹ کے ذریعہ سے منتخب کیا جاے عوام کی تجویز اکثر اُنکے پیشواؤن پر موقوف ہوتی ہے مگر چونکہ وہ کسی تقرر کو عمل مین نہین لاتے ہین لہذا اُسکے ذمہ دار نہین ہین یا اُنکی تجویز اس امر پر موقوف ہوتی ہے کہ کوئی شخص اُنسے یہ استغاثہ کرے کہ میرے بارہ لڑکے ہین اور بیس برس سے اس ضلع کا ٹکیس برابر ادا کرتا چلا آیا ہون پس میرے حال پر ترس کھائیے۔ اگر ایسی صورتون مین وہ انتخاب جو کسی مقام خاص کے باشندے کرین نرا ڈھکوسلہ ہے تو وہ تقرر بھی جسکو وہان کی انتظامی کمیٹی عمل مین لائے تقریبًا اُسی قدر قابل اعتراض ہے۔ ایسی کمیٹیون مین ہمیشہ یہ استعداد رہتی ہے کہ اپنے ممبرون کے ذاتی فوائد کے لیے ایک قسم کی شرکتی کمیٹیان بنجاتی ہین۔ ہر مقامی کمیٹی کے چیرمین یعنی صدر نشین کی ذاتی ذمہ داری پر تقررات عمل مین لائے جائین کیونکہ اُس مقام خاص مین چیرمین وہی حیثیت رکھتا ہے جو حیثیت وزیر اعظم سلطنت مین رکھتا ہے اور اگر اُس مقام کا انتظام عمدہ ہے تو وہان کے چیرمین کے کام کا جزو اعظم عہدہ دارون کو مقرر کرنا اور اُنکے کام کی نگرانی کرنا ہے۔ اور خود چیرمین کو وہان کی کمیٹی اپنے خاص ممبرون مین سے مقرر کرے اور یا تو ہر سال اُسکا انتخاب از سر نو ہوا کرے یا کمیٹی کے ووٹ سے وہ برخاست کیا جاے ۔

مختص المقام انتظامی کمیٹیون کی ترکیب کو تحقیق کرنے کے بعد ہی اُنکے اوصاف کی تحقیق کرتا ہون کہ یہ مضمون بھی اُسی قدر ضروری اور مشکل ہے۔ اس مسئلہ کے دو جزو ہین ایک یہ کہ ان کمیٹیون کے فرائض کس قسم کے ہونے چاہیین دوسرے یہ کہ آیا ان فرائض کے دائرہ کے اندر اُنکو اختیار کامل ملنا چاہیے یا یہ کہ

اُنکے کام مین منجانب حکام صدر کچھ اور کیا دست اندازی ہونی چاہیے -

پر ظاہر ہے کہ خالص - تمامی کام جو صرف ایک ہی مقام خاص سے متعلق ہو وہان کے حکام سے متعلق ہونا چاہیے - قصبہ کی سڑکون کو پختہ بنوانا اور اُنمین روشنی کرنا اور اُنکو صاف کرانا اور اُنکے مکانات کی موریون کو بنوانا ان امور سے سوائے اُس قصبہ کے باشندون کے اور کسی کو کیا غرض ہے عموماً قوم ان امور سے اُتنا ہی تعلق رکھتی ہے جتنا اپنے تمام افراد کے ذاتی رفاہ سے تعلق رکھتی ہے - منجملہ اُن فرائض کے جو مختص المقام فرائض مین داخل ہین یا جنکو مختص المقام حکام انجام دیتے ہین بہت فرائض ایسے ہین جنکو قومی کہنا بجا ہے اسلیے کہ وہ کام انتظام ملک کا وہ حصہ ہے جو اُس مقام خاص سے متعلق ہے اور جسکی عمدگی مین کل قوم کا فائدہ ہے - مثلاً جیلخانے ہین جنکا انتظام اس ملک مین حکام ضلع سے متعلق ہے یا مقامی پولیس یا مقامی عدالتین ہین - خاص کر میونسپل قصبات مین اس قسم کا کام اکثر وہ عہدہ دار کرتے ہین جنکو اُس مقام کے باشندون نے منتخب کیا ہے اور جنکو وہان کے سرمایہ سے تنخواہ ملتی ہین اور انمین سے کوئی امر ایسا نہین ہے جسکو مختص المقام معاملہ بمقابلہ قومی معاملہ کے کہنا درست ہے - مثلاً اگر ملک کے کسی حصہ مین پولیس کی بدانتظامی سے راہزنون کی کثرت یا بداعمالی کی شدت ہوجاے یا اگر جیلخانہ کے قواعد کے خراب ہونے کی وجہ سے وہ سزا جو عدالتون کو اُن مجرمون کو دینی منظور تھی جو وہان قید ہین (ممکن ہے کہ یہ مجرم اور کسی ضلع سے آئے ہون یا اور کسی ضلع مین مرتکب جرائم ہوئے ہون) دو چند سنگین ہوجاے یا بہت ہی خفیف کردیجاے تو باقی ماندہ ملک اس سے بےخبر اور بےپروا نہ رہیگا - علاوہ اسکے

ان چیزون کے حسن انتظام مین جو امور داخل ہین وہ ہر جگہ ایک ہی ہین اور کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ پولیس یا جیلخانون یا عدالتون کا انتظام جو ملک کے ایک حصہ مین ہو وہی دوسرے حصہ مین بھی کیون نہو۔ اور پھر اس بات کا بھی بڑا اندیشہ ہے کہ اُنکے اہم امور مین جنکو انجام دینے کے لیے ملک بھر مین جو سب سے زیادہ عظیم یافتہ اشخاص ہین وہ بھی کافی لیاقت سے زیادہ نہین رکھتے ہین کم لیاقت آدمی (کیونکہ قصبات مین سرکاری کام کے لیے ایسے ہی لوگ مل سکتے ہین) ایسی فاحش غلطیون کے مرتکب ہون جنسے بڑا دھبہ ملک کے عام انتظام پر لگ جاے جان و مال کی حفاظت اور دو آدمیون کے درمیان انصاف کرنا یہی ابتدائی تمدنی ضرورتین ہین اور یہی علت غائی گورنمنٹ کی ہے پس اگر یہی امور ان اشخاص کی ذمہ داری پر چھوڑ دیے جاہین جو اعلیٰ درجہ کی لیاقت نہین رکھتے ہین تو پھر بجز جنگ وجدل اور صلحنامون کے اور کیا رہ گیا جسکے لیے ایک عام گورنمنٹ کی ضرورت ہو۔ ان ابتدائی مقاصد کے حصول کے لیے جو کچھ انتظام کیا جاے اُسکی پابندی سب پر لازم کر دی جاے اور اسکی تعمیل حکام صدر کے زیر نگرانی قرار دی جاے۔ یہ امر اکثر مفید ہوتا ہے اور ہمارے ملک کے بیرونجات مین چونکہ ایسے عہدہ دار کم ہوتے ہین جو عام گورنمنٹ کے قائم مقام سمجھے جاتے ہین لہذا یہان یہ بات ضرور ہے کہ جن فرائض کو حکام صدر مقرر کرین اُنکی تعمیل اُن عہدہ دارون سے متعلق کیجاے جنکو اُس مقام کے باشندون نے وہان کے خاص مقاصد کے لیے مقرر کیا ہو۔ لیکن تجربہ سے خاص و عام کو اسکی ضرورت ثابت ہوتی جاتی ہے کہ گورنمنٹ کیجانب سے انسپکٹر مقرر کیے جائین جو اُس

امر کی نگرانی کرتے رہین کہ مختص المقام حکام اپنے فرض کو ادا کرتے ہین جیسے صنعت و حرفت کے کارخانون کے انسپکٹر ہین جنکا کام اس امر کی نگرانی کرنا ہے کہ ان کارخانون کے باب مین جو قوانین پارلیمنٹ نے بنائے ہین اُنکی پابندی کیجاتی ہے یا انسپکٹر ان مدارس ہین جنکا کام اس امر کی نگرانی کرنا ہے کہ جن شرائط سے سرکار نے تعلیم کی امداد مین روپیہ دیا ہے اُنکی تعمیل کیجاتی ہے۔

لیکن اگر عدالت اور پولیس اور جیلخانہ کا انتظام ایسی چیز ہے جو علی العموم سب سے تعلق رکھتی ہے اور جو عام علم پر موقوف ہے اور مقامی خصوصیتون سے ایسی مستغنی ہے کہ اسکا یکسان قاعدہ سارے ملک مین ہونا چاہیے اور اسکا نفاذ اُن حکام کے ذریعہ سے ہونا چاہیے جو مختص المقام حکام سے زیادہ تعلیم یافتہ اور ہنرمند ہون تو ایسا کام بھی ہے جیسے مثلاً خیرات خانہ کے قوانین کا انتظام اور حفظان صحت کا انصرام اور اور امور جو فی الواقع سارے ملک سے تعلق رکھتے ہین مگر جنکا انتظام مختص المقام مقاصد کے لحاظ سے اُس مقام کے باشندون کے سوائے اور کوئی نہین کر سکتا ہے۔ اس قسم کے کام کی نسبت یہ سوال ہے کہ مختص المقام حکام کو کہانتک ایسا اختیار دینا چاہیے جو گورنمنٹ کی نگرانی یا تصرف سے بری ہو۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اس امر پر غور کرنا لازم ہے کہ حکام صدر اور حکام مختص المقام کام کی قابلیت کے لحاظ سے اور غفلت یا عمال ناجائز کے انسداد کے اعتبار سے باہم کیا مناسبت رکھتے ہین اول تو مختص المقام انتظامی کمیٹیان اور اُنکے مقررکردہ حکام پارلیمنٹ اور قومی عمال یعنے وزرا کی بہ نسبت عقل اور علم دونون مین

یقیناً کم ہوتے ہین۔ علاوہ کم لیاقت ہونے کے دہ عام ہلے جو اُنکی نگران رہتی ہے اور جبکے دہ مواخذہ وار رہتے ہین کم رتبہ اور کم مادہ ہوتے ہین اور وہ خاص و عام جنکے پیش نگاہ وہ کام کرتے ہین اور جو اُنکے کام پر نکتہ چینی کیا کرتے ہین تعداد اور علم و تفصل دونون باتون مین اُن خاص و عام سے کم ہین جو دار السلطنت مین حکام اعلی یعنی وزرار کو گھیرے رہتے ہین اور تنبیہ کیا کرتے ہین۔ اور چونکہ مختص المقام اغراض قومی اغراض کی بہ نسبت خفیف ہوتے ہین لہذا وہ کم رتبہ اور کم مادہ خاص و عام بھی اُنپر چندان توجہ و التفات نہین کرتے۔۔ اور اخبارات اور عام بحث بھی مختص المقام معاملات مین بہت کم دست اندازی کرتے ہین اور جو قدرے قلیل دست اندازی کرتے ہین اسکا لحاظ مختص المقام حکام کی کارروائیون مین بہ نسبت حکام صدر کی کارروائیون کے بہت کم کیا جاتا ہے۔ یہانتک تو فائدہ اسی مین معلوم ہوتا ہے کہ مختص المقام امور کا انتظام بھی حکام صدر کیا کریں۔ لیکن غور کیا جاے تو ان ترجیح کے وجوہ کے مخالف جو وجوہ ہین وہ بھی ایسے ہی قوی ہین۔ اگر مختص المقام حکام اور خاص و عام حکام صدر اور دار السلطنت کے باشندون کی بہ نسبت انتظام کے اصول سے کم واقف ہین تو اُس عیب کی مکافات اس صفت سے ہوگئی ہے کہ انتظام کے نتیجہ سے وہ صریح تر تعلق رکھتے ہین ممکن ہے کہ آدمی کا ہمسایہ خود اُس سے بہت زیادہ ذہین ہو اور اسکی بہبود اور سرسبزی سے ایک تعلق ضمنی رکھتا ہو مگر باوجود اِن سب باتون کے وہ شخص اپنی اغراض پر جیسی توجہ خود کریگا ویسی اُسکا ہمسایہ نہین کریگا۔ قطع نظر اسکے اگر یہ بھی فرض کرلیا جاے کہ گورنمنٹ صدر اپنے خاص عہدہ دارون کے ذریعہ سے مختص المقام امور کا انتظام

کرتی ہے تو بھی وہ عہدہ دار مقام صدر مین تو کام نہین کرتے ہین بلکہ اُسی مقام خاص مین کام کرتے ہین اور اگرچہ وہان کے خاص وعام صدر کے باشندون کی بنسبت کیسے ہی کم لیاقت ہون تاہم اگر اپنے حکام کی نگرانی کرنے کا موقع ملتا ہے تو اُنھین کو ملتا ہے اور اُنھین کی عام رائے کا اثر یا تو اُنکے افعال پر صراحتہً ہوتا ہے یا اُنکی رائے گورنمنٹ کو اُن امور پر متوجہ کردیتی ہے جنھین حکام مذکورین کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ صرف نہایت شدید صورتون مین ملک کی عام رائے کا اثر مختص المقام انتظام کے جزئیات پر پڑتا ہے اور اس سے کمتر عام رائے کو اس بات کا موقع ملتا ہے کہ کسی مختص المقام معاملہ کو خوب سمجھکر اُسکا فیصلہ کرے۔ مگر مختص المقام عام رائے مختص المقام حکام پر خواہمخواہ بہت زیادہ قوت کے ساتھ اثر کرتی ہے۔ اکثر اوقات حکام مختص المقام اُس مقام خاص کے مستقل باشندے ہوتے ہین اور اُنکو یہ توقع نہین ہوتی ہے کہ جب حکومت اُس مقام کی ہمارے پاس نرہیگی تو ہم یہانسے کہین اور چلے جائینگے اور یہ بھی فرض کرلیا گیا ہے کہ خود اُنکی حکومت اُس مقام خاص کے باشندون کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس باب مین طول دینے کی کیا ضرورت ہے کہ حکام مختص المقام اشخاص اور اشیا کی تفصیل سے کم واقف ہوتے ہین اور اُنکی اوقات اور خیالات اور امور مین اسقدر مصروف رہتے ہین کہ اُنکو مختص المقام حالات کا اُتنا اور ویسا علم بھی نہین حاصل ہوسکتا ہے جو اسلیے ضرور ہے کہ شکایتون کا فیصلہ کرسکین اور حکام مختص المقام سے اُن امور کو کرا سکین جنکے وہ ذمہ دار ہین لہذا جزئیات کے انتظام مین عموماً مختص المقام کمیٹیان ترجیح رکھتی ہین مگر مختص المقام انتظام کے اصول کو سمجھنے مین گورنمنٹ صدر کو اولیٰ وافضل ہونا چاہیے نہ صرف اسوجہ سے

کہ اُس گورنمنٹ کے ارکان بڑے بڑے لائق وفائق لوگ ہین اور صد ہا محققین اور مولفین جملہ اوقات مین مفید مضامین اُنکو سمجھایا کرتے ہین بلکہ اس سبب سے بھی کہ ہر ایک مختص المقام حاکم کا علم اور تجربہ ملک کے اُس حصہ پر جہان کا وہ حاکم ہے اور اُسکے انتظام کے طریقون پر محدود ہے مگر گورنمنٹ صدر پاس ایسا ذریعہ موجود ہے جس سے وہ سارے ملک کے کوائف وحالات کو دریافت کرسکتی ہے بلکہ غیر ملکون کے حالات کو بھی آسانی سے تحقیق کرسکتی ہے۔

ان مقدمات سے عملی نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہین ہے۔ جو حکام انتظام کے جزئیات سے خوب آگاہ ہین وہ جزئیات کے منتظم رکھے جائین۔ حکام صدر کا خاص کام ہدایت کرنا ہے اور حکام مختص المقام کا کام اُس ہدایت کو جاری کرنا ہے حکومت خاص مقامات مین محدود ہوسکتی ہے مگر علم سے کامل فائدہ اُسوقت ہوتا ہے کہ جب وہ ایک ہی مقام پر جمع کردیا جاوے اور آفتاب علم کا مرکز کسی ایسے مقام پر ہو جہان اُسکی متفرق اور منتشر شعاعین جمع ہو جائین اور چارطرف سے مختلف اور رنگ برنگی کرنین وہان پر جمع ہوکر صاف اور شفاف ہو جائین مختص المقام انتظام کے اُس شعبہ کو جو اغراض عامہ سے تعلق رکھتا ہو ایک منتظم صدر درکار ہے خواہ وہ وزیر ہو خواہ کوئی اور اہلکار وزیر کی ماتحتی مین مقرر کیا جاوے اگرچہ وہ اہلکار صرف اتنا ہی کام کرے کہ سب مقامات کا علم حاصل کرتا رہے اور ایک مقام پر جو کچھ تجربہ اُسکو حاصل ہوا ہو اُس سے دوسرے مقام پر جہان اُسکی ضرورت ہو کام لے۔ لیکن حاکم صدر کو اسکے سواے اور کام بھی کرنا چاہیے۔ یعنی اُسکو لازم ہے کہ مختص المقام حکام سے ہمیشہ خط کتابت کا سلسلہ جاری رکھے

اور اُنکے تجربہ سے خود مستفید ہو اور اپنے تجربہ سے اُنکو آگاہ کرے اور جب وہ اُس سے
مشورہ طلب کرین تو آزادی سے مشورہ دے اور جب صلاح دینے کی ضرورت
دیکھے تو خود اُنکو صلاح نیک دے اور اُنکی کارروائیون کا اعلان اور اُنکو تعلیم کرے
اور اُنسے اُس عام قانون کی اطاعت کرائے جو کونسل واضع قوانین نے مختص المقام
انتظام کے باب مین بنایا ہو۔ اسکا انکار غالباً بہت کم لوگ کرینگے کہ ایسے
قوانین مقرر کرنا لازم ہے۔ خاص مقامات اپنے خاص معاملات کا خراب انتظام
کرین تو خیر چندان مضائقہ نہین ہے مگر اور مقامات کے انتظام کو خراب
نہ کرنے پائین اور نہ اُن اصول انصاف مین رخنہ اندازی کرنے پائین جنکو
دو آدمیون کے درمیان برتنا چاہیے اور جنکی پابندی سختی سے کرانی سرکار کو فرض ہے
اگر مختص المقام فریق کثیر فریق قلیل کو دبانا چاہے یا ایک فرقہ دوسرے پر غلبہ حاصل
کرنا چاہے تو سرکار کو مداخلت کرنی لازم ہے۔ مثلاً سب مختص المقام ٹیکسون پر خاص کر
مقامی کمیٹی کا ووٹ لینا لازم ہے لیکن اگرچہ اُس کمیٹی کو ٹیکس دینے والون نے
منتخب کیا ہے تاہم ممکن ہے کہ وہ اپنے علاقہ کے خراج کو بڑھانے کی غرض سے
اس قسم کے ٹیکس باندھے یا ایسے طریقہ سے اُنکو تشخیص کرے کہ اُنکا بار غربا یا
امرا یا اور کسی خاص فرقہ رعایا پر غیر واجب یا خلاف انصاف پڑے۔ لہذا
کونسل واضع قوانین پر فرض ہے کہ مختص المقام ٹیکسون کی تعداد کو تو اُس
مقام خاص کی کمیٹی کی راے پر چھوڑ دے لیکن ٹیکس باندھنے کے طریقون کو اور اُسکی
تشخیص کے قواعد کو حاکمانہ طور سے مقرر کر دے اور اُنکی پابندی کو مقامی کمیٹیون پر
لازم گردانے۔ پھر ملاحظہ کیجیے کہ خیرات کے مقدمہ مین کل مزدور پیشہ فرقون کی محنت

اور اخلاق کا دار و مدار اس امر پر ہے کہ خیرات چند اصول معینہ کے موافق دیجاے اگرچہ یہ امر قرار دینا کہ اُن اصول کے موافق خیرات پانے کا مستحق کون ہے دراصل حکام مختص المقام کا کام ہے تاہم خود اُن اصول کو مقرر کرنا قومی پارلیمنٹ کا کام ہے اور پارلیمنٹ اپنے فرض کے ایک جزو اعظم مین غفلت کریگی اگر ایسے اہم قومی معاملہ مین قطعی قواعد نہ معین کردیگی اور ایسی تدبیر نہ کردیگی کہ اُن قواعد سے عدول و انحراف نہو سکے۔ اب رہا یہ امر کہ قوانین کو نافذ کرنے کی غرض سے دست اندازی کا کتنا اختیار منتظمان مختص المقام کو دینا ضرور ہے سو یہ ایک جزئی مسئلہ ہے جسمین بحث کرنا فضول ہے۔ کیونکہ خود قوانین مین سزاؤن کی تعریف لکھدی جائیگی اور اُنکو نافذ کرانے کا طریقہ مقرر کردیا جائیگا۔ بعض شدید صورتون مین شاید اسکی ضرورت ہوگی کہ حاکم صدر کا اختیار اتنا وسیع کردیا جاے کہ مختص المقام انتظامی کمیٹی کو موقوف یا مختص المقام حکام کو برطرف کرسکے مگر جدید تقررات کو عمل مین لانے یا مختص المقام دستورات کو معطل کردینے کا اختیار حکام صدر کو نہ دیا جاے اور جہان پارلیمنٹ نے دست اندازی نہین کی ہے وہان عاملانہ شعبہ کے کسی جزو کو بھی دست اندازی نہ کرنی چاہیے مگر اس شعبہ کا یہ کام سب سے افضل ہے کہ مشیر اور نکتہ چین اور قوانین کو نافذ کرنے والا ہے اور جن افعال کو قابل الزام سمجھتا ہے اُنکی شکایت پارلیمنٹ مین یا مختص المقام انتخاب کنندون سے کرتا ہے۔

شاید بعض آدمی یہ خیال کرین کہ اصول انتظام کے علم مین حکام صدر حکام مختص المقام سے چاہے کیسے ہی افضل ہون مگر عمل مین سے بہتر نہین ہین اسکا جواب یہ ہے کہ آزاد رعایا کی صرف تعلیم ہی کا مسئلہ غور طلب نہین ہے اور اگرچہ رعایا کی تعلیم

امور تمدن اور امور سیاست مین ایک نہایت ضروری امر ہے لیکن گورنمنٹ اور
انتظام کی غایت وغرض صرف یہی نہین ہے۔ اس اعتراض سے ثابت ہوتا ہے
کہ معترض اسکا مطلب اچھی طرح نہین سمجھا ہے کہ آزاد رعایا کا انتظام امور سلطنت مین
دخیل ہونا انکی پولیٹکل تعلیم کا ذریعہ کیونکر ہوتا ہے۔ وہ تعلیم خراب ہے جو ایک
جہالت کو دوسری جہالت کا شریک قرار دیکر دونون کو انکے حال پر چھوڑ دے
کہ اگر لوگ علم کے جویان ہین تو جہل کی تاریک راہ مین ٹٹول ٹٹول کر علم کے دروازہ تک
خود ہی پہونچ جائینگے اور اگر اسکے خواہان نہین ہین تو خیر اُسکے بغیر ہی اپنا کام چلا لینگے
ضرورت اس ذریعہ کی ہے جس سے جہلا اپنی جہالت سے واقف ہوکر علم سے
مستفید ہون اور جو لوگ صرف معمولی کام سے واقف ہین اُنکو اصول کے
موافق کام کرنے اور اصول کی قدرشناسی کرنے کی عادت پڑ جاے اور کام کے
مختلف طریقون کا باہم مقابلہ کرکے اپنی عقل کے زور سے یہ دریافت کرلین کہ
سب سے عمدہ طریقہ کام کرنے کا کیا ہے۔ جب ہم ایک عمدہ اسکول رکھنا چاہتے ہین تو
مدرس کو اُس سے خارج نہین کر دیتے ہین مثل مشہور ہے کہ جیسا ماسٹر ہے ویسا ہی اسکول
بھی ہوگا یہ مثل بالغ آدمیون کو سلطنت کا کام سکھانے پر بھی اُسی طرح صادق آتی ہے
جسطرح نابالغ لڑکون کو اسکولون اور کالجون مین تعلیم دینے پر صادق آتی ہے
وہ گورنمنٹ جو ہر ایک امر کو خود ہی کرنا چاہتی ہے بقول ایم چارلس ڈی رمیوساٹ صاحب
کے بمنزلہ اُس مدرس کے ہے جو اپنے شاگردون کا سب کام خود کرتا ہے اُسکے
شاگرد تو اُسکو بہت پسند کرینگے مگر اُسکی تعلیم سے اُنکو کچھ خاک بھی نہ آئیگا لیکن بخلاف
اسکے وہ گورنمنٹ جو اُس کام کو جسے اور کوئی کرسکتا ہے خود نہین کرتی ہے

اور نہ کسی دوسرے شخص کو کوئی کام کرنا سکھاتی ہے مثل اُس اسکول کے ہے جسمین کوئی ماسٹر نہو بلکہ بعض وہ طالب علم جنھون نے خود کچھ نہین سیکھا ہے لڑکون کو پڑھاتے ہون (ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار)۔

سولھوان باب

اِس امر کے بیان مین کہ قومیت پنچایتی گورنمنٹ سے کیا تعلق رکھتی ہے

نوع انسان کی کوئی صنف قوم واحد کی مصداق اُسوقت ہے جبکہ اُسکی افراد مین باہمی اتحاد اُن مشترک ہمدردیون کی وجہ سے ہو جو اُنکے اور غیر لوگون کے درمیان نہین پائی جاتی ہین اور جنکے باعث سے وہ باہم ملکر کام کرنے کی زیادہ خواہش رکھتے ہین بہ نسبت اسکے کہ غیرون کے ساتھ شریک ہو کر کام کرین اور ایک ہی گورنمنٹ کا محکوم ہونا چاہتے ہین اور یہ بھی چاہتے ہین کہ وہ گورنمنٹ خود اُنھین کے ذریعہ سے یا اُنکے ایک جزء کے ذریعہ سے ہو۔ قومیت کا یہ خیال مختلف اسباب سے پیدا ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ خیال قوم اور نسل کے ایک ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور زبان اور مذہب کا ایک ہونا بھی اسمین بڑا معین ہوتا ہے اور حد و جغرافیہ کا ایک ہونا بھی اسکا ایک سبب ہے۔ مگر سب سے زیادہ سبب قومی پولٹیکل حالات کا ایک ہونا ہے یعنی سب کی سرگذشت ایک ہو اور حالات ماضیہ سب کے ایک ہون جنکو یاد کر کے افتخار یا ذلت اور مسرت یا قلق سب کو برابر ہو۔ مگر انمین سے کوئی امر بھی قومیت کو ایسا لازم نہین ہے کہ اُسکے بغیر قومیت کا تحقق ممکن نہو نہ اُنمین سے کوئی امر فی نفسہ قومیت کے وجود کو کافی ہے

مثلاً ملک سوئزرلینڈ کے باشندون مین شدید حمیت قومی موجود ہے اگرچہ وہ مختلف قومون کے ہین اور اُنکی زبانین اور مذاہب بھی مختلف ہین سسلی (جزیرہ صقلاب) قومیت مین اپنے تئین نیپلیس سے ہمیشہ علٰحدہ سمجھا کیا ہے حالانکہ دونون کا مذہب اور دونون کی زبان بھی تقریباً ایک ہے اور دونون کے تاریخی حالات بھی ایک ہی سے ہین۔ ملک بلجیم کے دو صوبے یعنے فلیمش اور والون اگرچہ قوم اور زبانون کے لحاظ سے مختلف ہین تاہم باہمی قومی یگانگت کا خیال اس سے قوی تر رکھتے ہین جتنا سابق الذکر صوبہ ہالینڈ سے اور آخر الذکر صوبہ فرانس سے رکھتا ہے۔ تاہم جو اسباب حمیت قومی مین معین ہوتے ہین اُنمین سے کسی سبب کے نہونے کی وجہ سے صفت ضعیف ہوجاتی ہے۔ زبان اور لٹریچر (فن ادب) اور کسی قدر قوم اور حالات ماضیہ کے ایک ہونے کی وجہ سے جرمنی کے حصون مین قومیت کا خیال بہت قوی اور مضبوط رہا ہے حالانکہ وہان کے باشندے کسی زمانہ مین ایک ہی گورنمنٹ کے محکوم نہین رہے ہین لیکن قومی یگانگت کا خیال اس حد تک کبھی نہین ہوا ہے کہ جرمنی کے مختلف صوبے اپنی خودسری اور مطلق العنانی سے دست بردار ہونا چاہتے ہون۔ اہل اطالیہ مین زبان اور فن ادب کے ایک ہونے کی وجہ سے یگانگت ہے گو ناقص سہی مگر ساتھ اسکے اُنکا ملک (اطالیہ) اس مقام پر واقع ہوا ہے جو اور ملکون سے بالکل علٰحدہ ہے اور شاید ان سب باتون سے بڑھکر یہ بات ہے کہ سارے ملک کا ایک ہی مشترک نام ہے جسکی وجہ سے وہان کے سب باشندے فخر و مباہات کرتے ہین کہ اگلے زمانہ مین ہمنے علوم و فنون سپاہ گری

اور فن سیاست اور علم دین اور فن ادب مین کیسی کیسی ترقیان کی ہین اور کیا کیا کارنامان کیے تھے۔ پس ان امور کے تصور سے اطالیہ کے باشندون مین اسقدر قومی خیال یا حمیت قومی پیدا ہوئی ہے کہ گو وہ فی نفسہ ناقص سہی مگر اتنی تو ہے کہ اُس سے وہ واقعات عظیمہ وقوع مین آئے ہین جو ہمارے سامنے گذر رہے ہین حالانکہ اہل اطالیہ مین بہت سی قومین مخلوط ہین اور زمانہ گذشتہ یا زمانۂ حال مین وہ کبھی ایک ہی گورنمنٹ کی محکوم نہین رہی ہین الا اُسوقت جبکہ وہ اطالیہ کی گورنمنٹ[۱] ربع مسکون کے بہت بڑے حصہ پر محیط ہو گئی تھی یا ہوتی جاتی تھی۔

جہان قومی یگانگت کا خیال کسی قدر قوت کے ساتھ موجود ہے وہان بادی النظر مین یہ دعوی چل سکتا ہے کہ اُس قوم کے جملہ افراد باہم متفق ہو کر ایک ہی گورنمنٹ کے محکوم اور تابع ہو جائین اور وہ گورنمنٹ خود اُنھین کی ہو یہ قول بمنزلہ یہ کہنے کے ہے کہ گورنمنٹ کے مسئلہ کا فیصلہ خود محکومین کو کرنا لازم ہے اگر نوع انسان کی کسی صنف کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار نہین ہے کہ انسان کی مختلف جماعتون مین سے کس جماعت کا شریک ہو کر رہنا وہ پسند کرتے ہین تو پھر اور کس چیز کو پسند کرنے کا اختیار اُنکو ہے لیکن جب کوئی قوم آزاد گورنمنٹ کے لیے تیار ہو تب بھی ایک نہایت اہم امر غور طلب باقی رہتا ہے آزاد گورنمنٹ اُس ملک مین تقریبا غیر ممکن ہے جہین مختلف قومین رہتی ہون۔ کیونکہ جب کسی ملک کے لوگون مین قومی ہمدردی نہو علی الخصوص جب اُنکی زبانین بھی مختلف ہون تو وہ متفق رائے جمہور جسپر پنچایتی گورنمنٹ کا عملدرآمد موقوف ہے موجود نہین رہ سکتی

[۱] اس سے رومتہ الکبریٰ کی سلطنت مراد ہے جو اگلے زمانہ مین سب سے بڑی سلطنت تھی ۱۲۔ مترجم

کیونکہ وہ اسباب جنسے رائین قائم ہوتی ہین اور پولٹیکل افعال وقوع مین آتے ہین اُس ملک کے مختلف حصون مین مختلف ہوتے ہین۔ اور وہان کے باشندون کے ایک جزو کو ایک قسم کے پیشواؤن کا اعتبار ہوتا ہے اور دوسرے جزو کو دوسرے قسم کے سرغناؤن پر اعتماد ہوتا ہے۔ اور انکو ایک ہی قسم کی کتابین اور اخبارات اور رسالے اور انجمنین نہین پہونچتی رہتی ہین۔ اور اُسکے ایک ٹکڑے کو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ٹکڑے مین کیسی رائین یا کیسی خواہشین دائر و سائر ہین اور ایک ہی قسم کے حوادث اور ایک ہی قسم کے افعال اور ایک ہی طرز حکومت اُن سب پر مختلف طریقون سے اثر کرتا ہے۔ اور ہر ایک قوم کو دوسری قوم سے زیادہ تر ضرر پہونچنے کا خوف ہوتا ہے بہ نسبت اُس گورنمنٹ کے جو اُن دونون پر حاکم ہے۔ اور جسقدر وہ ایک دوسرے سے حسد اور نفاق رکھتے ہین اُسقدر گورنمنٹ سے نہین رکھتے ہین اور جب ایک قوم بادشاہ وقت کی حکمت عملی کی شکایت کرتی ہے تو دوسری قوم اُسکی تائید پر آمادہ ہوجاتی ہے۔ اور اگر سب قومون کو حاکم وقت کے ظلم کی شکایت ہو تب بھی ایک دوسرے پر یہ بھروسا نہین کرسکتی ہے کہ حاکم وقت کے مقابلہ مین ہماری شرکت کریگی اور ایک قوم اتنی قوت نہین رکھتی ہے کہ دوسری قوم کی اعانت کے بغیر حاکم وقت کا مقابلہ کرسکے اور ہر ایک قوم یہ خیال کرتی ہے کہ ہمارا فائدہ اسی مین ہے کہ دوسری قوم کی مخالفت کرین تاکہ گورنمنٹ ہمسے راضی رہے اور ان سب باتون سے بڑھکر یہ بات ہے کہ گورنمنٹ کی مطلق العنانی سے محفوظ رہنے کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ جو ہے وہ بھی اس صورت مین

نہین پایا جاتا ہے یعنی فوج رعایا کے ساتھ ہمدردی نہین رکھتی ہے۔ ہر قوم کا فوجی حصہ وہ ہے جو سب سے زیادہ اپنے ہموطنون مین اور غیرون مین فرق و امتیاز سمجھتا ہے۔ اور لوگون کے نزدیک تو غیر ملک کے لوگ صرف اجنبی ہوتے ہین مگر سپاہی کی نظر مین وہ ایسے لوگ ہوتے ہین کہ جسوقت سرکار کا حکم ہو اُسی وقت وہ اُنکی جان لینے اور اپنی جان دینے پر آمادہ ہو جاوے۔ سپاہی کی نظر مین یہ فرق ایسا ہے جیسا دوست اور دشمن مین بلکہ یہ کہیے کہ جیسا ہمارے ملکی بھائیون اور جانورون مین ہے کیونکہ دشمن کی نسبت سواے تلوار کے کوئی قانون نہین ہے اور اس سے نرمی کرنے کا بھی وہی باعث ہے جو اور حیوانات سے ہے یعنی مروت اور خداترسی۔ وہ اہل فوج جنکی نظرون مین گورنمنٹ کی رعایا کا ایک نصف یا تین ربع غیر ملک والے ہین اس رعایا کو قتل و قمع کرنے مین اُس سے زیادہ دریغ نہ کرینگے نہ اُس سے زیادہ اِس فعل کی وجہ دریافت کرینگے جتنا دشمنان قطعی کی نسبت کرتے۔ جس فوج مین مختلف قومون کے لوگ ہوتے ہین اُنہین اور کوئی حب الوطنی نہین ہوتی ہے بجز اسکے کہ علم لشکر کے جان نثار ہوتے ہین۔ زمانہ جدید کے کل تاریخی حالات اسپر شاہد ہین کہ ایسی فوجین آزادی کے حق مین جلاد رہتی ہین۔ اُنہین باہمی اتفاق کا باعث صرف اُنکے افسر ہین اور وہ گورنمنٹ جسکے وہ نوکر ہین۔ اور اگر اُنکو کسی بات کا خیال رہتا ہے تو صرف اس بات کا کہ اپنے افسرون کا حکم مان لینا واجب ہے۔ جس گورنمنٹ کی پشتی پر اس قسم کی فوج ہو وہ ہنگیری کے رجمنٹون کو اٹلی مین اور اٹلی کے رجمنٹون کو ہنگیری مین تعینات کر کے دونون ملکون پر برابر حکومت کر سکتی ہے مگر صرف بزور شمشیر

جیسا غیر ملک کے رہنے والے فاتحون کا قاعدہ ہے۔

اگر یہ کہا جاے کہ ایسا فرق عظیم اس سلوک مین کرنا جو ہمکو اپنے ہموطنون سے کرنا لازم ہے اور اُس برتاؤ مین جو ہمکو اور بندگان خدا سے کرنا چاہیے وحشیون کو شایان ہے شائستہ لوگون کو نہین زیبا ہے اور اُسکی تردید مین کوشش بلیغ کرنی واجب ہے تو اِسکا جواب یہ ہے کہ مجھسے زیادہ اِس راے کا کون مؤید ہے۔ مگر یہ مقصد جو ان سب مقاصد سے جنکے حصول کی کوشش انسان کرسکتا ہے اشرف ہے تہذیب و شائستگی کی موجودہ حالت مین اس طریقہ سے ہرگز نہین حاصل ہوسکتا ہے کہ مختلف قومین جو ایک ہی درجہ کی قوت نہین رکھتی ہین ایک ہی گورنمنٹ کے تابع اور محکوم رکھے جائین۔ تمدن کی وحشیانہ حالت مین کبھی کبھی اور ہی کیفیت پائی جاتی ہے یعنی اس صورت مین گورنمنٹ کو محکوم قومون کی باہمی عداوتون کو کم کرنے کی فکر اسلیے رہتی ہے کہ ملک مین امن و امان رہے اور آسانی سے حکومت ہوسکے۔ لیکن جب چند قومون مین ربط و اتحاد قدرتی نہو بلکہ تکلف اور تصنع پر مبنی ہو اور اُنمین آزاد گورنمنٹ ہو یا ایسی گورنمنٹ کی خواہش ہو تو گورنمنٹ کا فائدہ اِس امر مین ہے جو اسکے بالکل خلاف ہے یعنی اُسکا فائدہ اِسمین ہے کہ رعایا کی باہمی عداوتون کو قائم رکھے بلکہ اور زیادہ کرتی رہے تاکہ وہ باہم اتفاق نہ کرسکین اور رعایا کے ایک فرقہ کو گورنمنٹ دوسرے فرقہ کے غلام بنا لینے کا ذریعہ گردانے۔ چنانچہ آسٹریا کے بادشاہ نے مدت سے یہی وتیرہ اختیار کیا ہے اور اسی کو اپنی حکومت کا بڑا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور جو کچھ کامیابی حاصل ہوئی ہے اُسکی کیفیت ویانا کی بغاوت اور ہنگیری کی

لڑائی سے ساری دنیا کو معلوم ہو گئی ہے۔ الحمد للہ اب سلطنت اسٹریا مین ترقی کے ایسے آثار نمایان ہین کہ ایسی حکمت عملی مین کامیاب ہونا محال ہے۔

بر بناء وجوہ متذکرۂ بالا آزاد گورنمنٹ کی ایک شرط ضروری یہ ہے کہ گورنمنٹ کے حدود محکوم قومون کے حدود سے بہ اصل مطابق رہین۔ لیکن عملی حالت مین بہت سے امور اس عام قاعدہ کے مخالف نظر آتے ہین اول تو اس اصول کے نفاذ مین اکثر موانع جغرافیہ عارض ہین۔ خود یورپ کے بھی بعض ایسے حصے ہین جنمین مختلف قومین باہم ایسی خلط ملط ہو گئی ہین کہ مختلف گورنمنٹون کے محکوم عملاً نہین رہ سکتے ہین مثلاً صوبہ ہنگیری کی آبادی مین مگیار۔ سلووک۔ کروٹس۔ سربس۔ رومنس۔ اور بعض اضلاع مین جرمن۔ یہ سب قومین باہم ایسی آمیختہ ہین کہ انہین جدائی ممکن نہین ہے اور انکو سوائے اسکے کوئی چارہ نہین ہے کہ ضرورت پر نظر کرکے اور مساوی حقوق اور مساوی قوانین کی پابندی گوارا کرکے بہ صلح و آشتی بسر کرین۔ انکی غلامی کی حالت کی ابتدا صرف ۱۸۴۹ء سے ہے جبکہ ہنگیری کی آزادی اور خود سری مٹادی گئی اور چونکہ وہ سب ایک ہی بلا مین مبتلا ہین لہذا اب انکو اتفاق کی استعداد اور آمادگی ہوتی جاتی ہے پرشیا کے حصہ شرقی مین جو ایک نو آبادبستی اہل جرمن کی ہے وہ قدیم پولینڈ کے ایک حصہ کے حائل ہونے کی وجہ سے سلطنت جرمن سے الگ ہو گئی ہے اور چونکہ وہ بستی تنہا قوت نہین رکھتی ہے کہ اپنی ایک علحدہ اور خود رائے گورنمنٹ مقرر کرلے لہذا اگر حدود جغرافیہ کو قائم رہنا ہے تو یا تو وہ ایک غیر جرمن گورنمنٹ کی محکوم ہو جائیگی یا یہ کہ پولینڈ کا درمیانی ٹکڑا جرمنی کی عملداری مین آجائیگا۔ ایک اور وسیع ملک جسکی آبادی مین اہل جرمنی کا غلبہ ہے اور جسمین صوبجات کورلینڈ۔ استھونیا اور لونیا

داخل ہین ایسے مقام پر واقع ہے کہ بمجبوری سلیوونین سلطنت کا ایک جزہوگیا ہے خود جرمنی کے مشرقی حصہ مین قوم سلیوونین کی آبادی کثرت سے ہے یعنی صوبہ بوہیمیا مین اکثر اسی قوم کے لوگ ہین اور صوبہ سلیشیا اور دیگر صوبجات مین کچھ اس قوم اور کچھ اور قومون کے لوگ ہین۔ ممالک یورپ مین سب سے زیادہ اتفاق ملک فرانس مین ہے مگر وہان کے باشندے ہمجنس ہرگز نہین کیونکہ علاوہ اُن غیر قومون کے جو اس ملک کے سرحدون پر آباد ہین زبان اور تاریخ سے ثابت ہے کہ اس ملک کے دو حصے آبادی کے لحاظ سے ہین ایک وہ حصہ ہے جسکے باشندے قدیم فرانسیسی اور رومی نسل سے ہین اور دوسرا وہ حصہ ہے جسمین فرنگی اور برگنڈی اور اور قومین کثرت سے رہتی ہین۔

جب جغرافیہ کی ضرورتون کا لحاظ کامل کرلیا گیا ہے تو اب ایک اخلاقی اور تمدنی امر کا خیال کرنا ضرور ہے۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ممکن ہے کہ ایک قوم دوسری مین مِل جُل جائے اور اگر وہ قوم جو دوسری سے خلط ملط ہوگئی ہے پہلے ذلیل اور ناشائستہ قوم تھی تو اس اختلاط سے اُسکو بڑا فائدہ ہوا ہے۔ کوئی شخص یہ خیال نہین کرسکتا ہے کہ ایک برٹن یا ایک باسک کے حق مین یہ مفید نہین ہے کہ ایک نہایت مہذب اور شائستہ قوم کے خیالات اور جذبات اُسکی طبیعت مین سما جائین اور وہ فرانسیسی قوم کا ایک رکن ہوکر فرانس کی آزاد رعیت کے جملہ حقوق مدرجہ مساوی حاصل کرے اور فرانسیسی گورنمنٹ کی حفاظت کے فوائد مین شریک رہے اور اُسکی شان وشوکت مین بھی اپنا حصہ پالیے۔ یہ حالت اس سے تو لاکھ درجہ بہتر ہے کہ وہ اگلے زمانہ کی وحشیانہ حالت مین گرفتار کسی پہاڑ کی کھو مین پڑا ہوا اپنے خیالی پلاؤ پکایے؟

کرے اور دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق اور سروکار نہ رکھے یہی قول صوبہ ویلس کے باشندون اور اسکاٹ لینڈ کے کوہی آدمیون پر باین حیثیت کہ وہ قوم انگریزین داخل ہوگئے ہین صادق آتا ہے۔

جس کسی امر کے باعث سے مختلف قومین باہم مخلوط ہو جائین اور اُنکے اوصاف اور خواص مین باہم خلط ملط ہوکر ایک اتحاد کی کیفیت پیدا ہو جاوے وہ نوع انسان کے لیے مفید ہے۔ اور یہ کیفیت اسطرح سے نہین پیدا ہوسکتی ہے کہ وہ صورتین بالکل مٹادی جائین جنکے بہت سے نمونے یقیناً باقی رہینگے بلکہ اسطرح پیدا ہوسکتی ہے کہ اُنکی شدت کم کردی جاوے اور افراط وتفریط کے درمیانی درجے بھر دیے جائین۔ دوغلے جانورون کی طرح مخلوط قومین بھی اپنے آبا واجداد کے مخصوص اوصاف اور خوبیان وراثۃً پاتی ہین اور اُنکی مخالطت سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ غیرون کی برائیان اُنہین نہین آنے پاتین اور موروثی صفتون کا اثر بہ نسبت حیوان کے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ انسان مین بدنی اور اخلاقی دونون قوتین ہین اور حیوان مین صرف بدنی قوتین ہین ایسی مخالطت کا امکان چند مخصوص شرائط پر موقوف ہے اور مختلف اسباب کے جمع ہو جانے سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔

جو قومین ایک ہی گورنمنٹ کی محکوم ہون وہ دو حال سے خالی نہین ہین یا تو تعداد اور قوت مین برابر ہین یا برابر نہین ہین۔ اگر تعداد اور قوت مین برابر نہین ہین تو جو قوم تعداد مین کم ہے تہذیب و شائستگی مین دوسری قوم سے اعلیٰ ہے یا ادنیٰ فرض کیجیے کہ اعلیٰ ہے تو اس شرف و بزرگی کی وجہ سے دوسری قوم پر غالب آگئی ہے یا دوسری قوم نے محض اپنی طاقت بدنی سے اُسکو مغلوب کرکے اپنا محکوم

بنالیا ہے۔ یہ آخری شق انسان کے حق مین بہت مضر ہے اور سب مہذب قومون کو لازم ہے کہ باہم متفق ہوکر اِس بلا کو دفع کرنے کی کوشش کرین۔ خطۂ یونان سلطنت مقدونیہ مین شامل ہوجانا دنیا اور اہل دنیا کے لیے ایک مصیبت عظمی تھی اور اگر یورپ کی کوئی بڑی سلطنت روس کی عملداری مین آجائے تو ایسی ہی قیامت کبری برپا ہوجائے۔

اگر وہ قوم جو تعداد مین کم مگر تہذیب و شائستگی مین زیادہ ہے اُس قوم پر جو تعداد مین زیادہ ہے غالب آجاے جیسا کہ اہل مقدونیہ نے یونان سے کمک لیکر بعض ممالک ایشیا کو مسخر کرلیا اور انگریزون نے ہندوستان کو لے لیا تو تہذیب و شائستگی کا بھلا ہوتا ہے لکن اِس صورت مین فاتح اور مفتوح اکٹھا ہوکر ایک ہی آزاد گورمنٹ کی محکوم نہین رہ سکتی ہین۔ اگر قوم فاتح اُس قوم کے ساتھ جو اُس سے کم ترقی یافتہ ہے آمیختہ ہوجاے تو خرابی ہو۔ بلکہ قوم فاتح کو لازم ہے کہ قوم مفتوح کو رعیت بناکر اُسپر حکومت کرے اور ایسی حکومت سے قوم مفتوح کا نفع یا نقصان اسپر موقوف ہے کہ آیا وہ قوم شائستگی کے اس درجہ پر پہونچ گئی ہے جسمین ایک آزاد گورمنٹ کے محکوم ہونے سے نقصان ہے اور آیا قوم فاتح اپنی فضیلت کو اس طریقہ سے کام مین لاتی ہے جس سے یہ خیال ہو کہ قوم مفتوح کو ترقی کے اعلی درجہ کے قابل بنادیگی۔ اس امر خاص پر بحث باب آئندہ مین کیجائیگی۔

جب وہ قوم جسنے دوسری قوم کو مغلوب کرلیا ہے تعداد اور ترقی دونون مین اُس سے زیادہ ہے علی الخصوص جب قوم مفتوح تھوڑی سی ہے اور اپنی خودسری کو از سرنو قائم کرنے کی امید نہین رکھتی ہے تو اس صورت مین اگر اسپر حکومت کسی قدر انصاف کے ساتھ کیجاے اور اگر قوم فاتح کے آدمیون کو ایسے خاص حقوق نہ دیے جائین

کہ قوم مفتوح اِسنے جلنے لگے تو جو قوم تھوڑی سی ہے وہ رفتہ رفتہ ایسی حالت سے راضی ہوکر
اُس قوم مین جسکی کثرت ہے آمیختہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً کوئی باسک برٹن یا السیشین آجکل
ذرا بھی خواہش نہین رکھتا ہے کہ فرانس سے علیحدہ ہوجاوے اور اگر آیرلینڈ کے
سب لوگون کی یہی خواہش انگلینڈ کی نسبت نہین ہے تو اسکی وجہ کچھہ تو یہ ہے کہ
اہل آیرلینڈ خود اس کثرت سے ہین کہ اپنی ایک علحدہ قوم بنا سکتے ہین مگر اسکی بڑی
وجہ یہ ہے کہ چند سال اُدھر تک اُنپر ایسے ظلم و تعدی کیجاتی تھی کہ اُنکے اچھے
اور بڑے سب خیالات نے جمع ہوکر قوم سیکسن کی حکومت کا عدوے جان
اُنکو بنا دیا تھا۔ اسمین انگلینڈ کی بڑی ذلت و رسوائی تھی اور کل سلطنت انگریزی
کے لیے ایک آفت تھی لیکن الحمد للہ تقریباً ایک پشت گذری ہے جب سے یہ کیفیت
بالکل جاتی رہی ہے اور اب کوئی آیرلینڈ کا آدمی انگلینڈ کے لوگون سے
کم آزاد نہین ہے اور ہر ایک فائدہ مین اُسکا ملک یا وہ خود اُس سے کم حصہ
نہین پاتا ہے جتنا اُس حالت مین پاتا کہ اگر سلطنت انگریزی کے اور کسی حصہ مین
پیدا ہوا ہوتا اور اب آیرلینڈ والون کو صرف اتنی شکایت باقی ہے کہ چرچ
یعنی کلیسا کو سرکار سے کیون تعلق ہے لیکن یہ شکایت ایسی ہے جسمین برٹن اعظم کی
نصف خلقت اُنکی شریک ہے اور اب یہی سرگذشت کو یاد کرکے یا جو مذہب
غالب ہے اُسکے تفاوت کا خیال کرکے آیرلینڈ والے انگلینڈ کی شکایت کرین تو خیر ورنہ اب
اور کوئی امر ایسا نہین ہے جو اُن دو قومون مین تفرقہ اندازی کرسکے جو شاید دنیا کی سب
قومون سے زیادہ اسکی لیاقت رکھتے ہین کہ ایک قوم دوسرے کے متمم یعنی تکمیل کرنے والی ہے
اب آیرلینڈ کے لوگون کو یہ خیال ہوتا جاتا ہے کہ ہمسے مساوی درجہ کا انصاف ہی نہین کیا جاتا ہے

بلکہ مساوی درجہ کی رعایت بھی کیجاتی ہے اور اس باعث سے وہ خیالات اُسکے دل سے نکلتے جاتے ہین جنکے سبب سے وہ اُن فوائد کا ادراک کرسکتے تھے جو اُس قوم کو جو تعداد اور دولت مین کم ہے اُس قوم سے حاصل ہوتے ہین جو اُس سے کچھ غیریت نہین رکھتی ہے اور اُسکے ہمسایہ مین رہتی ہے اور دنیا کی سب قومون سے زیادہ متمول اور آزاد اور شائستہ اور زبردست ہے۔

بعض صورتون مین مختلف قومون کی آمیزش مین بڑے بڑے عملی موانع پیش آتے ہین ایک صورت یہ ہے کہ وہ قومین جنمین آمیزش ہوئی ہے تعداد مین اور دیگر لوازم حکومت مین تقریبًا برابر ہون اور ہر قوم اپنی طاقت پر بھروسا کرکے اور اپنے تئین اور قومون کا مقابلہ کرنے کے قابل سمجھکر اُنمین آمیختہ ہوجانا نہ گوارا کرے بلکہ کد وکاوش سے اپنی مخصوص صفتون کو ترقی دے اور قومی خصلات کو بڑھانے کے لیے متروک رسوم کو جاری کرے اور مُردہ زبانون کو دوبارا زندہ کرے اور ایک قوم کے حکام دوسری قوم پر حکمرانی کرین تو یہ محکوم قوم اسکو بڑا ظلم سمجھے اور جو کچھ ایک قوم کو دیا جاے اُسکو اور قومین یہ سمجھین کہ ہمسے لیکر اسکو دیا گیا ہے اور جب وہ قومین جنمین ایسے اختلافات موجود ہون کسی مطلق العنان گورنمنٹ کی محکوم ہون جو سب کی غیر ہو یا جو اُنکی ہم قوم ہو مگر قومی ہمدردیون سے زیادہ اپنی ذاتی قوت پر بھروسا کرکے اُنمین سے کسی قوم سے کچھ رعایت نہ کرے بلکہ اپنے اہلکارون کو سب قومون مین سے بلا امتیاز مقرر کرے تو چند پشتون مین حیثیت کے ایک ہونے کی وجہ سے اکثر اتفاق پیدا ہوتا ہے اور مختلف قومین ایک دوسرے کو اپنا ہموطن سمجھنے لگتی ہین علی الخصوص اُسوقت جبکہ وہ سب ایک ہی ملک مین جابجا سکونت پذیر ہون لیکن اگر آزاد گورنمنٹ کی آرزو کرنے کا زمانہ اس آمیزش کے وقوع کے

بیشتر آجاے تو اس آمیزش کا موقع جاتا رہیگا- اگر غیر مخلوط قومون مین جد جغرافیہ فارق ہون علی الخصوص اگر انکی مقامی حیثیت ایسی ہو کہ ان سب کا ایک ہی گورمنٹ کا محکوم ہونا مناسب یا آسان نہو (جیسے مثلاً اطالیہ کا کوئی صوبہ جرمنی یا فرانس کی عملداری مین آجاے) تو اس صورت مین انکو باہم قطع تعلق کر لینا صرف مناسب ہی نہین ہے بلکہ اگر آزادی یا اتفاق قائم رکھنا منظور ہے تو قطع تعلق کر لینا ضرور ہے- ایسی صورتین بھی ممکن ہین جنمین چند صوبجات علٰحدہ ہونے کے بعد باہمی اتفاق کی شکل پیدا کرلین جس سے سب کو فائدہ ہو لکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگرچہ قومین کامل خودمختاری سے دست بردار ہو کر ایک ہی سلطنت متفقہ کی ارکان ہونا چاہین تو اُنمین سے ہر ایک قوم کسی اور قوم سے جو مشترک ہمدردیان رکھتی ہے گو مشترک اغراض نہ رکھتی ہو تعلق کر لینا پسند کریگی-

سترھوان باب

متفقہ پنچایتی گورمنٹون کے بیان مین

نوع انسان کے وہ حصے جو ایک ہی اندرونی گورمنٹ کے محکوم ہونے کی لیاقت یا مرضی نہین رکھتے ہین اُن تعلقات کی نسبت جو وہ غیر قومون سے رکھتے ہین اکثر فائدہ سے کے ساتھ باہم اتفاق کر کے اپنی ایک گورمنٹ بنا لیتے ہین اور انکا مقصد اس اتفاق سے یہ ہوتا ہے کہ آپسمین جنگ و جدل نہونے پائے اور زبردست سلطنتون کی دست درازی سے بخوبی محفوظ رہین-

ایسے اتفاق کا مناسب ہونا چند شرائط پر موقوف ہے- پہلی شرط یہ ہے کہ اُن

قومون مین باہمی ہمدردی بمقدار کافی ہو۔ اس اتفاق سے اُنپر فرض ہوجاتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی فریق کی طرف سے لڑین اور اگر اُنکے خیالات ایک دوسرے کی نسبت ایسے ہین یا اپنے قرب وجوار کی قومون کی نسبت اُنکے خیالات ایسے مختلف ہین کہ وہ عموماً فریق مخالف کی طرف سے لڑنا پسند کرتے ہین تو ایسی حالت مین رشتہ اتفاق غالباً مدت تک باقی رہیگا اور جب تک قائم رہیگا اُسکی پابندی اچھی طرح نہ کیجائیگی۔ اس مقصد کیلیے جو ہمدردیان درکار ہین وہ قوم اور زبان اور مذہب سے اور اُنسے بھی زیادہ آئین سیاست سے پیدا ہوتی ہین کیونکہ سب سے زیادہ آئین سیاست سے پولٹیکل اغراض کے ایک ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ جب چند آزاد سلطنتون کو جو علیحدہ علیحدہ اپنی حفاظت کی قدرت نہین رکھتی ہین وہ شاہان جنگجو جو اپنے ہمسایہ کی آزادی کو بھی بُرا اور ذلیل سمجھتے ہین چاروطرف سے گھیرلین تو اُن سلطنتون کو اپنی آزادی اور اُسکی نعمتون کو بچانے کی اور کوئی تدبیر بجز اسکے نہ سوجھے کہ باہم اتفاق کرلین۔ اس سبب سے جو غرض مشترک پیدا ہوئی ہے وہ صدہا برس کے عرصہ سے ملک سوئٹزرلینڈ مین رشتہ اتفاق کو قائم رکھنے کے لیے کافی پائی گئی ہے باوجودیکہ اُس ملک مین تفاوت مذہب اُس زمانہ مین تھا جبکہ تمام ممالک یورپ مین یہ اختلاف لاعلاج پولٹیکل عداوت کا سبب قوی تھا اور باوجودیکہ اُس نفس اتفاق کی ترکیب مین بڑا نقص موجود تھا اور حالانکہ امریکا مین وہ سب شرائط جنپر ایسے اتفاق کا قائم رہنا موقوف ہے بدرجہ اتم واکمل موجود تھے مگر صرف ایک عیب تھا کہ بردہ فروشی کی نسبت وہان کا آئین مختلف تھا پس یہی ایک اختلاف بڑھتے بڑھتے یہانتک پہونچ گیا ہے کہ سلطنت متفقہ کے دونون حصون کی باہمی ہمدردیان زائل ہوگئی ہین اور اُس رشتہ اتحاد کا جو اُن دونون کے حق مین نعمت عظمی ہے

قائم رہنا یا ٹوٹ جانا ایک شدید اندرونی لڑائی کے نتیجہ پر موقوف ہے۔

متفقہ گورنمنٹ کے قیام واستحکام کی دوسری شرط یہ ہے کہ جو مختلف صوبجات اُسمین شامل ہین وہ علحدہ علحدہ اتنی قوت نہ رکھتے ہون کہ غنیم کے حملہ سے اپنے تئین بچانے کے لیے اپنی ذاتی طاقت پر بھروسا کرسکین کیونکہ اگر وہ اتنی طاقت رکھتے ہین تو اُنکو غالباً یہ خیال ہوگا کہ اورون کے ساتھ اتفاق کرنے سے جتنا فائدہ ہمکو ہے اُس سے زیادہ نقصان اپنی آزادی فعل کو ترک کر دینے سے ہے۔ لہذا جب کبھی سلطنت متفقہ کی حکمت عملی اُن امور مین جنکا تصفیہ اس سے مخصوص کر دیا گیا ہے اُس حکمت عملی سے مختلف ہوگی جو اُس سلطنت کا کوئی رکن علحدہ اختیار کرنا چاہتا ہے تو چونکہ اُس اتفاق کو قائم رکھنے کی کسی کو کماحقہ فکر نہین ہے لہذا اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ جزئی اختلاف یہانتک بڑھ جائیگا کہ آخر کو وہ سلطنت متفقہ زائل ہو جائیگی۔

تیسری شرط جو پہلی دو شرطون سے کم نہین ہے یہ ہے کہ مختلف صوبے جو باہم عہد و پیمان کرنا چاہین اُنکی قوت مین تفاوت عظیم نہو۔ یہ سچ ہے کہ اُن سب کی قوتین بعینہ ایک درجہ یا قسم کی نہین ہوسکتی ہین۔ بلکہ سب متفقہ سلطنتون کے ارکان کی قوت مختلف درجہ کی ہوگی یعنی اُنمین سے بعض اورون کی نسبت زیادہ آباد اور متمول اور شائستہ ہونگی مثلاً صوبہ نیو یورک اور صوبہ رہوڈ آئے لینڈ یا صوبہ برن اور صوبہ زُگ مین آبادی اور تمول کے لحاظ سے بڑا فرق ہے۔ ضرورت صرف اتنی بات کی ہے کہ اُنمین سے کوئی صوبہ ایسی قوت کثیر نہ رکھتا ہو کہ بہت سے صوبون کی مجموعی طاقت کا مقابلہ کرسکے۔ اگر ایسا ایک ہی صوبہ ہو تو وہ یہی چاہیگا کہ مشترک کونسل مین ہمیشہ غالب رہین اور اگر ایسے دو صوبے ہونگے تو جب وہ باہم اتفاق کرلینگے کوئی اُنکا مقابلہ

نہ کرسکیگا اور جب کبھی اُنمین اختلاف ہوگا تو اُنمین ہر امر پر جھگڑا ہوگا اور جو غالب رہیگا اُسی کی راے کے موافق فیصلہ ہوگا۔ صرف ایک ہی سبب جرمن بنڈ کو کالعدم کردینے کے لیے کافی ہے قطع نظر اسکے کہ اُس صوبہ کا اندرونی انتظام بہت خراب ہے۔ اِس سے سلطنت متفقہ کا کوئی مقصد حقیقی نہین برآتا ہے۔ اور اسی سے جرمنی کو یکسان قاعدہ محصول کا کبھی نہین ملا ہے بلکہ یکسان سکہ بھی اُسکو نہین نصیب ہوا ہے اور اس سے آسٹریا اور پرشیا کو ایک قانونی حق اس بات کا حاصل ہوگیا ہے کہ اپنی فوجون کو اُس ملک مین اسلیے لے آیا کرین کہ اُنکی اعانت سے اُن کے بادشاہ اپنی رعایا سے ایک مطلق العنان سلطنت کی اطاعت کرائین اور بیرونی معاملات مین بنڈ کی کیفیت ہے کہ اگر آسٹریا نہ ہوتا تو ساری جرمنی کو پرشیا کا ایک صوبہ بنادیتا اور اگر پرشیا نہوتا تو جرمنی کو آسٹریا کا ایک صوبہ بنادیتا بالفعل اس صوبہ (بنڈ) کے ہر ایک چھوٹے چھوٹے بادشاہ کو اور کچھ نہین بن پڑتا ہے سواے اسکے کہ پرشیا یا آسٹریا کا طرفدار بنجاتا ہے یا دونون کی ضرررسانی کے لیے غیر سلطنتون سے سازش کرتا ہے۔

سلطنت متفقہ کو قائم کرنے کے دو مختلف طریقے ہین۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ایسی سلطنت کے ارکان فقط اُنکی گورنمنٹون کے قائم مقام ہون اور اُنکے افعال کی پابندی صرف گورنمنٹون کو واجب ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اُنکو ایسے قوانین بنانے اور ایسے احکام صادر کرنے کا اختیار دیا جاے جنکی پابندی رعایا کو فرداً فرداً واجب ہو۔ پہلی صورت تو سلطنت متفقہ جرمنی کی ہے اور قبل ۱۸۴۷ء کے سوئٹزرلینڈ کی سلطنت کی تھی۔ اِسکی آزمائش چند سال تک امریکا مین بعد ختم ہونے اُس جنگ کے

ہوئی تھی جو شمالی اور جنوبی امریکا مین خودمختاری کی بابت ہوئی تھی۔ دوسرا اصول وہ ہے جسپر ممالک متفقہ امریکا کی موجودہ سلطنت کا دارومدار ہے اور دس بارہ برس سے سوئٹزرلنیڈ کی سلطنت متفقہ نے بھی اِس اصول کو اختیار کیا ہے۔ ممالک متفقہ امریکا کا مشترک کانگرس ہر ایک مملکت یا صوبہ کی گورنمنٹ کا ایک مستقل جز ہے۔ اور اپنے اختیارات کے حدود کے اندر اُن قوانین کو بناتا ہے جنکی اطاعت رعایا فرداً فرداً کرتی ہے اور اُن قوانین کی تعمیل اپنے خاص افسرون کے ذریعہ سے کراتا ہے اور اپنی خاص عدالتون کے ذریعہ سے اُنکو نافذ کراتا ہے۔ صرف ایک یہی ایسا اصول ہے جسکی بنا پر ایک عمدہ اور جید سلطنت متفقہ قائم ہوئی ہے یا ہوسکتی ہے۔ اگر صرف گورنمنٹون مین اتفاق ہوجاے تو وہ اتفاق ناقص ہوگا اور وہ سب نقصانات اُسمین ہونگے جنسے اس قسم کا اتفاق قابل اعتبار نہین رہتا۔ اگر پریسیڈنٹ یا کانگرس کی کارروائیون کی پابندی صوبہ نیویورک صوبہ ورجینیا یا صوبہ پنسلونیا کے فقط گورنمنٹون کو واجب ہو اور ان کارروائیون کی تعمیل صرف اُن احکام کے ذریعہ سے ہوسکے جو اُن گورنمنٹون نے اپنے مقرر کیے ہوے ان حکام کے نام صادر کیے ہون جو اُنھین کی مقرر کردہ عدالتون کے ذمہ دار اور جوابدہ ہون تو متفقہ گورنمنٹ کے اُن احکام کی تعمیل کبھی نہوگی جو کسی مقام خاص کے اکثر باشندون کو ناگوار ہون اور جو احکام کسی گورنمنٹ پر صادر کیے جائین اُنکو منظور یا نافذ کرانے کا کوئی ذریعہ سوا جنگ کے نہین ہے۔ لہذا ایک فوج کو ہر وقت خاص اسلیے تیار رہنا پڑیگا کہ متفقہ گورنمنٹ کے احکام کی تعمیل ہر ایک سرکش صوبہ سے کرائے اور ظن غالب اس بات کا ہے کہ اور صوبجات اُس متمرد صوبہ کے ساتھ ہمدردی کرینگے اور شاید

امر متنازع فیہ مین اُس سے اتفاق راے کرین اور اگر اپنی فوجون کو اُس نا فرمانبردار
صوبہ کی طرف سے لڑنے کو نہ بھیجین تو اُس سے لڑنے کو بھی نہ بھیجین۔ ایسا اتفاق
غالبًا اندرونی لڑائیون کا سبب ہوگا مانع نہوگا اور اگر ۱۸۴۷ع کے واقعات سے
بیشتر سوئٹزرلینڈ مین ایسے اتفاق کا یہ اثر نہین ہوا تو صرف اسوجہ سے نہین ہوا
کہ اُس ملک کی متفقہ گورنمنٹ نے اپنے تئین کمزور پاکر حکمرانی کرنے کی کوشش ہی نہین کی
امریکا مین بھی ایک متفقہ گورنمنٹ اسی اصول پر قائم کی گئی تھی مگر نہ چل سکی اور تھوڑے ہی چند سال
کی مدت مین شکست ہوگئی خیریت یہ ہوئی کہ وہ اہل علم اور صاحبان اقتدار جنھون نے
سلطنت جمہوری کی خودسری کی بنا ڈالی تھی اسوقت تک زندہ تھے اور انھین کی
ہدایت سے اُس ملک نے اِس صعب مرحلہ کو طے کیا۔ چنانچہ فدرلسٹ
اُس رسالہ کا نام ہے جسمین وہ مضامین درج ہین جو اُنھین مین سے تین نامی آدمیون نے
متفقہ گورنمنٹ کی توضیح اور تائید مین اُسوقت لکھے تھے کہ ہنوز اُسکو قوم نے منظور کیا تھا
اس رسالہ سے بہتر اور مفید تر آج کل بھی کوئی کتاب متفقہ گورنمنٹ کے بیان مین نہین ہے
جرمنی کی سلطنت مین ایک ناقص قسم کا اتفاق ہے جسکو سب جانتے ہین کہ مشارکت کا
مقصد بھی اس سے کبھی نہین بر آیا ہے۔ اور وہ اتفاق ایسا ہے کہ یورپ کی کسی
لڑائی مین متفقہ سلطنت کے کسی رکن کو اِس امر سے مانع نہین ہوا ہے کہ غیر سلطنتون کا
شریک ہوکر متفقہ سلطنت کے دیگر ارکان سے آمادۂ جنگ ہوا ہے۔ تاہم شخصی سلطنتون
مین اس قسم کا اتفاق ممکن معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بادشاہ جسکی سلطنت موروثی ہے
سنایتی نہین ہے اور جو اُس سے خارج یا محروم نہین ہوسکتا ہے اور نہ کسی کا ذمہ دار
ہوسکتا ہے غالبًا ایک علحدہ فوج رکھنے سے باز نہ آئیگا اور نہ یہ گوارا کریگا کہ کوئی اور

حاکم اُسکی رعایا پر بغیر اُسکے واسطہ یا ذریعہ کے حکومت کرے - جب دو یا زیادہ ملک ایک ہی بادشاہ کے زیر حکومت ہون تو اُنکو باہم متفق کرکے ایک متفقہ سلطنت کی کیفیت پیدا کرنا اسپر موقوف ہے کہ وہ سب ایک ہی بادشاہ کے محکوم رہین - مثلاً انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ پہلے ایک ہی بادشاہ کے زیر حکومت کردیے گئے پھر تقریباً سو برس کے بعد اُنکی پارلیمنٹین بھی ایک کردی گئین اور اس سو برس کے عرصہ تک ان دو ملکون کی سلطنت اسی قسم کی متفقہ سلطنت رہی جیسی جرمنی کی ہے - اور اس متفقہ سلطنت کی قوت کا دارومدار کسی خاص آئین پر نہ تھا کیونکہ ایسا کوئی آئین موجود ہی نہ تھا بلکہ اس امر پر تھا کہ ایک عرصہ دراز تک ان دونون سلطنتون مین بادشاہ کو پوری خودسری اور مطلق العنانی حاصل رہی اور دونون ملکون کی حکمت عملی ممالک غیر کی نسبت ایک ہی شخص یعنی بادشاہ کی مرضی کے تابع رہی -

مذکورۂ بالا طریقہ سے کامل تر طریقہ متفقہ سلطنت کا وہ ہے جس سے ہر ایک صوبہ کے ہر ایک باشندے کو دو گورنمنٹون کی اطاعت کرنی واجب ہو ایک اپنے خاص صوبہ کے گورنمنٹ کی اور دوسرے صوبجات متفقہ کی گورنمنٹ کی - مگر اس صورت مین صرف یہی ضرور نہین ہے کہ ہر ایک صوبہ کے گورنمنٹ کے اختیار کے قانونی حدود کی تعریف ٹھیک اور معاف صاف بیان کردیجاے بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ جب صوبون مین آپس مین کوئی جھگڑا ہو جاے تو اسکا فیصلہ کرنے کا اختیار اُن مین سے کسی گورنمنٹ کو نہو نہ اُنکے کسی ماتحت عہدہ دار کو ہو بلکہ ایک سرپنچ کو ہو جو اُن دونون سے کچھ تعلق نہ رکھتا ہو سلطنت متفقہ کے ہر ایک صوبہ مین ایک عدالت العالیہ اور اُسکے ماتحت عدالتین ہونی چاہیین اور اس قسم کے تنازعات اور مقدمات اُنہین دائر کیے جائین

اور جو فیصلہ وہ مرافعہ آخری مین کردین وہ ناطق اور قطعی سمجھا جاے سلطنت متفقہ کا ہر ایک صوبہ اور متفقہ گورنمنٹ اور اُسکا ہر ایک عہدہ دار مستوجب اس امر کا ہو کہ اُسپر مذکورہ بالا عدالتون مین اس بات کی نالش کیجاے کہ اپنے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے یا اپنے فرائض منصبی کو نہین ادا کیا ہے اور عموماً اس بات پر مجبور کیا جاے کہ سلطنت متفقہ مین جو حقوق رکھتا ہے اُنکو اُنھین عدالتون کے ذریعہ سے نافذ کرا لیے۔ اس سے وہ حیرت انگیز نتیجہ نکلتا ہے جو ممالک متفقہ امریکا مین فی الواقع ظاہر ہوا ہے یعنی وہان عدالت کو ہر ایک صوبہ کے گورنمنٹ اور سب صوبون کے مجموعی گورنمنٹ پر اختیار کلی حاصل ہے اور عدالت یہ اعلان کرنے کا حق رکھتی ہے کہ اُنکا بنایا ہوا فلان قانون یا اُنکی فلان کارروائی اُن اختیارات سے باہر ہے جو اُنکو آئین سلطنت مین دیے گئے ہین لہذا قانوناً ناجائز ہے۔ جبتک اس قاعدہ کی آزمائش نہین ہوئی تھی بڑا شک اس باب مین تھا کہ دیکھیے عملدرآمد مین یہ قاعدہ کیسا نکلتا ہے اور آیا عدالت اپنے آئینی اختیار کو عمل مین لانے کی جرات کریگی اور اگر جرات کریگی تو آیا اُس اختیار کو دانشمندی سے عمل مین لائیگی اور آیا وہان کی گورنمنٹین عدالت کے فیصلہ کو بلا عذر قبول و منظور کرینگی پہلے ممالک متفقہ امریکا کے آئین سلطنت پر خوب بحثین ہوچکین تب وہ قطعی طور سے منظور کیا گیا ان بحثون سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے ایسے شکوک اُسوقت موجود تھے مگر اب یہ شکوک بالکل رفع ہوگئے ہین کیونکہ اُسکے بعد جو دو تین پشتین گذری ہین اُنمین کوئی ایسا امر نہین وقوع مین آیا ہے جس سے اُن شبہات کی تصدیق ہوئی ہو حالانکہ ہر ایک صوبہ کے گورنمنٹ اور کل صوبجات کے مجموعی گورنمنٹ کے اختیارات کے حدود کی نسبت کبھی کبھی بڑی قیامت کے جھگڑے ہوئے ہین اور یہ عجیب غریب قاعدہ عملدرآمد مین نہایت

مفید ثابت ہوا ہے اور اسکا باعث ایم ڈی ٹاکول صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ عدالت دارالانصاف ہے اور اسکی خاصیت یہ ہے کہ اپنے ذہن سے کوئی قانون نہین گڑھ لیتی ہے بلکہ اُسوقت تک انتظار کرتی ہے کہ دو آدمیون کے درمیان کوئی تنازع پیدا ہوتا ہے اور عدالت کے سامنے وہ مقدمہ عدالتاً حیثیت سے پیش ہوتا ہے اور امر متنازع فیہ اسمین موجود ہوتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ مباحثہ کی ابتدائی درجہ مین عدالت اپنی کوئی رائے نہین ظاہر کرتی ہے بلکہ پہلے عموماً لوگ اُسمین خوب بحث کر لیتے ہین اور طرفین کے نامی وگرامی وکلا خوب حجت اور دلیل کر لیتے ہین تب بھی عدالت امر متنازع فیہ کے صرف اُس جز کا فیصلہ کرتی ہے جسکے فیصلہ کرنے کی ضرورت اُسوقت ہے اور عدالت پولٹیکل مقاصد کے لیے خود نہین فیصلہ کرتی ہے بلکہ یہ سمجھکر فیصلہ کرتی ہے کہ متخاصمین کے درمیان بلا رو رعایت انصاف کرنا ہمارا وہ فرض ہے جسکی تعمیل سے ہم انکار نہین کر سکتے ہین۔ عدالت کے اعتبار کے یہ وجوہ بھی اسلیے کافی نہوتے کہ ممالک متفقہ امریکا کے آئین سلطنت کے جو تعبیر وہان کے سپریم کورٹ یعنی عدالت العالیہ نے اپنے فیصلون مین بیان کی ہے اُسکو سب اہل خبرت نے بڑی تعظیم سے قبول کر لیا ہے اگر عدالت العالیہ موصوفہ کے ججون کے اعلےٰ درجہ کی لیاقت علمی پر اُنکو اعتماد کلی نہوتا اور اگر اس بات کا یقین کامل اُنکو نہوتا کہ ججان موصوفین ذاتی اور فریقی جنبہ داریون سے بالکل بری ہین اور ان ججون کی لیاقت اور عدالت پر جو بھروسا کیا گیا ہے اُسکی تصدیق ہوگئی ہے کہ بجا کیا گیا ہے۔ مگر امریکا کے لوگون کو اس سے زیادہ کوئی امر واجب ولازم نہین ہے کہ نہایت توجہ اور بیدار مغزی کے ساتھ دیکھتے رہین کہ کوئی ایسا امر نہ وقوع مین آئے جس سے ذرا بھی احتمال اس بات کا ہو کہ اس عظیم الشان قومی محکمہ کی تنزل

اور خرابی کا باعث ہوگا - وہ اعتبار جسپر متفقہ سلطنتون کا قیام اور استحکام موقوف ہے پہلی مرتبہ اُس فیصلہ کی وجہ سے کم ہوگیا تھا جسمین عدالت نے یہ ظاہر کیا تھا کہ بردہ فروشی کا حق چونکہ سب کو حاصل ہے لہذا بردہ فروشی اُن ممالک مین درانحالیکہ وہ ابتک باقاعدہ سلطنتین نہین مقرر کی گئی ہین جائز ہے اگرچہ یہ امر انکے اکثر باشندون کی مرضی کے خلاف ہو - اسی یادگار فیصلہ کا نتیجہ غالباً یہ ہوا تھا کہ یہ فریقی اختلاف یہانتک بڑھ گیا کہ آخر کو اندرونی جنگ جدل کی نوبت پہونچی - ممالک متفقہ امریکا کی سلطنت جس ستون پر قائم ہے وہ اتنا مضبوط نہین ہے کہ ایسے ایسے بہت سے صدمے اٹھا سکے -

جو عدالتین ہر ہر صوبہ کی گورنمنٹ اور سب صوبون کے مجموعی گورنمنٹ کے درمیان سرپنچون کا کام کرتی ہین وہی اُن تنازعات کا بھی فیصلہ کرتی ہین جو درمیان دو صوبون کے یا درمیان ایک صوبہ کے باشندے اور دوسرے صوبے کی گورنمنٹ کے پیدا ہوتے ہین - قومی تنازعات کا معمولی علاج جنگ حقیقی یا جنگ زرگری ہے مگر چونکہ سلطنت متفقہ مین یہ دونون جنگ ممکن نہین ہین ورنہ اسکے اجزا مین اتفاق کیونکر رہ سکتا ہے لہذا اُنکے بدلے جوڈیشل علاج یعنی عدالت سے چارہ جوئی ضرور ہوئی - ممالک متفقہ کے سپریم کورٹ یعنی عدالت العالیہ اُس قانون کا تصفیہ کرتی ہے جو قومون کو باہم برتنا چاہیے اور یہی عدالت پہلا عظیم الشان نمونہ اُس حیز کا ہے جسکی ضرورت شدید وفی زماننا سب مہذب قومون کو لاحق ہے یعنی ایک ایسا محکمہ جسمین قومی تنازعات کا انفصال کیا جاوے -

متفقہ گورنمنٹ کے اختیارات صرف صلح اور جنگ ہی پر حاوی نہین ہین اور نہ صرف اُن تنازعات پر محدود ہین جو درمیان گورنمنٹ مذکور اور غیر گورنمنٹون کے

پیدا ہون بلکہ متفقہ گورنمنٹ کو یہی اختیار ہے کہ جو انتظام صوبجات متفقہ کی راے
مین اتفاق کے پورے فوائد حاصل کرنے کے لیے ضروری ہو اُسکو عمل مین لائے -
مثلاً اُنکا بڑا فائدہ اسمین ہے کہ اُنکی باہمی تجارت سرحدی محصولون اور اور قسم کے
ٹیکسون سے بری اور محفوظ رہے - مگر یہ اندرونی آزادی اس صورت مین ممکن
نہین ہے کہ اگر ہر ایک صوبہ کو یہ اختیار رہے کہ مال تجارت کا مبادلہ جو درمیان
اُسکے اور غیر ملکون کے ہوا کرتا ہے اسپر محصول مقرر کرے کیونکہ ہر شے جو کسی غیر ملک سے
ایک صوبہ مین آئیگی اور سب صوبون مین بھی آئیگی - یہی وجہ ہے کہ ممالک متفقہ امریکا مین
اشیاے بیرونی کے محصول کو اور تجارت کے فوائد کو سب صوبون کی
مجموعی گورنمنٹ بالتخصیص مقرر یا منسوخ کرتی ہے - پھر ملاحظہ کیجیے کہ ممالک متفقہ کو
بڑی آسانی اسمین ہے کہ سب مین ایک ہی سکہ رہے اور ایک ہی قسم کے اوزان
اور پیمانے رہین اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب ان امور کا انضباط اور انصرام
سب صوبون کی مجموعی گورنمنٹ سے متعلق کیا جاے - خطوط وغیرہ جو ڈاکخانہ کے ذریعہ سے
آیا جایا کرتے ہین اُنکے آنے جانے کا یقین نہو اور نہ اتنا جلد آجا سکین اور اُنکا خرچہ بھی
زیادہ ہو جاے اگر خط یا چھٹی وغیرہ کو دس بارہ دفترون مین جو مختلف حکام اعلیٰ کی ماتحتی مین
کام کرتے ہین گھومنا پڑے لہذا آسانی اسی مین ہے کہ سب ڈاکخانے سب
صوبون کے مجموعی گورنمنٹ کے زیر نگرانی رہین - مگر ایسے امور کی نسبت مختلف قومون کے
خیالات مختلف ہین - چنانچہ امریکا کے رہنے والے کالھون صاحب وہ شخص تھے
جنسے بڑھکر شاید کمتر لوگ محققین فن سیاست مین گذرے ہین - اُنکی ہدایت سے امریکا
کے ایک صوبہ نے یہ دعویٰ کیا کہ ممالک متفقہ کے کانگرس جو قانون اشیاے بیرونی کے

محصول سے متعلق بناتی ہے اُسکو نامنظور کرنے کا حق ہر ایک صوبہ کو دیا جاے اور صاحب موصوف نے ایک نہایت عمدہ کتاب مین جسکو صوبہ سوتھ کیرولائنا کی قانونی مجلس نے مصنف کے مرنے کے بعد چھاپ کر مشتہر کیا ہے اس دعوی کی تائید اس عام اصول کی بنا پر کی ہے کہ فریق کثیر کے ظلم سے قلیل فریقون کو محفوظ رکھنا اسپر موقوف ہے کہ قلیل فریقون کو پولٹیکل اختیار یعنی حکومت مین مداخلت تامہ دیجاے صدی رواں کے آغاز مین اس پولٹیکل مسئلہ پر جو امریکا سے متعلق ہے بڑی بڑی بحثین ہوئین کہ آیا سب صوبجات کی مجموعی گورنمنٹ کے اختیار کو اتنا وسیع کردینا چاہیے اور آیا از روے آئین سلطنت اُسکے اختیارات اتنے وسیع ہین کہ سلطنت متفقہ کے خرچ سے وہ سڑکین اور نہرین بنوا سکتی ہے۔ صرف اُن معاملات مین جو ممالک متفقہ کو غیر سلطنتون سے رہتے ہین گورنمنٹ موصوف کو اختیارات کامل حاصل ہین سواے اسکے اور جملہ امور مین گورنمنٹ مذکور کے اختیارات اسپر موقوف ہین کہ عام باشندگان ممالک متفقہ کو رشتہ اتفاق باہمی کو کتنا مضبوط کرلینا منظور ہے اور اپنے مختص المقام آزادی فعل سے کہانتک وہ اس غرض سے دست بردار ہونا چاہتے ہین کہ ایک قوم ہونے کا فائدہ کامل طور سے اُنکو حاصل ہو۔

متفقہ گورنمنٹ کی اندرونی ترکیب کی نسبت زیادہ طول دینا ضرور نہین ہے اُسکے دو شعبے ہوتے ہین۔ ایک قانونی اور ایک عاملانہ یا انتظامی اور اُنمین سے ہر ایک شعبہ کی ترکیب اُنھین اصول کے تابع ہے جو عموماً پنچایتی گورنمنٹون سے متعلق ہین۔ اب رہا یہ امر کہ یہ عام اصول متفقہ گورنمنٹ کے مناسب حال کس طریقہ سے کردیے جائین سو اسکی نسبت امریکا کی سلطنت کا یہ قاعدہ نہایت معقول

معلوم ہوتا ہے کہ کانگریس کے دو ہوس یعنے محکمے ہونے چاہئین اور ایک محکمہ آبادی کے لحاظ سے قائم کیا جاوے یعنی ہر ایک صوبہ کے باشندون کی تعداد کے موافق اُنکے قائم مقام اُس محکمہ مین شامل کیے جائین اور دوسرے محکمہ مین رعایا کے قائم مقام نہون بلکہ صوبجات کی گورمنٹون کے قائم مقام ہون اور ہر ایک صوبہ کے ممبرون کی تعداد ایک ہی ہو خواہ وہ صوبہ بڑا ہو خواہ چھوٹا۔ اس قاعدہ سے یہ فائدہ ہے کہ زبردست صوبے کمزور صوبون پر حکومت بیجا نہین کرسکتے ہین اور صوبون کی گورمنٹون کے مخصوص حقوق اسطرح سے محفوظ رہتے ہین کہ جہانتک اس خرابی کا انسداد انتخاب کے طریقہ سے ممکن ہے وہانتک تو کوئی قانون کانگرس سے نہین پاس ہوسکتا ہے تاوقتیکہ نہ صرف اکثر رعایا نے اُسکو قبول کرلیا ہو بلکہ اکثر صوبون نے بھی اسکو منظور کرلیا ہو۔ سابق مین مین بیان کرچکا ہون کہ اس قاعدہ سے ایک ضمنی فائدہ یہ ہے کہ دو مین سے ایک محکمہ کے ممبرون کی لیاقت کا درجہ بڑھ گیا ہے اس محکمہ یا کمیٹی کا نام سینٹ ہے اور اُسکے ممبرون کو مختلف صوبون کی قانونی مجلسین منتخب کرتی ہین اور اُسکے وجوہ سابق مین بیان کیے گئے کہ عوام الناس کی بہ نسبت یہ مجلسین جنمین خواص ہوتے ہین زیادہ تر لائق آدمیون کو ممبر منتخب کرینگے اور ان مجلسون کو ایسے اشخاص کے منتخب کرنے کا صرف اختیار ہی نہین حاصل ہے بلکہ ایک محرک قوی بھی اس بات کا موجود ہے اسواسطے کہ وہ خوب جانتے ہین کہ ہمارے صوبہ کا اُتنا ہی وقار عام قومی مجلس مین ہوگا جتنے لائق و فائق اور ذی قدرت ہمارے صوبے کے ممبر ہونگے۔ پس ممالک متفقہ امریکا کے سینٹ مین جسکے ممبرون کا انتخاب اس طریقہ سے کیا جاتا ہے ہمیشہ وہ لوگ ہوتے ہین جنکی پولیٹکل لیاقت

مشہور و معروف ہے مگر کانگرس کے محکمہ ادنی کی نسبت اہل حضرت کی رائے یہ ہے کہ اسمین لائق اور مشہور آدمی ویسے ہی نایاب ہین جیسے محکمہ اعلے (سینٹ) مین بکثرت دستیاب ہین۔

جب وہ شرائط جنپر متفقہ سلطنتون کی عمدگی اور بقا موقوف ہے پائے جائین تو اس قسم کی سلطنتون کی کثرت ہمیشہ دنیا اور اہل دنیا کے حق مین مفید ہے۔ اسکا اثر ویسا ہی مفید ہے جیسا اور کسی کام کو مشارکت یعنی ملکر کرنے کی عادت کا ہے جس سے کمزور آدمی باہم اتفاق کرکے زبردستون سے ہمسری کا دعوی کر سکتے ہین۔ اور جو چھوٹے چھوٹے صوبے اپنے نفس کی حفاظت کی قوت نہین رکھتے ہین اُنکی تعداد کو گھٹا دینے سے اس قاعدہ نے سرکشانہ حکمت عملی کے اغوا کو کم کردیا ہے خواہ اُسکا عملدرآمد فوج کے ذریعہ سے ہو خواہ دولت اور اقبال پر گھمنڈ کی وجہ سے ہو اور اس سے جنگ حقیقی اور جنگ زرگری دونون موقوف ہوگئی ہین اور جن صوبون سے سلطنت متفقہ مرکب ہے اُنکی باہمی تجارت پر جو قیدین تھین وہ بھی رفع ہوگئی ہین اور قرب وجوار کی قومون کے مقابلہ مین سلطنت متفقہ کو فوجی قوت اس قسم کی حاصل ہوئی ہے جو محض دفاعی ہے یعنی غنیم کے حملہ کو روکنے کے کام کی ہے اسپر خود حملہ کرنے کے کام کی نہین ہے متفقہ گورنمنٹ کو اتنا اختیار نہین ہوتا ہے کہ سوے جنگ دفاعی کے اور کسی قسم کی جنگ کرسکے اور جنگ دفاعی مین وہ رعایا مین سے ہر شخص پر بھروسا کرسکتی ہے کہ برضا و رغبت اُسکی نصرت و حمایت کریگا اور نہ کسی لڑائی مین کامیاب ہونا کوئی قومی فخر و مباہات کی بات ہے کیونکہ ایسی کامیابی سے سلطنت متفقہ کو نئی رعایا نہ ملیگی بلکہ نئے اور آزاد ارکان سلطنت ملینگے جنسے اُسکو زحمت پہونچنے کا اندیشہ ہے

اہل امریکا نے جو جنگی کارروائی صوبہ میکزکو مین کی وہ اس کلیہ سے مستثنے ہے کیونکہ وہ جنگ امریکا والون نے خود بخود اس خیال اور اس خواہش سے کی تھی کہ نیا ملک ہمارے ہاتھ آئیگا اور اُمین قومی عظمت کا خیال محرک نہین ہوا تھا بلکہ صرف بردہ فروشی کو شائع کرنا مقصود تھا اور یہ ایک خالص فریقی مقصد تھا۔ اہل امریکا مین من حیث القوم یا فرداً فرداً ایسے علامات کم پائے جاتے ہین جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملک گیری کی طمع اُنپر غالب ہے۔ جزیرہ کیوبا کو لینے کی طمع بھی صرف اُنکے ایک فریق کو ہے اور شمالی صوبون نے جو بردہ فروشی کے مخالف ہین اس امر کو کبھی نہین پسند کیا ہے۔

یہ سوال ہو سکتا ہے (چنانچہ آج کل اطالیہ مین یہی مسئلہ پیش ہے) کہ جب کوئی ملک متفق ہونے پر بخوبی آمادہ ہو تو آیا اسکو من جمیع الوجوہ اتفاق کامل کرلینا چاہیے یا یہ کہ صرف پولٹیکل امور یعنی امور سلطنت مین اتفاق کرلینا لازم ہے اس امر کا فیصلہ بعض اوقات اُس کل ملک کی وسعت اراضی پر موقوف ہوتا ہے اسکی ایک حد مقرر ہے کہ کتنے ملک پر ایک ہی مقام صدر سے حکومت فائدہ کے ساتھ ہو سکتی ہے یا اُسکی گورنمنٹ کی نگرانی آسانی سے ہو سکتی ہے۔ بڑے بڑے وسیع ملکون پر اسی طریقہ سے حکومت کیجاتی ہے مگر اُنمین یا اقل مراتب اُنکے بعید صوبجات مین عموماً سخت بدانتظامی ہوتی ہے اور اگر اُنکے باشندے بالکل وحشی ہین تو البتہ وہ اپنے معاملات کا انتظام جداگانہ نہین کر سکتے ہین۔ مگر یہ مانع اطالیہ مین موجود نہین ہے کیونکہ یہ ملک تو اُتنا وسیع بھی نہین ہے جتنے وسیع چند ملک زمانہ گذشتہ مین سے تھے اور بالفعل بھی موجود ہین اور اُنمین جو انتظام تھا یا ہے وہ بہت عمدہ ہے۔ پس امر

تنقیح طلب سے ہے کہ آیا ایک ہی قوم کے مختلف حصون کو اسکی ضرورت ہے کہ اُنپر حکمرانی مختلف طریقون سے کیجاے کیونکہ ایک ہی مجلس قانونی یا ایک ہی کونسل وزرا اور منتظمان ملک سے غالباً اُن سب کو اطمینان نہوگا۔ تاوقتیکہ یہ بات نفس الامر مین نہو اُنکے حق مین بہتر یہی ہے کہ باہم اتفاق کامل رکھین انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کی کیفیت سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ بالکل مختلف قسم کے قوانین اور مختلف انتظامات ایک ہی ملک کے دو حصون مین جاری ہوسکتے ہین اور یہ اُنکی مجلس قانونی کے ایک ہونے کا مانع نہین ہے۔ مگر شاید دو قسم کے قوانین جنکو ایک ہی مجلس قانونی نے ایک ہی ملک کے دو حصون کے اختلافات سابق پر نظر کرکے بنایا ہے اُس ملک مین (جیسے ممالک یورپ ہین) جہان واضعان قوانین کو یہ خبط ہے کہ یکرنگی قائم رہے اچھی طرح نہ چل سکین یا اُنکے چلنے کا لوگون کو ویسا اعتبار نہو۔ یہ مشکل آزمائش ہمارے ملک مین بڑے فائدہ کے ساتھ ہوسکتی ہے کیونکہ ہمارے ملک کے آدمیون کی خاصیت ہے کہ ہر قسم کی بے قاعدہ بات کو اُسوقت جائز رکھتے ہین جبتک کہ وہ لوگ جنکے اغراض پر اُسکا اثر پہونچتا ہے اُسکی شکایت نہین کرتے ہین۔ اکثر ملکون مین اگر مختلف قسم کے قوانین کو جاری رکھنا ضرور ہو تو غالباً اُنکی حفاظت کے لیے علحدہ علحدہ واضع قوانین کونسلون کو قائم رکھنا ضرور ہوگا۔ اور اُنکا قائم رہنا قومی پارلیمنٹ اور بادشاہ یا قومی پارلیمنٹ بغیر بادشاہ کے ہونے کے ہرگز منافی نہین ہے اور اس صورت مین پارلیمنٹ کو خواہ اُسکے ساتھ کوئی بادشاہ ہو خواہ نہو اپنے تمام ممبرون کے بیرونی تعلقات پر اختیار کامل حاصل رہیگا۔

جس ملک کے مختلف صوبون مین مختلف سلسلے قوانین کے دوامًا جاری رکھنا یا اُن قوانین کو جو مختلف اصول پر مبنی ہون علی الدوام قائم رکھنا ضروری نہ سمجھا جاے وہان یہ بات ہمیشہ ممکن ہے کہ باوجود خفیف اختلافات کے ایک ہی گورنمنٹ رکھی جاے ۔ صرف اتنی بات ضرور ہے کہ مختص المقام حکام کو کارروائی کرنے کی وافر گنجائش دیجاے ۔ اور ایک ہی گورنمنٹ صدر کی ماتحتی مین صوبہ دار گورنر اور قانونی مجلسین مختص المقام مقاصد کے لیے مقرر کیے جائین ۔ مثلاً یہ احتمال ہے کہ مختلف صوبون کے باشندے ٹیکس کے مختلف طریقون کو پسند کرینگے ۔ تو اس صورت مین اگر سب صوبون کی عام مجلس قانونی پر بھروسا ہو سکے کہ ہر ایک صوبہ کے ممبرون سے مشورہ لیکر ٹیکس کے عام قاعدہ مین ایسی ترمیم کریگی کہ اُس صوبہ کے مناسب حال ہو جاے تو گورنمنٹ کے آئین مین یہ قاعدہ داخل کردینا لازم ہے کہ جو جو مصارف گورنمنٹ کے اس قسم کے ہون کہ خاص خاص مقامات سے متعلق ہو سکتے ہین وہ رقوم **لوکل ریٹ** سے ادا کیے جائین جنکو صوبون کی کمیٹیان مقرر کرین اور جو مصارف عام ہون جیسے مثلاً فوج بری اور فوج بحری کا خرچ وہ سالانہ جمع خرچ مین مختلف صوبون پر اُنکی آمدنی کے کسی عام تخمینہ کے موافق تقسیم کردیے جائین اور جو رقم جس صوبہ کے نام لکھی جاے اُسکو اُس صوبہ کی کمیٹی اُس اصول کے موافق جو اُسکے باشندون کو مطبوع ہو وصول کرکے قومی خزانہ مین یکمشت داخل کردے اسکے مانند دستور فرانس مین اسوقت جاری تھا جب وہان سلطنت شخصی تھی کہ جب ہر ایک صوبہ ایک رقم معین دینا منظور کرلیتا تھا یا ایک رقم معین اُس سے طلب کیجاتی تھی تو اُسکو اختیار دیا جاتا تھا

کہ اپنے خاص کارپردازون کے ذریعہ سے اُس رقم کو وہان کے باشندون سے وصول کرے تاکہ وہ بادشاہی پیادون اور دستک بردارون کے ظلم شدید سے محفوظ رہین اور یہ رعایت منجملہ اُن مراحم شاہانہ کے بیان کی گئی ہے جنکے باعث فرانس کے اُن صوبون کی رعایا نہایت سرسبز اور آسودہ حال ہوگئی تھی۔

گورنمنٹ صدر کا ایک ہونا اُس حالت مین بھی ممکن ہے جبکہ مختلف درجون کے انتظامی اور قانون سازی کے اختلافات موجود ہون۔ ممکن ہے کہ کوئی قوم محض پولٹیکل اتفاق سے بہتر اور مستحکم تر اتفاق کی خواہش اور قابلیت رکھتی ہو یا وجودیکہ اُسکی مقامی خصوصیتین اور اُسکے حالات ماضیہ اسکے مقتضی ہون کہ اسکی گورنمنٹ کے جزئیات کے انتظام مین بڑے بڑے اختلافات جائز رکھے جائین۔ لیکن اگر سب لوگون کو فی الواقع یہی منظور ہو کہ اِس آزمائش مین کامیابی حاصل ہو تو ان اختلافات کے قائم رہنے سے کچھ حرج نہین ہے بلکہ گورنمنٹ کے آئین مین ایسی شرط داخل کردیجائے جس سے اُن اختلافات کو رفع کرنے کی کوشش ناممکن ہوجائے اِلّا اُس صورت مین کہ جن لوگون پر اس تغیر کا اثر ہوگا وہ خود ایسا کرنا چاہین۔

اٹھارھوان باب

اس بیان مین کہ آزاد سلطنت اپنے متعلقات و مضافات پر کیونکر حکومت کرے

اور سلطنتون کی طرح آزاد سلطنتین بھی متعلقات اور مضافات رکھتی ہین یعنی اُن ملکون پر حکومت کرتے ہین جنکو اُنھون نے فتح کیا ہے یا جنمین اُنھون نے نئی بستیان بسائی ہین اور اس زمانہ مین ہماری سلطنت بہت بڑی مثال اس قسم کی

سلطنت سے کسیے یہ مسئلہ نہایت اہم وضروری ہے کہ ایسے متعلقات پر کس طریقہ سے حکومت کرنی چاہیے۔

چھوٹی چھوٹی بستیون کی نسبت بحث کرنا کچھ ضرور نہین جیسے مثلاً جبرالٹر رجبل الطارق، یا عدن یا ہیلی گولینڈ ہے کیونکہ ان مقامات پر ہماری (انگریزی) عملداری صرف فوج بری یا فوج بحری کے مقاصد کے لیے ہے۔ اور یہ مقاصد اسکے مقتضی نہین ہین کہ ان مقامات کے باشندے اپنے ملک کی حکومت مین شریک کیے جائین تاہم انکو وہ سب آزادیان اور حقوق عطا کیے جائین جو اس قید کے منافی نہون۔ اور بعض میونسپل امور کا انتظام بھی داخل ہے اور چونکہ ہماری گورنمنٹ کی خاطر سے اُن بیچارون کی بیحق تلفی اور نقصان ہوا ہے لہذا اسکی مکافات اُسنے یہ کیا ہے کہ سلطنت کے اور حصون مین انکو وہی حقوق دیے جائین جو وہان کی رعایا کو عطا کیے گئے ہین۔

متعلقات یا مضافات سلطنت کے یہ معنی ہین کہ سلطنت کے باہر چند ممالک کسی قدر وسیع اور آباد ہون جنکی نسبت وہ سلطنت کم وبیش شاہانہ اختیارات کو عمل مین لایا کرے مگر جنکی طرف سے قائم مقامی بدرجہ مساوی بلکہ کسی قسم کی قائم مقامی اس سلطنت کی مجلس قانونی مین نہو ایسے متعلقات دو قسم کے ہین بعض ایسے ہین جنکے باشندے تہذیب وشائستگی مین حکمران ملک کے باشندون کے برابر ہین جیسے امریکا مین صوبہ کناڈا اور آسٹریلیا کی نوآبادبستیان سلطنت انگریزی سے متعلق ہین اور بعض ایسی ہین جو اُس حالت سے ابھی بہت دور ہین جیسے ہندوستان ہے پہلی قسم کے متعلقات کی نسبت تو یہ ملک (انگلینڈ) آخرالامر گورنمنٹ کے

سچے اصول کو خوب سمجھ گیا ہے۔ انگلینڈ ہمیشہ اس امر کو اپنا فرض سمجھا کیا ہے کہ اپنی بیرونی رعایا مین سے اُن لوگون کو جو اُسکے ہم قوم اور ہم زبان ہین اور بعض اُن لوگون کو بھی جو اُسکے ہم قوم اور ہم زبان نہین ہین اُس قسم کا قائم مقامی رعایا کا آئین عطا کرے جیسا خود اُسمین (انگلینڈ) مین جاری ہے لیکن نسل موجودہ کے اختتام تک سلف گورنمنٹ کے انتظام کے لحاظ سے انگلینڈ کی حالت بھی ویسی ہی خراب رہتی جیسی اُن ملکون کی ہے جنکو انگلینڈ نے یہ اجازت دی ہے کہ سلف گورنمنٹ کے اختیارات کو قائم مقامان رعایا کی کمیٹیون کے ذریعہ سے عمل مین لایا کرین۔ انگلینڈ اِس امر کا بھی مدعی نہیں ہوگیا ہے کہ ہندوستان کی رعایا خالص اندرونی امور کا تصفیہ اُسکی راے کے موافق نہین بلکہ اپنے خیالات کے موافق کیا کرے۔ یہ فعل ایک نتیجہ لازمی اُس خراب حکمت عملی کا تھا جو ممالک نوآبادی کی نسبت تمام یورپ مین اختیار کی گئی تھی اور جسکو اُسوقت تک اورکسی قوم نے بھی بالکل ترک نہین کردیا ہے۔ اُس حکمت عملی کا منشا یہ تھا کہ ممالک نوآباد کی قدر صرف اسوجہ سے کیجاے کہ وہان ہمارے ملک کا اسباب تجارت خوب بکتا ہے اور یہ ممالک بالکل ہمارے ہی قبضہ مین رہین یہ ایک ایسا حق ہے جسکی قدر و منزلت ہم لوگون کی نگاہ مین اسقدر تھی کہ ہمنے اُسکو اسطرح سے خرید لیا کہ ممالک نوآباد کو اجازت دی کہ جو جو چیزین تمھارے ملک مین پیدا ہوتی ہین اُنکو ہمارے ملک مین لاکر تمھین بیچ لیا کرو اور کوئی نہ بیچنے پائے اور جو اشیا ہمارے ملک مین پیدا ہوتی یا بنتی ہین اُنکو تمھارے ملک مین لیجاکر ہمین فروخت کیا کرین اور کوئی نہ فروخت کرنے پائے یہ عجیب و غریب بیرتمی جس سے یہ منظور تھا

کہ ہمارا روپیہ وہ کھینچین اُنکا روپیہ ہم کھینچین اور اس کھینچ کھانچ سے ہم دونون خوب متمول ہوجائین اور جو مبلغ خطیر رستہ مین چھوٹ جاے وہ گھاٹے مین سہی لیکن ممالک نوآباد کے اندرونی معاملات مین دست اندازی کرنے کی عادت بدستور تب بھی نہین زائل ہوئی جبکہ اُنسے منتفع ہونے کا خیال ہمنے ترک کردیا۔ ہم اُنکو اپنے فائدہ کے لیے نہین بلکہ انھین کے ایک فرقہ یا فریق کے فائدہ کے لیے برابر ستایا کیے اور اس ایذارسانی اور تحکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہنوز ہم اس کردار سے باز نہ آئے تھے کہ ملک کناڈا مین بغاوت ہوئی انگلینڈ کا حال ایسا تھا جیسا کوئی بدتمیز بڑا بھائی صرف من قبیل العادت اپنے چھوٹے بھائیون پر یہانتک ظلم و تعدی کرتا جاے کہ اُنمین سے ایک بھائی گو کمزور ہو مگر بڑی دلیری سے کہدے کہ بس اب اس جور و جفا سے باز آیئے۔ لیکن خیر ہماری قوم نے ایسی دانشمندی کی کہ اُسکو دوبارہ تنبیہ کرنے کی ضرورت نہوئی لارڈ ڈرہیم کی ریپورٹ سے ایک قرن جدید اُس حکمت عملی مین پیدا ہوا جو قومون نے ممالک نوآباد کی نسبت اختیار کی ہے۔ ریپورٹ مذکور اُس مدبر جلیل الشان (لارڈ ڈرہیم) کی عالیہمتی اور حب الوطن اور فیاضی اور اُسکے شرکاء ویکفیلڈ صاحب اور چارلس بلر صاحب مرحوم کی عقل اور لیاقت عملی کی یادگار ابدالآباد تک باقی رہیگی۔

برطن اعظم کی حکمت عملی کا اب یہ اصول مقرر ہوگیا ہے اور اسکی پابندی علماً اور عملاً دونون طرح سے ایمانداری کے ساتھ کیجاتی ہے کہ اُسکے متعلق ممالک نوآباد کے وہ باشندے جو قوم کے یورپین ہین اپنے ملک کے اندرونی معاملات کے انتظام مین پورے پورے وہی اختیارات حاصل کرین جو خود برطن اعظم کے لوگون کو حاصل ہین یعنی اُنکو اجازت دی گئی ہے کہ اُس نوعی آئین سیاست مین جو ہماری

جانب سے انکو عطا ہو چکا ہے جیسا تغیر و تبدل مناسب سمجھین عمل مین لاکر اپنی اپنی آزاد پنچایتی گورنمنٹین قائم کرلین - چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا ہے اور اب ہر ایک ملک نوآباد کی ایک خاص مجلس قانونی اور ایک خاص عاملانہ شعبہ ہے اور یہ دونون سلطنت جمہوری یا نوعی کے اصول پر قائم کیے گئے ہین ہمارے بادشاہ اور ہماری پارلیمنٹ کو نامنظور کرنے کا صرف ایک برائے نام حق حاصل ہے اور یہ حق شاذ و نادر صرف اُن امور کی نسبت عمل مین لایا جاتا ہے جو ساری سلطنت سے تعلق رکھتے ہین نہ صرف اُس خاص ملک نوآباد سے - شاہی امور مین اور اُن امور مین جو ممالک نوآباد سے متعلق ہین جو فیاضانہ فرق کیا گیا ہے وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ امریکا اور آسٹریلیا مین جو نوآبادبستیان واقع ہین اُنکے پچھواڑے جو غیر مسکون اراضیات ہین وہ وہین کے لوگون کو دے ڈالی گئی ہین حالانکہ اگر شاہی گورنمنٹ اُنکو اپنے قبضہ مین اس غرض سے رکھتی کہ آئندہ سلطنت سب حصون سے لوگ وہان جاجا کر بسا کرینگے تو بیجا اور خلاف انصاف نہوتا - الغرض - ہر ایک ملک نوآباد کو اپنے اندرونی معاملات مین ویسا ہی اختیار کلی حاصل ہے جیسا اُس حالت مین ہوتا کہ اگر وہ اس سلطنت کا جز ہوتا باین صرف ایک سرسری اتفاق کرلیا جاے اور یہ اختیار اُس اختیار سے کامل تر ہے جو ممالک متفقہ امریکا کے باشندون کو ازروے اپنے آئین سیاست کے حاصل ہے کیونکہ ہر ایک نوآباد ملک کو یہ اختیار ہے کہ جو مال تجارت خود انگلستان سے وہان جاتا ہے اُسپر بھی جیسا ٹیکس چاہے مقرر کرے - یہ ممالک نوآباد برطن اعظم سے نہایت خفیف پولیٹیکل اتحاد رکھتے ہین مگر اس اتحاد مین دونون کا رتبہ برابر نہین ہے کیونکہ اصل ملک یعنی برطن اعظم نے

اپنے لیے ایک متفقہ گورنمنٹ کے اختیارات باقی رکھے ہین اگرچہ عملدرآمد مین وہ اختیارات بالکل محدود رہ گئے ہین یہ عدم مساوات جہانتک ہے البتہ اُن ممالک نوآباد کے حق مین مضر ہے جو اُس حکمت عملی مین جو ممالک غیر کی نسبت اختیار کی جاتی ہے کچھ دخل نہین رکھتے ہین بلکہ اصل ملک (یعنی برطن اعظم) سے جو فیصلہ ہو جاوے اُسکے پابند ہین۔ اور ممالک مذکور جنگ مین برطن اعظم کے شریک ہونے پر مجبور ہین اگرچہ لڑائی سے پیشتر اُنسے مطلق استصواب نہ کیا گیا ہو۔

وہ لوگ جنکے نزدیک انصاف کی پابندی اقوام اور اشخاص دونون کو واجب ہے اور جو یہ خیال کرتے ہین کہ آدمی کو اپنے ملک کے فرضی فائدہ کے لیے اور ملکون سے وہ سلوک کرنا نہین جائز ہے جو سلوک اُسکو اور آدمیون سے اُنکے فائدے کے لیے کرنا جائز ہو ممالک نوآباد کی اُس محدود قسم کی ماتحتی کو بھی اصول انصاف کے خلاف سمجھتے ہین اور اکثر اوقات اس ذریعہ کو تلاش کرتے رہے ہین جس سے اصول انصاف کی اتنی مخالفت بھی رفع ہو جاوے اسی خیال سے بعض صاحبون نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ممالک نوآباد کے قائم مقام ممبر انگریزی پارلیمنٹ مین شریک کیے جائین اور بعض آدمیون نے یہ تجویز کیا ہے کہ ہماری پارلیمنٹ اور نیز اُنکی پارلیمنٹون کے اختیارات اندرونی انتظامات پر محدود رکھے جائین اور بیرونی اور شاہی امور کے انتظام کے لیے اور کمیٹی مقرر کیجاوے اور اسمین برطن اعظم اور اُسکے متعلقات دونون کی طرف سے قائم مقامی بدرجہ مساوی رکھی جاوے جب اس قاعدہ کی رو سے اصل ملک (برطن اعظم) اور اُسکے متعلق ممالک نوآباد مین مساوات کا ہو جائیگی تب وہ اُسکے متعلقات یا توابع نہ باقی رہینگے۔

وہ انصاف پسندی اور حُسن اخلاق جس سے یہ تجویزین پیدا ہوئی ہین بلا اظہار تحسین و آفرین کے لائق ہے لکن یہ تجویزین فی نفسہ قومی گورنمنٹ کے اصول کے اسقدر خلاف ہین کہ شاید کسی معقول آدمی نے اُنکے امکان کو نہین تسلیم کیا ہے۔ وہ ممالک جنکے درمیان نصف کرہ زمین حائل ہے اس قابل نہین ہین کہ ایک ہی گورنمنٹ کے محکوم رہ سکین یا ایک ہی سلطنت متفقہ کے شریک رہ سکین۔ اگر اُن سب کے اغراض ایک ہی قسم کے ہوتے تو بھی وہ کافی عادت باہم صلاح و مشورہ کرنے کی نہین رکھتے ہین اور نہین رکھ سکتے ہین۔ اور ایک ہی پبلک یعنی خاص و عام کے جز نہین ہین اور ایک ہی کمیٹی یا مجلس مین مباحثہ اور مناظرہ نہین کرتے ہین بلکہ علٰحدہ علٰحدہ بحث کرتے ہین اور ایک دوسرے کے خیالات سے بہت کم واقف ہین اور ایک دوسرے کے مقاصد کا نہ علم رکھتا ہے اور نہ ایک دوسرے کے کردار کے اصول کا اعتبار رکھتا ہے۔ کسی انگریز سے پوچھیے تو سہی کہ آیا وہ اس امر کو گوارا کریگا کہ اُسکے ملکی معاملات کا انتظام ایک ایسی کمیٹی پر موقوف رکھا جائے جسمین ایک ثلث ارکان کے باشندے اور ایک ثلث جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا کے باشندے ممبر ہون لکن اگر قائم مقامی واجبی یا بدرجہ مساوی ہو تو بعینہٖ یہی کیفیت ہو جائیگی اور اُسوقت کیا ہر شخص کو یہ خیال نہوگا کہ کناڈا اور آسٹریلیا کی رعایا کے قائم مقام جو اس کمیٹی مین مین وہ شاہی معاملات مین بھی انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کے لوگون کے اغراض اور آرا اور خواہشون سے واقف نہین ہین یا اُنکی چندان پروا نہین رکھتے ہین؟ خاص کر پولیٹیکل اتفاق کے مقاصد کے لیے بھی وہ شرائط نہین پائے جاتے ہین جنکو ہم بیان کر چکے ہین کہ ایسے اتفاق کو لازم ہین۔ انگلینڈ اپنے نفس کی

حمایت

حفاظت کے لیے خود ہی کافی ہے اور ممالک نوآباد کی کچھ ضرورت نہین رکھتا ہے اور اگر اُنسے جدا کرلیا جاوے تو اُسکی قوت او عظمت زیادہ ہوجاویگی بہ نسبت اسکے کہ امریکا یا افریقہ یا آسٹریلیا کی سلطنت متفقہ کا ایک رکن وہ بھی قرار دے لیا جاوے اس جدائی کے بعد بھی انگلینڈ کو ممالک نوآباد سے تجارت کا وہی فائدہ حاصل رہیگا جو اب ہے اور بالفعل اُسکو ممالک مذکور سے کوئی فائدہ نہین ہے بجز اسکے کہ اُنکی عظمت اور وقعت کا باعث ہین اور جو کچھ ذرا سا اور فائدہ ہے بھی تو اُس خرچ کے مقابل مین جو انگلینڈ کو اُن ممالک کی بابت اُٹھانا پڑتا ہے اور اس خیال سے بھی کہ انھین کی بدولت اُسکی فوج بحری اور فوج بری منتشر و متفرق رہتی ہے اور انھین کے باعث سے ان دونون فوجون کو جنگ کی حالت مین یا جنگ کے اندیشہ کی حالت مین دو چند بلکہ سہ چند اُس تعداد کا کرنا پڑتا ہے جو اکیلے انگلینڈ کی حفاظت کے لیے کافی ہوتی محض بے وقعت ہے۔

لیکن اگرچہ برٹن عظم کو ممالک نوآباد کی کچھ ضرورت نہین ہے اور اگرچہ ہر ایک اصول انصاف اور اخلاق کے موافق اُسکو لازم ہے کہ جب وہ وقت آئے کہ ہر قسم کے اتفاق و اتحاد کی پوری آزمائش کرنے کے بعد دونون قطع تعلق کے آمادہ ہوجائین تو انگلینڈ اُنکو اپنے سے علاحدہ کرنا منظور کرے تاہم قوی وجوہ اِس بات کی موجود ہین کہ تا وقتیکہ اِن دونون مین سے کسی کو ناگوار نہ گذرے یہ تعلق خفیف جو اب ہے قائم رکھا جاوے۔ کیونکہ یہ ایک ذریعہ عالمگیر صلح کا اور قومون مین ربط و اتحاد قائم رکھنے کا ہے اور اس سے بہت سی خود سر قومون مین باہمی جنگ و جدل ناممکن ہوگئی ہے اور یہ بات بھی ناممکن ہوگئی ہے کہ انھین سے

کوئی قوم کسی غیر قوم کی شریک ہو کر کسی ور مخالف سلطنت پر جو زیادہ تر مطلق العنان یا قریب ہو اور ایسی بے طمع اور صلح پسند نہ جیسا برٹن اعظم ہے زیادتی ڈالنے یا دست درازی کرنے کا قصد کرے۔ اول مراتب اس سے یہ فائدہ تو ضرور ہے کہ مختلف ممالک باہم تجارت کر سکتے ہین اور مخالفانہ محصولون کے ذریعہ سے ایک ملک دوسرے کی تجارت سے محروم نہین رکھا گیا ہے اور سوائے ہماری قوم (انگریز کی) اور کسی عظیم الشان قوم نے تجارت کو ایسا آزاد اور بے قید نہین کر دیا ہے۔ اور ایک فائدہ اس سے یہ ہے کہ دنیا کی سب سلطنتون مین ایک اخلاقی عظمت اور وقعت اُس سلطنت کو حاصل ہو گئی ہے جس سے بہتر کوئی سلطنت آزادی کے معنی نہین سمجھی ہے اور سابق مین اُس سے چاہے جو غلطیان ہو گئی ہون لکن اب جس ایمانداری اور اصول اخلاق کی پابندی سے وہ سلطنت غیر ملک کے لوگون سے برتاو کرتی ہے وہ کسی اور عظیم الشان قوم کے ذہن مین خطرہ بھی نہین کرتی ہے یا اگر خطور کرتی ہے تو اُسکو وہ قوم مناسب نہین سمجھتی ہے پس جب یہ معلوم ہوا کہ یہ اتحاد اگر باقی رہ سکتا ہے تو غیر مساوی درجہ پر باقی رہ سکتا ہے تو اب غور طلب یہ امر ہے کہ کون ذریعہ ایسا ہے جس سے یہ قدر سے قلیل عدم مساوات کم رتبہ قومون کو ناگوار نہ گذرے یا اُنکی توہین کا باعث نہو۔

اُن قومون کے کم رتبہ ہونے کا ایک ہی باعث ہے اور وہ ایسا ہے جس سے کچھ چارہ نہین ہے یعنی صلح اور جنگ کی بحث کا فیصلہ اصل ملک (انگلینڈ) اپنی طرف سے اور ممالک نوآباد کی طرف سے بھی کرتا ہے اور ممالک نوآباد کو اسکے عوض مین یہ فائدہ ہے کہ اُنکو غنیم کے حملون سے بچانا اصل ملک پر فرض ہے مگر بجز اُس صورت کے کہ چھوٹی قوم اس قدر کمزور ہو کہ بڑی قوم کو اُنکی حفاظت کرنا واجب ہو جاوے یہ امر کہ

ایک قوم دوسرے کے فرض کا مبادلہ کرتی ہے نعم البدل اسکا نہین ہو سکتا ہے کہ
کمزور قوم طاقتور قوم کے صلاح و مشورہ مین شریک نہ کیجاے۔ لہذا ضرور ہے
سب لڑائیون مین بجز ان لڑائیون کے جو کسی خاص ملک نو آباد کی خاطر گوارا کیگئی ہون
جیسے کافرستان یا نیوزیلینڈ کی لڑائی تھی ممالک نو آباد کے باشندون سے
لڑائی کا خرچہ نہ لیا جاے الا اُس صورت مین کہ وہ خود درخواست کرین۔ البتہ
روپیہ اُنسے لیا جاے جو اُنکے ملک کے بندرگاہون اور سواحل اور سرحد کو غنیم کے
حملہ سے محفوظ رکھنے کا سامان مہیا کرنے مین صرف کیا جاے۔ علاوہ اسکے چونکہ
اصل ملک اس حق کا مدعی ہے کہ اپنی اکیلی راے سے وہ تدبیرین کرے یا ایسی حکمت عملی
اختیار کرے جس سے ممالک نو آباد کو غنیم کے حملہ کا خطرہ ہو لہذا مقتضی انصاف یہ ہے
کہ اُنکی حفاظت کے خرچہ کا جزو کثیر صلح کے زمانہ مین بھی اصل ملک اپنے پاس سے
ادا کرے اور مستقل فوج کا کل خرچہ بھی اپنے پاس سے دے۔

لیکن اس سے بھی زیادہ ایک موثر ذریعہ موجود ہے جس سے ایک چھوٹی
قوم کو جسنے اپنی قومی تشخص اور اپنی مستقل حکومت کو ایک سلطنت وسیع اور عظیم الشان کے
تشخص مین مستغرق کردیا ہے معاوضہ کامل مل سکتا ہے۔ اسکی ایک ہی تدبیر ہے
اور یہ تدبیر قرین انصاف اور قرین مصلحت بھی ہے کہ ممالک نو آباد کے باشندون کو
گورنمنٹ کے سب صیغون اور سلطنت کے ہر حصہ مین بدرجہ مساوی نوکریان دیجائین
اسکی کیا وجہ ہے کہ خلیج برٹش کے جزیرون کے باشندون کی بدخواہی سرکار کی
شکایت مطلق نہین سنی جاتی ہے حالانکہ قوم اور مذہب اور جغرافیہ کے لحاظ سے وہ
انگلینڈ کی نسبت فرانس سے زیادہ تعلق رکھتے ہین اور چونکہ کناڈا اور نیو سوتھ ویلس کے

باشندون کی طرح ان جزائر کے لوگ اختیار کامل سے اپنے ملک کے اندرونی معاملات
اور ٹیکس مین رکھتے ہین لہذا سرکار شاہی سے اُنکو ہر ایک عہدہ یا منصب مل سکتا ہے
اور اُنکے زمرہ سے جرنیل اور امیر الامراء اور امراے ذو الخطاب مقرر کیے
جاتے ہین بلکہ ان کم حقیقت جزیرہ والون مین سے وزیر اعظم بھی مقرر ہو سکتا ہے
ممالک نو آباد کے ایک روشنضمیر سکرٹری سر ولیم مولسورتھ صاحب نے
یہی قاعدہ اُن ممالک کی نسبت بھی جاری کیا تھا اور ہنکس صاحب کو جو صوبہ
کناڈا کے باشندے تھے اور ایک مشہور سیاست دان تھے ویسٹ انڈیا کا
گورنر مقرر کیا تھا۔ ایسی باتون کو غیر ضروری صرف اسوجہ سے خیال کرنا بہت کم
لوگ ایسے ہین جو اس عطیہ سے مستفید ہونے کے قابل ہین پولیٹیکل کاروائی کے
اُن وسائل کو جو ہر ایک قوم مین موجود ہوتے ہین بالکل سطحی نظر سے دیکھنا ہے
ایسے لوگ اگرچہ تعداد مین کم ہون لیکن اپنی قوم مین بہت بڑی وقعت اور رسوخ
رکھتے ہین اور اُنکی قوم والے ایسے بے شعور نہین ہین کہ اپنی مجموعی ذلت کو نہ سمجھین
اور اپنی قوم کے ایک آدمی کا بھی کسی فائدہ سے اُس سبب سے محروم رہنا جو
اُن سب مین پایا جاتا ہے اپنی اہانت کا باعث نہ خیال کرین۔ اگر کسی قوم کے
سربرآوردہ آدمیون کو ہم اس امر سے مانع ہون کہ عام مجلسون مین اپنی قوم کے
پیشوا اور قائم مقام بنکر شریک ہوا کرین اور دنیا مین اپنا رنگ جمائین تو اُنکے
جائز حوصلہ اور اُنکی قوم کے معقول افتخار کا لحاظ کرکے ہمکو واجب ہے کہ اُسکے
معاوضہ مین اُنکو پورا موقع اس بات کا دین کہ ویسا ہی منصب عالی اُس قوم مین حاصل
کر سکین جو خود اُنکی قوم سے زیادہ عظمت اور اقتدار رکھتی ہے۔

یہانتک تو ان متعلقات اور مضافات پر بحث کی گئی جنکے باشندے اتنی ترقی کر چکے ہین کہ پنچایتی گورنمنٹ کی صلاحیت رکھتے ہین۔ لیکن بعض ممالک ایسے بھی ہین جنکے باشندے ایسے ترقی یافتہ نہین ہین۔ بس اگر حکمران ملک کو اُنمین اپنی عملداری رکھنی منظور ہے تو خود حکمرانی کرے یا وہ اشخاص حکومت کرین جنکو اُس ملک نے اس مقصد کے لیے مقرر کیا ہو۔ گورنمنٹ کا یہ طریقہ بھی اور طریقون کے مانند جائز ہے بشرطیکہ یہ طریقہ ایسا ہو کہ قوم محکوم کی تہذیب و شائستگی کی حالت موجودہ مین اُسکے زیادہ تر عروج اور ترقی کا باعث ہو۔ سابق مین بیان کیا گیا کہ بعض تمدنی حالتون مین مطلق العنان اور قوی گورنمنٹ بہترین اقسام حکومت اسوجہ سے ہے کہ رعایا کو وہ امور سکھا دیتی ہے جنکے نہ جاننے سے رعایا تہذیب و شائستگی مین ترقی نہین کرسکتی ہے مگر بعض تمدنی حالتین ایسی بھی ہین جنمین گورنمنٹ کا محض مطلق العنان ہونا رعایا کے حق مین کچھ مفید نہین ہے کیونکہ رعایا اُن نصیحتون کو جو ایسی گورنمنٹ سے حاصل ہوتی ہین بخوبی حاصل کرچکی ہے مگر چونکہ رعایا مین خود ترقی کرنے کا مادہ نہین ہے لہذا ترقی کی راہ مین اُسکا ایک قدم بھی آگے بڑھانا اسپر موقوف ہے کہ جس بادشاہ کی وہ رعیت ہے وہ مطلق العنان تو ہو مگر نیک نیت ہو۔ اگر وہ بادشاہ مطلق العنان اُسی ملک کا رہنے والا ہے تو اُسکا نیک نہاد ہونا ایک شاذ و نادر اور اتفاقی امر ہے جسکا کچھ اعتبار نہین ہے لیکن اگر اُس ملک مین ایک مہذب شائستہ قوم کی عملداری ہے تو اُس قوم کو لازم ہے کہ اپنی رعایا کے لیے وہ سب امور کرے جنکو چند دہ بادشاہان مطلق العنان کرسکتے جو ایسے زبردست ہوتے کہ کوئی اُنکا مقابلہ نہ کرسکتا

اور جنکی حکومت مین وہ لغزش نہ باقی رہتی جو وحشی بادشاہان مطلق العنان کی بادشاہت مین رہا کرتی ہے اور جو اپنی طباعی سے اُن سب امور کو جنھین زیادہ تر ترقی یافتہ قوم نے تجربے سے سیکھا ہے پہلے ہی سے سمجھ جاتے۔ الغرض۔ آزاد قوم کی حکومت وحشی یا نیم وحشی قوم پر ایسی ہی کیا کہنا ہے لیکن یہ امید رکھنا کچھ ضرور نہین ہے کہ وہ حکومت نفس الامر مین بعینہٖ ایسی ہی ہوگی۔ البتہ اُسکو اُسکے قریب قریب ہونا ضرور ہے ورنہ قوم حکمران مجرم اُس اخلاقی فرض کو ترک کرنے کی ہوگی جس سے عظیم تر فرض کسی قوم پر نہین عائد ہوا ہے اور اگر قوم حکمران کی نیت مین بھی اُس فرض کو ادا کرنا نہو تو وہ ایک خودغرض اور غاصب قوم ہے اور ویسی ہی گنہگار رہے جیسے وہ لوگ ہین جنکی حرص وطمع ہر زمانہ مین کروڑہا بندگان خدا پر حکومت کرنے کو ایک کھیل سمجھا کی ہے۔

عموماً پس ماندہ قومون کی یہ کیفیت ہے اور ہوتی جاتی ہے کہ یا تو کسی ترقی یافتہ قوم کی بالکل محکوم بنگئی ہین یا پولٹیکل حیثیت سے اُس سے بالکل مغلوب ہوگئی ہین اور فی زمانا بہت کم مسائل اس مسئلہ سے زیادہ اہم ہین کہ ایسی حکومت کیونکر قائم کیجائے کہ رعایا کو نقصان کے بدلے اس سے فائدہ پہونچے اور سب سے عمدہ گورنمنٹ کا محکوم ہونا رعایا کو نصیب ہو اور اسکی آئندہ ترقی دائمی کا بھی سامان کافی مہیا ہو جائے مگر گورنمنٹ کو اس مقصد کے قابل بنا دینے کے طریقہ کو لوگ ہرگز ویسا خوب نہین سمجھے ہین جیسا اس بات کو سمجھے ہین کہ جو قوم اپنے اوپر خود حکومت کرنے کی قابلیت رکھتی ہے اسمین ایک عمدہ گورنمنٹ کا ہونا کن شرائط پر موقوف ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ لوگ اس مسئلہ کو بالکل سمجھے ہی نہین ہین۔ نظر سطحی یا سرسری سے دیکھنے والون کو یہ مسئلہ بہت آسان معلوم ہوتا ہے یعنی مثلاً اگر ہندوستان اپنے اوپر خود حکومت کرنے کی لیاقت نہین رکھتا ہے

تو اُسکے زعم ناقص مین صرف اتنی بات ضرور ہے کہ اُس ملک پر حکومت کرنے کے لیے
کوئی وزیر مقرر کردیا جائے اور دیگر وزرار کی طرح یہ وزیر بھی پارلیمنٹ کا ذمہ دار قرار دیا جائے
لیکن افسوس ہے کہ ایک غیر ملک پر حکومت کرنے کا یہ طریقہ اگرچہ سب سے آسان ہے مگر سب سے
بدتر ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ اسکے مؤید مین وہ عمدہ گورنمنٹ کے شرائط کو
خاک نہین سمجھے ہین کسی ملک پر ایسی ملک کے لوگون کا ذمہ دار بنکر حکومت کرنا اور بات ہے
اور ایک ملک کا دوسرے ملک کے لوگون کا ذمہ دار بنکر حکومت کرنا اور بات ہے پہلی قسم
کی حکومت کی عمدگی کی دلیل یہ ہے کہ آزادی مطلق العنانی سے بہتر ہے لیکن دوسری قسم کی حکومت
تو خود مطلق العنان ہے اس صورت مین حکومت کا حصر چند قسم کی مطلق العنانی پر ہوجاتا ہے
اور یہ امر یقینی نہین ہے کہ تیس کروڑ آدمیون کی مطلق العنانی چند اشخاص یا ایک شخص کی
مطلق العنانی سے لامحالہ بہتر ہے البتہ یہ امر یقینی ہے کہ اُن لوگون کی مطلق العنانی جو
اپنی رعایا کو نہ سُن سکتے ہین نہ دیکھ سکتے ہین اور نہ اُسکی کیفیت سے واقف ہین بدتر ہے
اُن لوگون کی مطلق العنانی سے ہے جو اُسکو سُن سکتے ہین اور دیکھ سکتے ہین اور اُسکی
کیفیت سے بھی آگاہ ہین اکثر یہ گمان نہین کیا جاتا ہے کہ اہلکاران سلطنت عمدہ طور سے
حکومت کرتے ہین کیونکہ جس مالک کی طرف سے وہ حکمرانی کرتے ہین وہ اُس ملک مین
موجود نہین ہے اور اُسکو ہزار ہا ایسے امور پر توجہ کرنی پڑتی ہے جو اِس ملک کے
معاملات کی بہ نسبت بہت زیادہ اہم ہین۔ اُنکا مالک اُنکو سخت ذمہ دار قرار دیکر
اُنکی ذمہ داری کو شدید سزاؤن کے ذریعہ سے نافذ کرسکتا ہے لیکن کلام اِسمین ہے
کہ آیا اکثر سزایاب وہی لوگ ہونگے جو مستوجب سزا ہین۔

ایک ملک کے رہنے والون کو دوسرے ملک پر حکمرانی کرنے مین ہمیشہ

بڑی بڑی دقتین پیش آتی ہین اور ایسی حکومت ہمیشہ ناقص ہوتی ہے حتے کہ جب حاکم اور محکوم کی عادات اور خیالات مین اختلاف عظیم نہو تب بھی یہی ہوتا ہے۔ کیونکہ غیر ملک والے اُس ملک کے باشندون سے ہمدردی نہین رکھتے ہین۔ اور جو کیفیت کسی چیز کی اُنکو دکھائی دیتی ہے یا جس طریقہ سے کوئی بات اُنکے دل پر اثر کرتی ہے اُس سے وہ یہ قیاس نہین کر سکتے ہین کہ رعایا اسکو کیا سمجھیگی یا اُسکے دل پر اسکا کیا اثر ہوگا اور جس امر کا علم وجدانی اُس ملک کا وہ آدمی رکھتا ہے جو اوسط درجہ کی عملی لیاقت رکھتا ہے اسکو یہ غیر ملک والے بعد غور و تامل اور تجربہ بسیار اور آہستہ آہستہ سمجھتے ہین مگر پھر بھی ناقص طور سے سمجھتے ہین اور جن قوانین اور رسوم اور تمدنی تعلقات کے واسطے انکو قوانین بنانے پڑتے ہین اُنسے وہ لڑکپن ہی سے واقف نہین ہوتے ہین بلکہ ناواقف محض ہوتے ہین اور جزئیات کا علم اُنکو اُس ملک کے باشندون ہی سے حاصل کرنا پڑتا ہے مگر اُنکو یہ سمجھنا دشوار ہوتا ہے کہ کس شخص کا اعتبار کرین۔ وہ لوگ اُنسے ڈرتے ہین اور بدگمان رہتے ہین بلکہ غالباً اُنسے نفرت کرتے ہین اور کمتر اُنکی ملاقات کی آرزو رکھتے ہین الا اپنے خودغرضانہ مقاصد کے لیے اور وہ غیر ملک والے یہ جانتے ہین کہ جو لوگ اُنکی خوشامد کرتے ہین وہی لائق اعتبار ہین اور اُنسے یہ اندیشہ رہتا ہے کہ دیسی آدمیون کو ذلیل و حقیر سمجھینگے اور دیسی آدمیون سے یہ خوف رہتا ہے کہ اسکا یقین ہرگز نہ کرینگے کہ یہ غیر ملک والے جو کچھ کرتے ہین ہماری بہتری کے سبب کرتے ہین۔ یہ منجملہ اُن دقتون کے چند دقتین ہین جو اُن حکام کو پیش آتی ہین جو کسی غیر ملک پر دیانتداری سے اور عمدہ طور سے حکومت کرنا چاہتے ہین۔ اور ان دقتون کو کسی قدر بھی رفع کرنا بڑی محنت اور جانکاہی کا کام ہے جسکے لیے حکام اعلے مین

اعلی درجہ کی قابلیت اور حکام ادنی مین اوسط درجہ کی لیاقت درکار ہے اور ایسی گورنمنٹ کا سب سے عمدہ انتظام وہ ہے جس سے بڑی بڑی ذمہ داری کے عہدون پر بڑے بڑے لائق آدمی مقرر کیے جائین اور وہ سب سے زیادہ محنت کرین اور انکی لیاقت کی تکمیل ہو جاے۔ ایک ایسے حاکم کا ذمہ دار اور جوابدہ ہونا جسنے اُس کام مین کچھ بھی محنت نہین کی ہے اور نہ کچھ لیاقت حاصل کی ہے بلکہ جو یہ بھی نہین جانتا ہے کہ اس کام کے لیے کچھ لیاقت یا مشقت درکار ہے یا نہین سے ہے ایک نہایت موثر ذریعہ ان مقاصد کی تکمیل کا نہین تصور ہو سکتا ہے۔

کسی قوم کا اپنے اوپر خود حکومت کرنا کچھ معنی رکھتا ہے اور ایک امر واقعی ہے مگر ایک قوم کا دوسری قوم پر حکومت کرنا ایک ایسی چیز ہے جو موجود نہین ہے بلکہ ممکن بھی نہین ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ ایک قوم دوسرے کو طوطے مینا یا مرب اچار کی طرح اپنے استعمال کے لیے رکھے یا اُسکو روپیہ کمانے کا آلہ سمجھ لے یا اُسکو گاے گورھو کی طرح ایک مقام پر بند کر رکھے اور اُسکے انتظام سے خود منتفع ہو۔ لیکن اگر گورنمنٹ سے غایت و غرض رعایا کی نفع رسانی ہے تو یہ امر محض ناممکن ہے کہ کوئی قوم حکومت خود کرے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتی ہے کہ انھین جو سب سے لائق آدمی ہون اُنکو اُس کام کی نگرانی کے لیے مقرر کر دے۔ مگر یہ لائق آدمی اپنے فرض کو بجا لانے مین اپنے ملک کی راے کی بہت پابندی نہین کر سکتے ہین۔ اور نہ یہ خیال کر سکتے ہین کہ جس طریقے سے ہمنے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے اُسکو ہمارے ملک کے لوگ خوب سمجھ سکتے ہین۔ کوئی صاحب اپنے دل مین ذرا یہ تو سوچین کہ خود انگریزون پر کیونکر حکومت کیجاے اگر وہ اپنے ملک کے معاملات کا علم اور پرداخت سے

زیادہ نہ رکھین جتنا علم اور پروا اہل ہنود کے معاملات کی رکھتے ہین - اس مثال سے بھی کیفیت نہین معلوم ہوسکتی ہے کیونکہ ہندو لوگ امور سیاست سے بالکل بے پروا ہین اور غالبًا وہ جملا امور گورنمنٹ کی رائے پر چھوڑ دینگے اور ہندوستان مین یہ کیفیت ہے کہ انگریز لوگ تو پولیٹیکل امور مین ایسے مشتاق اور براق اور ہندوستانی تسلیم و رضا کے ایسے عادی ہیں انگریز لوگ اُنکے امور مین کبھی کبھی دست اندازی کرتے ہین اور جب دست اندازی کرتے ہین غلط موقع پر کرتے ہین اور وہ واقعی اسباب جو ہندوستان کی خوشحالی یا بداقبالی اور ترقی یا تنزل کا باعث ہین اُنکے (انگریزون کے) خیال سے کوسون دور ہین بلکہ وہ تو اتنا علم بھی نہین رکھتے ہین کہ ان اسباب کے وجود کے قائل ہو جائین بھلا اُنکے اثر کا اندازہ کرنا تو بڑی بات ہے - ممکن ہے کہ اُس ملک کے اہم معاملات کا انتظام بہت عمدہ طور سے کیا جائے مگر وہ اُسکو پسند نہ کرین یا یہ کہ اُنکا انتظام بہت خراب کیا جائے مگر اُنکے کان پر جُون بھی نہ رینگے - دو وجہون سے وہ (اہل انگلستان اپنے قائم مقامون (حکام ہندوستان) کی کارروائی مین دست اندازی کرنے یا اُسکو روکدینے پر آمادہ ہو جاتے ہین - ایک یہ کہ انگریزی خیالات ہندوستانیون کے حلق مین زبردستی ٹھوس دیے جائین مثلاً اُنکو عیسائی بنانے کی تدبیرین کیجائین یا ایسے افعال عمدًا یا سہوًا کیے جائین جنسے ہندوستانیون کو تاذی مذہبی پہونچے - حکمران ملک مین جو ہندوستانیون کی نسبت غلط رائے قائم ہوئی ہے اُسکی ایک مثال یہ ہے کہ آج کل انگلینڈ مین یہ غل مچا ہوا ہے کہ سرکاری اسکولون مین توریت و انجیل طلبہ یا اُنکے والدین کی اجازت سے پڑھائی جائے - اہل یورپ کی نظر سے دیکھیے تو اس سے رعایا کی مذہبی آزادی مین کچھ خلل یا فتور نہین پڑسکتا ہے - مگر ایشیائی آدمیون کی نظر مین

اسکے اور ہی کچھ معنی ہین کیونکہ کوئی ایشیائی قوم یہ یقین نہین کرتی ہے کہ گورنمنٹ اپنے تنخواہ دار افسرون اور اہلکارون کو بے وجہ اور بلا سبب بھی تکلیف دیتی ہے اور کوئی ایشیائی آدمی یہ باور نہین کرتا ہے کہ جب گورنمنٹ کو کوئی امر مد نظر ہوتا ہے تو اسکو ادھورا چھوڑ دیتی ہے اور اگر ایسا کرے تو وہ گورنمنٹ بالکل ضعیف اور بے قدرت ہے اگر سرکاری اسکولون مین عیسائی مذہب ہندوستانی طلبہ کو سکھایا جاے تو چاہے کیسا ہی شدید و غلیظ عہد کیا جاے کہ مذہبی تعلیم صرف انھین طلبہ کو دیجائیگی جو خود اُسکے طالب ہین اور چاہے کیسی ہی شہادت قطعی اس امر کی پیش کیجاے مگر اُنکے والدین کو خواہ مخواہ یہی خیال ہوگا کہ ہمارے لڑکون کو ناجائز ذریعے سے عیسائی بنانا یا اپنی ذات برادری سے خارج کرا دینا چاہتے ہین - اور اگر آخرالامر اُنکو اسکے خلاف ثابت ہو جاے تو اسکا سبب صرف یہ ہوگا کہ ان اسکولون کے بنانے کوئی لڑکا عیسائی نہ بن سکا - اور جس مقصد سے مذہبی تعلیم دیجائی ہے اگر اس مقصد کو ترقی دینے مین اس تعلیم کا ذرا سا بھی اثر ہوجاے تو سرکاری تعلیم کے صرف افادہ اور وجود ہی مین نہ خلل واقع ہو بلکہ شاید خود گورنمنٹ کی عافیت مین فتور پڑ جاے جس انگریز کا مذہب پروٹسٹنٹ ہو اُسکو ہزار سمجھائیے کہ تمھارا لڑکا رومن کیتھولک نہین بنایا جائیگا مگر وہ اپنے لڑکے کو رومن کیتھولک اسکول مین ہرگز نہ پڑھوائیگا علی ہذالقیاس آیرلینڈ کے رومن کیتھولک کے باشندے اپنے لڑکون کو اُن اسکولون مین نہ بھیجینگے جہان وہ پروٹسٹنٹ بنا ڈالے جائین - پس کیا تماشے کی بات ہے کہ اُن ہندؤن سے جنکے اعتقاد مین محض مس ہرنی یعنی چھو دینے سے دھرم ناس ہوجاتا ہے ہم لوگ اس بات کی توقع رکھین کہ وہ اپنی اولاد کو اُن اسکول مین بھیجینگے جہان اُنکے عیسائی ہوجانے کا خوف ہو؟ -

پس یہ ایک طریقہ اُن طریقون مین سے ہے جنسے حکمران ملک کی راے سے انتظامیہ سے زیادہ اثر بد اُنکے مقررکردہ گورنرون کے کردار پر ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے حکمران ملک اُن امور مین بھی اکثر دست اندازی کرتا ہے جنکے باب مین اسیر شدید تقاضا کیا جاتا ہے یعنی جن انگریزون نے ہندوستان مین بود و باش اختیار کی ہے اُنکی طرف سے اکثر ولایت والے لڑنے کو تیار ہو جاتے ہین۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اُن انگریزون کے دوست آشنا اور اخبارات ولایت مین موجود ہین اور وہان کے خاص و عام سے بھی یہ لوگ رسائی رکھتے ہین اور اُنکے ہم زبان اور ہم خیال ہین۔ لہذا جو شکایت کوئی انگریز کرتا ہے اُسکو اہل ولایت بڑی ہمدردی سے سنتے ہین گو عمداً اُسکی تحقیق نہین کرتے ہین۔ اور اگر کوئی امر ایسا ہے جسپر سارے عالم کا تجربہ گواہ ہے تو وہ امر یہ ہے کہ جب ایک ملک دوسرے کو اپنا محکوم بنا لے تو سب سے زیادہ روک ٹوک حکمران قوم کے اُن آدمیون پر کرنی لازم ہے جو اُس غیر ملک مین روپیہ کمانے کے لیے جاتے ہین۔ ایسے آدمیون کے باعث گورنمنٹ کو ہمیشہ سخت دقت پڑتی ہے۔ کیونکہ قوم فاتح کا نخوت اور غرور اُنکے دماغ مین سمایا ہوتا ہے اور اُنکے دل مین مطلق العنانی کی اُمنگ ہوتی ہے اور اپنی ذمہ داری کا خیال نہین ہوتا ہے۔ ایسی خلقت مین جیسی ہندوستان کی ہے حکام کیسی ہی کوشش بلیغ کرین مگر وہ بھی زیردست کو زبردست کے شر سے بچانے کے لیے کافی نہین ہوتی ہے اور سب سے زیادہ زبردست وہ انگریز ہین جنھون نے وہان بود و باش اختیار کرلی ہے۔ جب اُنمین سے کسی شخص کے ذاتی اخلاق اس کیفیت کے مصلح ہون تو اور بات ہے ورنہ عموماً وہ لوگ ہندوستانیون کو اپنی خاک پا سمجھتے ہین اور اُنکو سخت ناگوار گذرتا ہے کہ ہندوستانیون کے کسی قسم کے

حقوق انکے ادنی دعوون کے بھی مانع و مزاحم ہون اور اگر وہ لوگ کوئی حکیمانہ
فعل اپنے مقاصد تجارت کے لیے مفید سمجھکر کرتے ہین اور ہندوستانیون کا تحفظ اُس سے
کیا جاتا ہے تو اُسکو وہ ایک ضرر قرار دیکر اُسکی شکایت کرتے ہین۔ الغرض جو حالت
اُنکی ہے وہ اسی کی مقتضی ہے کہ وہ لوگ ذرا ذراسی بات پر بگڑ کھڑے ہوتے ہین اور
ہرچند حکام اعلی اُنکو چشم نمائی کرتے رہتے ہین مگر اُنکے نفاق کی کیفیت کم و بیش ظاہر
ہوا کرتی ہے۔ خود گورنمنٹ تو اِس نفاق کی کیفیت سے بری ہے مگر وہ اپنے
افسران ملکی و فوجی سے اس کیفیت کو دفع نہین کرسکتی ہے حالانکہ انپر وہ اس سے زیادہ
اختیار رکھتی ہے جتنا اُن یورپین باشندون پر رکھتی ہے جو اُسکے ملازم نہین ہین جو کیفیت
انگریزون کی ہندوستان مین ہے معتبر شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی کیفیت
فرانسیسیون کی صوبہ الجیرس مین اور اہل امریکا کی اُن ملکون مین ہے جنکو اُنھون نے
میکسکو کے بادشاہ سے چھین لیا ہے اور وہی کیفیت اہل یورپ کی چین مین بلکہ
جاپان مین بھی ہے۔ ان سب صورتون مین وہ گورنمنٹ جسکی رعیت یہ خود غرض
لوگ ہین خود اُنسے بہتر ہے اور حتے الامکان دیسی آدمیون کو اُنکے شر سے
بچاتی ہے۔ حتے کہ اسپانیہ کی گورنمنٹ نے بھی سچے دل سے ایسا ہی کیا گر اُسکی
کچھ نہ چلی جیسا کہ ہیلپس صاحب کی تاریخ کے ناظرین پر عیان ہے۔ اگر اسپانیہ کی
گورنمنٹ اہل اسپانیہ کی مواخذہ دار ہوتی تو شاید وہ ایسی کوشش نہ کرتی کیونکہ اہل
اسپانیہ غالباً اپنے عیسائی دوستون اور عزیزون کی جنبہ داری کرتے اور کفار کی
طرفداری نہ کرتے ولایت کے لوگ انھین نوآباد انگریزون کی سنتے ہین بجائے ہندستانیون
اکی کون سنتا ہے اور انھین کی عرض و معروض سچی خیال کیجاتی ہے کیونکہ صرف وہی لوگ

ایسے دلیر ہین اور ایسے اسباب رکھتے ہین کہ ولایت کے لاابالی اور بے پروا خلقت کو اپنی شکایتون پر متوجہ کر لیتے ہین - اور قومون کی بہ نسبت انگریزون کا زیادہ قاعدہ ہے کہ اپنی قوم کے آدمی جو کردار غیرون کی نسبت اختیار کرتے ہین اُسپر وہ بڑی بدگمانی سے جرح وقدح کیا کرتے ہین مگر اکثر صرف حکام کی کارروائیون پر نکتہ چینی کرتے ہین اور جو تنازعات درمیان گورنمنٹ اور کسی شخص کے واقع ہون اُن سب مین انگریز لوگ یہ قیاس کر لیتے ہین کہ گورنمنٹ غلطی پر ہے - اور جب ہندوستان کے باشندے انگریز پولٹیکل کارروائی کی توہین اُن مورچون پر مارنا شروع کرتے ہین جو ہندوستانیون کو اُنکے حملے سے بچانے کے لیے بنائے گئے ہین تو وزراء عموماً اپنی پارلیمنٹی اغراض کے تحفظ کی نظر سے یا بہر کیف دماغ خراشی سے بچنے کے لیے دشمن کے دھاوے کو روکنے کی بہ نسبت مورچہ کو چھوڑ دینا مناسب سمجھتے ہین -

اسیطرح یہ ہے کہ جب محکوم قوم کی طرف سے انصاف اور مردم دوستی کا نام لیکر ولایت کے لوگون سے استغاثہ کیا جاتا ہے تب بھی ظن غالب یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگ غلطی کرینگے کیونکہ خود قوم محکوم مین ظالم اور مظلوم دونون موجود ہین اور ذی اقتدار اشخاص یا فرقے بھی ہین اور غلام بھی ہین جو اُنکو سجدہ کرتے ہین اور اہل ولایت تک اگر رسائی ہے تو امرا کو ہے غربا کو نہین ہے - ایک ظالم یا عیاش آدمی جسکے ضیاعات اسلیے چھین لیے گئے ہین کہ انکا ناجائز استعمال کرتا تھا اور جسکو سزا دینے کے بدلے مال و دولت اور شان و شوکت دیگئی ہے - ایک فرقہ مالکان اراضی کا جنکی خواہش یہ ہے کہ سرکار اُس حق سے دست بردار ہو جاوے جو اُنکی اراضیات کی لگان کی نسبت رکھتی ہے اور جو رعایا کو اپنی زیادہ ستانی سے بچانے کی کوشش کو اپنی حق تلفی

سمجھتے ہین ان لوگون کی حمایت خودغرضی یا تعصب سے پارلیمنٹ اور اخبارات بے تکلف کرتے ہین مگر کروڑہا بے زبانون کی حمایت کوئی بھی نہین کرتا ہے -

مذکورہ بالا دلائل سے ایک ایسے اصول کا اظہار ہوتا ہے کہ اگر اُس سے کوئی واقف ہوتا تو اُسکو بدیہی کہنا جائز ہوتا - وہ اصول یہ ہے کہ محکومین کا ذمہ دار ہونا تو سب سے بڑا ضامن عمدہ گورنمنٹ کا ہے مگر اور کسی شخص کا ذمہ دار ہونا ایسا ہرگز نہین ہے بلکہ اسمین نفع اور نقصان دونون کا برابر احتمال ہے ہندوستان کے حکام انگریز قوم انگریز کے ذمہ دار ہین اور اُس ذمہ داری سے خاص فائدہ یہ ہے کہ جب گورنمنٹ کے افعال پر اعتراض کیا جاتا ہے تو اُنکا اعلان ہوتا ہے اور اُنپر بحث ہوتی ہے جسکا مفید ہونا اسپر موقوف نہین ہے کہ عوام الناس امر متنازع فیہ کو سمجھ جائین بشرطیکہ اُنمین چند اشخاص ایسے ہون جو اسکو سمجھ سکین کیونکہ محض اخلاقی ذمہ داری مجموع قوم کی ذمہ داری نہین ہے بلکہ اُس ہر شخص کی ذمہ داری ہے جو کوئی رائے قائم کرسکتا ہے اور رایون کا وزن بھی اور شمار بھی ہوسکتا ہے اور اگر ایک شخص کسی مسئلہ کے مالہ و ما علیہ سے خوب واقف ہو تو اُس ایک کی رائے ہزار ناواقف آدمیون کی رائے پر ترجیح رکھتی ہے حکام پر یہ قید بیشک مفید ہے کہ اُنسے فوراً جواب طلب ہوسکتا ہے اور اہل جوری مین سے ایک یا دو شخص تو اُنکے کردار کی نسبت ایسی رائے قائم کرینگے جو قابل پذیرائی ہوگی مگر باقیماندہ اہل جوری کی رائے کا وجود غالباً عدم سے بھی بدتر ہوگا - بہرکیف اسقدر فائدہ ہندوستان کو اُس نگرانی سے ہے جسکو پارلیمنٹ اور ولایت کے لوگ گورنمنٹ ہند پر عمل مین لاتے ہین -

انگلستان کے لوگ اپنا فرض نسبت اہل ہند کے اگر ادا کرسکتے ہین تو یون نہین ادا کرسکتے ہین کہ خود براہ راست اُنپر حکومت کرین بلکہ اسطرح ادا کرسکتے ہین کہ اُن

ملک کے لیے عمدہ عمدہ حکام کو مہیا کرین اور ہندوستان کے لیے اُس انگریز وزیر سے بدتر کوئی نہین ہے جو انگریزی سیاست کا خیال کرتا ہے ہندوستانی سیاست کو نہین سمجھتا ہے اور جو اپنے عہدہ پر اتنی مدت تک نہین رہتا ہے کہ ایسے پیچیدہ مضمون کو کماحقہ سمجھ سکے اور جسپر وہ مصنوعی رائے عوام جسمین پارلیمنٹ کے دو تین خوش بیان مقررون کی راے شامل ہوتی ہے ویسا ہی قوی اثر کرتی ہے جیسا اصلی اور واقعی ملک مے جمہور کرتی ہے اور اُسکو ایسے ذی علم اور معزز آدمیون کی صحبت نہین نصیب ہوتی ہے جس سے وہ بجاے خود ایمانداری سے ایک راے قائم کرنے کے قابل ہو جاے۔ وہ آزاد ملک جو ایک دور دراز غیر ملک پر جسمین بالکل غیر قومین رہتی ہین اپنے خاص عاملانہ شعبہ کے ایک جز کے ذریعہ سے حکومت کرنا چاہیے خواہ ناکام رہیگا۔ صرف ایک ہی طریقہ سے اُس ملک کو کچھ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اُس غیر ملک پر اپنے قائم مقامون کی ایک مستقل کونسل کے ذریعہ سے حکومت کرے اور وہ ان وزرا کو جنمین ہمیشہ تغیر و تبدل ہوا کرتا ہے صرف نگرانی اور نامنظوری کا حق دیا جاے۔ ایسی کونسل ہندوستان کے لیے موجود تھی اور مجھکو یہ اندیشہ ہے کہ ہندوستان اور انگلستان دونون کو اُس کوتاہ بین حکمت عملی کا سخت خمیازہ اُٹھانا پڑیگا جس سے یہ درمیانی ذریعہ حکومت کا موقوف کر دیا گیا ہے۔

یہ کہنے سے کیا فائدہ ہے کہ ایسے قائم مقامون کی کونسل مین عمدہ گورنمنٹ کے سب لوازم نہین جمع ہو سکتے ہین۔ اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ ایسی کونسل کو محکومین کے ساتھ وہ کامل اور موثر اتحاد اغراض نہین ہو سکتا ہے جسکو حاصل کرنا اُس ملک مین بھی مشکل ہے جہان محکوم قوم کچھ لیاقت اپنے ملک کے معاملات کے انتظام کی رکھتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اُس ملک کے حالات ہی ایسے ہین کہ واقعی عمدہ گورنمنٹ

چلانی

وہان ممکن ہی نہین ہے۔ بلکہ چند ناقص گورنمنٹون مین امر دائرہے۔ اور غور طلب یہ مسئلہ ہے کہ حکمران کونسل ایسے طریقہ سے قائم کیجاے کہ باوجود اُن دقتون کے جو اُسکو پیش ہین سکا زیادہ سے زیادہ فائدہ عمدہ گورنمنٹ مین ہو اور کم سے کم فائدہ خراب گورنمنٹ مین ہو یہ شرائط ایک درمیانی کونسل مین بخوبی پائے جاتے ہین۔ وہ منتظمان ملک جو اہل ولایت کی طرف سے نیابتاً کسی ملک پر حکومت کرین خود اہل ولایت کی حکومت پر بایں معنی ترجیح رکھتے ہین کہ اُنکو اور کوئی فرض نہین ادا کرنا پڑتا ہے سواے اُس فرض کے جو محکومین کا اُنکی گردن پر ہے اور اُنکو کسی کے اغراض پر غور نہین کرنا پڑتا ہے سواے اُن اغراض کے جو محکومین کے ہین اور بدانتظامی سے منتفع ہونے کا اختیار جو وہ رکھتے ہین اُسمین بہت کمی ہوسکتی ہے (جیسا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی سب سے آخری ترکیب مین یہ اختیار بہت کم ہوگیا تھا) اور وہ اُس جنبہ داری سے بالکل بری رہ سکتے ہین جو کسی دوسرے شخص کو کسی آدمی یا کسی فرقہ کے اغراض کی نسبت ہو۔ جب انگلستان کی گورنمنٹ اور پارلیمنٹ اُس اختیار کی تعمیل مین جو آخری درجہ مین اُنکو دیا گیا ہے فریقی جنبہ داریون سے مجبور ہوجاتی ہین تو یہ درمیانی کونسل پارلیمنٹ مین اُس ملک کی طرف سے جسکی حکومت اُس سے متعلق ہے خم ٹھوک کر لڑتی ہے۔ علاوہ اسکے اُس درمیانی کونسل مین خاص کردہ اشخاص ہوتے ہین جنھون نے اپنے ملک کے معاملات کے اس جزء کا ایک خاص علم حاصل کیا ہے اور جنھون نے خود اُس ملک مین اُس کام کو سیکھا ہے اور اپنی عمرین اُسی کے انتظام مین گذاری ہین اور چونکہ اُن لوگون مین یہ لیاقتین موجود ہوتی ہین اور اُنکا عہدہ اُن پولیٹکل انقلابات سے جو ولایت مین واقع ہوا کرتے ہین جا نہین سکتا ہے لہذا وہ ہمہ تن اُس ملک کی اصلاح مین مصروف رہتے ہین جسکی حکومت اُنسے متعلق کی گئی ہے اور اپنے انتظام کی

کامیابی اور جو ملک اُنکے زیر انتظام ہے اُسکی ترقی و سرسبزی کی فکر اُس سے زیادہ رکھتے ہین جتنی فکر وہ وزیر جو ایسی پچاتیی گورنمنٹ کا ماتحت ہو ہر ملک کی خوش انتظامی کی کرسکتا ہے بجز اُس ملک کے جسکا وہ نوکر ہے۔ جہانتک تقرر اُن حکام کا جو اُس ملک مین موجود رہکر اسکا انتظام کرتے ہین اِس کونسل کی رائے پر موقوف ہے ان تقررات مین فریقی یا پارلیمنٹی دغابازی نہین ہونے پاتی ہے اور نہ ناجائز مربی گری اور ہوا خواہون کی رعایت و مروت یا مخالفین کو رام کرنے کی خواہش کو اُن تقررات مین دخل ہوتا ہے حالانکہ یا وسط درجہ کے متدین ارباب سیاست اُن امور کا لحاظ اسکی بہ نسبت زیادہ رکھتے ہین کہ ہمارا فرض یہ ہے کہ سب سے زیادہ لائق آدمی کو اِس عہدے پر مقرر کرین۔ اِس قسم کے تقررات کو جہانتک ممکن ہو ایسی خرابیون سے بچانا بہرکیف لازم ہے اور انکے سوا اور سب سرکاری عہدون مین چاہیے کیسی ہی خرابیان پڑجائین بلا سے۔ کیونکہ اگر اور کسی صیغہ کا افسر اعلی نالائق ہے تو اِس ملک کی عام رائے اسکو ہدایت کرسکتی ہے کہ اُسکو کیا کرنا چاہیے مگر جس ملک کے لوگ اس قابل نہین ہین کہ اپنے معاملات کا انتظام خود کرلین اُسمین گورنمنٹ کی نیکنامی ہر ایک عہدہ دار کی اخلاقی اور عقلی لیاقتون پر بالکل موقوف ہے۔

اس بات کو مکرر عرض کرنا فضول نہین ہے کہ ہندوستان جیسے ملک مین ہر ایک امر عہدہ داران گورنمنٹ کے اوصاف اور کمالات ذاتی پر موقوف ہے۔ یہی اصل اصول ہندوستان کے انتظام کا ہے جس دن یہ خیال کیا جائیگا کہ ذمہ داری کے عہدون پر لوگون کو صرف بنظر سہولت مقرر کرنا جو انگلستان مین ایک جرم سمجھا جاتا ہے ہندوستان مین کچھ معیوب نہین ہے پس اُسی روز ہماری سلطنت ہند مین زوال و انحطاط شروع ہوجائیگا اگرچہ ہمارا اصل منشا یہی ہو کہ سب سے زیادہ لائق آدمی سرکاری عہدہ پر مقرر کیا جائے

تاہم صرف تقدیر یا بخت و اتفاق پر جبر و سا کرنا کہ سب سے زیادہ لائق اشخاص ملجایئنگے کافی نہین ہے۔ بلکہ ایسا قاعدہ ہونا چاہیے جس سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہین اب تک تو ایسا ہی ہوا ہے اور اسی وجہ سے ہماری عملداری ہندوستان مین باقی رہی ہے اور اس ملک کی سرسبزی اور خوش انتظامی مین ہمیشہ ترقی ہوتی رہی ہے۔ بالفعل اس قاعدے سے ایسی شدید مخالفت ظاہر کیجاتی ہے اور اسکو مٹا دینے کا ایسا شوق ظاہر کیا جاتا ہے کہ گویا عہدہ داران گورنمنٹ کو اُنکے کام کے لیے تعلیم و تربیت کرنا ایک محض بے دلیل اور غیر واجب امر ہے اور جہلا اور ناتجربہ کارون کے حقوق مین دست اندازی کرنا ہے بعض حضرات ایسے ہین جو یہ چاہتے ہین کہ اعلیٰ درجے کے ہندوستانی عہدے ہمارے متعلقین کو کسی نہ کسی ترکیب سے ملجائین اور بعض صاحب ہندوستان ہی مین موجود ہین اور یہ دعویٰ رکھتے ہین کہ نیل کی کوٹھی یا اٹرنی کے دفتر سے ترقی پاکر جج کا عہدہ پاجائین یا کلکٹر بنا دیے جائین اور اُس مالگزاری کو تشخیص کیا کرین جو کرورہا آدمیون سے سرکار کو ملنی چاہیے اور ولایت والون اور ہندوستان کے انگریزون مین سرکاری عہدون کے باب مین ایک قسم کی ضمنی سازش ہے اور سول سروس کی تخصیص کی بڑی ہجو و مذمت کیجاتی ہے اگر سول سروس کی تخصیص اُن لوگون سے جنھون نے امتحان مقابلہ پاس کیا ہے منتقل ہو سکے ہے کہ جوڈیشل عہدون کی تخصیص بارسٹرون سے کردی جاوے اور اس تخصیص کو موقوف کر دینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مثلاً ججی کے عہدہ پر وہ صاحب تشریف لائینگے جنکے دوست آشنا صرف اتنی تصدیق کر دینگے کہ اُنھون نے کبھی کبھی بلیک سٹن صاحب کی کتاب اصول قانون کو دیکھ لیا ہے

اگر یہ طریقہ کبھی اختیار کیا جاوے کہ اس ملک سے لوگ ہندوستان مین بھیجے جائین یا اُنکو وہان جانے کی ترغیب اسلیے دیجاوے کہ وہان پہونچتے ہی بڑے بڑے عہدون پر فوراً مقرر کردیے جائین بغیر اسکے کہ پہلے چھوٹے چھوٹے عہدون پر اپنا کام سیکھ چکے ہون تو بڑے بڑے عہدے اُن بے فکرون کو ملجائینگے جو اُس ملک (ہندوستان) سے یا وہان کے کام سے کوئی تعلق بحیثیت پیشہ کے نہین رکھتے ہین اور وہان کے حالات سابقہ سے واقف نہین ہین اور اسی فکر مین رہتے ہین کہ جلدی سے روپیہ کماکر اپنے وطن کو واپس جائین۔ اُس ملک کی جان بچنے کی یہی صورت ہے کہ جو لوگ اسکا انتظام کرتے ہین وہ جوانی مین صرف بطور امیدوارون کے وہان بھیجے جائین اور ملازمت سرکاری کے نیچے کے زینہ سے اوپر چڑھنا شروع کرین اور اُنکا آگے بڑھنا یا نہ بڑھنا اسپر موقوف رکھا جاوے کہ ایک مدت مناسب کے بعد وہ اپنی لیاقت کو ثابت کرین یا نہ کرین ایسٹ انڈیا کمپنی کے قاعدہ مین یہ عیب تھا کہ اگرچہ بڑے بڑے عہدون کے لیے سب سے زیادہ لائق آدمی باحتیاط تمام تلاش کیے جاتے تھے تاہم اگر کوئی عہدہ دار ملازمت سرکاری مین قائم رہتا تھا تو آخر کو کسی نہ کسی صورت سے ترقی ضرور پاتا تھا اور اسمین لائق اور نالائق سب برابر تھے۔ چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ عہدہ داران سرکاری کی ایسی فوج مین جو کم لیاقت آدمی ہوتے تھے وہ اپنے کام کو سیکھ چکے ہوتے تھے اور اُسکو اپنے افسر اعلیٰ کی ماتحتی مین چند سال تک نہایت قلیل مشاہرہ پر انجام دے چکے ہوتے تھے اور اسمین کچھ اُنکی ذلت نہ تھی۔ گو اس باعث سے یہ خرابی کم ہوگئی تھی تاہم بہت باقی تھی کہ جو شخص ایک اسسٹنٹ کے کام سے بہتر کام کے لائق کبھی نہو جاوے

وہ عمر بھر اسسٹنٹ ہی رہے اور لڑکے جونیر عہدہ دار ترقی پاکر اُسکے اوپر چلے جائین
سوائے اس عیب کے میرے علم ویقین مین اور کوئی عیب ہندوستانی عہدون کے
قدیم قاعدہ مین نہین ہے اور اس قاعدہ مین سب سے بڑی اصلاح جو ممکن تھی
وہ بھی ہوگئی ہے یعنی اصل امیدوار انتخاب مقابلہ کے ذریعہ سے منتخب کیے جاتے
ہین اور اسمین ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اعلی درجے کے لائق اور محنتی آدمی سرکاری
عہدون پر مقرر ہوتے ہین دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس قاعدہ کے بموجب سرکاری
عہدون کے امیدوارون مین اور اُن اشخاص مین جنکی رائے سے وہ عہدے
دیے جاتے ہین کوئی رشتہ قرابت وغیرہ نہین ہوتا ہے۔

یہ امر ہرگز خلاف انصاف نہین ہے کہ وہ عہدہ داران سرکاری جو اس
طور سے منتخب کیے جائین اور سکھائے جائین خاص کر اُن عہدون پر مقرر کیے جائین
جنمین ہندوستان کے حالات سے خاص واقفیت اور تجربہ کی ضرورت ہے۔
اگر بڑے بڑے عہدون کا دروازہ بغیر اسکے کہ پہلے چھوٹے عہدون پر کام کیا ہو گو ہے
ہا سے بھی کھولدیا جاے تو معزز اشخاص ہمیشہ اسکی کنڈی کھڑکھڑایا کرینگے اور اُسکو
بند رکھنا محال ہوجائیگا۔ اِس قاعدہ سے صرف اُس عہدہ کو مستثنے کرنا چاہیے جو
سب سے اعلی ہے یعنی ہندوستان کا ویسرائے وہ شخص ہونا چاہیے جو سب
انگریزون سے زیادہ عام لیاقت حکمرانی کی رکھتا ہو کیونکہ اگر وہ ایسی لیاقت عامہ
رکھتا ہے تو اور لوگون کو دیکھکر فوراً پہچان جائیگا کہ مختص المقام معاملات کا وہ
خاص علم اور تجربہ رکھتے ہین جسکے حاصل کرنے کا موقع خود اُس ویسرائے کو نہین ملا ہے
اِسکے عمدہ وجوہ موجود ہین کہ ویسرائے باقاعدہ سروس کا ایک ممبر کیون نہو

دلا خاص صوبون مین ہر قسم کے عہدہ داران سرکاری مین کم و بیش فریقی تعصبات ضرور ہوتے ہین جنسے نائب السلطنت کو بری ہونا لازم ہے۔ اور جن لوگون نے اپنی عمرین ایشیائی ملکون مین بسر کردی ہین چاہے وہ کیسے ہی لائق اور تجربہ کار ہون مگر غالباً انکے یورپین خیالات امور عامہ سیاست کی نسبت ایسے عالی نہو سکینگے مگر نائب السلطنت کو لازم ہے کہ ایسے خیالات کو ولایت سے اپنے ساتھ لیجا کر ہندوستان کے تجربہ کے نتایج کے ساتھ آمیختہ کرے۔ علاوہ برین چونکہ ویسرا ایک غیر فرقہ کا آدمی ہوگا لہذا اپنی ذاتی جنبہ داریون کو سرکاری عہدون پر لوگون کو مقرر کرنے مین کمتر دخل دیگا۔ یہ ایک بڑا ضامن اس بات کا ہے کہ مربی گری ایمانداری سے عمل مین لائی جاے اور اُسکی تکمیل اس انتظام مین خوب ہوگئی تھی جسمین بادشاہ وقت اور ایسٹ انڈیا کمپنی دونون کی شرکت تھی گورنر جنرل اور گورنران بمبئی و مدراس وہ حکام اعلی ہین جو سرکاری عہدہ دینے کا اختیار کلی رکھتے ہین اور ان حکام اعلی کو بادشاہ وقت یا وزرار درحقیقت مقرر کرتے تھے اگرچہ باقاعدہ طور سے نہین مقرر کرتے تھے اور درمیانی کونسل اُنکو نہین مقرر کرتی تھی۔ پس ویسرا وہ افسر جلیل القدر تھا جسکو بادشاہ وقت مقرر کرتا تھا اور جو کسی قسم کا ذاتی یا پولیٹیکل تعلق ہندوستان کے سروس یعنی عہدہ داران سرکاری سے نہین رکھتے تھے مگر وہ درمیانی کونسل جسکے اکثر ممبر ہندوستان مین سرکاری ملازم رہ چکے تھے پولیٹیکل تعلقات اس ملک سے رکھتے تھے یا رکھنے کا احتمال تھا۔ انسداد جنبہ داری کی یہ تدبیر بہت ضعیف ہوجاے اگر گورنمنٹ کے ملازمان ملکی جو لڑکپن ہی مین بطور امید وارون کے ہندوستان مین بھیجدیے جاتے ہین اس طبقہ یا فرقہ سے لیے جائین

جس سے ویسرائے یا گورنران بمبئی و مدراس لیے جاتے ہین کہ اُس صورت مین تو ابتدائے امتحان بھی اطمینان کے لیے کافی نہو گا۔ کیونکہ اُسکی وجہ سے محض جاہل اور نالائق آدمی تو خارج ہو جائینگے اور عالی خاندان نوجوان بمجبوری اُسی قدر علم اور لیاقت حاصل کرینگے جسقدر اور لوگ حاصل کرینگے اور جو لڑکا بالکل احمق ہوگا وہ ہندوستان کے سول سروس مین اسطرح نہ داخل ہو سکیگا جسطرح حسبِ یعنی پادری کے پیشہ مین داخل ہو سکتا ہے مگر سرکاری عہدہ پر مقرر ہونے کے بعد غیر واجب ترجیح کا کون مانع ہو گا۔ یہ نہو گا کہ جس شخص کے اختیار مین ملازمان گورنمنٹ کا تقرر ہے وہ اُن سب سے محض ناواقف اور ناآشنا ہو بلکہ بعض ملازمان گورنمنٹ ذاتی تعلق اور بہت سے پولٹیکل تعلق اُس سے رکھتے ہونگے۔ پس اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ بعض خاندانون کے آدمی اور اعلیٰ طبقہ کے لوگ عموماً اُن اشخاص کی بہ نسبت جو اُنکے بمقابل ہین بہت جلد ترقی کرینگے اور اُن عہدون پر قائم رکھے جائینگے جنکی لیاقت وہ نہین رکھتے ہین یا اُن عہدون پر مقرر کیے جائینگے جنکے واسطے اُنسے لائق تر آدمی مل سکتے ہین اور جو اُمور فوجی ملازمین کی ترقی مین پیش آتے ہین وہی ملازمان ملکی کی ترقی مین بھی پیش آئینگے۔ اور جو لوگ اپنی سادہ لوحی سے یہ یقین کرتے ہین کہ فوجی ترقی مین کسی کی رعایت اور مروت نہین کی جاتی ہے وہی اِس بات کی بھی امید رکھینگے کہ ہندوستان مین یہ تقررات بلا روے رعایت عمل مین آئینگے میرے نزدیک اُس خرابی کا انسداد کسی عام تدارک سے نہین ہو سکتا ہے جو قاعدۂ موجودہ کے بموجب عمل مین آسکتا ہو اور ایسی کسی تدبیر سے اُس درجہ تحفظ نہو گا جو اُس گورنمنٹ سے جسکا نام دوہری گورنمنٹ رکھا گیا ہے خود بخود ہو جاتا تھا۔

جو امر انگلستان کی گورنمنٹ مین ایک نعمت عظمیٰ سمجھا گیا ہے وہی ہندوستان کی گورنمنٹ کے لیے ایک مصیبت ہوگئی ہے - وہ امر یہ ہے کہ ہندوستان کا طرز حکومت چند اسباب کے جمع ہونے سے اور اِن آلات کو استعمال مین لانے سے جو درحصل ایک اور ہی مقصد کے لیے ایجاد کیے گئے تھے خودبخود اور بلا ارادہ پیدا ہو گیا ہے اور چونکہ وہ ملک جسپر گورنمنٹ ہند کی بقا موقوف ہے ایسا نہ تھا جسکی ضرورتون سے وہ گورنمنٹ پیدا ہوئی ہے جو گورنمنٹ ہند کہلاتی ہے لہذا اُسکے فوائد علی کو اُس ملک کے لوگ نہین سمجھ سکتے تھے ہان اگر وہ فوائد دلائل عقلی سے اُنکو سمجھا دیے جاتے تو شاید وہ مان لیتے - مگر افسوس ہے کہ ہندوستان کی موجودہ طرز حکومت کی تائید مین دلائل عقلی موجود نہین ہین اور جو مفہومات گورنمنٹ کے قرار دیے گئے ہین اُنمین بھی ایسے فوائد گورنمنٹ ہند سے نہین منسوب کیے گئے ہین کیونکہ وہ مفہومات اُن حالات پر نظر کر کے مقرر کیے گئے ہین جو اکثر اعتبارات ضروری سے ہندوستان کے حالات سے مختلف ہین - مگر جیسا انسان کے دیگر افعال مین ہے ویسا ہی گورنمنٹ مین بھی ہے کہ تقریباً وہ سب اُصول جنکو ثبات و قیام حاصل رہا ہے ابتدا مین کسی ایسی خاص صورت کے ملاحظہ کرنے سے ذہن مین آئے تھے جسمین عام قوانین قدرت نے اپنا فعل باجتماع اسباب جدید یا اسباب قدیم کیا تھا - برٹن اعظم اور ممالک متفقہ امریکا کے آئین سلطنت کو دیکھکر گورنمنٹ کے وہ مفہومات قائم کیے گئے تھے جو پشتہا پشت کے بعد اب یوروپ کی قومون کو خواب غفلت سے بیدار کر کے پولیٹکل زندگانی کی سیر دکھا رہے ہین اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے گورنمنٹ کی تقدیر مین یہ لکھا تھا کہ اُسنے سچے معنی اُس حکومت کے بتائے ہین جو ایک مہذب و شائستہ قوم ایک نیم وحشی ملک پر کرتی ہے

اور یہ کام کرکے کمپنی موصوف خود ہی تشریف لے گئی۔ کیا خوب بات ہو اگر اور دوتین پشتون کے بعد فقط یہی نتیجہ تحقیق ایک ثمرہ ہندوستان مین ہماری عملداری کا باقی رہ جاے اور آئندگان ہمارے باب مین یہ کہین کہ حسن اتفاق سے ایسا عمدہ انتظام ہمارے ہاتھ لگ گیا جسکو ہماری عقل ہرگز اختراع نہ کرسکتی اور جب ہماری عقل کی آنکھین کھل گئین تو ہمنے پہلا کام اس سے یہی لیا کہ اُس انتظام کو موقوف کرکے اُن فوائد کو ضائع کردیا جو حاصل ہورہے تھے اور یہ سب اِسوجہ سے کیا کہ ہم اُن اصول سے ناواقف تھے جنپر وہ انتظام موقوف تھا۔ لکن اگر منظور ہے کہ وہ انجام ہونے پائے جس سے انگلستان اور تہذیب شائستگی کی سراسر ذلت اور اہانت متصور ہے تو مقصد برآری کی شکل یہ ہے کہ پولٹیکل خیالات وسیع تر اُن خیالات سے رکھے جائین جو انگلستان یا یورپ کے عملدرآمد سے پیدا ہوسکتے ہین اور ہندوستان کے حالات اور گورنمنٹ ہند کی کیفیات مین اُس سے بہت زیادہ غور وخوض کیا جاے جتنا تعمق وتدبر اسوقت تک انگلستان کے ارباب سیاست نے یا اُن لوگون نے جو اہل انگلستان کو رائین بتاتے ہین کیا ہے فقط۔

تمت بالخیر

بوستان سعدی علیہ الرحمۃ محشی جلی قلم
مخرۂ خوشنویس شمس الدین صاحب —
بوستان محشی متوسط قلم بمراتب بالا —
بوستان محشی ادنی قلم بمراتب بالا مع
تمثیل رنگین —
بوستان محشی متوسط قلم مطبوعہ علوی
بوستان محشی خرد بمراتب بالا —
بوستان محشی خرد مطبوعہ ثمر ہند —
بوستان محشی خرد مطبوعہ نظامی —
باب چہارم ہفتم بوستان در تواضع و فوائد
خاموشی —
بوستان مترجم یعنی اردو نظم شعر بشعر
از منشی گوبند پرشاد فضا —
اخلاق جلالی محشی نفیس خوشخط از
علامۂ دوانی معروف متداول —
اخلاق ناصری — از شیخ نصیر الدین
محقق طوسی —
اخلاق محسنی بحشیہ جدید واضح قلم
مصنفہ ملا حسین واعظ الکاشفی —

معدن الجواہر — مصنفہ ملا مطہر زری مکارم
اخلاق میں —
مثنوی سلسبیل — بر وزن موعظت حکیمانہ
از حکیم سید حسین امروہوی —
نکات احسانی — در تہذیب اخلاق —
مجموعہ صد پند سود مند — لقمان مع سعادۃ ہم
و رسالہ خواجہ عبید اللہ انصاری و تحفۃ الملوک
و منہاج العابدین —
انوار سہیلی —
نگار دانش —
دستور المعاش —
رسالۂ سیاست مدن —

کتب اخلاق امامیہ فارسی

ابواب الجنان — از مرزا محمد رفیع دو جلدیں

تواریخ شاہان و راجگان فارسی

اکبر نامہ — کامل تین دفتر از شیخ ابو الفضل
وزیر شہنشاہ اکبر صحیح خوشخط —
تاریخ فرشتہ — معروف تا زمانہ سلطان اکبر
طبقات اکبری — از ملا نظام الدین —

متفرقات